

تقریباً ۱۰۰۰ ہزار احادیث سے مزین اکابرین اہلسنت کے اقوال

پہلی مرتبہ علمی مخطوطہ کا اردو ترجمہ

الطَّرِيقَةُ الْحَمْدِيَّةُ
فِي

حَقِيقَةُ الْقَطْعِ بِالْأَفْضَلِيَّةِ

الْمَعْرُوفِ

فَضْلِيَّة سَيِّدِ نَاصِدِ لِقِ اكْبَرِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تصنيف الطيف

محدث من فضيلة الشيخ

علامہ محمد ہاشم پٹھوی
(۱۱۲۶ھ/۱۷۱۲ء)

مترجمہ
مولانا ابوالحسن عظیمی
مدظلہ العالی

فیصل آباد

۱۴۲۸ھ

ماہنامہ اہل سنت

پروڈیوٹس



الطريقة المحمدية
في
حقيقة القطع بالافضلية

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَبْدُوحٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَبْدُوحٌ

تقریباً ۱۰۰۰ ہزار احادیث سے مزین اکابرین اہلسنت کے اقوال

پہلی مرتبہ علمی مخطوط کا اردو ترجمہ

الطَّرِيقَةُ الْمَحْمَدِيَّةُ

فِي

حَقِيقَةِ الْقَطْعِ بِالْأَفْضَلِيَّةِ

الْمَعْرُوفِ

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تصنیف الطیث

مذہب سند فضیلت اشع

علامہ محمد و محمد شام ٹیچر صوفی سندھی رحمہ اللہ
(۱۱۰۴ھ/۱۷۹۳ء)

نظر ثانی

عاطف سلیم نقشبندی

مترجم

مولانا ابن یوسف حنفی

محرم: تخریج وحوالہ جات

فیصل خان صوفی

یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ۰ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جللہ حق تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ

فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

مرثیہ سیدنا صدیق اکبر

علامہ مولانا محمد حامد صاحب دہلوی مدظلہ العالی
۱۱۴۲ھ/۲۰۲۱ء

مترجم
مولانا ابن یوسف حنفی

محزون، تخریج وحوالہ جات

فیصل خان رضوی

نظر ثانی

عاطف الیم تقشبندی

بار اول مارچ 2017ء

پرنٹرز آصف صدیق، پرنٹرز

تعداد 1100/-

ناشر چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول

میاں شہزاد رسول

قیمت = روپے

ملتان بکسٹریو
آج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941

ملنے کے لیے

ملتان پبلی کیشنز

فیسل مسجد اسلام آباد 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

دکان نمبر 5۔ کسٹمر نیو وارد بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

ملتان پبلی کیشنز

یوسف بکسٹریو غزنی سٹریٹ

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروگریسو بکس

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو

محدث بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ
کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی باطنی فیضان کے تصدق
بندہ ناچیز کو دقیق نکات پر اطلاع ہوتی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم اہل سنت و جماعت

فیصل خان

(راولپنڈی)

فہرست

صفحہ	عنوان
15	دیباجہ ----- فیصل خان رضوی
25	اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”مطلع القمرین فی ابانہ سبقتہ العرین“ کو جعلی اور ان کی طرف منسوب یا معروف قرار دینے کی جہارت۔
29	حدیث ”ابو بکر و عمر خیر الاولین والاخرین“ کی سند کی تحقیق
32	متن کی تحقیق
33	اعلیٰ حضرت کے دعویٰ پر اعتراض
35	جواب۔
38	عرب محقق احمد بن محمد الصدیق الغماري کو تفضیلیہ نے اہل سنت کا ایک جید عالم بنا کر پیش کیا ہے۔ یہ ”احمد الغماري“ اہل سنت میں سے نہیں ہے۔
39	احمد الغماري کا صحابہ کرام پر طعن و تشنیع
56 تا 40	احمد الغماري کا علماء اہل سنت و مجتہدین پر طعن
97 تا 59	مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی خدمات۔۔۔ عبد العزیز نہڑیو
99	قلمی مخطوط کے عکس
105	مقدمہ از مصنف ----- علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
265 تا 129	باب اوّل (مرویات حضرت علی رضی اللہ عنہ فی تفضیل سیدنا ابو بکر، شیخین، خلفاء ثلاثہ)
513 تا 267	باب دوم (مرویات صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہ فی تفضیل سیدنا ابو بکر، شیخین، خلفاء ثلاثہ)
515	باب دوم اعتراضات تفضیلیہ مع جوابات ہاشمیہ
517	اعتراض۔ آپ کی مذکور کثیر حدیثیں موقوف ہیں۔

517	جواب۔
519	اعتراض۔ علماء کے قول کے مطابق اس تعداد پر حد تو اتر کر نہیں پہنچتیں۔
519	جواب۔
521	اعتراض۔ احادیث و آثار کی اسناد صحیح نہیں۔
522	تین جوابات
523	اعتراض۔ حدیث پر موضوع ہونے کا حکم ہو تب تو یہ احکام وغیرہ کسی شے میں حجت ہی نہ رہیں۔
524	جواب۔
524	اعتراض۔ وہ حدیثیں اور آثار جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ وہ آپ کی مذکورہ روایتوں کے معارض ہیں۔
527	جواب۔
528	اجمالی جواب کی ۲ قسمیں
530	تفصیلی جواب۔
530	اعتراض۔ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک کو نکلے تو پیچھے اپنی جگہ پر جناب امیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور فرمایا ”اے علی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہما السلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں“ سے استدلال۔
531	جواب۔ یہ حدیث خلفائے ثلاثہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی کو ثابت نہیں کرتی۔
531	۱۲ جوابات

543	اعتراض۔ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں ہوتا۔
544	۳ وجوہات سے جواب
555	اعتراض۔ حضرت ابو بکر کی تشبیہ حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ بندگانِ خدا پر مہربان اور رقیق القلب ہونے میں (تو اس سے افضلیت کیسے ثابت ہوئی)۔
556	جواب۔
556	اعتراض۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک لفظ ”مثل“ اور کاف تشبیہ عموم کو ثابت کرتے ہیں۔
558	۳ نوع سے جوابات
559	نوع ثانی کے ۳ وجوہات
561	نوع ثالث
564	اعتراض۔ ایامِ تبوک میں مدینہ پر خلیفہ بننا سے استدلال
566	۵ جوابات
571	اعتراض۔ غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا ”کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس شخص کے ہاتھ پر فتح دے گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں سے افضلیت پر استدلال۔
571	جواب
574	اعتراض۔ رسول اللہ ﷺ کا غزوہ یمام کے موقع پر وہ فرمان ”جس کا میں مولا ہوں اس کا مولا ہے“ سے افضلیت پر استدلال۔
575	سات جوابات

578	اعتراض۔ حضور علیہ السلام نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "آپ میرے بھائی ہیں" سے افضلیت پر استدلال۔
578	جواب
579	اعتراض۔ "ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے پاس بھنے ہوئے پرندے کا گوشت لایا گیا تو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔ اے اللہ! اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اسے کھائے تب حضرت علی آگئے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ اسے تناول کیا" سے استدلال۔
582	اس کے نو جواب
587	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں مذکورہ احادیث کے علاوہ کچھ اور احادیث لفظ خیر کے ساتھ بھی وارد ہوئی ہیں اور لفظ "خیر" کے افضل التفصیل ہونے میں کوئی شک نہیں۔
590	اجمالی جواب
590	تفصیلی جواب
592	اعتراض۔ اگر ہمیں یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنی دونوں قسموں میں جتنی بھی روایتیں ذکر کی ہیں وہ سب کی سب یا تو لفظ افضل سے وارد ہیں یا لفظ خیر سے یا پھر دیگر اور الفاظ سے اور یہ سارے کے سارے الفاظ مطلق ہیں عام نہیں ہیں لہذا اہلسنت وجماعت کے دعویٰ عمومیت پر تو کوئی دلیل نہیں ہے۔
593	جواب۔ اہلسنت کا دعویٰ افضلیت مطلقہ ہی کا ہے عامہ کا نہیں ہے۔ کیونکہ احادیث میں مذکور الفاظ مطلقہ ہی ہیں عامہ نہیں ہیں۔
594	جواب۔ مطلق اپنے فرد کامل کی طرف۔

595	جواب۔ علماء میں سے کسی کے درمیان بھی اکثریت ثواب والے معنی میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ حضرت ابو بکرؓ جناب علیؓ سے ہر ہر فضیلت میں افضل ہیں۔
599	اعتراض۔ احادیث میں لفظ ”ثم“ اپنے مدلول کے معطوف علیہ سے قریب ہونے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا یہ جناب علیؓ کے جناب صدیقؓ پر بلند مرتبہ ہونے کے معنی کو مقید ہو۔
599	اس کے نو جواب
601	جواب۔ گر ہم تنزل اختیار کرتے ہوئے یہ فرض کر لیں کہ یہاں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے تو پھر کوئی شک نہیں کہ حدیث کا معنی یہ ہو گا کہ جناب ابو بکرؓ کا مرتبہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بھی کم ہے اور یہ دونوں ان سے زیادہ افضل ہیں
605	اعتراض۔ حضرت ابن عمرؓ نے خلفائے ثلاثہ کی افضلیت والی احادیث روایت کیں بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا خلفائے ثلاثہ کے بعد دیگر اصحاب رسولؐ کے حوالے سے افضلیت بیان نہ کی جائے۔ آپؐ نے فرمایا علیؓ تو اہل بیت میں سے ہیں علیؓ کو دیگر صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔
606	اعتراض۔ حضرت ابن عمرؓ نے صراحت کر دی ہے کہ فضائل میں جناب علیؓ کو دیگر تمام صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہیں حضور علیہ السلام کے درجے اور ثواب میں ہیں۔
607	اس کے 23 جوابات

614	آیت مذکورہ ”والذین امنوا و تبعہم۔۔ الخ“ کے ساتھ ملانا معنی افضلیت کی بنا پر ہے جیسا کہ مخالف کو یہی وہم ہوا ہے تو پھر اس اثر کی روشنی میں معنی یہ ہو گا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی ذریت میں سے ہے خواہ فاسق، دائمی شرابی زنا کار تکب اور تمام گناہوں کا ہی ریا کیوں نہ ہو وہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے بھی افضل ہے۔ حالانکہ یہ قول باطل اجماع، صریح نصوص اور بد اہت عقل کے خلاف ہے۔
616	حضرت سیدنا موسیٰ و حضرت سید عیسیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام کی غیر نبی ذریت خلفائے اربعہ سے افضل ہوگی حالانکہ یہ اجماع اور صریح احادیث کے خلاف ہے۔
616	اسی تقریر پر تمام مومن فضیلت میں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ملنے والے ہو جائیں گے اور رتبہ کے لحاظ سے خلفائے اربعہ کے مساوی قرار پائیں گے کیونکہ یہ سب ذریت جناب آدم میں اور ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔
618	علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہاں معیت سے مراد حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنا نہیں بلکہ یہ اس جہت سے ہے کہ وہاں پر دے اٹھا دیے جائیں گے۔
619	حضور علیہ السلام کی تمام ازواج مطہرات کے روز قیامت حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ ہی کے درجے میں ہونے میں کیا شک ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ امر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) پر ان کی افضلیت کو مستلزم نہیں۔
626	حضرت عثمانؓ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہوں اور وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ، آپ کے درجے میں ہوں اور ابو العاص اپنی اہلیہ سیدہ زینب کے ساتھ ہوں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہوں۔ پھر اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ یہ دونوں افضلیت میں حضرت علیؓ کی مثل ہوں اور پھر شیخین سے بھی افضل ہوں

627	علم اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب ایک زمانہ کے مجتہدین کے کسی مسئلے میں دو قول منقول ہوں تو ان کے بعد والوں کے لیے قول ثالث (تیسرا قول یا کوئی اور قول) کرنا جائز نہیں ہے تاکہ یہ پہلے سے موجود اجماع کے خلاف نہ ہو۔
626	اگر بالفرض یہ اثر صحیح ہو تو پھر اس بات پر بھی دلیل ہوگی کہ حضرت عثمانؓ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہوں اور وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ، آپ کے درجے میں ہوں اور ابو العاص اپنی اہلیہ سیدہ زینب کے ساتھ ہوں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہوں۔
630	اعتراض۔ رہا اجماع تو انہیں اشکال اس لیے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں فرمایا ہے کہ اسلاف کا اس حوالے سے اختلاف رہا کہ حضرت ابو بکرؓ زیادہ افضل پھر یا حضرت علیؓ۔
633	جواب۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے یہ جو اختلاف صحابہ والا قول کیا ہے یہ بالکل غلط ہے، ان (ابن عبدالبرؒ) کو وہم ہوا ہے
634	حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول مذکور معتمد و معتبر نہیں۔
636	افضلیت مطلقہ کے مسئلہ میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس معاملے کا دار و مدار نبیؐ و محمدؐ بنی ﷺ سے مروی نصوص پر ہے۔
640	حضرت مولائے کائنات حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریمؓ حنین کریمینؓ سے افضل ہیں۔
640	حضرت علیؓ پر شیخین اور خلفاء ثلاثہ کے افضلیت کو واضح کرنے والی کثیر احادیث متواترہ اور روایات نقل کیں ہیں، وہ افضل الناس اور افضل الامتہ کے الفاظ سے وارد ہیں۔ اور یہ الفاظ عام ہیں لہذا یہ ساری کی ساری احادیث بھی اس پر دلیل ہوئیں کہ خلفاء ثلاثہ حنین کریمینؓ سے افضل ہیں۔

643	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اپنی شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکور کی شرح میں ذکر فرمایا کہ حسین کریمینؑ افضل تو عام اہل جنت سے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام و خلفائے اربعہؑ اس سے مستثنیٰ ہیں۔
644	اعتراض۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب تکمیل الایمان میں علم الدین علامہ عراقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ سیدہ فاطمہؑ اور ان کے بھائی حضرت ابراہیمؑ چاروں خلفاءؑ سے افضل ہیں۔
644	اعتراض۔ امام مالکؒ سے منقول ہے کہا کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے جگر پاروں پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔
645	جواب۔ یہاں ایک خاص وجہ کے سبب افضلیت ہے اور اگر کسی اور وجہ سے مفضولیت ہوگی تو یہ اس کے منافی نہیں۔ چونکہ مذکورہ فضائل میں کثرت ثواب اور اہل اسلام کو نفع کے پہنچانے کا معنی نہیں ہے بلکہ یہ نبی شرف اور ذاتی جوہر کہ عظمت کے حوالے سے ہیں۔
645	علامہ عبد الرؤف مناویؒ نے بھی نمودج اللیب کی شرح میں اسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں: علم الدین عراقیؒ کا یہ قول پسندیدہ نہیں ہے۔
647	مصنف فرماتے ہیں ان سب علماء کے جواب کا خلاصہ یہ نکلا کہ خلفاء اربعہؑ سیدہ فاطمہؑ اور ان کے بھائی حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حسین کریمینؑ سے فضیلت کلی کے ساتھ افضل ہیں۔
649	حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ سے افضل ہیں۔

دیباچہ

از قلم: فیصل خان رضوی

امت مسلمہ ہر دور میں کسی نہ کسی علمی زوال و افتراق کا شکار رہی ہے۔ مگر ہر دور میں علماء حق نے ایسی آزمائشوں کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ مسلک حق اہل سنت و جماعت کے علم کو اونچا رکھنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ چاروں ائمہ اہل سنت پر جس قسم کی تکالیف آئیں یہ کسی اہل علم پر مخفی نہ ہوگا۔ مگر قربان جاسیے ان نفوس قدسیہ پر کہ ان کے پایہ استقلال میں ذرا بھرنی نہ آئی اور پھر ہندوستان میں جس طرح امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی فتنوں کا ایک وقت مقابلہ کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب اس قسم کے علمی اغلط کا وقت آئے تو ہمیں اپنے اسلاف کی ہمت اور استقلال کو اپنی مشعل راہ بنانا چاہیے۔

افضلیت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ جس پر نام نہاد سنی (تفضیلی) حضرات کے کسی بھی مسلمہ شخصیت نے سرمو انحراف نہ کیا۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے مسئلہ افضلیت شیخین جو کہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے پر اغترافات اٹھا کر اس اجماعی عقیدہ کو مشکوک بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے جس سے عوام و خواص میں تشویش کی لہر کا دوڑنا ایک فطری امر تھا۔

دور حاضر میں اس مملکت خداداد میں قریباً عرصہ ۴ سال قبل سے شروع ہونے والا نہایت خطرناک فتنہ تفضیلیت ہے۔ راقم نے حتی المقدور کوشش کی کہ اس مسئلہ (تفضیل) کا علماء اہل سنت و جماعت مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مسئلہ کی وجہ سے ہم مزید دھڑے بند یوں میں تقسیم ہو جائیں۔

راقم نے اس مسئلہ پر ۳ کتابیں رقم کیں اور تفضیلیوں کے تمام سوالات کا پر مغز جواب دیا۔

مسئلہ تفضیل پر راقم کی کتابوں میں:

”زبدۃ التحقیق کی مسئلہ احادیث کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“

”مسئلہ افضلیت پر اجماع امت“

”نہایۃ الدلیل“

شامل ہیں۔ جو کہ عرب کے مشہور تفضیلی عالم شیخ سعید مدوح کی کتاب ”غایۃ التبحر“ کا جواب ہے۔

تفضیلی حضرات نے دلائل اور اجماع امت کو تسلیم کرنے کی بجائے کچھ نام نہاد قلم کاروں سے اس مسئلہ پر قلم اٹھوایا۔ ان قلم کاروں نے مسئلہ ہذا میں اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے اس اجماعی مسئلہ کو متنازعہ بنا دیا۔ ان لوگوں میں شیخ محمود سعید مدوح اور عرب عالم ”احمد بن صدیق الغماری“ کے نام بہ فہرست ہیں۔

زیادہ اچنبے کی بات یہ ہے کہ مسئلہ افضلیت کو آڑ بنا کر صحابہ کرام پر لعن طعن اور عامیانہ حملے استعمال کیے جاتے ہیں۔ تفضیلیہ حضرات اکثر ایسے مسائل کو متنازعہ بنانے میں مصروف عمل رہتے ہیں جن پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ بہر حال اہل سنت کا منہج اور عقیدہ سب پر واضح ہے جس کی مخالفت صرف ایک شاذ کوشش کے علاوہ کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔

قارئین کرام! یہ لوگ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل کی آڑ میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن اس لیے کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے کی کوشش کرے گا اور خصائص علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرے گا تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ دیکھو یہ شخص نا صبی ہے اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت ہے اسی لیے تو اعتراض کر رہا ہے۔

ابھی یہ قصہ تمام نہ ہوا تھا کہ اسی سلسلہ کی ایک اور ایک کتاب کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی حسن ظن تھا کہ یہ کتاب علماء اہلسنت کی نظر میں آنے کے بعد علماء کرام میں تشویش کی بہر پیدا کر دی گی لیکن

معاملات برعکس رہے نیز یہ کہ جیسے ہی کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو عجب حیرانگی کا عالم تھا کہ اس کتاب میں بھی وکیل ناموس صحابہ دہل بیت جناب شیخ الحدیث علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ”نصب حیدری“ کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ پر نہایت سوقیانہ اعتراضات کیے گئے۔

علاوہ ازیں امام اشعری، امام باقرانی رحمہ اللہ جیسے اکابرین امت پر بھی کچھ اچھالا گیا۔ اس کتاب میں اہل سنت کے دیگر اکابرین کو ڈھکے چھپے لہجہ میں اپنے طعن و تشنیع اور دلی خباثت کا نشانہ بنایا گیا اور کسی بھی شخصیت کو معاف نہیں کیا گیا۔

صحابہ کرام کی تنقیص و تنقید کرنے والوں سے یہ بات بعید نہ تھی کہ اکابرین اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ کی ذات پر تنقیدات نہ کریں۔

قارئین کرام! اگر ہم اس خود ساختہ اصول پر عمل پیرا ہو گئے کہ نبی کریم ﷺ کے قول کے علاوہ سب سے اختلاف ممکن ہے تو پھر دہریت اور لامذہبیت کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ کل کوئی بھی اس بات کو لے کر اپنی بات کو حق ثابت کرے گا اور محدثین اور اکابرین پر کچھ اچھالنا اپنا فرض اولین سمجھے گا۔

تفصیلیہ حضرات سے تقاضہ یہ ہے کہ اگر آپ کو یہ اصول اتنا ہی پسند ہے تو پھر جاوید احمد غامدی مسٹر غلام احمد پر دیز کے عقائد و نظریات پر اتنا براہم کیوں ہوتے ہیں؟ وہ بھی تو یہی راگ الا پتے رہے ہیں کہ بنی کریم ﷺ کے فرمان کے سامنے کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں جناب والا! یہ لوگ تو پھر بھی عصر حاضر اور ماضی قریب کے لوگ ہیں، خوارج نے کیا قصور کیا تھا؟ جو کہتے تھے ”الحکمہ للہ حکم صرف اللہ کا“۔

مسئلہ افضلیت شیخین کریمین انتہائی اہم نوعیت کا حامل ہے اس ضمن میں جب تک اس مسئلہ کا جائزہ ہر جہت و زاویہ سے نہ لیا جائے تو اس مسئلہ کی بعض پیچیدگیاں بلجھنا ایک مشکل کام ہے۔ لہذا اس

مسئلہ کی حساسیت اور اس کے بعض گوشوں کا انتہائی علمی مسائل سے متعلق ہونا، تفصیلی حضرات کو خاطر خواہ نتائج مہیا کرنے میں مفید رہا ہے۔

کمی بھی شخص کو گمراہ کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ ایسے شخص پر اس کا عقیدہ مشکوک کر دیں اور اسے شکوک و شبہات میں ڈال دیں۔ کیونکہ جب انسان شک میں پڑ جاتا ہے تو پھر اسے اپنی طرف راغب کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ مسئلہ افضلیت کے بارے میں تفصیلی حضرات طرح طرح کے سوالات اٹھا کر آپ کو سوچنے پر مجبور کر دیں گے اور پھر آپ کے لیئے ان کا موقف ماننا آسان ہو جائے گا۔ لہذا ایسی صورتحال میں آپ صرف اور صرف اکابرین اور جمہور امت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں کیونکہ ہماری عقل و فراست سے کہیں زیادہ فہم ہمارے اکابرین کا تھا اور وہ اس مسئلہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ہمارے عقیدے کے امام مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ کے عقیدے پر ہی اپنا موقف مضبوط رکھیں اور کسی شک و شبہ میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمہور امت کے عقیدے پر رہنے سے انسان خطا سے بچ جاتا ہے۔ اگر آج کل کا کوئی مولوی یا عالم یہ کہے کہ اُس کے پاس کثیر کتابیں اور مطالعہ ہے لہذا اُس کا موقف درست ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطالعہ کے علاوہ ایک اہم چیز ہے اور وہ ہے فہم و فراست۔ جس عالم کا فہم و فراست صحیح نہ ہو تو اس کا مطالعہ اسے کوئی نفع نہیں دیتا بلکہ وہ خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے مگر ساتھ ساتھ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ لہذا اپنے بزرگوں کے عقیدوں پر یقین کریں اور نام نہاد تحقیق میں اپنے آپ کو شک کی وادیوں میں بھٹکنے سے بچائیں۔

لہذا مسائل اعتقادِ دیہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے عوام و خواص کے لیے یہ مسئلہ ایک اہم نوعیت کا حامل ہے۔ اس سے قبل کہ اس مسئلہ پر اپنی معروضات قلمبند کروں چند اہم اصول و ضوابط پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ مسئلہ افضلیت میں الجھنے سے بچنے کے لیے یہ بہت اہم ہے کہ مندرجہ ذیل اصولوں کو اپنے پیش نظر رکھا جائے ورنہ تفصیلی حضرات آپ کو تشویش کی گہری کھائی میں گرا کر مزے سے آپ کا عقیدہ

غراب کر دیں گے۔

۱- صحابہ کرام میں خاص خاص خوبیاں موجود تھیں۔ کسی میں کوئی خاص خوبی ہے جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی تو کسی میں کوئی اور خاص خوبی ہے۔ لہذا ہر صحابی میں کسی نہ کسی جہت میں منفرد خوبی پائی جاتی ہے۔ مگر اس جزئی فضیلت سے کسی کو مطلقاً افضل نہیں کہا جاتا۔

۲- یہ یاد رہے کہ اہل بیت اطہار کے فضائل کثرت سے ثابت ہیں۔ جن شخصیات کے رگوں میں وہ خون ہے جو نبی کریم ﷺ سے بنا۔ اُن کو دوزخ کی آگ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ ہمارے سردوں کے تاج اہل بیت کرام ہیں۔ اُن کی تعظیم و ادب اہم ہے۔ مگر شریعت میں مدارِ افضلیت نسب و جزء ہونا نہیں بلکہ تقویٰ اور مزیت دین ہے۔ اس کی مثال ملاحظہ کریں۔ اگر نسب و جزئیّت مدارِ افضلیت ہوتا تو حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو مولیٰ علی المرتضیٰؓ پر تفضیل و افضلیت ہوتی اور اسی اصول کی وجہ سے امام حسن اور امام حسینؓ کو مولیٰ علی المرتضیٰؓ پر فضیلت ہوتی۔ حالانکہ یہ بات خود تفسیلیوں کو بھی قبول نہیں ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو حسینؓ کریمینؓ پر فضیلت و تفضیل دی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ افضلیت کا دار و مدار نسب نہیں ہے۔ یہ نکتہ یاد رکھنا بڑا اہم ہے اور اکثر تفسیلیں اس نکتہ کو استعمال کرتے ہیں۔

۳- کسی صحابی میں ایک فضیلت ہے تو دوسرے صحابی میں دوسری فضیلت۔ مگر یاد رہے کہ بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و مقام پالیتی ہیں کہ وہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزاروں نیکیوں پر غالب آتی ہے۔ مثلاً ایک لمحہ جہاد میں حصہ لینا ہزاروں دن کی عبادت اور ایک رات جہاد میں گزارنا ہزاروں دنوں کے روزے اور ہزاروں راتوں کے قیام سے افضل اور زیادہ ثواب کے حامل ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم، ابو بکر کا ایک دن اور رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔“

۴- جب انسان مقام ولایت تک پہنچتا ہے تو سب اولیاء اس مقام پر برابر ہوتے ہیں۔ مگر جب انسان مرتبہ فنا فی اللہ سے آگے بڑھتا تو وہ سیر فی اللہ کے مقام پر آتا ہے جب ماسویٰ اللہ آنکھوں سے گر

جاتا ہے۔ اسی سیر فی اللہ کے مقام پر قرب خدا (یعنی اللہ سے نزدیک ہونا) معلوم ہوتا ہے۔ جس کی سیر فی اللہ زیادہ ہوگی اسی شخص کو اللہ کا قرب زیادہ ملتا ہے۔ پھر بعض بڑھتے ہوئے سیر من اللہ کے درجے پر پہنچتے ہیں اور سلسلہ بیعت رواج پاتا ہے۔ یہ ایک الگ فضیلت ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے (یعنی سیر من اللہ) بڑھ جائے۔ دیکھیے جیسے مولا علیؑ کے خلفائے کرام میں امام حسینؑ اور خواجہ حسن بصریؒ کو مرتبہ ارشاد و فرقہ خلافت ملا اور حضرت امام حسنؑ سے کوئی سلسلہ بیعت نہ ملا۔ حالانکہ امام حسنؑ کا درجہ اور قرب الہی حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے بالیقین اعلیٰ اور افضل ہے۔ اور احادیث میں بھی امام حسنؑ کا درجہ امام حسینؑ سے افضل منقول ہے۔

۵۔ شجاعت، سخاوت اور معاملہ فہمی بھی مدارِ افضلیت نہیں ہیں۔ ان فضائل میں تو غیر مسلم بھی اہل اسلام کے ساتھ شریک ہیں۔ حکومت اور معاملہ فہمی میں حکومت کسری مشہور تھی۔ شجاعت رستم پہلوان کی مشہور ہے اور حاتم طائیؑ کی سخاوت بڑی مشہور ہے اور پھر صحابہ کرام میں ایسے فضائل کی وجہ سے تقابل کرنا ان کی شان میں گستاخی ہے۔ لہذا جب کسی تفضیلی کو ان امور کی وجہ سے بڑک مارتے دیکھیں تو فوراً وہیں ردک دیں۔ کیونکہ ان مندرجہ بالا امور میں افضلیت کا دار و مدار رکھنا غلط ہے۔ ہاں جزئی فضیلت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۶۔ بنی سے رشتہ داری عظیم سعادت ہے مگر یہ باتیں امورِ خارجیہ ہیں نہ کہ محاسن ذاتیہ یعنی (ذاتی فضائل) لہذا کسی بنی کے اہل و عیال کی برائی سے نہ بنی کی ذات پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ہی بنی کے رشتہ داری اچھائی اور مرتبہ سے بنی کی شان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی لیے شیخین کریمینؑ پر حضرت عثمانؓ کو کسی نے افضل نہیں کہا حالانکہ شیخین کی بیبیاں خاندانِ نبوت سے نہ تھیں اور حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ لہذا بیوی اور اولاد میں باہم تقابل اور موازنہ کر کے تفضیل کے مسئلہ پر دلیل بنانا بالکل ایسا ہے جیسے تصویر پر بنے بادلوں سے بہار مانگنا۔ یہ یاد رہے کہ جہاں تفضیل دوسرے دلائل سے ثابت ہو وہاں تائید میں یہ امور پیش کر سکتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو مستقل

دلیل بنانا غلط ہے۔ مثلاً حضرت نوخ کی بیوی اور بیٹا کافر تھے مگر ان کی وجہ سے حضرت نوخ کے فضل میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اسی طرح حضرت یعقوب کی بیویاں اور بیٹے صالحین مومنین تھے اس سے ان کا مرتبہ حضرت نوخ پر کیسے بڑھ سکتا ہے۔ (ملخصاً مطلع القمرین لا امام احمد رضا خان بریلوی)

۷۔ شروع میں مسئلہ تفضیل میں ۲ مذاہب تھے۔ اہل سنت حضرات شیخین کو تمام صحابہ سے افضل مانتے تھے اور تفضیلیہ مولا علیؑ کو افضل مانتے تھے۔ مگر زمانہ کے ساتھ ساتھ ان ۲ مذاہب سے ۴ مذاہب ہو گئے۔ اہل سنت میں بعض لوگوں نے من کل الوجوہ شیخین کی افضلیت کا دعویٰ کیا اور تفضیلیوں میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اہل سنت کی ترتیب مانتے ہیں کہ سب سے افضل صدیق اکبرؑ ہی ہیں۔ مگر فلاں حیثیت سے اور دوسری حیثیت سے حضرت علیؑ افضل ہیں۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ دعویٰ اس لیے کیا کہ لوگ انہیں اہل سنت کہیں کوئی تفضیلیہ نہ کہے اور موقف تفضیلیہ والا ہی اپناے رکھیں۔ یاد رہے کہ اہلسنت ہرگز کسی ایک خاص جہت یا خاص خصوصیت کی وجہ سے افضلیت صدیقؑ کے قائل نہیں بلکہ وہ تو صدیق اکبرؑ کے افضلیت مطلقہ کے قائل ہیں۔ جب مطلق (بغیر کسی قید کے) افضل کہا جائے تو اس سے مراد صدیق اکبرؑ ہی ہوں گے۔

۸۔ یہ یاد رہے کہ کسی کو افضل ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں:

- (i) نصوص شرعیہ میں یہ لکھا ہو کہ فلاں اکرم و افضل ہے، اور یہ طریقہ بہتر ہے۔ کیونکہ نص حدیث اور روایات میں آنے کے بعد کسی کو چون و چرا کی ہمت نہیں ہوتی۔
- (ii) دوسرا طریقہ استدلال اور استنباط اور تالیف مقدمات کا ہے۔

ان دونوں طریقوں سے افضلیت حضرت صدیق اکبرؑ اور حضرت عمرؓ کی ہی ثابت ہوتی ہے۔

۹۔ یہ یاد رہے کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمین کو ان سے زیادہ نفع پہنچا۔ اختلاف فضل جزی میں نہیں بلکہ فضل کلی میں ہے۔ مطلق طور پر بغیر کسی قید کے جب بھی افضلیت کا اطلاق ہوگا تو وہ شیخین کریمین پر ہوگا۔

۱۷- یہ یاد رہے کہ اکثر تفضیلی یہ بھی کہتے ہیں کہ خلفاء اربعہ سب سے اہل فضیلت و عالی مرتبت تھے۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ ہم کسی ایک کو دوسرے پر تفضیل دیں۔ ہم کیا جانیں کہ کون افضل ہے اور کون مفضول ہے۔ نیز ماسوائے خلفائے راشدین بعض صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ لینے کے بعد سوال یہ کیا جاتا ہے ان میں افضل کون ہے؟ اور مفضول کون؟

جواباً محض اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کرنا کسی بھی طرح قابل ستائش نہیں ہے۔

تو عرض یہ ہے کہ نصوص کے علاوہ اکابر اہل سنت نے شیخین کی تفضیل کا حکم دیا ہے تو ان کی پیروی سے آپ کو کون سی چیز روکتی ہے۔ اور کوئی یہ کہے کہ میں ان کی بات نہیں مانتا تو عرض یہ ہے کہ پھر جناب آپ ان کی کوئی بھی بات نہ مانیں۔ صرف مسئلہ تفضیل میں آپ کو تکلیف کیوں ہوتی ہے۔

۱۸- اگر کوئی کہے کہ کچھ صحابہ تفضیل علی کے بھی قائل تھے۔ عرض یہ ہے کہ اول تو کسی صحابی سے مطلقاً حضرت علیؑ کی افضلیت منقول نہیں ہے۔ کچھ اقوال جو منقول ہیں وہ فضل جزئی کو ثابت کرتے ہیں۔ فضل جزئی میں ہمیں کوئی کلام نہیں ہے۔ دوم اگر بر سبیل تنزل مان بھی لیں تو اجماع صحابہ کے بعد ان صحابہ کرام کے اقوال کی حیثیت اختلافی نہیں رہتی۔ لہذا ایسے اقوال ہمارے موقف کے لیے چنداں مضر نہیں۔ کیونکہ ایسے اقوال شاذ و نادر، مرجوح ضعیف ہیں اور اجماع میں خلل انداز نہیں ہوتے ہیں۔ اگر ایسے شاذ و نادر پر یقین کرنا ہے تو پھر کوئی ایسا مسئلہ شریعت کا کم ہی رہ جاتا ہے جس میں ایسے اقوال موجود اور شاذ نہ ملیں۔ پھر تو جناب آپ کو تقریباً ۲۰ تہائی مسکوں سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

حتیٰ کہ قادیانی بھی اس قسم کے اقوال ختم نبوت اور حیات مسیح کے خلاف اٹھائے پھرتے ہیں۔ ان کا کیا کرو گے؟ اور یہ بھی یاد رہے کہ ایسے اقوال جن میں مولیٰ علی مرتضیٰؑ کے تفضیل بیان کی ان سے تفضیل جزئی ثابت ہوتی ہے نہ کہ افضلیت مطلقہ۔

راقم قارئین کی توجہ دوبارہ معترضین کی طرف مبذول کراتا ہے معترضین کی تحریر کے مطالعہ سے بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تحریر کا مقصد حب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے زیادہ طعن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ معلوم نہیں کہ اہل سنت کے علماء کرام ایسی تحریر کی اشاعت پر کیوں خاموش ہیں؟ اور ہمارے مشائخ نے کیوں لب کشائی سے گریز کیا ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر جو بھی ہو۔ اہل سنت کے جید علماء کرام کو اس قسم کی تحریر و کتاب کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے تھا لیکن ایسا ممکن نہ ہوا۔ ایسی تحریر و تصانیف میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مقام و مرتبہ کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ درج ذیل طور میں چندا اعتراضات کی حقیقت تفصیل سے اپنے قارئین کو مطلع کرتا ہے۔

معترض کی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر جسارت:

ایک نام نہاد محقق نے "امام احمد رضا حنفی پر ایک ظلم" کے تحت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مطلع القمرین فی ابانہ سبقتہ العمرین" کو جعلی اور ان کی طرف منسوب یا محرف قرار دیا ہے۔ اور مؤلف موصوف نے اپنی عالمانہ قابلیت دکھاتے ہوئے اس پر دو ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک اعتراض سند پر ہے جبکہ دوسرے اعتراض کا تعلق متن اور اس کے تضاد سے ہے۔ ملاحظہ کریں۔

اعتراض اول:- (ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اہل السماء و خیر اہل الارض الا النبیین و المرسلین۔ یعنی ابو بکر اور عمر اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ آسمانوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے) یہ موضوع اور جعلی حدیث اس کتاب میں بھی درج ہے جو آج کل مطلع القمرین فی ابانہ سبقتہ العمرین کے نام سے شائع کی گئی ہے اس پر بطور مصنف امام احمد رضا حنفی کا نام ہے۔

اعتراض دوم:- مصنف موصوف لکھتے ہیں! اس لیے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بعد کے کسی شخص نے مخصوص مقصد کی خاطر یہ گھناؤنی کاروائی کی ہے اور ایسا ظلم ہر دور میں ہوس پرست ہر مقبول و مشہور

شخصیت کے ساتھ کرتے رہے ہیں کہ پوری کتابیں لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیں یا پھر من پسند مواد ان کی تصنیف میں گھیسر دیا، بیساکہ اہل مطالعہ پر مخفی نہیں۔

جواب اول:۔ موصوف کا یہ لکھنا کہ اس حدیث کو مطلع القمرین میں نقل کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہے یا پھر اس کتاب کی تحقیق کرنے والوں نے اس کتاب میں تحریف کی ہے (جس پر مصنف نے گھیسر کا لفظ لکھا ہے)۔

ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اہل السماء و خیر اہل الارض الا النبیین و المرسلین۔

(یعنی ابو بکر اور عمر اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں، آسمانوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔)

یہ روایت فتاویٰ رضویہ لایمام احمد رضا جلد ۲۹ میں دو مقامات پر موجود ہے۔ ایک مسئلہ ۱۱۰ کے تحت جلد ۲۹ ص ۷۶ اور ایک عقیدہ سادہ کے تحت ج ۲۹ ص ۳۶۶۔ اگر ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین والی روایت نقل کرنے سے مطلع القمرین کا اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر اسی حدیث کا فتاویٰ رضویہ میں موجود ہونے کی وجہ سے مصنف موصوف کے کلیہ کے مطابق فتاویٰ رضویہ کی جلد ۲۹ بھی اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوا۔ حالانکہ ہر عام و خاص اور اغیار تک کو معلوم ہے کہ فتاویٰ رضویہ کس کی کتاب ہے؟ مصنف کے اگر دل میں بغض اہل سنت نہ ہوتا تو آپ کو عوام الناس اور علماء کے سامنے اتنی ہزیمت نہ اٹھانی پڑتی۔

اگر موصوف نے مطالعہ کیا ہوتا تو انکو یہ عامیہ بات نہ کرنی پڑتی، موصوف کا ذاتی مطالعہ تو کتب اغیار سے آگے بڑھتا نہیں ہے اور موصوف چلے ہیں اعلیٰ حضرت کی کتابوں پر اعتراض کرنے۔ صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ خود اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مطلع القمرین کا ذکر اپنے فتاویٰ رضویہ میں ۸ مقامات پر کیا ہے جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مطلع القمرین اعلیٰ حضرت

کی تصنیف ہے اور اس کتاب کے دیگر استدلال بھی اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اس میں کسی قسم کی تحریف اور گڑبڑ نہیں ہے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ موجودہ نسخہ نامکمل ہے اگر مکمل ہوتا تو فتاویٰ رضویہ کی موجودہ ۲ جلدوں کے برابر کتاب ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کا مکمل نسخہ کہیں سے دستیاب ہو جائے تاکہ ہم اعلیٰ حضرت کے علمی سمندر سے چند موتی چن سکیں۔ (آمین)

جواب دوم: اس حدیث کو معترض موصوف نے علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب "میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۱۱" اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب "لسان المیزان ج ۲ ص ۱۶۷" سے موضوع ہونا نقل کیا ہے۔ اب اس پر موصوف سے چند سوالات کرنے کی جسارت کرنا میرا حق ہے جو کہ الزامی نوعیت کے ہیں۔

نمبر ۱۔ کیا آپ کے نزدیک حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا حدیث پر حکم حجت ہے؟ اور اگر حجت ہے؟ تو پھر آپ نے متعدد روایات خصوصاً "علی سید العرب" پر علامہ ذہبی اور حافظ بن حجر کا حکم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور اگر ان دونوں اصحاب کے حکم حجت نہیں ہیں تو ہمارے خلاف کیوں پیش کیا؟ جواب آپ کے ذمے ہے۔

نمبر ۲۔ "غایۃ التبجیل" مترجم کے ص ۲۴۴ پر محمود سعید مدوح نے اعتراض کیا تھا کہ "علی سید العرب" والی حدیث میں عمر بن الحسن الرحبی پر کذاب کی جرح علامہ ذہبی رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے نہیں کی؟

شیخ محمود سعید مدوح کی اس بات سے معترضین متفق ہیں؟ اگر نہیں تو تردید کریں وگرنہ مدوح کے استدلال پر میرا یہ الزامی سوال ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے راوی جبرون بن واقد کو کذاب کہا؟ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ علامہ ذہبی سے پہلے جبرون بن واقد کو کس نے کذاب کہا؟ اگر آپ کا استدلال "علی سید العرب" کے بارے میں صحیح ہے تو پھر یہ استدلال ابو بکر و عمر خیر الاولین کی روایت پر کیوں نہیں؟

مزید تحقیق یہ کہ علامہ ذہبی نے تو اس راوی کو اپنی کتاب "المغنی فی الضعفاء" ۱۰۸۹ء پر "لبس بشفہ" لکھا ہے۔ پھر اس روایت کو موضوع آپ کیوں مانتے ہیں؟ علامہ ذہبی کی کس دلیل کے تحت اس روایت کو آپ موضوع مانتے پر راضی ہوئے؟ اگر جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس کے متن کی وجہ سے اس کو موضوع قرار دیا ہے تو پھر آپ یہ بات مان لیں کہ محدثین کا حدیث کو موضوع کہنا صرف ہند کی وجہ سے نہیں بلکہ متن کی وجہ سے بھی ہوتا ہے اور دیگر علتوں کی وجہ سے بھی۔

نمبر ۲۔ اگر کسی کتاب میں ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اہل السماء و خیر اہل الارض الا النبیین و المرسلین (یعنی ابو بکر اور عمر اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ آسمانوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے) کی حدیث آجائے تو آپ ایسی کتاب پر محرف ہونے کا قانون نافذ کرتے ہیں اگر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ پر اس حدیث کو نقل کرنے پر اتنا اعتراض ہو رہا ہے تو پھر یہ حدیث جن کتابوں میں درج ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

الموتلف و المختلف ج ۳ ص ۱۰۷ تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۹۵، محض الصواب ص ۲۳۵، تاریخ بغداد ۶۵: ۷، کنز العمال ۳۲۶۴: ۱، الصواعق المحرقة ص ۲۱۹، لوامع الانوار ج ۲ ص ۳۲۲، لفتح البکر ۱۰۵: ۱۰، جامع الاحادیث ۲۳۱: ۲، جمع الجوامع سیوطی ۲۳۰: ۲۔

بلکہ علامہ حافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الرد فی الاشیق" ص ۸ پر اس حدیث کو اپنے دلائل میں درج کیا ہے۔ اگر ہمت ہے تو حافظ سیوطی، خطیب بغدادی، حافظ ابن عساکر، اور امام دارقطنی رحمہم اللہ پر بھی الزام لگادیں۔ حالانکہ معترضین خود علامہ سیوطی سے حدیث کی تحسین اور تصحیح نقل کرتے ہیں اور اس پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

نمبر ۳۔ اگر موضوع روایت نقل کرنے پر مصنف موصوف اتنے سیخ پائیں تو پھر مخالفین کی اپنی پیش کردہ روایت میں اکثریت موضوع روایات میں جن کا موصوف کو یقیناً علم ہوگا اس پر خاموشی کیوں؟ اگر

ان روایات کے موضوع ہونے کا علم نہیں تھا تو کم علمی لازم آئی اور اگر علم تھا تو خیانت لازم آئی۔

ہماری اس الزامی گفتگو سے یقیناً موصوف کو اپنے اعتراضات پر نظر ثانی کرنے کا سوچنا چاہئے۔ اس کے بعد ہم اس اعتراض کے تحقیقی پہلو کی طرف اپنے قارئین کو متوجہ کرتے ہیں۔

حدیث ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین کی سند کی تحقیق:

۱۔ ہمیں یقین ہے کہ علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث پر حکم پوری دیانت داری سے لگایا ہو گا اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کیوں نقل کیا؟ اس حدیث کو محدث بریلوی نے "کنز العمال فی سنن الاقوال" ج ۱۱ ص ۵۶۰ رقم الحدیث : ۳۲۶۳۵ سے نقل کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے وہی اصطلاحات (رمز) حدیث کی کتابوں کے بارے میں لکھی ہیں جو کہ علامہ متقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کنز العمال میں لکھی تھیں۔ اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے علامہ متقی نے یہ حدیث لکھنے کے بعد الحاکم فی المستدرک (الکامل ابن عدی)، خط (تاریخ خطیب بغدادی) کا استعمال کیا ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی رمز اور اصطلاحات استعمال کیے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے اس روایت کو کنز العمال پر اعتماد کرتے ہوئے لکھا اور یہ بات اہل علم پر عیاں نہیں کہ اس وقت برصغیر کے علماء کرام کے حدیث کے نقل کرنے میں کنز العمال پر اعتماد ہوا کرتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حدیث کی بہت ساری کتابیں مخطوطات کی شکل میں تھیں اور شائع نہ ہوئی تھیں اس لیے اکابرین کے پاس اس کتاب کا ہونا کسی نعمت سے کم نہیں تھا کیونکہ اس کتاب میں اسناد درج نہ تھیں اس لئے یہ تحقیق مشکل تھی کہ کون سی حدیث صحیح ہے؟ اور کون سی حدیث موضوع؟ کیونکہ کنز العمال میں اس حدیث کے لئے جو رمز استعمال کیے ہیں ان میں "الحاکم الکافی" کچھ عرصہ پہلے شائع ہوئی اور وہ بھی مکمل نہیں بلکہ ناقص ہے "الکامل ابن عدی" بھی چند ہائی پہلے شائع ہوئی اور یہی حال "تاریخ بغداد" کا ہے۔ اس لئے کسی بھی محقق کے لئے روایات پر تحقیق مشکل نہیں بلکہ ناممکن

تھا اس لئے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے سے پہلے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کر لیا ہوتا تو موصوف قاری صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر ایسے اعتراضات نہ کرتے ۔

۲۔ اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ”کنز العمال“ سے روایت نقل کرنے کا اس کے موضوع ہونے نہ ہونے سے کیا تعلق ہے؟ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ کنز العمال پر ہندوستان کے علماء کا اعتماد اس لئے تھا کہ خود کنز العمال کے مقدمہ میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ انھوں نے یہ کتاب علامہ سیوطی کی کتاب ”جمع الجوامع“ اور ”جامع الکبیر“ وغیرہ کتابوں سے انداز اور اختصار کیا ہے۔ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں لکھتے ہیں!

”جامع صغیر اور جمع الجوامع علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن میں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا اور تمام قولی و فعلی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کرنے کا سیوطی نے دعویٰ کیا تھا، شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ نے ترویج کی اور انہیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا کام کیا ہے۔ اور کیسے تصرفات (اضافے) کئے ہیں پھر دوبارہ اس میں انتخاب کر کے مکرر حدیثوں کو الگ کیا اور وہ (منتخب کنز العمال) بھی ایک مہذب و منقح کتاب ہے۔“

(اخبار الاخیار ص ۲۵۷-۲۵۸ طبع مجتبائی دہلی)

۳۔ جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ علامہ متقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف کتابوں کا مجموعہ ہے اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے اس کو جمع کیا گیا ہے تو اب اس بات کی تحقیق لازمی ہے کہ علامہ سیوطی کی کتابوں میں درج روایات کے بارے میں علماء کرام کی کیا رائے تھی؟ علامہ شیخ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ دینا پتہ ”جمع الجوامع“ سے نقل کرتے ہیں!

”علامہ سیوطی ایک ایسے طریقے پر گامزن رہے ہیں جس سے حدیث کے صحیح، حسن اور ضعیف ہونے کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر وہ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، متدرک حاکم،

۵۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے احتجاج نہیں بلکہ اس روایت کو دسویں نمبر کی دلیل کے تحت درج کیا ہے اور اس سے قبل متعدد آیات اور ۹ روایات سے استدلال پیش کیا ہے لہذا یہ شور مچانا کہ دیکھو موضوع روایت نقل کر دی موضوع روایت لکھ دی اس شور سے آپ کا مدعا ثابت نہیں ہو گا تحقیق کے میدان میں دلائل کی اہمیت ہوتی ہے نہ کہ پروپیگنڈہ کی۔

اس حدیث کا شاہد اور طرق الدلیلی ۸۳: ۱ پر بھی "ابو بکر و عمر خیر اهل السماء والارض" کی صورت میں بھی موجود ہے۔ اور اس شاہد کا ذکر خود امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جمع الجوامع ۲۲۹: ۲" پر کیا ہے۔

تن کی تحقیق

اس حدیث کے متن پر جناب معترض نے چند اعتراضات کیے ہیں۔

اعتراض: موصوف دلیل دیتے ہیں!

میرے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود اسی کتاب میں اسی حدیث کے برعکس موقف موجود ہے وہ اس طرح کہ اس (جعلی و موضوع) حدیث کے مطابق جو افضلیت کی ترتیب بنتی ہے اس کے مطابق سیدنا ابو بکر و عمر انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اہل آسمان و زمین سے افضل قرار پاتے ہیں اور ان میں ملائکہ بھی شامل ہیں۔

جواب:-

موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب کیا آپ نے بداهت عقلی اور استثناء کے الفاظ کبھی سنے یا پڑھے ہیں؟ اگر آپ پڑھ لیتے تو ایسا اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سید العرب ہونے کے بارے میں مخالفین نے لکھا ہے کہ "معلوم ہوا کہ جو بھی عرب ہے بلا استثناء سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے سید ہیں اور جب عرب کے سید ہیں تو از خود عجم کے بھی سید ہیں، البتہ انبیاء کرام علیہم السلام اس سے مستثنیٰ

ہیں۔

اس مقام پر جب انبیاء کرام کی استثناء ثابت ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اهل السماء و خیر اهل الارض الا النبیین و المرسلین میں ملائکہ مقربین کے استثناء میں کون باعتقلى احتمال اڑے آیا ہوا ہے۔ اور عقائد کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ عام انسان (غیر نبی) عام فرشتوں سے افضل ہے اور عام انسان سے مقربین یا خاص فرشتے افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے دعویٰ پر اعتراض:

موصوف دوسری دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں!

”میرے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود اسی کتاب میں اسی حدیث کے برعکس موقف موجود ہے وہ اس طرح کہ اس (جعلی و موضوع) حدیث کے مطابق جو افضلیت کی ترتیب بنتی ہے اس کے مطابق سیدنا ابو بکر و عمر انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اہل آسمان و زمین سے افضل قرار پاتے ہیں اور ان میں ملائکہ بھی شامل ہیں لیکن دوسرے مقامات پر اس حدیث کے برعکس یوں مرقوم ہے: سلسلہ تفضیل عقیدہ اہل سنت میں یوں منظم ہوا (ترتیب پایا) ہے کہ افضل العالمین و اکرم المخلوقین محمد رسول اللہ ﷺ رب العالمین ہیں پھر انبیاء سابقین، پھر ملائکہ مقربین، پھر شیخین، پھر ختین، پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین۔

(مطلع القمرین فی ابانہ مبقتہ العمرین ص ۱۴۴)

دوسرے مقام پر یوں مرقوم ہے:

عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ ﷺ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام وہ اہل بیت عظام و کافہ مخلوق الی جن و بشر و ملائکہ

سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر تو میں کیا ہوئی؟ تو میں تو عیاذ باللہ جب ہوتی کہ ان تینوں حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولیٰ سے افضل بتاتے۔

(مطلع القمرین فی ابانہ سبقة العمرین ص ۱۴۴)

ان میں سے اول الذکر اقتباس میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر ملائکہ مقربین کی افضلیت کا ذکر ہے اور یہ ترتیب مذکورہ بالا موضوع حدیث کے خلاف ہے اگر امام احمد رضا حنفی کے نزدیک موضوع روایت واقعی فرمان نبوی ﷺ ہوتا تو ان سے کیونکر یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ فرمان نبوی ﷺ سے اختلاف کرتے؟

دوسرا اقتباس نہ صرف یہ کہ مذکورہ بالا حدیث کے خلاف ہے بلکہ وہ پہلے اقتباس کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ پہلے اقتباس میں ملائکہ شیخین کریمین پر مقدم میں اور دوسرے اقتباس میں ملائکہ شیخین کریمین سے تو کیا مولاعلیٰ سے بھی موخر ہیں اس طرح تو مولیٰ علی شیخین کریمین سے افضل قرار پاتے ہیں حالانکہ یہ بات مطلع القمرین کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ خدا را غور کیجئے! کیا ایسے ذہین و فہیم مصنف سے اس قسم کے نیاں اور اس نیاں کے باعث استنبہ بڑے تضادات کی توقع کی جاسکتی ہے؟

جواب:- موصوف اگر ایسے بھونڈے اعتراضات نہ کرتے تو بہتر ہوتا۔ عرض یہ ہے کہ پہلے دونوں اقتباس کے متعلقہ الفاظ کو ایک مرتبہ غور سے پڑھیں۔

اقتباس نمبر ۱:- افضل العالمین و اکرم المخلوقین محمد رسول رب العالمین میں ﷺ پھر انبیاء سابقین، پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختمین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اقتباس نمبر ۲:- ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام و کافر مخلوق الہی جن و بشر و ملائکہ سے زیادہ جانا۔

میں قارئین کو دعوت فکرم دیتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت نے جب اقتباس نمبر ۱ میں ملائکہ مقربین کی تخصیص کر

دی تو دوسرے اقتباس میں تو صرف ملائکہ لکھا ہے اور اعلیٰ حضرت کا پہلے اقتباس میں ملائکہ مقررین کی استثناء سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دوسرے اقتباس میں ملائکہ سے مراد مرسل یا مقرب ملائکہ نہیں بلکہ عام ملائکہ مراد ہیں۔

مزید یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اقتباس نمبر ا کے آگے تشریح کرتے ہوئے کچھ یوں وضاحت کی ہے!

”اور پر ظاہر کہ سلسلہ واحدہ میں مافیہ التفاضل، یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا۔ اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی، اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے، بلکہ وہ دو سلسلے ہو جائیں گے، مثلاً سلسلہ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے، پھر ماہتاب، پھر نجوم، پھر چراغ۔ اور سلسلہ جرح و قتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے، پھر چھری، پھر چاقو۔ اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب، پھر چاقو یا افضل تلوار ہے، پھر چھری، پھر چراغ۔ تو یہ کلام اس کا کلام مجاہدین میں داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا۔ پس بالضرر و رد اسر یہاں بھی ایک ہی ہوگا، اور جس بات میں رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاء، اور انبیاء کو تمام ملائکہ، اور ملائکہ مقررین کو شیخین، پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اسی امر میں شیخین کو جناب عثمان و حضرت مرتضوی پر۔“ (مطلع القمرین)

شاید سادہ لوح عوام کو یہ دھوکا دینے کی کوشش کریں کہ کہاں فرشتے اور کہاں صحابہ کرام۔ لہذا مناسب ہوگا کہ عقائد کی کتب سے اس عقیدہ کو بھی بیان کیا جائے تاکہ عوام الناس کو اطمینان قلب حاصل ہو۔

شیخ عبدالحی محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”خواص بشر (انبیاء و رسل) خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔۔۔ اور عوام بشر (غیر انبیاء یعنی اولیاء اللہ اور اتقیاء) عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ خواص ملائکہ عوام بشر سے افضل ہیں۔ اس

مسئلہ میں ساری اُمت کا اجماع ہے اور کسی کو مجال اختلاف نہیں۔

(تکمیل الایمان ص ۸۱ مترجم مکتبہ نبویہ لاہور)

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوگی کہ موصوف کے تمام اعتراضات باطل و مردود ہیں دراصل مخالفین کو اعلیٰ حضرت کی کتاب مطلع القمرین سے سخت تکلیف پہنچی ہے اس لیے کسی نہ کسی طریقہ سے اس کتاب کو مشکوک کرنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے عوام الناس کے سامنے پیش کر کے اور ڈھکے چھپے الفاظ میں اعلیٰ حضرت علیہ السلام پر طعن کرنے کی مذموم کوشش کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔

اعتراض:- ایک صاحب اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”دوسری موضوع حدیث: اگر آپ غور فرمائیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مذکور پہلی موضوع حدیث کی کوکھ سے حسب ذیل دوسری موضوع حدیث نکالی گئی۔۔۔ یعنی ابو بکرؓ زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکل گیا ہے جو اس کے سینے میں سجا دیا گیا ہے۔۔۔ لیکن افسوس کہ روایت نبوی ﷺ نہیں بلکہ ایک غیر نبی شخص بکر بن عبد اللہ المزنی کا قول ہے۔“

جواب:- عرض یہ ہے کہ ایسی موقوف و مقطوع روایات جن میں عقل و قیاس کا عمل دخل نہ ہو مرفوع حکمی میں شمار ہوتی ہے۔ کہا قال الشیخ المحقق

اعتراض تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ مقطوع ہے۔ انھیں ایک تابعی بکر بن عبد اللہ المزنیؒ کو غیر نبی جیسے نامیاد الفاظ نہ استعمال کرتے۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ وہ غیر نبی تھے مگر تابعی بھی لکھا جاسکتا تھا۔ اگر اصول حدیث کی ابتدائی کتاب جو بچوں کو پڑھائی جاتی ہے کو دیکھ لیتے۔ تو اس روایت کو موضوع لکھنے کی بجائے اس کو مرفوع کہنے پر اعتراضات کرتے۔ مگر ایک تابعی کے قول کو موضوع قرار دینا علم کی سوا کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تابعی کبیر بکر بن عبد اللہ المزنیؒ کے اس قول کی سند جھوٹی نہیں بلکہ حسن ہے۔ اور موضوع تو من گھڑت اور جھوٹ کو کہتے ہیں۔ حالانکہ ایک عالم بعلم کو بھی معلوم

ہوتا ہے کہ اگر کسی قول کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کر دی جائے تو محدثین ان اقوال کی وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث موقوف (صحابی کا قول) یا حدیث مقطوع (تابعی کا قول) ہے۔

اس مندرجہ بالا تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ کی کتاب مطلع القمرین پر اعتراض فضول اور تحقیق کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں۔

تفصیلیہ عرب کے چند تفصیلی علماء کی کتابوں کا ترجمہ کرانے کی کوشش بھی کی۔ ان میں سے احمد الغماری، محمود سعید ممدوح کا نام سرفہرست ہے۔ تفصیلیہ نے احمد الغماری اور محمود سعید ممدوح کو اہل سنت میں شمار کیا جو کہ حقیقت کے برعکس ہے اور تحقیق کے میدان میں ایسی باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے عقائد اہل سنت کے خلاف اور برعکس ہیں۔

تحقیق کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ جو بات حق ہو اس کو بیان کیا جائے نہ کہ دوسرے موقف کو بیان کیا جائے۔ لہذا جس بات کا علم ہو اس کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ارباب اہل علم کے علاوہ عوام الناس بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ عرب محقق احمد بن صدیق الغماری کے بارے میں تحقیق پیش خدمت ہے۔ اس سلسلہ میں حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے اگر اس بابت کوئی اعتراض ہو تو مطلع کریں تاکہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کی جاسکے۔

عرب محقق احمد بن محمد الصدیق الغماری

عرب محقق احمد بن محمد الصدیق الغماری کو تقضیلی حضرات نے اہل سنت کا ایک جید عالم بنا کر پیش کیا ہے۔ میں نے متعدد بار کئی علماء کو اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ یہ ”احمد الغماری“ اہل سنت میں سے نہیں ہے، اور حنفیوں کا تو سخت دشمن ہے بلکہ احناف کا ہی نہیں اکابرین اہل سنت کے بارے میں جو اس نے لکھا ہے وہ پڑھ کر دل خون کے آنسو روئے لگتا ہے۔

ابتداء میں جب علماء کو شیخ محمود سعید ممدوح اور احمد الغماری کے عقائد کا علم نہ تھا تو لاعلمی میں اس کی چند کتابوں کا ترجمہ اہل سنت کی طرف سے پیش کیا گیا مگر اب جب اسکے عقائد کا پردہ چاک ہو چکا ہے تو اس کو اہل سنت میں شمار کرنا بڑی بد نصیبی اور قلم عظیم ہے۔

غماری صاحب کے عقائد کا جائزہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ وہ صحابہ کرام اور جمہور اہل سنت کے بارے میں کیا موقف رکھتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

احمد الغماری اپنی کتاب البحر العمیق ص ۳۸ پر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

الطاغیۃ معاویہ قبحہ اللہ ولعنہ۔ یعنی ظالم معاویہ اللہ کی طرف سے اس پر برائی اور لعنت ہو۔

حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ

احمد الغماری اپنی کتاب الجوہر العطار ج ۲ ص ۲۷۶ پر لکھتے ہیں:

وكان مع شديد العداوة لعلی عليه السلام وآل بيته الكرام۔

یعنی ان کی حضرت علی اور اہل بیت اطہار سے سخت عداوت تھی۔

اور اپنے ایک رسالہ جو انھوں نے الفقیر محمد الفلاح کی طرف لکھا اس میں رقم طراز ہیں۔

كافر منافق۔ یعنی یہ کفر اور منافق تھے۔

اپنی کتاب الجوہر العطار ج ۱ ص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

وسفك دماء كثيرة ظلماً عداوياً۔ اور بہت ساروں کا خون ظلم اور دشمنی میں بہایا۔

اور اسی صفحہ پر ایک حدیث لکھی ہے أن سمرة بن جندب في النار۔ یعنی حضرت سمرة بن جندب

آگ میں ہے۔ جبکہ اس حدیث کو علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۸۴ پر موضوع

لکھا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

احمد الغماری اپنی کتاب البرہان الحلی ص ۶۲ پر لکھتے ہیں۔

ابن عربی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فكان فيه ناقلاً من غير ذوق ولكنه علم لكونه

سمعه من النبي ﷺ قال احمد الغماري. أي بخلاف على عليه السلام فانه كان حاملاً

له عن ذوق فلذلك كان امام العارفين ومرجعهم دون غير۔

یعنی حضرت علی کے مخالف تھے اور یہ غصہ ان کی طبیعت میں تھا۔

اس بات پر انکے شاگرد شیخ ابو خضر تعلیقاً لکھتے ہیں!

تأمل سوء ادب هذا المنحرف مع ابی هريرة و موافقة المؤلف الذواق له۔

یعنی یہ ادب کے خلاف ہے اور یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے اور اس کی طرح کی دیگر باتیں مؤلف کی طبیعت میں ہیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن الصدیق الغماری صاحب اپنے بھائی کی کتاب الباحث ص ۱۶ پر تعلیقاً لکھتے ہیں۔

وهذا يوجب طعنا في شعبی وفي دينه ويثبت وقوعه في اعراض الابرياء بضرب من التديليس۔

اور یہ بات امام شعبی اور انکے دین میں طعن کو لازم کرتی ہے۔ اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان میں اس کا وقوع ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابن ابی ملکیہ رضی اللہ عنہ

اپنی کتاب جوہر العطار ج ۲ ص ۲۲۷ پر ابو الفرض الاصبہانی کی کتاب الاغانی سے تابعی کبیر ثقہ جلیل حضرت ابن ابی ملکیہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض اور طعن کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

جوہر العطار ج ۲ ص ۲۲۷ پر امام المصنف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

حکایة فيها انه كان مغنيا و كان يتبع المغنين۔

ان کے بارے میں یہ روایت کی گئی ہے کہ ہو گانا گاتے تھے اور گانا گانے والوں کا اتباع کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

غماری صاحب، الجوینۃ الطارح ۳ ص ۶۸ پر لکھتے ہیں:

مع ان الحارث من کبار ائمة الصوفیۃ و اعرف باللہ من امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔
اور یہ کہ حارث الحماہی بڑے ائمہ صوفیاء میں سے تھے اور امام احمد بن حنبل سے زیادہ عارف باللہ تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

الجوینۃ الطارح ۳ ص ۶۲ پر لکھتے ہیں: فانی أراى الفتوى بمذهب ابى حنيفة ضلال۔ اور میں
راے دیتا ہوں کہ ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دینا گمراہی ہے۔

اپنے شاگرد کو ایک سوال کے جواب میں امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں کہا: ”ابی حنیفہ“ یعنی
بدبودار میت کا حصہ۔ (الجواب المستفید ص ۷۳)

جو لوگ اپنے آپ کو حنفی سمجھتے ہیں ان کو کم از ایسے الفاظ استعمال کرنے پر غماری کی تکذیب کرنی
چاہیے۔ مگر افسوس کچھ علماء کرام ایسے ہیں جنہیں چند مسائل سے دلچسپی ہے انہیں نہ اہل سنت کی پرواہ
ہے اور نہ حنفیت کی۔ ان لوگوں کے کان پر جو بھی نہیں رہتی۔ اور عوام الناس میں صرف اتنا کہہ دیتے
ہیں کہ نہیں جناب یہ سخت الفاظ ہیں۔ تف ہے ایسے علمائے کرام پر جو ایسے الفاظ بول کر اس مسئلہ سے
صرف نظر کرتے ہیں۔

امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

جوینۃ الطارح ۲ ص ۲۷۳-۲۷۵ پر لکھتے ہیں۔

قیل لعبد اللہ بن المبارک: من افقه ابو یوسف أو محمد بن حسن، فقال قل ایہا
اکذب؟

اور عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ امام ابو یوسف زیادہ فقیہ ہیں یا امام محمد بن حسن الشیبانی، تو انہوں

نے کہا: یہ پوچھوں کے زیادہ جھوٹا کون ہے؟!
اس قول کے بعد احمد الغماری صاحب لکھتے ہیں:

قلت: لو سئلت أنا لقلت للسائل قل أيهما أفجر أو اشد تلاعباً بدين الله و
الادخلت معهما شيخهما أبا حنيفة، لا بآرك الله في تلك العصبية الغبيضة الضالة
المضلة۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ اگر سوال کرنے والے نے مجھ سے وال کیا ہوتا تو میں سائل کو جواب
دیتا کہ کھو (پوچھو) کہ ان دونوں میں سے فاجر کون ہے اور زیادہ دین کے ساتھ کھیلنے یا مذاق اڑانے
والا کون ہے؟ اور خبردار ان دونوں کے ساتھ انکے شیخ ابوحنیفہ بھی داخل ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہ ہو
اس تعصب، غیباشت، اور ضلالت میں۔

محدث یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

جونہ الطارج ص ۳۱۲ پر لکھتے ہیں:

بصری ناصبی یعنی بصرہ کے ناصبی تھے۔

محدث علی بن الجعد رحمۃ اللہ علیہ

جونہ الطارج ص ۱۱۵ پر لکھتے ہیں۔

كان ناصبياً خبيثاً مثل علي بن الجعد فما حقه الا أن يكون من بني اسرائيل۔ یعنی وہ
خبیث ناصبی تھا محدث علی بن جعد کی مانند اور حق یہ کہ یہ بنی اسرائیل میں سے ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جونہ الطارج ص ۲۱۸ پر لکھتے ہیں۔

كان فيه نوع انحراف عن اهل البيت وميل لاعدوانهم۔

! یہ بات صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اسی تمام جروحات کی حقیقت کے لیے راقم کی کتاب "توثیق صاحبین" ملاحظہ
کریں۔

یعنی اور ان میں اہل بیت سے ایک قسم کی دوری تھی اور یہ اہل بیت کی دشمنی کی طرف مائل تھے۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ

درہ الضعف ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

فهذا من ابن عدی جور یوجب اللومہ یسقط المروءۃ بل والعدالۃ والشقہ۔

یہ ابن عدی کا قلم ہے جو اس کی ملامت کا تقاضہ کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی مروت بلکہ عدالت اور ثقاہت بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

امام ابو زرہ الرازی اور امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ

فتح الملک العلی ص ۹۷ پر لکھتے ہیں۔

کان یسر قان الجرح والکلام علی الاحادیث من البخاری بل ظلماء فی کتاب الکبیر فی الرجال و نسبہ لانفسہما فأمر ا عبد الرحمن بن ابی حاتم أن یأخذ نسخۃ من کتاب البخاری و یسألہما عن الرجال المذکورین فیہ و ہما یجیبانہ بحواب البخاری حتی أتیا علی جمعی الكتاب۔

یعنی یہ دونوں حضرات احادیث پر جرح اور کلام کو امام بخاری سے سرقت کرتے ہیں بلکہ انہوں نے امام بخاری کی کتاب الکبیر فی الرجال میں بڑا قلم کیا ہے کہ ان کی باتوں کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔ انہوں نے عبد الرحمن ابن ابی حاتم کو امام بخاری کی کتاب کا نسخہ لانے کا حکم دیا اور وہ دونوں حضرات سے اس میں مذکورہ رجال کے بارے میں سوال کرتا رہا اور یہ دونوں وہی جواب دیتے رہے جو امام بخاری نے جواب دیا۔ اور پوری کتاب انہوں نے اپنی بنالی۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ

درہ الضعف ص ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

بعد ما ضعف ابن معین، سوید بن سعید: انه صادر عن عصبیۃ و تحامل۔

یعنی ابن معین نے سدید بن سعید کو ضعیف کہا: اور یہ سب کچھ ابن معین سے متعصب اور قلم کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور اپنی کتاب فتح الملک العلی میں ابن معین کی ثقاہت ماننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

حافظ ابن حبان اور حافظ ابن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ
فتح الملک العلی ص ۷۶ پر لکھتے ہیں۔

و من قلة حياء ابن حبان وابن طاہر المقدسی وعدم تعظیمہما الحرمۃ رسول ﷺ ...

مع انه كلا منهما متهم مجروح بل بل رمي ثانيها بالعظائم۔

یعنی ابن حبان اور ابن طاہر المقدسی کی بے شرمی اور رسول ﷺ کی حرمت کی عدم تعظیم دیکھیے۔۔۔ ان دونوں میں سے ہر ایک متہم اور مجروح ہے بلکہ ابن طاہر المقدسی پر تو بڑے سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔

حافظ ابو حفص العبکری رحمۃ اللہ علیہ

جوزئۃ العطار ج ۳ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

وهذا غلو واسراف بل خرف وجنون يدل على ما بلغ اليه التعصب في نفوسهم على آل بيت وشيعتهم۔

یعنی اور یہ حد سے بڑی ہوئی، حد اعتدال سے تجاوز، بلکہ فاسد العقل اور جنون دلالت کرتا ہے کہ آل بیت اور انکے چاہنے والے کا تعصب ان کے نفوس تک پہنچا ہے۔

حافظ ابن بطہ رحمۃ اللہ علیہ

الجوزئۃ العطار ج ۳ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

ابن بطہ الحنبلی الناصبی۔ یعنی ابن بطہ حنبلی ناصبی یعنی دشمن اہل بیت ہے۔

حافظ شیروہ الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسند الفردوس

اپنی کتاب الحنین ص ۱۱ پر لکھتے ہیں۔

ہو عندنا ضعیف وان لم یسمع بذلك المتقدمون۔

یعنی یہ میرے نزدیک ضعیف ہے لہذا متقدمین نے اسی لیے ان سے سماع نہیں کیا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ

اپنے ایک رسالہ جو کہ اپنے شاگرد ابی خزیمہ کو ۲ شعبان ۴۹۱ھ کو لکھا، اس میں رقمطراز ہیں۔

لغة الطحاوی رکیکة بلیدة مخمة معقدة... والطحاوی لو لا حفظه وسعة رواية و
کثرة ایراده للطرق الغریبة و الاسانید المتعددة لما استحق أن ینکر بخیر علی
الاطلاق لفرط تعصبه البالغ به الی حد البقت والهلل والعیاذ باللہ۔

یعنی امام طحاوی کے لغت انتہائی کمزور اور فضول ہے۔ اور وسعت روایت میں اس کا حافظہ بالکل نہیں تھا
اور کثیر طور پر اس نے جو طرق بیان کیے ہیں وہ غریب ہیں۔ اور جو اسانید متعددہ اس نے بیان کیے
ہیں اس کی وجہ سے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ مطلقاً اس کا ذکر خیر کے ساتھ نہ کیا جائے۔ اور اس وجہ سے
بھی وہ تعصب میں ناپسندیدگی اور گمراہی کی حد تک پہنچ چکا تھا۔

امام قرطبی اپنی کتاب ”المحرر العقیق“ ج ۱ ص ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

فان کل عالم لا یعظم الصوفیة فعلمه و بال علیہ وسبب فی جر الضلال الیہ
فتراه لا یحب امثال ابن جوزی والقرطبی صاحب التفسیر۔ اور جو عالم صوفیہ کے علم کی
تعظیم نہ کرے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور یہ سبب ہے اس کو گمراہی کی طرف لے جانے کا پس تو جان
لے گا۔ اور اس کی مثال قابل دید نہیں جیسے ابن جوزی اور امام قرطبی صاحب تفسیر احکام القرآن۔

ابن عبد ربہ صاحب العقد الفرید رحمہ اللہ

جوزہ العطار ج ۲ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں: الخبیث یعنی ابن عبد ربہ گھٹیا ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ

الاقنید ص ۵۵۶ پر لکھتے ہیں: ابن حزم الخبیث یعنی ابن حزم غبیث گھٹیا تھا۔

ابوالطيب الطبري رحمہ اللہ

جونہ العطار میں لکھتے ہیں۔

ان هؤلاء الفقهاء الجہلۃ بالحديث هم الاصل في فساد الدين و ضلال المسلمين والقضاء على الشريعة الاسلامية وانهم ما لكون عند الله تعالى لا محالة۔
یعنی بے شک وہ فقہاء جو علم حدیث سے جاہل تھے یہ دین میں فساد، مسلمانوں کی گمراہی اور اسلامی شریعت میں فساد یا عار کے اصل ذمہ دار ہیں، اور یہ ہر صورت میں اللہ کے نزدیک ہلاک ہونے والے ہیں۔

امام باجی مالکی رحمہ اللہ

اپنے ایک رسالہ جو اپنے شاگرد ابی خنزہ کو ربیع الاول ۸۷۸ھ کو لکھا گیا اس میں رقمطراز ہیں۔
من رأى اقيسة الحنفية و أمثال الباجي من المالكية استجاز لعنهم والحكم عليهم بالمروق من الدين۔
جو حنفیہ اور مالکیہ میں سے علامہ باجی کے قیاس کو دیکھے گا تو ان پر لعنت کے جواز کا اور دین سے نکلنے کا قول کرے گا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

جونہ العطار ج ۲ ص ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

اما جاهل بالحديث والفقہ والانساب۔۔۔ وقع كذاب۔
بہر حال وہ حافظ ابن کثیر حدیث، فقہ اور نسب کے علوم سے جاہل تھا۔۔۔ اور جھوٹا واقع ہوا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ

البرهان الجلی ص ۲۲۳ پر لکھتے ہیں۔

الذهبي الخبيث یعنی امام ذہبی گھٹیا، خبیث ہے۔

امام ابن ابی العز شراح عقیدہ طحاویہ رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک مکتوب ۲۵ ذوالعقدہ ۷۶۷ھ میں اپنے شاگرد ابن ابی خبزوہ کو لکھتے ہیں۔
أما كونه ناصبياً فلا يدخلك شك في ذلك۔

امام ابن ابی العز دشمن ناصبی تھا اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

قطع العروق الورديہ ص ۷ پر لکھتے ہیں۔

ذلك الببتدع الخبيثوه۔ ابن خلدون بدعتی اور خبیث تھا۔

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے مکتوب مورخہ ۴ ربیع الاول ۷۷۲ھ میں اپنے شاگرد محمد الفلاح کو لکھتے ہوتے رقمطراز ہیں۔

مجنون الاشاعره۔ یعنی امام بکی مجنون اشعری تھا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب المثنوی والبتارص ۵۴ میں لکھتے ہیں۔

اهتمه بالحسد والبغضاء الأئمة العرب... أبان فيها عن جرأة خبيثة ووقاحة شنيعة
ائم عرب نے ان کو متہم کیا ہے حسد اور بغض کے ساتھ۔۔۔ اس سے ظاہر ہو جاتی ہے اس کی خباثت
کے ساتھ جرأت کرنا اور بیج چیزوں میں اس کا واقع ہونا۔

حافظ مناوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب الآمال المستطرذہ ص ۲ پر لکھتے ہیں۔

وهو الرجل لا تحقيق معه فيما ينقل أو يقول۔

اور اس شخص کی کوئی تحقیق نہیں جو نقل کر رہا ہے یا جو کہہ رہا ہے۔

امام عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب جوئزۃ العطار ج ۱ ص ۱۴۷-۱۴۸ میں لکھتے ہیں۔

کذب عدو الله افتري ونطق بما يدل على النفاق و موت القلب و فقدان حرم

الاسلام من القلب... هذا المجرم قبحه الله... قبح الله الفجرة المنافقين۔

یعنی امام عبدالغنی نابلسی کذاب اللہ کا دشمن، جھوٹا اور جو کچھ بولتا ہے اس پر دلالت کرتا ہے۔

منافقت پر، اور اسکے مردہ دلی پر اور اس کے دل میں حرمت اسلام کے فقدان پر۔۔۔ یہ مجرم ہے۔

تعالیٰ کی طرف اس پر برائی نازل ہو۔۔ اللہ کی طرف سے اس پر برائی ہو، ناجرول اور منافقوں پر۔

علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ

تمییز تلخیص المفتوح ص ۱۳۹ پر لکھتے ہیں۔

لا یدری الحدیث... صنعة نقل الفروع و اعراب الکلمات من متعصبة الحنفیہ...۔

أنی لحنفی نحوی مورخ جاهل بما سوى ذلك أن يعرف الصحيح من الكذب من

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی امام عینی حدیث کو نہیں جانتے تھے۔۔ فروع اور کلموں کے اعراب نقل کرتے تھے یعنی متعصب

حنفیوں میں سے تھے۔۔۔ اور بے شک حنفیوں کے لیے نحوی اور مورخ تھا اور اس کے علاوہ حدیث

رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹ اور کج کی تفریق سے جاہل تھا۔

امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۶ رمضان ۱۳۷۲ھ میں اپنے شاگرد ابو خیزر کو لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

عندہ ضرب من الجنون والبدعة.. خبیث الباطن

یعنی شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجنون اور بدعتی۔۔۔ کا باطن خبیث تھا۔

علامہ عبدالحی الکتانی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب کشف التار المسبلہ ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

الشیخ اللوطی الجاسوس تارک الصوم و الصلاة قاتل الارواح سفال الدماء سارق الكتب و الاموال نائم النساء و العیال قبحہ اللہ۔

لوٹی، جاسوس، نماز اور روزہ کا تارک، روحوں کا قاتل، خون بہانے والا، بختا میں اور مال چوری کرنے والا، بچوں اور عورتوں سے مقابلہ کرنے والا، اللہ کی برائی ہو۔

اور کشف التار المسبلہ ص ۳۱ پر مزید لکھتے ہیں۔

عبدالحی الخبیث المجرم۔۔۔ ایاہا الخنزیر۔۔۔ ولو کنت فی بلدک فأس لفسوت علیک
یا ابن الکلب۔۔۔۔۔ یا مؤذی المسلمین یا عاق یا زندیق یا ملحد یا جاسوس یا لوطی یا
خنزیر۔

عبدالحی ایک خبیث مجرم تھا۔۔۔ اے خنزیر۔۔۔ اور اگر تو اپنے شہر میں ہے تو تجھ پر بلاکت پر ہو۔۔۔۔۔
اے ابن الکلب۔۔۔ اے مسلمانوں کو ایذا دینے والے، گھر سے نکالے ہوئے، اے زندیق، اے
ملحد، اے لوٹی، اے خنزیر۔

حافظ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک شاگرد کو ایک سوال کے جواب میں مکتوب لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و کتاب الصواعق المحرقة لابن حجر الهيثمی فی قبره مع کتاب سلب الجنان عنه،
وعن صاحبه يدل علی جهل ابن حجر، ونفاقه و ناصبیه۔ (الجواب المستفید ص ۸۱)

اور ابن حجر ہیثمی کی کتاب الصواعق المحرقة قبر میں ہے اسکی کتاب سلب الجنان کے ساتھ اور یہ بختا میں
ابن حجر کی جہالت، اسکی منافقت اور ناصبیت پر دلالت کرتی ہے۔

احمد بن الصديق الغماری کا مسلک:

احمد بن الصديق الغماری ظاہری مذہب یعنی غیر مقلد تھے۔ تقلید کے خلاف تھے۔ انہوں نے تقلید کے رد میں الاقلید نامی ایک کتاب بھی لکھی۔ اور تقریباً ہر کتاب میں مقلد کو باطل اور لاعلم لکھا ہے۔ اور اس کتاب فتح الملک العلی میں بھی مقلد کی تذلیل جا بجا کی ہے۔

احمد بن محمد الصديق الغماری کا علم اخذ کرنا:

احمد الغماری نے اپنا علم اہل تشیع سے اخذ کیا اور ان کی کتابوں سے متاثر ہوئے۔ ان کو بہت سارے اہل تشیع سے علم اخذ کرنے کا موقع ملا ان لوگوں میں شرف الدین البنانی جو کہ ”ابو حریۃ شیخ المضیرۃ“ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔ اور محسن الامین العالمی البنانی صاحب کتب ”الحصون المنيعة، کشف الارتياب اور اعيان الشیعة“۔ ان کی کتابوں کا تذکرہ خود احمد بن الصديق الغماری نے اپنی کتاب ”فتح الملک العلی“ میں بھی تذکرہ کیا ہے۔

حدیث کی تحقیق میں رجحان:

ان کی کتابوں سے پڑھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ صحیح احادیث کو اپنے مسلک کے مطابق ضعیف کہتے اور ضعیف بلکہ موضوع روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مثال کے طور پر احمد الغماری فضائل شام کے بارے میں وارد شدہ روایات جو کہ صحیح اور مشہور ہیں ان کو ضعیف اور موضوع کہتے تھے جو کہ ان کی کتاب الجونہ العطار جلد ۲ سے ثابت ہے۔

احمد ابن الصديق الغماری کی تناقضات:

حدیث کی تصحیح اور تضعیف میں راویوں کے احوال اور انکی توثیق و تضعیف ایک اہم معاملہ ہے، مگر اس میدان میں بھی احمد الغماری اپنی پسند اور ناپسند کا خیال رکھتے ہیں جس کی واضح مثالیں موجود ہیں۔

۱۔ سید بن سعید کی توثیق پر الغماری نے اپنی کتاب درء الضعف عن حدیث من عشق فجع کے ص ۱۲ سے لے کر ص ۲۱ تک توثیق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب کہ اپنی دوسری کتاب

المثنوی والبتارص ۲۰۲ پر سوید بن سعید کو ضعیف لکھا ہے۔

۲۔ اپنی کتاب البرحان الحلی ص ۱۸۲ پر ابن تیمیہ، ابن عبد اللہادی، اور امام الزرکشی سے نقل کرتے

ہیں کہ ان تصحیح الضیاء فی المختارۃ اعلیٰ من تصحیح الحاکم۔

یعنی ضیاء المختارہ میں [حدیث یا راوی کی تصحیح، حاکم کی تصحیح سے اعلیٰ ہے۔

جبکہ اس کے مخالفت کرتے ہوئے اپنی دوسری کتاب الامالی المستطرفہ ص ۷ پر ضیاء المختارہ کی احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان الموضوعات والوہیات فیہ قدر الربع

یعنی اس کتاب میں موضوعات اور واہیات روایت چوتھائی حصہ کے برابر ہیں۔

اس تناقض کا مقصد صرف یہ تھا کہ جہاں ضیاء المختارہ کی احادیث کی تصحیح ثابت کی وہاں امام حن بصری رحمہ اللہ کا سماع حضرت علی المرتضیٰ فی الشیخ سے ثابت کرنا تھا جبکہ دوسرے مقام پر ابن تیمیہ اور عبدالحی التتائی کا رد کرنا تھا۔

۳۔ اپنی کتاب المثنوی والبتارص ۱۸۸ پر راوی کے بدعت کے بارے میں لکھتے ہیں :

ان العقیدۃ لا تأثیر لہا فی الروایۃ ما لم یکن صاحبہا داعیۃ روی ما یؤید عقیدۃ

یعنی کہ راوی کا عقیدہ اس کی روایت پر اثر انداز نہیں ہوتی مگر اگر وہ اپنی بدعت کو طرف داعی نہ ہو اور

وہ روایت نہ کرے جو اس کے عقیدے کی تائید میں نہ ہو۔ جبکہ اس اصول کے برعکس اپنے دوسری

کتاب فتح الملک اعلیٰ ص ۶۱ عربی پر لکھتے ہیں :

وکذلک ما اشتراطوہ فی قبول رواۃ المبتدع من أن یکون غیر داعیۃ فانہ باطل فی

نفسہ مخالف لہا ہم مجمعون فی تصرفہم علیہ۔

۲۔ اپنی کتاب درء الضعف عن حدیث من عشق فعلن کے ص ۱۲ پر لکھتے ہیں:

رحی العلماء لسوید بن سعید بالتلقین والتدلیس وغیرہا وکلہ من الجرح الغفیف

یعنی علماء کرام نے سوید بن سعید کو متیقن قبول کرنے والا اور تدلیس سے مستغف کیا ہے مگر یہ تمام جرح خفیف، ہلکی ہیں۔

اس کے برعکس ایک مقامی اخبار البحریدہ ۱۸۵:، مورخہ ۹-۱۱-۱۹۴۳ء میں لکھتے ہیں:

ثم هو مع ذك موصوف بأ فش من كثرة الخطاء و هو قبول التلقين فانه أشد اسباب ضعف الحديث-

یعنی اور یہ وہ ہے جو کثرت الخطاء اور یہ اس لیے کہ وہ متیقن قبول کرتا تھا اور یہ شدید وجوہات ہیں حدیث کے ضعیف کے لیے۔

اول مقام پر متیقن کو معمولی جرح قرار دیا جبکہ دوسرے مقام پر اس کو شدید جرح قرار دیا ہے۔

۵۔ اپنی کتاب فتح الملک العلی ص ۷۱-۷۲-۷۳ میں لکھتے ہیں:

بأن في الصحيحين احاديث مقطوع بطلانها وضعفها-

یعنی صحیحین میں احادیث مقطوع، باطل اور ضعیف روایات موجود ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس اپنی دوسری کتاب المشنونی والبتاریخ ۱۴۳ پر لکھتے ہیں:

ان الطعن في أحاديث الصحيحين خرق لاجماع المسلمين اتباع لغير سبيل

المؤمنين فان الامة مجمعة على صحة احاديث الصحيحين و متفقة على تلقي ما

فيها بالقبول-

۶۔ اپنی کتاب قطع العروق الورديہ ص ۳ پر لکھتے ہیں:

ويضم الى هذا توثيق من انعقد الاجماع على قبول توثيقه و تقديمه على

غيرهم وهم مسلم بن الحجاج اذا خرج له في صحيحه حكما منه توثيقه-

یعنی یہ اس کی توثیق ہے اس کی طرف سے جس کی توثیق و تقدیم پر اجماع ہے اور وہ امام مسلم بن حجاج

رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب وہ اپنی کتاب صحیح مسلم میں کسی سے احتجاج کریں تو وہ انکی طرف سے توثیق ہوتی ہے۔

مگر اس کے برعکس اپنی دوسری کتاب فتح الملک العلی ص ۱۱ پر لکھتے ہیں:

ان البخاری و مسلماً خرجا لکذا بین متہمین بالوضع۔
یعنی بے شک بخاری و مسلم کذابوں، متہم بالکذب سے روایت لیتے تھے۔
۷۔ اپنی کتاب قطع العروق اور دیص ۷ پر لکھتے ہیں۔

قاعدة الجرح مقدم على التعديل، القاعدة الفاسدة

یعنی یہ قاعدہ کہ جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر، ایک فاسد قاعدہ ہے۔

جبکہ اس کے برعکس جریدہ الاخبار میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

فليعلم أن الجرح المفسر مقدم على التعديل بأجماع أهل الجرح والتعديل۔
یعنی معلوم ہونا چاہیے کہ جرح مفسر مقدم ہوتی ہے تعدیل پر اور یہ اہل جرح اور تعدیل کے اجماع سے ثابت ہے۔

۸۔ اپنی کتاب الاقید ص ۱۳ اور دیگر مقامات پر تقلید کو ضلالت اور گمراہی سے تعبیر کیا ہے۔ مگر اس کے برعکس اپنی کتاب البرہان الجلی ص ۱۳۴ میں ایک مرید کو اپنے شیخ سے حسن ظن اور اطاعت کرنے کا لکھا ہے۔

۹۔ اپنی کتاب در الضعف میں سدید بن سعید پر امام ابن المدینی رحمہ اللہ کے جرح لیس ہشتی کے بارے میں لکھتے ہیں :

ان الاقدمين يستعملونها في قليل الحديث يعني مقدمين ليس بشئ

کے الفاظ قلیل الحدیث کم روایت روایت کرنے کے بارے میں استعمال کرتے تھے۔

مگر الغماری کے یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ اصول صرف محدثین نے امام یحییٰ بن معین کے بارے میں لکھا ہے کہ جو وہ کسی راوی کے بارے میں لیس ہشتی کہیں تو اس سے مراد جرح نہیں ہوتی بلکہ وہ یہ الفاظ اس راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جو کہ قلیل الحدیث ہو۔

۱۰۔ اپنی کتاب البرہان الحلی میں احمد بن الصدیق الغماری نے امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا سماع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہے۔

مگر اس کے برعکس ان کے بھائی عبد اللہ بن صدیق الغماری اپنی کتاب الحادی ص ۷۵ پر لکھتے ہیں:

ان الحسن البصری لا یثبت له سماع من علی علیہ السلام وانما رآه فقط، بهذا قال حفاظ الحديث ونقاده۔

یعنی حضرت حسن بصری کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں اور انہوں نے صرف ایک مرتبہ دیکھا اور یہ حفاظ حدیث اور نقاد لوگوں نے کہا ہے۔

احمد بن الصدیق الغماری کی تدلیس:

وجہ الاول: الغماری نے اپنی کتاب البحر العمیق ص ۱۹ پر مصنف عبد الرزاق نہ دیکھنے کی تصریح کی ہے اور اپنے مکتوب مورخہ ۲۹ صفر ۸۰۳ میں لکھتے ہیں:

مصنف عبد الرزاق كنت أعلم أنه موجود بضواحي صنعاء، ثم ذكر لنا الكوثري أنه موجود أيضاً بالاستانہ۔

یعنی مصنف عبد الرزاق کے بارے میں معلوم ہوا کہ علاقہ صنعاء کے نواح میں موجود ہے اور محدث الکوثری نے کہا کہ مصنف عبد الرزاق ہمارے استانہ میں موجود ہے۔ جبکہ اس کے برعکس انہوں نے اپنی متعدد تصانیف میں مصنف عبد الرزاق کے احادیث نقل کیں ہیں۔ اپنی کتاب فتح الوہاب جلد ۱ میں ۱۰ روایات نقل کیں ہیں۔ جبکہ مسالک الدلالة تقریباً ۳۰ روایات نقل کیں ہیں اور متعدد مقامات پر مکمل اسانید نقل کیں ہیں۔ جبکہ کتاب پاس نہیں تھی تو یہ اسانید کہاں سے نقل کیں ہیں۔

۲۔ انہوں نے اپنی کتاب الحنین ص ۱۵ اور الامالی المستطرفہ ص ۳ پر صحیح ابن خزيمة کے نہ ملنے اور نہ ہی دیکھنے کی تصریح کی ہے۔

ان غیر موجود... انه لم يقف عليه۔

یعنی یہ کتاب صحیح ابن خزیمہ غیر موجود ہے۔۔۔ اور میں اس کتاب پر وقت نہ ہوسکا۔

جبکہ اپنی کتاب مسالک الدلالة میں تقریباً ۳۶ روایات اور اپنی کتاب فتح الوہاب میں ۱۹ مقامات پر صحیح ابن خزیمہ سے استدلال کیا ہے۔

۳۔ اپنی کتاب الامالی المستنصر فص ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ

بانه رأى (رأى فقط) ثلاثة مجلدات فى الطهارة و الصلاة فقط من مصنف ابن ابى شيبة۔

یعنی کہ میں نے صرف مصنف ابن ابی شیبہ کے صرف تین جلدیں طہارۃ اور صلاۃ کے بارے میں دیکھی۔

جبکہ مسالک الدلالة میں تقریباً ۶۲ مقامات پر اس کی روایات نقل کیں ہیں۔ اور فتح الوہاب میں ۶ روایات نقل کیں ہیں اور ان میں اکثر روایات طہارۃ اور صلاۃ کے باب کے علاوہ روایات ہیں۔

الغمارى کی کتابیں دوسروں سے اخذ شدہ ہیں:

۱۔ احمد بن الصديق الغمارى نے اپنی کتاب فتح الملك العلى زیدیوں اور امامی شیعہ کی کتابوں سے اخذ کر کے لکھی ہے اور اس کے سارے دلائل انھی سے ماخوذ ہیں۔ زیدیوں کی ایک مشہور کتاب الروض النضير شرح مجموع الفقہ الکبیر، تالیف شرف الدین الحسن بن احمد السیاحی الصنعانی ۱۲۲۱ھ نے حدیث ”انا مدینة العلم“ کی روایت پر تفصیلاً کلام کیا اور اس کے بعد جس نے بھی اس حدیث پر کلام کیا اسی کتاب سے اخذ کیا۔

۲۔ ان کی کتاب ”رفع الیدین فی الدعاء“ ماخوذ ہے علامہ سیوطی کی کتاب ”فض الوعاء“ سے۔

۳۔ ”صحیح الحدیث البسملة“ کتاب علامہ سبکی کی کتاب سے اخذ شدہ ہے جو کہ طبقات میں موجود ہے۔

۴۔ ارشاد المرعین الی طرق الاربعین "بھی علامہ ابن حجر کی "الاربعین" سے ماخوذ ہے۔

۵۔ اپنی کتاب فتح الوعاب کے بارے میں ص ۳۳ پر واضح لکھا ہے کہ! وہو سارق لتخریجہ من تخریج المناوی وغیرہ۔ یعنی یہ کتاب تخریج المناوی سے اخذ شدہ ہے۔
لہذا معلوم ہوا کہ یہ غماری صاحب اکثر کتابیں دوسرے علماء کرام کی کتابوں سے چربہ کرتے تھے

راقم مسئلہ افضلیت پر جب مختلف کتابوں کا مطالعہ کر رہا تھا تو مسئلہ افضلیت پر چند قلمی اور قدیم کتب دستیاب ہوئیں۔ ان کتب میں علامہ علامہ عبدالواحد بدستانی حنفی رحمہ اللہ کی کتاب "اصدق التصدیق" علامہ حیات ندوی کی کتاب "العطیہ العلیہ فی مسئلہ افضلیۃ" علامہ سید ابوالحسنین ماربردی رحمہ اللہ کی کتاب "دلیل الیقین" [جہیں مسئلہ افضلیت کو تقریباً ۱۰۰ صوفیاء کے اقوال سے ثابت کیا۔ ایک اہم اور لا جواب کتاب ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ انشاء اللہ جلد اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔] اور محدث بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کا افضلیت پر تاریخی مناظرہ "مصمام حیدری" [جلد منظر عام پر آرہی ہے] شامل ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹنڈھوی رحمہ اللہ نے ایک کتاب مسئلہ افضلیت پر "معین ٹنڈھوی" (مائل بہ تشیع) کے رد میں لکھی تھی۔ اور اس مسئلہ پر ان کی ۳ کتابیں تھیں۔

اول: "السنة النبویہ فی حقیقة القطع بالافضلیۃ" یہ ضخیم کتاب تھی۔

دوم: "الطريقة المحمدية فی حقیقة القطع بالافضلیۃ" یہ اول کتاب کی تلخیص ہے۔!

سوم: ”الحجة القويہ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ“ یہ دوسری کتاب کا خلاصہ ہے۔ جب ان کتابوں کی تلاش شروع کی تو ازل کتاب ”السنة النبویہ“ کا قلمی نسخہ کسی کے پاس دستیاب نہ تھا۔ مگر دیگر دو کتابیں ”الطريقة المحمدية“ اور ”الحجة القويہ“ کا ڈاکٹر سومر صاحب منہ نے اپنی لائبریری میں موجودگی کا عندیہ دیا۔ چند دنوں بعد ہی ڈاکٹر صاحب نے ان دونوں کتابوں کا ایک ایک قلمی نسخہ کا عکس بھیجوادیا۔ اس کے بعد میرے بڑے ہی عزیز جناب امام بخش قادری صاحب، ضلع خیرپور میرس، منہ نے بھی اس کتاب کا عکس بھیج دیا۔ مگر یہ دونوں عکس جناب مفتی عبدالرحیم السکندری صاحب کی لائبریری سے حاصل شدہ ہیں۔ میں ان دونوں احباب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کو بچنے کے لئے اتنی محنت کی۔ جزا ہما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

میں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تو احساس ہوا کہ کتاب کو منظر عام پر لانا چاہیے۔ اسی دوران جناب سائیں غلام رسول قاسمی صاحب کو اس کتاب کے بارے میں معلوم ہوا تو انھوں نے میرے عزیز دوست جناب مولانا عاطف سلیم نقشبندی کے ذریعے اس قلمی عکس کی فوٹو کاپی منگوائی اور اس کتاب کی کمپوزنگ جلد ہی مکمل کر دے بھیج دی۔ اب اس کتاب کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ اس کو عوام الناس کے افادہ کی خاطر اردو قالب میں ڈھالا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے میں نے اپنے کرم فرما، نازش اہل سنت مفتی حسان عطاری صاحب، کراچی سے رابطہ کیا تو انھوں نے اس کتاب کے ترجمہ کے لیے اپنے ایک شاگرد جناب مولانا ابن یوسف حنفی صاحب کو منتخب کیا۔ چنانچہ مولانا ابن یوسف حنفی صاحب نے اس کا ترجمہ چند دنوں میں ہی کر کے بھیج دیا۔ اب اس ترجمہ کا تذکرہ عزیزم جناب جواد رسول صاحب، پروگریسو بکس سے کیا تو انھوں نے اس کتاب کو شائع کر دانے کا عزم ظاہر کیا۔

تیسرے مرحلے میں کتاب میں مذکورہ احادیث کی تخریج کا دشوار کام تھا۔ اس کتاب میں علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اول میں تقریباً ”۲۸۶“ احادیث اور قسم دوم میں تقریباً ”۶۵۲“ احادیث نقل

کیں، جو کل ”۹۳۸“ احادیث بنتی ہیں۔ اللہ کا نام لے کر راقم نے اس کی تخریج شروع کی اور تمام احادیث ماسوائے ۱۲ روایات کے حوالہ جات درج کر دیے۔ یہ کام بہت ہی مشکل اور صبر آزماتھا مگر اللہ تعالیٰ عروج کے کرم سے چند دنوں کی مسلسل کوشش سے یہ کام مکمل ہوا۔ میں اپنے عزیز دوست محترم جناب عاطف سلیم نقشبندی صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں، جنہوں نے کتاب کو چھاپنے میں بہت معاونت فرمائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے راقم کا نوازتے رہے۔ میں محترم ظفر قریشی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے کتاب کی از سر نو ترتیب میں معاونت کی۔

چوتھے مرحلے میں علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور ان کا علمی مقام بیان کرنا تھا۔ چنانچہ جناب عبدالعزیز نہرلو، لیچکر اور اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج، کالی موری، حیدر آباد، مندھ کا مضمون شامل کیا۔ میں ان کو اس تحقیقی مقالہ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اہم نکتہ:

اس مقام پر ایک اہم بات بہت ضروری ہے کہ اس کتاب کی افادیت کو کم کرنے کے لیے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کے دفاع میں کتاب ”الجبۃ القویۃ فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیہ“ لکھی ہے۔ تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ پر نا صبی ہونے کے اعتراض پر اس کا جواب لکھا۔ اس کتاب میں ابن تیمیہ پر نا صبی ہونے کے الزام کو غلط ثابت کیا۔ مزید یہ کہ ابن تیمیہ کے دفاع کے باوجود علامہ ہاشم ٹھٹھوی کے تمام عقائد اہل سنت کے ہیں جس پر ان کی کتب اور بیاض ہاشمی موجود ہیں۔

یہ غیر معمولی تفصیل اس لیے لکھ دی کہ عام طور پر قارئین سمجھتے ہیں کہ بس کتاب یونہی منظر عام پر آ جاتی ہے، ناشرین کو کچھ کرنا تھوڑی پڑتا ہے، حالانکہ جو اس دشت کی سیاحی کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیسے جاں کاہ اور صبر آزماء مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ اگر اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع کیجئے گا۔ تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ میں عزیزم جناب چوہدری

جو ادرسول صاحب کا بے حد ممنون ہوں جن کی دلچسپی کی وجہ سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

فیصل خان

خادم اہل سنت و جماعت

۲۳ اگست ۲۰۱۳ء



مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی عسلیہ کی خدمات

عبدالعزیز نہڑیو

لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج

کالی موری، حیدرآباد، سندھ

سرزمین سندھ ”باب الاسلام“ کے مقبرک نام سے مشہور و مسلم ہے، کیونکہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا آفاقی پیغام سندھ کے ذریعے پہنچا ۹۳ھ میں ”محمد بن قاسم ثقفی“ کے ہاتھوں سندھ کا علاقہ فتح ہوا۔ اور اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں تابعین اور تبع تابعین بھی تشریف لائے، جن میں ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری، قاضی موسیٰ بن یعقوب ثقفی، ابو بکر رزج بن صبیح سعدی، یزید بن ابی بکبشہ دمشقی، مکحول بن عبد اللہ ثامی، عبد الرحمن اوزاعی، ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن سندھی، محمد بن ابی معشر، حسین بن محمد بن ابی معشر، داؤد بن محمد بن ابی معشر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (1)

جنہوں نے اپنے علم و فضل کے اعلیٰ معیاروں کو ہر جگہ تسلیم کروایا۔ ان اکابرین نے سندھ کو ہمیشہ کے لئے اپنا مسکن بنالیا، جن سے سندھ کے پتوت علم حاصل کرتے رہے اور کئی علم کے متلاشی یہاں سے دوسرے ممالک کا سفر اختیار کر کے قرآن، سنت، فقہ اور تاریخ وغیرہ کا علم حاصل کرنے لگے اور اپنے علم و فضل کے اعلیٰ معیارات کو سندھ سے باہر اسلامی ممالک میں تسلیم کرایا۔ سرزمین سندھ میں علمی درسگاہیں قائم ہوئیں۔ سندھ میں منصورہ اور دیبل کی اسلامی ریاستوں میں علمائے سندھ کی قائم کی ہوئی درسگاہیں عالمی شہرت رکھتی تھیں، جہاں بڑے بڑے رجال علم پیدا ہوئے، جنہوں نے خدمت حدیث و فقہ میں بڑی شہرت پائی۔ مختلف اسلامی علوم نے اپنے لئے جگہ بنائی مفسرین پیدا ہوئے، محدثین نے براہ علم حدیث، فقہائی اور فقہاء نے بھی فہم ادراک کی سندیں آراستہ کیں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے ملکی ماحول کے مطابق پیش آئند مسائل کا حل تلاش کیا۔ کتابیں تصنیف کیں، مدارس قائم کئے گئے

اور وعظ وارشاد کی مخلصیں سبائیں۔ غرض ہر طریقہ سے اپنی بات لوگوں کے دلوں میں اتارنے کی کوشش کی۔ کئی عرب کے لوگ ان سے فیضیاب ہونے کے لئے منہ میں تشریف لائے۔ تمام مورخین علماء منہ کے مقام و مرتبہ اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ مشہور محدث علامہ سعد عبد الکریم سمعانی اپنی مشہور کتاب ”الانساب“ (2) میں ان سندھی علماء اور محدثین کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دیبل اور منصورہ میں بڑی درسگاہیں قائم کیں، جن میں ابو العباس احمد بن عبد اللہ دیبل (المتوفی 343ھ)، ابو العباس الوراق الديبلی (المتوفی 345ھ)، ابو القاسم شعیب بن محمد بن احمد دیبلی، حسن بن حامد بن حسین دیبلی، ابو جعفر محمد بن ابراہیم الديبلی، خلف بن محمد الديبلی، ابو العباس منصور بن قاضی ابو محمد المنصوری (المتوفی 390ھ)، ابو جعفر المنصوری، ابو القاسم المنصوری، ابو العباس محمد بن محمد بن الحسن المنصوری، قاضی محمد بن ثوارب المنصوری وغیرہم مشہور ہیں۔

منہ کے دار الحکومت منصورہ کو علمی فیض اور دینی درسگاہوں کے اعتبار سے بغداد ثانی کہا جاتا تھا۔ مشہور عرب تاریخ دان اور سیاح علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بشاری مقدسی (المتوفی 380ھ) منہ میں 375ھ میں تشریف لائے۔ اپنی کتاب ”احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم“ میں منہ کے دینی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مذاہبہم اکثرہم اصحاب حدیث ورأیت القاضی ابا محمد المنصوری داؤدا اماما فی مذہبه وله تدريس وتصانیف قد صنف کتباً عدة حسنة وادل الملتان شیعة یہوعلون فی الاذان ویثنون فی الاقامة ولا تخلوا القصبات من فقهاء علی مذہب ابی حنیفة رحمہ اللہ ولبس به مالکیة ولا معتزلة ولا عمل للحنابلة انہم علی طريقة مستقیمة ومذاهب محمودة وصلاح وعفة اراحہم اللہ من الغلوا والعصبیة والحرج۔

”مسلمانوں میں اکثر الحدیث میں، میں نے یہاں قاضی ابو محمد منصور کو دیکھا جو داؤدی تھے اور

اپنے مذہب کے امام تھے اور ان کا حلقہ درس تھا اور ان کی بہت اچھی تصنیفات ہیں۔ اہل ملتان شیعہ ہیں۔ اذان میں ”اشہد ان علی ولی اللہ“ اور اقامت میں چار کی بجائے دو بار تکبیر کہتے ہیں۔ بڑے بڑے قصبات میں حنفی فقہاء بھی پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں مالکی اور حنبلی نہیں اور نہ معتزلی ہیں۔ سیدھے اور صحیح مسلک پر ہیں اور نیکی اور پکدامنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غلو، عصبیت اور تنگدلی سے نجات دلائے۔“ (3)

مشہور اہل قلم علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی لکھتے ہیں کہ:

”آگے چل کر فقہ کا زمانہ شروع ہوا اور اس پر ہی فتویٰ کا دار و مدار ہوتا تھا۔ تیسری صدی میں منصورہ منہ میں بڑے فقیہ اور قاضی تھے، جو یہاں فتویٰ اور قضا کے مالک تھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ عرب ملک میں یہ قاضی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام داؤد ظاہری کے مذہب کو پسند کرتے تھے جو عربی ذہنیت کے زیادہ قریب ہیں۔ ان میں سے احمد بن محمد القاضی المنصوری السندی بڑی شہرت کے مالک ہیں، جو داؤد ظاہری کے مذہب پر مجتہد اور امام تھے۔“ (4)

مشہور مورخ قاضی الطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ:

”روی عنہ الحاکم ابو عبد اللہ“ (5)

یعنی حدیث کی مشہور کتاب مستدرک حاکم کے مؤلف امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری اسی احمد بن محمد منصورہ منہ کی سندھی کے شاگرد تھے۔

مؤرخ ابن الندیم ”وراق الفہرست“ میں یہ کتابیں ان کی تصنیف میں شمار کرتے ہیں:- 1 المصابیح النیر۔ 2 کتاب الہادی۔ 3 کتاب النیر (6)

مشہور سیاح بزرگ بن شہریار الراہرمرزی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”عجائب الہند برہ و بحرہ و جزائرہ“ (7) میں منہ میں اسلامی دور کے بعض عظیم کارناموں کا ذکر کیا ہے کہ ایک عراقی عالم جو عہد طفولیت سے منہ کے شہر منصورہ میں رہائش پذیر تھے اور اس نے تعلیم و تربیت کی منزلیں بھی منصورہ

ہی میں طے کی تھیں۔ دو عربی زبان کے ساتھ ساتھ سندھی زبان پر بھی عبور رکھتا تھا۔ 270ھ میں بہاری خاندان کے ایک حکمران عبداللہ بن عمر نے اروڑ کے راجہ مہر دک بن رانک کی درخواست پر اس عالم سے سندھی زبان میں بصورت نظم اسلامی عقائد و تعلیمات پر مشتمل ایک کتاب لکھوائی۔ یہ کتاب راجہ مذکور کے پاس پہنچی تو اس نے بہت پسند کی اور اس سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے اس عالم کو دربار میں طلب کیا اور اس کی اس عظیم خدمت پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

اس عالم نے راجہ کی استدعا پر اس کو قرآن کریم کا سندھی زبان میں باقاعدہ ترجمہ پڑھایا۔ تیسری یہ خدمت سرانجام دی کہ راجہ کی فرمائش پر قرآن مجید کا ترجمہ سندھی زبان میں لکھا۔ اس طرح سندھی زبان میں اسلامی تعلیمات سے متعلق یہ پہلی تصنیف ہے، جو نظم کی صورت میں پیش کی گئی اور ہندوستان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ بھی یہی ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب اپنے تحقیقی مقالہ ”سندھ میں فتویٰ کافن“ میں رقمطراز ہیں:

”سندھ میں اسلامی دور کی ابتدا کے فقیہ ظاہری مذہب کے تھے اور حکومت بھی اسی قانون پر چلتی تھی۔ جیسے جیسے عربوں کی حکومت زوال پذیر ہوتی گئی تو سندھ کے تعلقات وسطی ایشیا اور خراسان سے بڑھے۔ حنفی مذہب جبکہ عجم کے مزاج کے موافق تھا اور دوسری طرف وسطی ایشیا سے سندھ کا علمی تعلق بڑھا اور حنفی فقہاء یہاں پہنچے۔ اسی تعلق کی وجہ سے حنفی فقہ کا سندھ میں رواج ہوا اور یہاں بڑے بڑے فقیہ اور عالم پیدا ہوئے۔“ (8)

عرب حکومت کے خاتمہ کے بعد سومرہ خاندان کے دور حکومت میں کئی بڑے فقہاء کے نام تاریخ کے صفحات میں آتے ہیں۔ مثلاً مولانا برہان الدین بکھری سندھی فقہ، اصول فقہ اور عربی علم و ادب میں بڑی دسترس رکھتے تھے اور سلطان علاء الدین محمد شاہ غلجی کے زمانہ میں دہلی کی تخت گاہ میں درس دیتے تھے۔ شیخ فقیہ اسلام صدر الدین بکھری سندھی فقہ میں مجتہدانہ درجہ رکھتے تھے اور تمام علوم کے ماہر تھے۔ مولانا ظہیر الدین بکھری سندھی شریعت کے علم کے بڑے عالم اور فاضل بزرگ تھے۔ اسی زمانہ میں

ان سے زیادہ نحو، فقہ اور اصول فقہ کا کوئی دوسرا جاننے والا نہیں تھا۔ بکھرے روانہ ہو کر دہلی میں درسگاہ قائم کی۔ (9)

آٹھویں صدی ہجری کے فقیہ شیخ الاسلام مسعود بن شبیبہ مدھی اور ان کی دو تصانیف ”کتاب التعلیم“ اور ”طبقات الحنفیہ“ کا ذکر مولانا عبدالحی حسنی نے ”نہجۃ الخواطر“ میں کیا ہے۔ (10)

اسی امام مسعود بن شبیبہ مدھی کی کتاب التعلیم کا جامع مدھی ادبی بورڈ کی طرف سے عربی میں شائع ہو چکا ہے۔

نویں صدی ہجری میں سمد خاندان کا دور حکومت شروع ہوا۔ اس دور میں سندھ کے ہر شہر اور ہر بستی میں دینی علوم کی درسگاہیں قائم ہوئیں، جہاں حدیث، تفسیر، فقہ، صرف نحو اور علم منطق کا درس دیا جاتا تھا۔ اسی دور میں بکھر، پاٹ، سیوہن، دریبلہ، ٹھٹھہ اور نصر پور علم کے بڑے گوارے تھے۔

مخدوم محمود فخر پور سمد دور کے ایک بڑے عالم تھے، جنہیں میر معصوم نے سندھ میں اشاعت علم کا شہسوار مانا تھا۔ مخدوم بلال نے ٹلٹی میں ایک اعلیٰ تعلیمی درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔ قاضی عبداللہ بن ابراہیم دریلو، مخدوم عبدالعزیز ابھروی کے شاگرد اور بڑے عالم دین تھے۔ مخدوم عباس ہنگو روحدیث اور فقہ کے بڑے عالم تھے، اس دور میں کابان جام نظام الدین کے وزیر دریا خان کی جاگیر تھی، جہاں مخدوم عبدالعزیز ابھروی اور اشیر الدین ابھروی کے بڑے مدارس تھے۔ شیخ میرک بن ابوسعید پورانی شاہ بیگ ارغون کے ساتھ سندھ آئے تھے، جسے شاہ بیگ ارغون نے بکھر کا شیخ الاسلام مقرر کیا تھا۔ قاضی قادن بن ابوسعید بکھری، شیخ حمید بن قاضی عبداللہ دریلو، شیخ رحمت اللہ دریلو، شیخ عبداللہ متقی دریلو، مخدوم محمد سیوتانی، قاضی شرف الدین عرف مخدوم راہو سیوہانی، مخدوم رکن الدین، شیخ شہاب الدین سہروردی پانانی وغیرہم اس دور کے بڑے محدث اور فقیہ تھے۔

سمد دور کے خاتمہ کے بعد ارغون، ترخان اور مغل دور میں بھی کئی اہل علم کا ذکر ملتا تھا۔ ارغونوں کے حملہ اور سمد حکومت کے خاتمہ کی وجہ سے بے چینی اور اضطراب کے سبب کئی مدھی علماء سندھ سے ہجرت

کر کے چلے گئے۔ سندھ کے قدیم علمی مرکز پاٹ کے عالم شیخ عیسیٰ جند اللہ سندھ سے ہجرت کر کے برہانپور چلے گئے۔ قاضی عبداللہ درہیلوی جو تاریخ معصومی کے مؤلف میر محمد معصوم کے استاد تھے، مدینہ منورہ چلے گئے۔ مولانا جلال الدین ٹٹھوی مغل بادشاہ ہمایوں کی دربار تک پہنچے۔ ہمایوں نے ان سے علم حاصل کیا، بالآخر مغلیہ سلطنت کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ صلیغۃ اللہ سندھی محشی تفسیر بیضاوی اور موسیٰ سندھی مدینہ منورہ جا کر رہے۔ ابوبکر سندھی دمشق چلے گئے۔ قاضی ابراہیم ٹٹھوی شاہجہاں کے دور میں دہلی میں مفتی اور قاضی مقرر ہوئے۔

سندھ کے ان جلیل القدر علماء کے علاوہ کئی جلیل القدر علماء نے شاہ بیگ ارغون، ترخان خواہ مغلیہ دور کے حکمرانوں کی علمی قدر دانی کے سبب اس دور میں سمہ دور والا علمی معیار برقرار رکھا۔ سندھ میں کچھ سیوہن، ٹٹھہ اور نصر پور بڑے علمی مراکز تھے، جہاں بڑے بڑے محدث، فقیہ اور مفسر گزرے ہیں، جن میں قاضی محمد ٹٹھوی، قاضی وجیہ الدین ”یگانہ“، قاضی شیخ محمد، قاضی عتیق اللہ، مخدوم شہاب الدین وائل سندھی، قاضی دتہ سیوہانی، شیخ قاسم بن یوسف پانانی، میر ابوالمکارم ٹٹھوی، مخدوم نوح بالائی وغیرہم شامل ہیں۔

مخدوم عبدالکریم بوبک کے بڑے عالم تھے۔ بوبک میں ان کا بڑا مدرسہ تھا، جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے فرزند مخدوم جعفر بوبکانی بھی ان کے شاگرد تھے، جو اپنے دور کے بڑے محقق فقیہ اور تعلیمی ماہر تھے۔ ان کی لکھی گئی کتابوں میں سے پانچ خاص شرعی مسائل کی فقہی تحقیق کے بابت ہیں۔ جن کے تحقیقی معیار سے ثابت ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب سندھ کے پہلے فقیہ تھے، جنہوں نے سندھ کے حالات کے مطابق شرعی مسائل کی تحقیق و تصنیف کو فروغ دیا۔ انہوں نے ”المتانۃ“ جیسی بہترین کتاب عربی میں لکھی۔ مخدوم عباس محدث پانانی کے شاگرد حکیم عثمان بوبکانی اور شیخ طاہر پانانی بھی اس دور کے مشہور فقیہ تھے۔

ٹٹھہ کے علماء اور فقہاء میں شیخ عبدالوہاب پورانی اور قاضی نعمت اللہ نامور عالم تھے۔ شیخ عبدالوہاب

پورانی کے بیاض یا ”جامع فتاویٰ پورانی“ کو سندھ میں فقہی سند طور تسلیم کیا جاتا ہے۔ مفتی عبد الوہاب پانانی ایک بڑے فقیہ اور عالم تھے، جو سلطان اور نگریب کے زمانہ میں پاٹ میں قضا اور فتویٰ کے صاحب تھے۔ ان کی تصانیف میں سے ”کشف الاسرار“ فقہ میں یادگار ہے۔

اونگریب عالمگیر نے فتاویٰ عالمگیری کی تالیف و تدوین کا کام شروع کرایا، جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے حصہ لیا۔ اس کام میں سندھ کے دو علماء نے حصہ لیا:

1- شیخ نظام الدین بن نور محمد شکر اللہ حسینی ٹٹھوی جو فقہ اور اصول فقہ میں کامل مہارت اور دسترس رکھتے تھے، اس لئے ان کو اس کام میں حصہ لینے کے لئے منتخب کیا گیا۔ انہوں نے کئی مشکل اور پیچیدہ فقہی مسائل کو حل کر کے ”فتاویٰ عالمگیری“ کی تالیف کے کام میں مدد دی۔

2- دوسری عالم شیخ ابوالخیر ٹٹھوی تھے، جو علم فقہ کے ماہر تھے۔

گیارہویں صدی ہجری کے اواخر میں سندھی زبان میں علم فقہ کی کتابیں لکھنے کی ابتدا ہوئی، جیسے ”مقدمۃ الصلوٰۃ“ از مخدوم ابوالحسن ٹٹھوی سندھی، ”ضیاء الدین کی سندھی“ از مخدوم ضیاء الدین ٹٹھوی، میاں ابراہیم کی سندھی از مخدوم ابراہیم بھٹی وغیرہ۔ (11)

کلبوڑ اور حکومت علمی لحاظ سے سنہری دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں فقہ اور فتاویٰ پر لاتعداد کتابیں لکھی گئیں۔ اس دور کے علماء میں مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔

علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی: رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے حلیل القدر علماء میں سے تھے۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، رجال، کلام، معقول وغیرہ علوم میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ علوم میں بھی شہرہ آفاق تھے تو تقویٰ میں بھی یکادہ مسائل کی تحقیق میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ان کے والد کا نام عبد الغفور تھا۔ سندھ کے پنہور قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد عبد الغفور پنہور سیوہن کے علماء میں سے تھے۔ جہاں سے ہجرت کر کے بٹھور ضلع ٹٹھہ میں آکر مقیم ہوئے۔

مخدوم محمد ہاشم کی ولادت 10 ربیع الاول 1104ھ مطابق 19 نومبر 1692ء بمشورو میں ہوئی۔ ان کی ابتدائی پرورش پاکیزہ علمی ماحول میں ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم قرآن مجید، فارسی، صرف و نحو اور فقہ اپنے والد سے حاصل کی۔ (12)

پھر ٹھٹھہ کا رخ کیا۔ اس وقت ٹھٹھہ علم و ادب کا مرکز تھا۔ جہاں پہلے مخدوم محمد سعید سے تعلیم حاصل کی، پھر مشہور عالم مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی (المتوفی 1171ھ) سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ اس طرح آپ نے نو سال کے قلیل عرصہ میں فارسی اور عربی علوم کی تکمیل کی۔ (13) تحصیل علم کے بعد آپ نے بمشورو کے نزدیک گاؤں بہرام پور میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ (14)

لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد بہرام پور سے ٹھٹھہ آگئے، جہاں ”مسجد خسرو“ (دا بگراں والی مسجد) کے قریب مدرسہ دارالعلوم ہاشمیہ قائم کر کے سلسلہ تعلیم شروع کیا۔ (15)

اور دین کی اشاعت، درس حدیث اور تصنیف و تالیف میں منہمک ہو گئے۔ آپ کی علمی عظمت کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی، اس لئے کئی تشنگان علم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم کی روشنی حاصل کرنے لگے۔ آپ کے کئی تلامذہ عالم، فاضل، فقیہ، محدث اور مفسر بن کر فارغ ہوئے۔ تاریخی تذکروں میں آپ کے جن شاگردوں کے نام ملتے ہیں، ان میں سید شمسیر شاہ میٹیاروی (16)

مخدوم میڈنہ نصر پوری (17)

آپ کے فرزند مخدوم عبدالرحمن اور مخدوم عبداللطیف سید محمد صالح شاہ جیلانی گھوٹکی والے (18)

مخدوم ابوالحسن صغیر ٹھٹھوی (19) شاہ فقیر اللہ علوی شکار پور (20) مخدوم عبداللہ نرنی والے (21)

مخدوم عبدالخالق ٹھٹھوی (22) مخدوم نور محمد نصر پوری (23) شیخ الاسلام مراد سیوہانی (24)

عزت اللہ کیریو چو بیاریوں والے (25) حافظ آدم (26) نور محمد خٹکھڑائی (27)

شیخ عبدالحفیظ بن درویش اجمعی الہکی، سید عبدالرحمن بن محمد اسلم الحنفی الہکی اور محمد بن اشرف بن آدم السندی انتہی شہید (28) وغیرہ شامل ہیں۔

سندھ کے حکمران غلام شاہ کلہوڑہ آپ کی تعریف سن کر ملاقات کے لئے تشریف لائے اور آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کو پورے سندھ کے لئے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ جس کے سبب آپ کے شرعی فیصلے اور فتاویٰ سندھ میں حرف آخر سمجھے جانے لگے۔ (29)

مخدوم صاحب کی وقت کے فرمانرواؤں نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی سے بھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ (30)

1135ھ/1723ء میں مخدوم صاحب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں آپ نے علم حدیث میں جن بزرگوں سے استفادہ کیا اور سندیں حاصل کیں، ان میں شیخ عبد القادر حنفی صدیقی مکی، شیخ عید بن علی مصری، شیخ ابوطاہر محمد مدنی، شیخ علی بن عبد الملک الدراوی المالکی اور شیخ محمد بن عبد اللہ مغربی مدنی مالی شامل ہیں۔ (31)

سفر حج سے واپسی پر 1136ھ میں روحانی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سورت بندر میں قادری طریقہ کے بزرگ سید سعد اللہ سورتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کسب فیض کیا۔ 1137ھ میں واپس وطن پہنچ کر ٹھٹھہ میں مسند تدریس آراستہ کی اور حدیث، فقہ اور علوم عربیہ کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ (32)

مخدوم محمد ہاشم نے اپنے دور میں فسق و فجور اور گناہ کے کاموں کی طرف لوگوں کی رغبت اور دین کی طرف بے رغبتی دیکھ کر حکمران وقت میاں غلام شاہ کلہوڑہ کو درخواست بھیجی۔ جو انہوں نے غور سے پڑھی اور اپنی حکومت کے ناہین اور افسران کو ایک حکمنانہ ارسال کیا، تاکہ اس پر عمل کیا جائے، جس کے نتیجے میں عظیم اصلاحی انقلاب برپا ہوا۔ (33)

مخدوم صاحب نے 6 رجب 1174ھ/9 فروری 1761ء میں وفات پائی اور مکی میں دفن ہوئے۔ (34)

آپ کے دو صاحبزادے مخدوم عبد الرحمن اور مخدوم عبد اللطیف تھے۔ دونوں جلیل القدر عالم تھے اور

اپنے والد کے لائق جانشین ثابت ہوئے۔

بارہویں صدی ہجری کی سندھ علمی اور ادبی لحاظ سے سرسبز و شاداب رہی ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی کا یہ زمانہ سندھ میں علم و ادب اور سندھی زبان کی آبیاری کا دور تھا۔ سندھ کے کونے کونے میں مدارس، مکاتب، درس گاہیں اور کتب خانے آباد تھے۔ سندھ کے ہر قریہ، ہر بستی میں عالم، فاضل، ادیب، شاعر اپنی علمی خدمات اور روحانی مجالس کے ذریعے مشہور تھے۔ جلی اور سیاسی لحاظ سے بغداد، قریبہ اور مصر کے ہم پلہ سمجھے جاتے تھے۔ متملکٹ نامی انگریز سیاح ٹٹھہ کی علمی عظمت کا اعتراف اس طرح کرتا ہے:

”ٹٹھہ شہر سیاسی تعلیم کیلئے مشہور تھا۔ تحقیق کے علم اور فقہ کی تدریس کے لئے وہاں چار سو زیادہ مدارس تھے۔“ (35)

مخدوم صاحب کے اس علمی دور میں آپ کے ہم عصر بھی قلم و قرطاس کے صاحب، مدارس کے شیوخ اور فیض کے سرچشمے تھے۔ جنہوں نے مخدوم صاحب کے ساتھ سندھ کی علمی فضا کو روشن و معطر کیا۔ آپ کے نامور ہم عصرین میں میاں ابوالحسن سندھی ٹٹھوی، ابوالحسن کبیر محمد بن عبد الہادی ٹٹھوی، مخدوم عبد الرحمن کھہڑائی، مخدوم محمد قاسم سندھی مدنی، مخدوم محمد معین ٹٹھوی، مخدوم محمد حیات سندھی مدنی، شاہ عبد اللطیف بھٹائی، مخدوم عبد الرؤف بھٹی، مخدوم عبد اللہ واعظ ٹٹھوی، سید موسیٰ شاہ جیلانی گھوٹکی والے، مخدوم محمد اسماعیل پریالوہ والے، مخدوم ابوالحسن ڈاہری، مخدوم محمد زمان لواہی والے، مخدوم عبد الرحیم گربوڑی، میاں محمد مبین چوٹیاروی، سید محمد بقا شاہ شہید، میر علی شیر قانع ٹٹھوی، مخدوم روح اللہ بکھری، مخدوم محمد ابراہیم بھٹی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (36)

مخدوم محمد ہاشم کی لائبریری دنیا کی بڑی لائبریریوں میں سے ایک شمار کی جاتی تھی، جہاں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا بیش بہا ذخیرہ موجود تھا۔ آپ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور لاتعداد کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کے بعد آپ لائق فرزندوں نے اس کی بخوبی حفاظت کی۔ آگے چل کر زمانہ کی رد و بدل، افراتفری، اقتصادی بد حالی اور علم و ادب کی بے قدری میں مخدوم صاحب کا کتب خانہ بھی بچ نہ

سکا۔ مخدوم محمد ہاشم کی لائبریری کا ایک حصہ علامہ سید راشد اللہ شاہ جہنڈے والے نے ٹکٹھ سے لاکر پیر جہنڈے میں اپنے مکتبہ کی زینت بنایا۔ (37)

مخدوم محمد ہاشم نے دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے جوشاندہ ارغومات سرانجام دی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

میر علی شیر قانع ٹٹھوی لکھتے ہیں:

”مخدوم محمد ہاشم (اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب کی تقویت اور دین متین کی رسوم کو زندہ کرنے میں اپنے مثل آپ تھے۔ ان ایام میں آپ کی کاوشوں سے ایسے بڑے کام سرانجام دیے جاتے تھے۔ جو سچے دین کی تائید کے اسباب ہوتے تھے۔ مشرکین اور دین کے دشمنوں پر آپ کا کام اچھی طرح جاری تھا۔ ان کے وقت میں کم از کم سینکڑوں ذمی (کافر) ایمان سے مشرف ہوئے۔ نادر شاہ بادشاہ اور احمد شاہ جیسے وقت کے بادشاہوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کی گذارشات پر دین کی تقویت کے متعلق مطلوبہ احکام جاری ہوتے اور بخوبی عمل میں آتے تھے۔ الغرض ان کا وجود غنیمت تھا۔“

(38)

مخدوم صاحب کئی عالمانہ اور مجاہدانہ خصوصیات کے حامل تھے۔ مخدوم صاحب بیک وقت عربی، فارسی اور ہندی زبانوں کے ماہر تھے۔ آپ نے علمی اور پیچیدہ مسائل کو نہایت وضاحت اور دلائل سے پیش کیا ہے۔ آپ کی تقریر اور عبارت انتہائی عام فہم اور دلائل سے پر ہے۔ اس دور میں جو بھی مسائل درپیش ہوئے، ان پر بھرپور نمونہ قلم چلا کا حق ادا کیا۔ آپ نے ان تینوں زبانوں میں شاعری بھی کی ہے اور تینوں زبانوں میں سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ مخدوم صاحب کی تصنیفات کے تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا، البتہ آپ کی 164 کتابوں کے نام دستیاب ہو سکے ہیں۔ کئی تصانیف گوشہ گمنامی میں اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ جو کتابیں زمانہ کے انقلابوں سے بچیں، ان میں سے کچھ بمبئی، لاہور، کراچی اور حیدرآباد سے چھپی ہیں۔ کچھ کتابیں کوئٹہ، افغانستان، حلب، بیروت

اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے شائع ہوئی ہیں یا سندھ کے قومی اور ذاتی کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

قرآنی علوم :

قرآن کریم تمام علوم کا سرچشمہ ہے، اس لئے مخدوم صاحب نے قرآن علوم : تفسیر، فضائل، قرآن، قرأت و تجوید پر کافی کتابیں لکھیں۔

مخدوم صاحب سندھ کے پہلے مفسر ہیں، جنہوں نے قرآن شریف کا ترجمہ در مفہوم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس وقت کی مروج سندھی زبان میں پارہ ”عم“ کی مفصل تفسیر لکھ کر قرآن فہمی کا شعور پیدا کیا۔

فضائل قرآن کریم پر آپ کی بہترین اور جامع عربی کتاب ”جنتہ النعیم فی فضائل القرآن الکریم“ ہے، جس میں مخدوم صاحب نے سورۃ فاتحہ سے سورۃ الناس تک 114 سورتوں کی ترتیب وار فہرست دے کر اکثر سورتوں کے مکمل اور مفصل فضائل درج کئے ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ و تابعین میں آئے ہیں۔ اس کے قلمی نسخے مکتبہ عالمیہ علمیہ درگاہ شریف پیر جھنڈ و اور مکتبہ راشدیہ آزاد پیر جھنڈ و میں موجود ہیں۔ (39)

ڈاکٹر محمد مجیب اللہ منصوری لیچرار گورنمنٹ کالج حیدرآباد نے ”جنتہ النعیم“ کی تحقیق و تخریج کر کے سندھ یونیورسٹی جامشورہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

علم قرأت و تجوید پر آپ نے کتابیں ”الشفاء فی مسئلۃ الراء“، ”اللولو المکنون فی تحقیق مد السکون“، ”تحفۃ القاری النجم المقاری“، ”مفایہ القاری“، ”کشف الرموز عن وجہ الوقت علی الهمز“، ”حاشیہ شاطبیہ“ اور ”حاشیہ مقدمۃ الجزری“ وغیرہ لکھیں۔ ان کے علاوہ تفسیر سورۃ الملک و النون (عربی)، تفسیر سورۃ الکہف (عربی) اور تفسیر پارہ تبارک الذی کے نام بھی تذکروں میں ملتے ہیں۔

علوم حدیث: شتین، ”ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول“، فتح القوی فی نسب النبی ﷺ، ”زاد السیفینۃ السالکی المدینۃ“، ”حیۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب“، ”الباقیات الصالحات فی ذکر الازواج الطاهرات“، ”تحفۃ السالکین الی جناب الایمن“، ”وسیلۃ الغریب الی جناب الجیب“، ”فتح العلی فی حوادث سنی نبوۃ النبی“، ”تحفۃ المسلمین فی تقدیر مہمورات امہات المؤمنین“، ”حدیقۃ الصفاء فی اسماء المصطفیٰ“، ”وسیلۃ الفقری فی شرح اسماء الرسول البشیر“، ”ثمانیۃ قصائد صغار فی مدح النبی“، ”المنہات الباہرۃ فی جواز القول بالخمۃ الطاہرۃ“ وغیرہ۔

ان کے علاوہ آپ نے عقائد، تصوف، تاریخ، عروض اور متفرقہ علوم پر کئی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

(40)

فقہی خدمات:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی اسلامی فقہ کی ترویج کے لئے کوششیں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں، ویسے تو مخدوم صاحب نے تفسیر، حدیث، سوانح، سیرت، تاریخ، اوراد و وظائف، تجوید اور قرأت وغیرہ پر عربی، فارسی اور سندھی میں کئی کتابیں لکھی ہیں، لیکن ہم یہاں آپ کی فقہ حنفی میں لکھی گئی کتابوں اور فقہی خدمات کا ذکر کریں گے۔

1- بیاض ہاشمی:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی بارہویں صدی ہجری میں حنفی فقہ کے سرخیل تھے۔ آپ کے فتویٰ کو حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔ آپ کے مکتبہ میں حنفی فقہ کی نادر و نایاب کتابوں کا بڑا ذخیرہ موجود رہتا تھا۔ جن کا ہمیشہ تحقیقی مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ اس تدریس، تصنیف اور مطالعہ کے دوران اہم علمی نکات اور فقہی جزئیات ایک بیاض میں لکھتے جاتے تھے، جس کو ”بیاض ہاشمی“ یا ”فتاویٰ ہاشمیہ“ کہا جاتا ہے۔ اس میں قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور تصوف کے سینکڑوں دینی مسائل مذکور ہیں۔ بیاض ہاشمی منہج کی علمی دنیا میں

مانے ہوئے علمی ذخیرہ اور فقیہی انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت سے مشہور ہے۔ اس کی علمی منہ میں ہر مکتبہ فکر کے ہاں مسلم ہے۔ یکجا بڑا علمی خزانہ ہے، جس میں آسانی کے لئے مواد کی تقسیم فقہی ابواب و فصول فی طرز پر کی گئی ہے۔ یہ مخدوم صاحب کا علمی دنیا پر بڑا احسان ہے۔ اس کے کئی قلمی نسخے منہ کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

2۔ مظہر الانوار (عربی):

روزوں کے مسئلوں پر ایک مستقل، جامع اور ضخیم کتاب ہے۔ (41)

مخدوم صاحب کی اوائل زندگی کی بہترین یادگار ہے۔ مخدوم صاحب نے 21 برس کی عمر میں اسلام کے تیسرے رکن روزہ کے مسائل پر ایسی تحقیقی کتاب لکھ کر علمی دنیا میں اپنا نام روشن کیا۔ روزہ کے مکمل مسائل پر آج تک منہ میں عربی زبان میں ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی، اگرچہ اس دور میں کتابیں صرف قلمی صورت میں ملتی تھیں، لیکن مخدوم صاحب نے اس کتاب میں حوالہ کے طور تین سو کتابوں کی فہرست دی ہے اور علمی معیار برقرار رکھا ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

”جب یہ رسالہ لکھ رہا تھا تو کتابوں کا بڑا ذخیرہ ہاتھ آیا۔ اس کتاب کے لکھنے کے لئے میں نے ان سب کتب کا مطالعہ کیا اور ان سے فوائد حاصل کر کے اس کتاب میں جمع کئے۔“ (42)

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کہتے ہیں کہ: ”رمضان المبارک کے روزوں کے بابت یہ ایک مستقل عربی کتاب ہے۔ آج تک اسلامی دنیا میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔“ (43)

3۔ حیات الصائمین (فارسی):

روزہ کے مسائل پر مخدوم صاحب نے اپنی ضخیم کتاب ”مظہر الانوار“ کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کا مخطوطہ درگاہ خیاری شریف نزد اب شاہ میں موجود ہے۔ (44)

4- زاد الفقیر:

اسلام کے تیسرے رکن روزہ کے متعلق شرعی مسائل پر سندھی نظم میں جامع اور مفید کتاب ہے۔ مخدوم نے اس رسالہ میں رمضان المبارک کے چاند دیکھنے سے لے کر روزہ کے بابت سب مسائل مختصر اور جامع انداز میں لکھے ہیں اور ہر مسئلہ کے مختلف پہلو واضح کئے ہیں۔ سندھ میں اس کتاب کی اہمیت اور افادیت زیادہ ہے۔ سندھی زبان میں یہ چھوٹی کتاب آپ کی ضخیم عربی تصنیف ”منظر الانوار“ کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے۔ (45)

خان بہادر محمد صدیق میمن ”سندھی زبان کی ادبی تاریخ“ میں لکھتے ہیں: ”زاد الفقیر کا نظم نہایت پختہ، ملاوت اور نزاکت سے معمور ہے۔ نظم کے قافیہ باقائدہ، پختہ اور عمدہ رکھے گئے ہیں۔“ (46)

5- راحتہ المؤمنین عرف ذبح و شکار (سندھی منظوم):

مخدوم صاحب کے دور میں زیادہ آبادی زراعت پیشہ تھی، لیکن اس کے باوجود سندھ کے اکثر حصوں میں شکار بھی عام لوگوں کا ذریعہ معاش اور خوراک کا اہم ذریعہ تھا۔ جانوروں کے ذبح و شکار کے مسائل کی معلومات کی ضرورت عوام الناس کو زیادہ پڑتی ہے۔ اس لئے مخدوم صاحب نے روزمرہ زندگی کے اس ضروری پہلو کے متعلق محنت کر کے مسائل جمع کئے ہیں۔ جانوروں کو ذبح کرنے اور شکار کے بابت کوئی بھی ایسا اہم اور ضروری مسئلہ نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ گویا کہ آپ نے دریاء کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ (47)

6- فاکھۃ البستان (عربی):

ذبح و شکار کے مسائل کے بابت ضخیم کتاب جب مخدوم صاحب نے لکھی تو آپ کی عمر 24 برس تھی۔ ابتدا میں آپ نے تین سو کتابوں کے نام دیئے ہیں، جو اس کتاب کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر تھیں۔ اس وقت نام لوگوں کو شکار کے مسائل، مچھلی کے اقسام، حلال و حرام جانوروں کا فرق اور ذبح و شکار کے

بابت معلومات کی زیادہ ورت تھی۔ آپ نے ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عربی زبان میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ سندھ کے علماء و صنفین نے ذبح و شکار کے مسائل پر ایسی جامع اور مدلل کتاب عربی میں نہیں لکھی۔ سندھ کے عربی دان طبقہ پر آپ کا یہ عظیم علمی احسان ہے۔ سندھ کے مشہور کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

ڈاکٹر احمد اقبال قاسمی سابق صدر شعبہ ثقافت اسلامی سندھ یونیورسٹی جامشورو نے ڈاکٹر عبدالواحد بالے پوتہ کے نگرانی میں ”فاکتہ البستان“ پر تحقیق کر کے سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ (48)

7- حیاة القلوب فی زیارة المحبوب (فارسی)

8- سفینة السالکین الی بلد اللہ الامین (فارسی)

9- تحفة المسکین الی جناب الامین (فارسی)

یہ تینوں کتابیں حج کے احکام و مسائل پر لکھی گئی ہیں۔ پہلی کتاب مفصل، دوسری متوسط اور تیسری انتہائی مختصر ہے۔ مخدوم ٹٹھوی صاحب نے شاید علامہ مخدوم رحمت اللہ دریلوی (المتوفی 993ھ) کا تتبع کیا ہے، جنہوں نے حج کے احکام و مسائل پر عربی میں تین کتابیں منک کبیر، منک متوسطہ اور منک صغیر لکھی تھیں۔ حیاة القلوب مناسک حج اور زیارت پر عربی پر تین کتابیں منک کبیر، منک متوسطہ اور منک صغیر لکھی تھیں۔ حیاة القلوب مناسک حج اور زیارت حریم کے بارے میں بھرپور معلومات پر مشتمل بہترین کتاب ہے۔ اس کتاب میں مخدوم صاحب نے 181 کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ کتاب کے مقدمہ اور 14 ابواب میں حج بیت اللہ سے متعلقہ سب ضروری مسائل اور تاریخی واقعات تفصیل سے ذکر کئے ہیں۔

مخدوم صاحب نے ”حیاة القلوب الی زیارة المحبوب“ کا خلاصہ فارسی ”سفینة السالکین الی بلد اللہ الامین“

کے نام سے لکھا ہے۔ لیکن آگے چل کر عام لوگوں، حجاج اور طلبہ کی سہولت کی خاطر اس کا اختصار "تحفۃ السالکین الی جناب الامین" کے نام سے فارسی میں لکھا۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے "مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی لاہوری" دڑی مگسی نزد کمرڈ میں موجود ہیں۔

10- سایہ نامہ (سندھی)

11- رشف الزلال فی تحقیق فی الزوال (فارسی)

مخدوم محمد ہاشم نے یہ دونوں رسالے سندھ میں دوپہر کے وقت اصلی سایہ کے بابت لکھے ہیں۔ طلوع آفتاب کے بعد جیسے جیسے سورج اوپر چڑھتا جاتا ہے، ویسے ہر چیز کا سایہ گھٹا جاتا ہے۔ جب سورج اپنا آدھا سفر طے کر کے زوال کے وقت پر آتا ہے، تو ہر چیز کا سایہ چھوٹے سے چھوٹا ہو جاتا ہے۔ جس کو فقہی اصطلاح میں "اصلی سایہ" یا "فی الزوال" کہا جاتا ہے۔

یہ سایہ ہر ملک کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا ہے۔ ظہر یا عصر کے وقت کے تعین کے لئے اس کا جاننا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

مخدوم صاحب سے پہلے علماء نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا تھا۔ مثلاً مخدوم فتح محمد برہانپوری سندھی نے "مفتاح الصلوٰۃ" میں اس کی مقدار لکھی ہے۔ لیکن مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ پیمانہ سندھ میں جاری نہیں ہو سکتا۔ سندھ میں اصلی سایہ کی ناپ مختلف موسموں میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ رشف الزلال فارسی کا سندھی ترجمہ ڈاکٹر عبد الرسول قادری نے کیا ہے، جو سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ (49)

12- جمع الیواقیت فی تحقیق المواقیت (فارسی):

اس رسالہ میں نماز کے اوقات کا بیان اور تحقیق ہے۔ اس کے قلمی نسخے مجددیہ نعمیہ ملیہ کراچی اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کی لاہوری حیدرآباد میں موجود ہیں۔

13- فتح الکلام فی کیفیتہ اسقاط الصلوة والصيام (فارسی):

اس رسالہ میں میت کی طرف سے فدیہ ادا کرنے کی کیفیت اور میت کی طرف سے روزے اور نماز کے معاف کرانے یا اسقاط کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اصل میں شرعی لحاظ سے میت پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق، فرائض اور واجبات باقی ہیں، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نذر، کفارہ، صدقہ فطر، عشر اور سجدہ تلاوت وغیرہ ان کے لئے میت کی طرف سے فدیہ دیا جاتا ہے۔ اس رسالہ میں فدیہ اور اسقاط کا تفصیل ہے۔ رسالہ 1300ھ میں مطبع محمد وزیر کلکتہ سے شائع ہو چکا ہے۔

14- فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی ﷺ (فارسی):

مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں دو باتوں پر بحث کی ہے:

(1) نبی ﷺ کی مدنی ناپ کا صاع

(2) صدقۃ الفطر اور اس کے متعلقہ مسائل

اس رسالہ میں مخدوم صاحب کی صرف ایک مسئلہ پر اتنی وسیع جستجو اور جدوجہد کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ نے ٹھٹھہ شہر میں رائج وزن سے لے کر مکہ اور مدینہ کے مداور صاع کی ناپ کے ساتھ واپس ٹھٹھہ آ کر وزن سامنے رکھ کر مسئلہ کو حل کیا ہے۔ جس سے آپ کی علمی تحقیق کا بلند معیار ظاہر ہوتا ہے۔

آپ نے اس رسالہ کا دوسرا نام ”کشف السر عن تقدیر صدقۃ الفطر“ رکھا ہے۔ اس کا مخطوطہ مکتبہ نالیہ علم درگاہ شریف پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

15- اصلاح مقدمۃ الصلوة (سندھی)

16- اصلاح مقدمۃ الصلوة (فارسی)

یہ دونوں اصلاح ابوالحسن ٹھٹھوی کی مشہور فقہی درس بہتاب ”مقدمۃ الصلوة“ کی اصلاح میں لکھی گئی ہیں۔

ابوالحسن ٹٹھوی نے کتاب ”مقدمۃ الصلوٰۃ“ سندھی لکھی تھی، جو قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد بچوں کو مکتب میں ابتدائی درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی تھی۔ اور ”ابوالحسن کی سندھی“ کے نام سے مشہور تھی۔ اس رسالہ میں نماز کے بابت کئی مسائل تحقیق طلب تھی، اس لئے مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی نے ان تحقیق طلب مسائل اور مقامات پر اپنے اصلاحی بیت شامل کئے، جن سے ”مقدمۃ الصلوٰۃ“ کے ان مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہوئی، یہ اضافی آیات ”مقدمۃ الصلوٰۃ“ کے موجودہ مطبوعہ نسخوں میں 21 مقامات پر شامل ہیں۔

مخدوم صاحب کی اس ابتدائی اصلاحی تنقید کے بعد آپ کے ہم عصر مخدوم محمد قائم ٹٹھوی نے ابوالحسن سندھی کی حمایت اور تائید میں اور مخدوم محمد ہاشم کے جواب میں ”الر دلی اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ“ لکھا۔ اس طرح علمی اور تحقیقی بحث کا آغاز ہوا۔ مخدوم محمد ہاشم نے مخدوم محمد قائم کے جواب میں ایک عربی رسالہ لکھا اور اس کے دو نام رکھے (1): ”الشفاء الدائم عن اعتراض القائم“ (2) ”تویر الاسباح علی مسالک الاصلاح“۔

سندھ کے نامور اسکالر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مخدوم صاحب کی اصلاح تنقید اور تحقیق کے بابت لکھتے ہیں: ”مخدوم ابوالحسن ٹٹھوی کی سندھی میں لکھی گئی کتاب ”مقدمۃ الصلوٰۃ“ اس اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی کہ سندھ کے دو چوٹی کے علماء مخدوم محمد ہاشم اور مخدوم محمد قائم نے اس پر قلم اٹھایا۔ مخدوم محمد ہاشم نے اپنی طرف سے اصلاح کر کے تحقیق کا درازہ کھولا۔ مخدوم محمد قائم نے اس پر اعتراضات کئے، جن کے مخدوم محمد ہاشم نے جوابات دیئے۔ اس طرح تحقیق و تنقید کا سلسلہ جاری ہوا۔“ (50)

17- الحجۃ الجلیلیۃ فی مسئلۃ سورۃ الاحزاب (عربی):

مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی نے اس رسالہ میں اجنبی مرد یا عورت کا جھوٹا پانی وغیرہ اجنبی عورت اور مرد کے لئے پینے کے مسئلہ پر بحث کی ہے۔ اس رسالہ کا خطی نسخہ قاضی غلام محمد بالائی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

18- موهبة العظیم فی ارث حق مجاور الشعر الکریم (عربی):

اس رسالہ میں اس فقہی سوال کا جواب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب موئے مبارک، جو مختلف مقامات پر زیارت گاہ عام و خاص ہیں، ان کا حق مجاورت کس کو حاصل ہے؟

19- رفع النصب لتکثر التشهدات فی صلوٰۃ المغرب (عربی)

20- القول المعجب فی تکثر التشهدات فی المغرب (عربی)

21- هز المنکب فی تکثر التشهدات فی المغرب (عربی):

مغرب کی نماز میں تشہد کتنی بار پڑھا جاسکتا ہے؟ اور ایسی فقہی صورتیں سہو وغیرہ کی وجہ سے کتنی ہو سکتی ہیں؟ یہ تینوں رسالے اس مسئلہ پر مشتمل ہیں۔

22- تنبیہ نامہ سندھی:

مخدوم محمد ہاشم کے اس رسالہ میں دو مسائل کے بابت تنبیہ وارد ہے۔

(1) بے نمازیوں کو نماز پڑھنے کی تاکید اور نہ پڑھنے والوں کے لئے عذاب اور تنبیہ کا ذکر ہے۔

(2) عرم اور عاشورہ میں ماتم کرنے اور تابوت بنانے سے منع کی گئی ہے۔ یہ رسالہ 1312ھ میں مطبع

مصطفائی لاہور سے چھپ چکا ہے۔

23- شد النطاق فیما یلحق من الطلاق:

فقہ اور معاملات میں نکاح و طلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں طلاق

کے بارے میں تحقیقی انداز میں بحث کی ہے۔ یہ رسالہ 1300ھ میں مطبع مصطفائی لاہور سے طبع ہو چکا

ہے۔

24- السيف الحلي على ساب النبي ﷺ:

اس رسالہ میں اس مسئلہ پر بحث ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم رسول اکرم ﷺ کو گالیاں دے یا کوئی سنگدل مسلمان بھی سردار دو جہاں ﷺ کے شان میں گستاخی کرے تو اس کی شرعی طور پر سزا اور حکم کیا ہونا چاہیے۔ مخدوم صاحب نے کافی ثانی روایات اور عبارات لا کر ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان یا غیر مسلم نبی و کے شان میں گستاخی کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ اس اہم اور نازک مسئلہ کے بابت دین کی بڑی بڑی کتابوں کے حوالے پیش کر کے کئی نکات بیان کئے ہیں، تاکہ کوئی غیر مسلم یا بے ادب گستاخ مسلمان گستاخی کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

25- رد رسالہ قرۃ العین فی البرکاء علی الحسن:

مخدوم محمد ہاشم محمد معین ٹنٹھوی کے چند رسائل کا رد لکھا ہے، جن میں سے یہ رسالہ بھی ایک ہے۔ مخدوم محمد ٹنٹھوی اہل سنت کے موقف کے برخلاف محرم میں ماتم کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ مخدوم محمد ہاشم نے مخدوم محمد معین کے ادب و احترام کے باوجود ان کے رسالہ کا رد لکھا اور دوسرے علماء کو بھی اس طرف توجہ کیا۔ دلائل سے مزین یہ مختصر تحریر مخدوم صاحب کی جرأت و ہمت اور علمی عظمت کی نشانی ہے۔

26- درہم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ:

یہ رسالہ شیخ محمد حیات سندھی مدنی کے رد میں لکھا گیا ہے۔ جنہوں نے نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ مخدوم محمد ہاشم نے حنفی مذہب کی تائید میں بھرپور بحث کر کے مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ نماز میں مردوں کو سینے کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہیے۔

27- معیار النقاد فی تمیز المغشوش عن الجیاد:

شیخ محمد حیات سندھی نے مخدوم محمد ہاشم کے رسالہ درہم الصرۃ کا جواب ”الدردۃ فی اظہار غشش نقد الصرۃ“

لکھا۔ مخدوم محمد ہاشم نے بروقت ”معیار النقاد“ لکھ کر شیخ محمد حیات سندھی کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور اپنے نکتہ نظر کو واضح کر کے حقی مسلک کو ثابت اور واضح کیا ہے۔

مخدوم محمد ہاشم کے دوسرے ہم عصر عالم مخدوم ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی مدنی جو شیخ محمد حیات سندھی کے اہل تھے، وہ شاید اسی مسئلہ میں شیخ محمد حیات کے ہم خیال تھے، اس لئے مخدوم محمد ہاشم نے اس رسالہ پر مخدوم محمد حیات کے ساتھ ان کے استاد شیخ ابوالحسن کبیر کا بھی اشارہ کر دیا ہے۔

28- ترصیع الدرۃ علی درہم الصرۃ:

یہ رسالہ بھی شیخ محمد حیات سندھی کے رد میں لکھا گیا ہے۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں دوسرے رسائل کی طرح حقی مسلک کی تائید میں شیخ محمد حیات سندھی کو علمی جواب دے کر ان کو قائل کرنے کی کوشش کی ہے۔

29- نور العینین فی اثبات الاشارة فی التشہدین:

نماز میں تشہد کی حالت میں اشہد انکی سے اشارہ کرنے کے مسئلہ پر مخدوم صاحب کی تصنیف ہے۔ اگر فقہاء احناف کے درمیان بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد بن الحنفیہ مؤطا میں اشارہ کو حدیث سے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ اس لئے اکثر احناف کا اسی قول پر فتویٰ ہے اور ان کا عمل بھی اسی پر رہا ہے۔ مخدوم صاحب نے احادیث پر عقلی نقلی دلائل اور فقہاء احناف کے اقوال جمع کئے ہیں، تاکہ اس پر عمل کیا جاسکے۔

محترم ڈاکٹر مولانا بخش سکندری نے ”نور العینین“ کو ایڈٹ کر کے اس پر سندھ یونیورسٹی جامشورو سے ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

30- رفع الغطاء عن مسئلۃ جعل العمامۃ تحت الرداء:

مخدوم صاحب کے وقت میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز کی حالت میں پگڑی کے اوپر چادر پہننا سنت ہے

اور کاندھوں پر چادر اوڑھنا مکروہ ہے۔ جیسے نماز میں تنگ سر کرنا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے نماز میں پگڑی پر چادر نہ پہنی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں ان باتوں کا رد کر کے صحیح راستہ کی رہنمائی کی ہے کہ پگڑی کے اوپر چادر اوڑھنا یا کاندھوں پر چادر اوڑھنا جائز ہے اور مکروہ نہیں۔

31- کشف الرین عن مسئلۃ رفع الدین:

مخدوم صاحب نے رسالہ عربی میں رفع الیدین کے رد میں تحریر کیا ہے۔ حنفی مسلک میں تکبیر تحریمہ کے سوا نماز میں، رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین نہیں کی جاتی۔ مخدوم صاحب نے اس پر مفصل بحث کر کے حنفی مسلک کے موقف کو ثابت کیا ہے۔

یہ کتاب مولانا عبد العظیم ندوی کے اردو ترجمہ کے ساتھ مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈو شریف کی طرف سے اور مولانا عبد الرزاق مہران کے سندھی ترجمہ کے ساتھ مکتبہ حزب الاحناف ساکنہ سے شائع ہو چکی ہے۔

32- تمام العنایۃ فی الفرق بین صریح الطلاق ولکنایۃ:

اس رسالہ میں مخدوم صاحب نے طلاق کے صریح الفاظ کے ساتھ یا اثاثہ کنایہ سے دینے کے مسئلہ پر تحقیقی بحث کی ہے۔ اپنی تحقیق کی تائید میں مخدوم محمد جعفر بوبکائی کی دو کتابوں "طل العتود فی طلاق السود" اور "المتانیۃ فی مرۃ الخزانۃ" کے حوالے بھی دیے ہیں۔ یہ رسالہ 1300ھ میں مطبع مصطفائی لاہور سے چھپ چکا ہے۔

33- القول الانور فی حکم لبس الاحمر:

یہ رسالہ مخدوم صاحب نے مردوں کے لئے سرخ کپڑے پہننے کی ممانعت کے بارے میں لکھا ہے۔ جس میں قرآن، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام وغیرہ کے ایک سو سے زیادہ کتب

کے حوالے دیئے ہیں۔ تحریر کا انداز عالمانہ اور محققانہ ہے، جس سے ان کی قرآن فہمی اور علم تفسیر، حدیث اور فقہ کی مہارت کا ثبوت ملتا ہے۔

34- الحجۃ القویۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ :

یہ رسالہ مخدوم صاحب کی دو کتابوں "السنة النبویۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" اور "الطریقۃ الاحمدیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" کا خلاصہ ہے۔ مخدوم صاحب نے اسے ہم عصر عالم مخدوم محمد معین ٹٹھوی کی کتاب "الحجۃ الجلیلیۃ فی رد من قطع بالافضلیۃ" کا رد لکھا ہے۔ آپ نے احادیث مبارکہ کے دلائل سے چاروں خلفاء کی ترتیب اور فضیلت ثابت کی ہے۔

35- التحفۃ المرغوبۃ فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبۃ :

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ اپنے دور کے کئی علماء کے جواب میں لکھا ہے۔ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا مکروہ ہے۔ آپ نے فرض نماز کے بعد سنت سبیلے دعا مانگنے کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

36- تنقیح الکلام فی السنہ عن قرآۃ الفاتحۃ خلف الامام :

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ فرض نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں لکھا ہے۔ مخدوم صاحب سے ان کے دور کے بعض لوگوں نے سوال کیا تھا کہ کیا نماز میں مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے یہ رسالہ اس سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ احادیث مبارکہ، تابعین اور فقہاء کے اقوال لا کر حنفی مذہب کی تائید میں ثابت کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

37- رد الرسالة المعينية :

مخدوم صاحب کا یہ رسالہ مخدوم محمد معین ٹٹھوی کے رد میں لکھا گیا ہے۔ مخدوم صاحب خلافت میں اہلسنت کے عقیدے کے قائل تھے۔ مخدوم محمد معین ٹٹھوی نے خلفاء راشدین کے بابت حدیث، رجال اور تاریخ کے مطابق صحیح ترتیب کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین خلفاء پر افضلیت کے جواز میں رسالہ لکھا تھا۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں یہ بحث لا کر حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قابل احترام صحابی ہیں، لیکن خلافت کی ترتیب مشہور روایات اور تاریخ کی روشنی میں آج تک جو باقی آئی ہے، وہ صحیح اور حق ہے۔

38- کشف الغطاء عما یحل ویحرم من النوح والبرکاء :

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ مشہور عالم مخدوم محمد ٹٹھوی کے رد میں لکھا ہے۔ مخدوم محمد معین نے ایک رسالہ "قرۃ العین فی البرکاء علی الحسین" لکھا تھا، جس میں لکھا تھا کہ ماتم کرنا، مجالس غز، منعقد کرنا، محرم کے ایام میں سیاہ کپڑے پہننا اچھے کام ہیں۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں قرآن، حدیث، فقہ، لغت اور تاریخی حوالوں اور عقلی و نقلی دلائل سے مخدوم محمد معین کا رد کیا ہے۔

39- تحقیق المسک فی ثبوت اسلام الذی بقولہ للمسلم انا مشک :

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ اس فقہی مسئلہ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کوئی ذمی کافر مسلمان کو کہے کہ میں آپ جیسا ہوں تو وہ ذمی ان الفاظ کہنے سے مسلمان ہو جائے گا۔ اور اس پر اسلام کا حکم نافذ ہو گا۔ آپ نے تحقیق سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے مفصل جوابات دیے ہیں۔

40- تصحیح المدرک فی ثبوت اسلام الذی بقولہ انا مشک :

یہ رسالہ مخدوم صاحب نے اپنی کتاب "تحقیق المسک فی ثبوت اسلام الذی بقولہ للمسلم انا مشک" کا خلاصہ

ہے۔ آپ نے 51 دلائل سے یہ مسئلہ واضح کیا ہے۔

41- خطبات ہاشمیہ :

مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی صاحب جمعہ اور عیدین پر جو خطبے ارشاد فرماتے تھے، ان کو آپ کے شاگرد رشید مخدوم عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”جامع الکلام فی منافع الانام“ میں ”الخطبات المہاشمیۃ فی العیدین والجمعة“ کے عنوان سے نقل کئے ہیں۔ مفتی محمد جان نعیمی مدرسہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی نے یہ خطبات الگ کتابی صورت میں ”خطبات ہاشمیہ“ کے نام سے شائع کئے ہیں۔

42- الحجۃ القویۃ فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیہ :

مخدوم محمد معین ٹٹھوی نے شیخ ابن تیمیہ کی کتاب ”منہاج السنۃ النبویۃ“ پر اعتراضات کئے تھے اور انہیں سخت تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں مخدوم محمد معین کے ان اعتراضات کے کافی و ثانی جوابات دے کر اہل سنت کی ترجمانی کی ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی نے ایڈٹ کر کے مطبع الصفا مکتبہ المکرّمہ سے شائع کیا ہے۔

43- الطراز المذہب فی ترجیح الصحیح من المذہب :

مخدوم صاحب نے حنفی مذہب کے کچھ اختلافی مسائل میں متقدمین اور متاخرین کے اختلاف کو سمجھنے کے لئے موجودہ دور کے علماء و طلباء کے لئے رہنمائی فرمائی ہے اور اس اختلاف کو قواعد کے مطابق اصول و فروع کو واضح کر کے کافی و ثانی جوابات دیئے ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے رد سے اختلاف کو حل کیا ہے۔

44- تحفۃ الاخوان فی منع شرب الدخان :

مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں تمباکو استعمال کرنے کی ممانعت کے بابت دلائل دے کر اسے حرام

اور مکروہ ثابت کیا ہے۔ مگر ٹیٹ، بیٹری، حیثیت اور آفیم کے شرعی اور طبی نقطہ نظر سے نقصانات واضح کئے گئے ہیں۔

45- نتیجہ الفکر فی تحقیق صدقۃ الفطر:

مخدوم صاحب نے صدقۃ فطر کے مسائل اور صاع نبوی ﷺ کی ناپ کے بارے میں ایک کتاب "فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی ﷺ" لکھی تھی۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے۔

46- فضائل نماز و دعاء عاشورہ:

مخدوم صاحب نے اس مختصر رسالہ میں اسلامی ہجری سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کے عاشورہ کے دنوں میں صحیح اور جائز ثواب کے کاموں کو واضح کیا ہے، تاکہ لوگ غلط اور غیر شرعی رسوم سے بچیں۔ اس سے اسلامی ہجری سال کے پہلے مہینہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ (51)

مخدوم محمد ہاشم کی فقہی خدمات کی یہ ایک مختصر جملک ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب نے ہر ایک فقہی مسئلہ پر دو دو، تین تین رسالے اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔

علماءِ سندھ میں مخدوم صاحب فقہی مسائل میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی علمی اور فقہی مسئلہ میں اختلاف ہوتا ہے اور کسی کی تائید میں مخدوم صاحب کی غیر مبہم اور واضح قول یا فتویٰ پیش ہوتا ہے تو اسی وقت نزاع ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی مقالات قاسمی میں لکھتے ہیں:

"اس دور میں ذبح فوق العقدہ پر سندھی مفتیوں کے فتوؤں کی لے دی ہوئی۔ ہمایوں فکر کے علماء دونوں کی حلت کے قائل تھے اور مولانا سید محمد شاہ ایک کو حلال اور دوسرے کو حرام کہہ رہے تھے۔ دونوں کی تحریروں کا سلسلہ چلا۔ ہمایوں میں مناظرہ رکھا گیا۔ اس وقت مولانا محمد قاسم یا سینی کی طرف سے حلت کے لئے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے "بیاض ہاشمی" کی ایک عبارت دکھائی گئی۔ جس نے سب کو خاموش کر دیا۔" (52)

حال ہی میں مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے "معارف" کی تحقیق کرتے ہوئے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے قول اور فتویٰ کو سامنے رکھا ہے۔ بلکہ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ اس مسئلہ کی بابت مخدوم ٹھٹھوی کی رائے معلوم کی جائے اور اس کو ترجیح دی جائے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"بارہویں صدی کے مشہور فقیر حضرت مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کا فضل و کمال کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ بندہ نے سب سے پہلے مسبق غلت المسافر سے متعلق موصوف کا فتویٰ دیکھا تو آپ کی قوت استدلال، تعمق نظر اور اختصار کے ساتھ فیصلہ کن اور تشفی بخش جواب نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس کے بعد سے میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہر الجھے ہوئے مسئلہ میں علامہ موصوف کی تحقیق معلوم ہو جائے۔ چنانچہ مسئلہ زیر بحث میں بھی نے اس کی کوشش کی، جو بحمد اللہ تعالیٰ بار آور ہوئی۔" (53)

الغرض مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی فقہی خدمات ہمارے لئے تاقیامت مشعل راہ رہیں گی۔ جب تک فقہ اور فتویٰ نویسی ہے، مخدوم ٹھٹھوی کا نام روشن رہے گا اور ان کی کیبونی فنی خدمات سے فیض حاصل کیا جاتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ



حواشی وحوالہ جات

- 1- عبدالحی الحسنی "نزہۃ الخواطر" 1/35
- 2- قاضی الطہر مبارکپوری (الف) "رجال السند والہند" 237
- (ب) "التقعد الشمسین" 224
- محمد اسحاق بھٹی (الف) "برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ" 15
- (ب) "فتبائے ہند" متعلقہ صفحات
- (ت) "فتبائے پاک و ہند" متعلقہ صفحات
- شمس الدین الذہبی (الف) "تذکرۃ الحفاظ" 1/107
- (ب) "سیر اعلام النبلاء" 7/387
- 2- عبد الکریم معانی "الانساب" متعلقہ صفحات
- 3- بشاری مقدسی "أحسن التقاسیم" 363
- 4- علامہ غلام مصطفی قاسمی مقالہ سندھ میں فتویٰ کافن "مقالات قاسمی" 120 ص
- 5- قاضی الطہر مبارکپوری "رجال السند والہند" 49
- 6- ابن الندیم "الفہرست" 373
- 7- بزرگ بن شہر یار الرا مہر مزی "عجایب البہنہ" 3-4
- 8- غلام مصطفی قاسمی "مقالات قاسمی" 121
- 9- ڈاکٹر قاضی یار محمد "سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" 6-7
- 10- سید عبدالحی الحسنی "نزہۃ الخواطر" 2/166
- 11- ڈاکٹر قاضی یار محمد "سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" 8-9-10
- ڈاکٹر عبد الرزاق گھانگھرو "قرآن مجید کے سندھی تراجم و تفاسیر" 25-30

- ”سندھ کی دینی درسگاہیں“ متعلق صفحات
- 12- مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی ”فرائض الاسلام“ مترجم عبدالعلیم ندوی، مقدمہ ص 14
- 13- غلام رسول مہر ”تاریخ سندھ عہد کلہوڑا“ 2/288
- 14- روزنامہ الوحید ”سندھ آزا دنبر“ ص 33
- 15- فقیر محمد اسماعیل ٹٹھوی ”بناء الاسلام“ مقدمہ ص 34
- 16- مولانا دین محمد وفائی ”لطف اللطیف“ ص 91
- 17- میر علی شیر قانع ”تحفۃ الکرام“ ص 242
- 18- مولانا غلام مصطفی قاسمی مقالہ جیلانی سید سندھ میں ”مقالات قاسمی“
- 19- مخدوم امیر احمد مقدمہ ”بذل القوة“ ص 47
- 20- ڈاکٹر محمد حسن نالپر مقدمہ ”سندھ کے اسلامی درسگاہ“ ص 256
- 21- مولانا غلام مصطفی قاسمی مقدمہ ”کنز العبرت“ ص 5
- 22- ڈاکٹر نبی بخش بلوش مقدمہ ”سندھی زبان و ادب کی تاریخ“ ص 43
- 23- مولانا غلام مصطفی قاسمی مقدمہ ”تیرہویں صدی ہجری کے مشاہیر سندھ نمبر“ ص 30
- 24- مولانا دین محمد وفائی ”تذکرہ مشاہیر سندھ“ 3/252
- 25- ڈاکٹر نبی بخش بلوش ”درسگاہ چوٹیار یوں“ مقالہ ماہنامہ پیغام کراچی اگست۔ ستمبر 1980ء
- 26- مخدوم عبداللطیف ٹٹھوی ’مناقب مخدوم محمد ہاشم‘ فارسی قلمی ص 2
- 27- اسد اللہ شاہ کھڑائی ”تذکرہ شعراء کھڑا“ ص 18
- 28- ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی مقدمہ ”اللولو المکنون فی تحقیق مد السکون“ ص 18
- 29- ڈاکٹر قاضی یار محمد ”سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء“ ص 66

- 30- میر علی شیر قانع "تحفہ الکرام" ص 565
- 31- ڈاکٹر قاضی یار محمد "سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" 67-68
- 32- روزنامہ الوحید "سندھ آزاد نمبر" 33
- 33- محمد صدیق میمن "سندھ کی ادبی تاریخ" 1/152
- 34- مخدوم عبداللطیف ٹٹھوی "مناقب مخدوم محمد ہاشم" (قلمی فارسی) 1-4
- 35- رجز ڈبرٹن "سندھ اور سندھو ما تھری میں بسنے والی قومیں" ص 327
- 36- ڈاکٹر عبدالرسول قادری "مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی سوانح حیات اور علمی خدمات" 208-178
- 37- مولانا غلام مصطفی قاسمی مقالہ ہاشمیہ لاہوری ماہنامہ نئی زندگی جولائی 1959ء ص 28-92
- 38- میر علی شیر قانع "تحفۃ الکرام" ص 565
- 39- فہرستہ المخطوطات المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ
- 40- فہرستہ المخطوطات المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ
- 41- مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی "بیاض ہاشمی" مخطوط
- 42- مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی "منظر الانوار"
- 43- ڈاکٹر عبدالرسول قادری مخدوم محمد ہاشم ٹٹھوی سوانح حیات 246
- 44- مخدوم محمد ہاشم "حیات الصائمین"
- 45- مخدوم محمد ہاشم "زاد الفقیر"
- 46- خان بہادر محمد صدیق میمن "سندھ کی ادبی تاریخ" 78-80/1
- 47- مخدوم محمد ہاشم "راستہ المؤمنین"
- 48- مخدوم محمد ہاشم "فاکبتہ السان"

- 49- ڈاکٹر عبد الرسول قادری ترجمہ "زشت الزلال فی تحقیق فی الزوال"
- 50- ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مقدمہ "مصلح المفتاح" ص 27-28
- 51- ڈاکٹر عبد الرسول قادری "مخدوم محمد با شرم شمسوی" متعلقہ صفحات
- 52- مولانا غلام مصطفی قاسمی "مقالات قاسمی" ص 121
- 53- مفتی رشید احمد لدھیانوی "احسن الفتاویٰ" 4/400

فہرست المراجع والمصادر

”سندھ اور سندھ ماٹھری میں بسنے والی قومیں“

برلن ریپورڈ

(الف) ”سندھی زبان و ادب کی تاریخ“ پاکستان اسٹڈی سینٹر، سندھ

بنی بخش ڈاکٹر

یونیورسٹی جامشورو 1990ء

(ب) ”درگاہ چوٹیا ریوں“ مقالہ ماہنامہ پیغام کراچی اگست

(ج) ”مقدمہ“ مصلح المفتاح“ انسٹیٹیوٹ آف سندھ لاجی جامشورو

1970ء

”برصغیر پاک و ہند علم فقہ“ دار احیاء التراث العربی بیروت 1987ء

نبی محمد اسحاق مولانا

”سندھ کی دینی درگاہیں“ محکمہ ثقافت و سیاحت حکومت سندھ 1982ء

نالیہ محمد حسن ڈاکٹر

”تذکرہ شعراء کھڑ“ سندھی ادبی بورڈ 1959ء

لکھڑائی اسد اللہ شاہ

”مقدمہ“ بناء الاسلام“ وفاتی پرنٹنگ پریس کراچی 1975ء

نٹھوی فقیر محمد اسماعیل

”مناقب خدوم محمد ہاشم“ فارسی (قلمی)

نٹھوی خدوم عبداللطیف

نٹھوی خدوم محمد ہاشم

(1) ”فرائض اسلام“ مترجم مدرسہ مجتہد و شریف حیدر آباد 1986ء

(2) ”بیاض ہاشمی“ مخطوط“ خدوم محمد ہاشم نٹھوی لاہوری ڈری مگسی مکرٹ

(3) ”منظہر الافوازا ایضاً

(4) ”حیات النساخین“ ایضاً

(5) ”زاد الفقیر“ مجتہبائی پرنس لاہور 1312ء

(6) ”راحتہ المؤمنین“ ایضاً

(7) ”نفا کتبہ الہستان“ مخطوط انسٹیٹیوٹ آف سندھ لاجی جامشورو

- (8) "حیات القلوب فی زیارة المحبوب" مطبع کریمی بمبئی 1880ء
- (9) "سفینة السالکین الی بلد اللہ الامین" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم لاہیری" دڑی معی سکرٹڈ
- (10) "تحفة المسکین الی جناب الامین" ایضاً
- (11) "سایہ نامہ" سندھی، مطبع ہری بالنگو بمبئی 1280ء
- (12) "رشف الزلال فی تحقیق فی الزوال" سندھی لینگوئج اتھارٹی حیدرآباد 1994ء
- (13) "جمع الیواقیت فی تحقیق المواقیف" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہیری" دڑی معی سکرٹڈ
- (14) "فتح الکلام فی کیفیۃ اسقاط الصلوٰۃ والیصام" مطبوع مخدوم زکریا کلکتہ 1300ء
- (15) "فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی" مخطوط، المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ درگاہ شریف پیر جھنڈ حیدرآباد
- (16) "اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ" سندھی مخطوط "مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی لاہیری" حیدرآباد
- (17) "اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ" (فارسی) مخطوط "مخدوم محمد ہاشم لاہیری" دڑی معی سکرٹڈ
- (18) "الحجتۃ الجلیۃ فی مسئلۃ سورۃ الاحزاب" ایضاً
- (19) "موبیتۃ العظیم فی ارتحاق مجاورۃ الشعر الکرم" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہیری" دڑی معی سکرٹڈ
- (20) "رفع النصب التکثر بالتشہدات فی صلوٰۃ المغرب" ایضاً
- (21) "اقول المعجب فی تکثر تشہدات فی المغرب" ایضاً
- (22) "ہنر المنکب فی تکثر التشہدات فی المغرب" ایضاً
- (23) "تنبیہ نامہ" سندھی مطبع مصطفائی لاہور 1312ء
- (24) "ش النطاق فیما لحق من الطلاق" مطبع مصطفائی لاہور 1300ء
- (25) "اسیف النبی علی سب النبی ﷺ" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہیری" دڑی معی سکرٹڈ
- (26) "رد رسالۃ قرا لعین فی البکا علی الحسین" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہیری" دڑی معی سکرٹڈ

- (27) "درہم الصرة فی وضع الیدین تحت السرة" مخطوط "المکتبۃ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو" نیو سغیہ لاہور
- (28) "معیار النقاد فی تمیز المغموش عن الجیاد" ایضاً
- (29) "ترصیح الدرۃ علی درہم الصرة" ایضاً
- (30) "نور العینین فی اثبات الاشارة فی التشہدین" مخطوط "انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی لاہوری جامشورو"
- (31) "رفع الغطاء عن مسئلۃ جعل العمامۃ تحت الرداء" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہوری" دہلی
- معنی سکرٹڈ
- (32) "کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین" مطبوع مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈ و شریف 1408ھ
- (33) "تمام العنایۃ فی الفرق بین صریح الطلاق والکنایۃ" مطبع مصطفائی لاہور 1300ھ
- (34) "القول الانوری فی حکم لبس الاحمر" طابع محمد ابراہیم یاسینی رفاه عام پریس لاہور۔
- (35) "الحجتہ القویۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہوری" دہلی معنی سکرٹڈ
- (36) "التحفۃ المرغوبۃ فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبۃ" مطبوع مدرسہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی
- (37) "تصحیح الکلام فی النہی عن قرآۃ الفاتحۃ خلف الامام" مطبوع مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈ و شریف
- (38) "رد المسالۃ المعینۃ" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لاہوری" دہلی معنی سکرٹڈ
- (39) "کشف الغطاء عما یحل ویحرم من النوح والکساء" ایضاً
- (40) "تحقیق المسکک فی ثبوت اسلام الذی یقولہ المسلم انامثلک" مخطوط المکتبۃ العالمیۃ العلمیۃ درگاہ شریف پیر جھنڈو
- (41) "تصحیح المدرک فی ثبوت اسلام الذی یقولہ انامثلک" ایضاً
- (42) "خطبات ہاشمیۃ" مطبوع جامعہ نعیمیہ ملیر کراچی 1990ء
- (43) "الحجتہ القویۃ فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیہ" مطبع الصفا مکتبہ المکرمتہ 1423ھ

(44) "الطراز المذهب فی ترجیح الصحیح من المذهب" مخطوط المکتبۃ العالمیۃ العلمیۃ درگا: شریف پور
جمشید و

(45) "تحفۃ الاخوان فی منع شرب الدخان" مخطوط "مخدوم محمد باشم شہوی لاہوری" ڈی مگسی سکرٹڈ

(46) "تحفۃ الفکر فی تحقیق صدقۃ الفطر" ایضاً

(47) "فضائل نماز و دعاء فاشورۃ" ایضاً

حسنی عبدالحی سید

"نزهۃ الخواطر و بھجتہ المسامح والنواظر" دائرۃ المعارف العثمانیۃ دکن 1947ء

الذہبی شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان

(الف) "تذکرۃ الحفاظ" دائرۃ المعارف العثمانیۃ 1958ء

(ب) "سیر اعلام النبلاء" موسستہ الرسالۃ البیروت 1982ء

الراہر مزی بزرگ بن شہریار

"عجائب البندیہ و بحرہ و جزائرہ" لیدن 1886ء

السمعانی ابوسعید عبد الکریم

"الانساب" دائرۃ المعارف العثمانیۃ دکن 1963ء

منہجی عبد القیوم ڈاکٹر

"الاولو الکون فی تحقیق مدا سکون" مقدمہ مکتبہ جامعہ بنوریہ کراچی 1999ء

قاسمی غلام مصطفی مولانا

(۱) "مقالات قاسمی" مرتبہ ڈاکٹر مظہر الدین سومرو۔ نفیس پریس۔ حیدرآباد 2000ء

(۲) مقدمہ "کنز العبرت"

(۳) "تیرہ بن ہندی بھری کے مشابیر سندھ نمبر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد

(۴) مقالہ ”باشمیعہ لائبریری ماہنامہ نئی زندگی“ حیدرآباد 1959ء

قادی عبدالرسول ڈاکٹر

”مخدوم محمد باشمیعہ سوانح حیات اور علمی خدمات“ مقالہ پی ایچ ڈی سندھی ادبی بورڈ جامشورو

2006ء

قاسمی یار محمد ڈاکٹر

”سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء“ سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد 1992ء

قانع میر علی شیر

”تختہ الکرام“ سندھی ادبی بورڈ جامشورو

گھانگھر عبدالرزاق ڈاکٹر

”قرآن مجید کے سندھی تراجم و تفاسیر“ مہران اکیڈمی شکارپور

لدھیانوی رشید احمد مفتی

”احسن الفتاویٰ“

مبارکپوری قاضی اعظم

(الف) ”رجال السندو والہند“ دارالانصار مصر 1398ھ

(ب) ”العقد الثمین فی فتوح الہند و من ورد فیہا من الصحابة والتابعین“ طبع ابناء مولوی محمد سورتی بمبئی

1968ء

مہر غلام رسول مولانا

”تاریخ سندھ عہد کلہوڑا“ محکمہ ثقافت حکومت سندھ

مخدوم امیر احمد

مقدمہ ”بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوة“ سندھی ادبی بورڈ

یسمن خان بہار محمد صدیق

”سندھ کی ادبی تاریخ“ مہراز اکیڈمی شکارپور

ابن الندیم

”الفہرست“ نور محمد کتب خانہ کراچی

المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ درگاہ شریف پیر جھنڈو (فہرستہ المخطوطات)

المکتبۃ الراشدیۃ آزاد پیر جھنڈو (فہرستہ المخطوطات)

وفائی دین محمد مولانا

(الف) ”الطف اللطیف“ وفائی پیشنگ باؤس کراچی 1978ء

(ب) ”تذکرۃ مشاہیر سندھ“ سندھی ادبی بورڈ 1986ء

الوحید روزنامہ

”سندھ آؤڈ نمبر“ حیدرآباد 1979ء طبع دوم



عكسيات

الطريقة المحمدية في حقيقة القطع بالافضلية - مايثيل صفحہ کا عکس

کتاب

طريقة المحمدية في حقيقة القطع بالافضلية

الطريقة المحمدية في حقيقة القطع بالافضلية - أخرى صفحها عكس

بسم الله الرحمن الرحيم
 اللهم اننا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارزقنا الباطل باطلا وارزقنا اقتبائه
 الخلد لله والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى اله واصحابه ومن خالفوا
 وبعد فيقول العبد المقتدر الى رحمة ربه الغني محمد هاشم بن عبد الغفور
 بن عبد الرحيم البزرجي التتويجي كان الله تعالى له وبه ومعه في كل
 وقت وخبر الامين هذه رسالة مختصرة جمعتها لما سئلت من ان
 ابي دليل من القرن العظيم والحارث النبي الكريم صلى الله عليه واله وسلم
 لاجل السنة والجماعة على قلوبهم بالترتيب المعروف في الافضلية
 بين الخلفاء الاربعة ابي ان افضل البشر كلهم بعد الانبياء عليهم
 الصلوات والسلام ابو بكر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى
 عنهم بان لهم على ذلك دلائل كثيرة واسانيد غير مبررة قد
 جمعتها من ابواب ما كنت جمعتها اولا في الرسالة الكبيرة المسماة
 بالسنة النبوية في حقيقة القطع بالافضلية وقد الفت هاتين
 الرسالتين ثم اعلاني من قال من بعض المتظمين في رسالته بافضلية
 علي رضي الله تعالى عنه على الخلفاء الثلاثة رضي الله تعالى عنهم
 وارضع

ترجم الحسن علي الحسين بن وقال العلامة العارف بالله
وقد وده السالكين الشيخ احمد السريهندي نفعنا الله تعالى
ببركاته في المكتوب السابع والستين من مكاتيب المجلد
الثاني ما لفظه وحيفرت امام حسن افضل است از حضرت امامين
رضي الله تعالى عنهما انتهى والحمد لله سبحانه وتعالى على الختام
والفضيلة والسلام على سيدنا محمد سيد الانام وعلى آل العظام
وصحبه البرية الكرام ما شرق شارق وهطل غمام
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله
على خير خلقه ونور عرشه نبينا محمد وآله

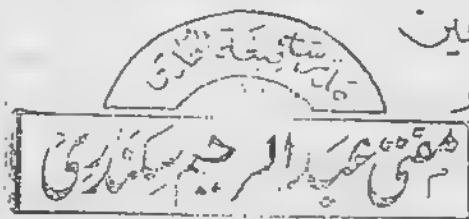
واصحابه والتابعين الى يوم الدين

وبارك وسلم برحمتك يا

ارحم الراحمين

تمت بالخير

والسلامة



مقدمہ از مصنف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه الحمد لله والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه ومن نما نحوه وبعد فيقول العبد المفتقر الى رحمة ربه الغني محمد هاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمن السندی التتوي كان الله تعالى له وبه ومعه في كل وقت وحين آمين۔

اے اللہ عزوجل ہمیں حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔ باطل کی پہچان دے اور اس سے بچنے کی ہمت عطا فرما۔ سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں اور درد و سلام سب سے آخری نبی ﷺ اور ان کی آل و اصحاب اور ان کے متبعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اما بعد اپنے رب بے نیاز کی رحمت کا محتاج بندہ محمد ہاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمن سندھی ٹٹھوی (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت اور عافیت کا طلبگار کہتا ہے۔)

هذه رسالة مختصرة جمعتها لما سئلت من ان اى دليل من القرآن العظيم واحاديث النبی الكريم ﷺ لاهل السنة والجماعة على قولهم بالترتيب المعروف في الافضلية بين الخلفاء الاربعة يعنى ان افضل البشر كلهم بعد الانبياء عليهم الصلوة والسلام ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم بأن لهم على ذلك دلائل كثيرة واسانيد غزيرة قد جمعتها ههنا بعد ما كنت جمعتها اولاً في الرسالة الكبيرة المسماة بالسنة النبوية في حقيقة

القطع بالافضلية وقد الفت هاتين الرسالتين رداً على من قال من بعض المتطهرين في رسالته بافضلية على رضى الله تعالى عنه على الخلفاء الثلاثة رضى الله عنهم وادعى فيها امورا ثلاثة الاول انه لا دليل لاهل السنة والجماعة على ما ادعوا من هذا الترتيب المتعارف الثانى انه لو سلم ان لهم دليلاً على ذلك فهو معارض بما ورد في فضائل على رضى الله عنه الثالث انه لو سلم عدم معارضته فلا اقل من ان مسألة هذا الترتيب المتعارف ظنية لا قطعية فأجبت من هذه الايرادات الثلاثة مفصلاً مع الرد على اصل مدعاة في اصل هذه الرسالة مفصلاً ثم في المختصر بمحلاً وشرعت في تأليف هذه الرسالة المختصرة في السابع من شهر ذى القعدة الحرام سنة احدى وستين ومائة والى من هجرة سيد الانام عليه افضل صلوة والسلام وسميتها بالطريقة الاحمدية في حقيقة قطع بالافضلية وبالله تعالى استعين وهدى الموفق والمعين۔

”یہ مختصر رسالہ میں نے اس وقت جمع کیا جب مجھ سے سوال کیا گیا کہ قرآن عظیم اور احادیث نبویہ سے پاس دو کون سی دلیل ہے جو اصلیت و جماعت کے اس موقف کو ثابت کرے کہ!

نخاء اربعہ کے درمیان درجہ فضیلت اس مشہور ترتیب کے مطابق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں بڑا مرتبہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے۔“

(توسنی) بے شک اہل سنت و جماعت کے پاس اس موقف پر کثیر دلائل اور روشن سندیں موجود ہیں۔ جن کو میں نے یہاں جمع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے میں ان دلائل کو اپنے ایک ضخیم رسالے

نام "السنة النبوية في حقيقة القطع بالافضلية" میں بھی جمع کر چکا ہوں۔ میں نے یہ دونوں رسالے معترضین (معین ٹٹھوی) کے رد میں لکھے ہیں کہ جن نے اپنے ایک رسالے میں خلفائے راشدین میں خلفاء ثلاثہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول کیا ہے اور اس رسالے میں تین باتوں کا دعویٰ کیا ہے۔

۱۔ اہل سنت و جماعت کے پاس ان کے ترتیب معروف والے موقف پر کوئی دلیل نہیں۔

۲۔ یہ سبیل تسلیم اگر دلیل ہو بھی تو رہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں وارد روایات کے معارض ہے۔

۳۔ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ معارضہ پیدا نہیں ہوتا تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ ترتیب معروف والا مسئلہ قطعی نہیں۔

میں نے ان تینوں اعتراضوں کے اپنے ضخیم رسالے میں بالتفصیل اور اس مختصر رسالے میں اجمالاً جواب دینے کے ساتھ ساتھ اس کے اصلی مدعا کا بھی رد کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ میں نے یہ مختصر رسالہ 7 ذی القعدة الحرام 1161ھ کو لکھنا شروع کیا اور اس کا نام

"الطريقة المحمدية في حقيقة القطع بالافضلية" رکھا۔

میں اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں اور وہی حقیقت توفیق دینے والا مدد فرمانے والا ہے۔

فائدہ: ولینبغی ان یعلم ان مدعی اهل السنة والجماعة بهذه الافضلية ليس الفضل الكلي بمعنى عمود وجه الافضلية من كل وجه كما فهمه بعض المقام بن غلط بل اراد وابه الفضل الكلي بمعنى اكمل وجوه الافضلية وعظمها الذي هو بانفراده كانه يقوم مقام الكل وفستروا باكثرية الثواب عند الله تعالى واكملية القرب الزلفى لدى الله تعالى وارفعية درجة الجنة والرضوان في حضرت الله تعالى وزادوا ايضاً ان مجموع فضائل المفضل تفوق على مجموع فضائل المفضل عليه وليس مرادهم بالافضلية الافضلية من كل وجه كما

زعمه ذلك البعض اذ ربما توجد فضيلة في المفضل عيله ولا توجد في المفضل
وربما يوجد فيه في فضيلة لكن مجموع فضائل هذا يفوق على
فضائل ذاك فتدبر فانه ينفعك۔

فائدہ: یہ جان لیا جائے کہ افضلیت کے حوالے سے اہلسنت وجماعت کے فضیلت کلی کے دعوے کا
یہ مطلب نہیں کہ من کل الوجوہ یعنی ہر ہر بات میں افضلیت مراد ہو جیسا کہ بعض کم فہم لوگوں نے غلطی سے سمجھ
رکھا ہے نہ سمجھا ہے بلکہ مراد فضل کلی سے وجوہ افضلیت میں جو سب سے کامل اور عظیم وجہ ہے وہ ہے کہ
جو ایک ہی کل کے برابر ہے اور علماء اہلسنت نے اس وجہ فضیلت کی تفسیروں کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک (انبیاء کے بعد مخلوق بشریہ میں) سب سے زیادہ ثواب والے
ہیں۔ سب سے کامل قرب الہی والے ہیں۔ جنت میں سب سے بلند درجے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں سب زیادہ پسندیدہ ہیں۔ علماء نے مزید یہ وضاحت بھی کی ہے کہ مفصل (جس کو فضیلت حاصل
ہے) اس کے فضائل مجموعی طور پر مفصل علیہ (جس پر فضیلت حاصل ہے) کے مجموعی فضائل پر فائز
ہیں۔ اور یہاں بھی علماء کی مراد افضلیت سے افضلیت من کل الوجوہ نہیں جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے کیونکہ
برساوقات کوئی خاص فضیلت مفصل علیہ میں پائی جاتی ہے اور مفصل میں کبھی تو پائی جاتی ہے کبھی نہیں پائی
جاتی لیکن مجموعی طور پر اس کے فضائل اُس کے فضائل پر غالب رہتے ہیں (فتدبر) غور کیجئے۔ یہ
چیز آپ کو فائدہ دے گی۔

فائدة اخرى وما ينبغي ان يعلم انه قد ذكر في الكتاب المسمى بالعطية
العلية في مسألة الافضلية انه قد قال الشيخ ابو الحسن الاشعري امام اهل
السنة والجماعة ان الافضلية للخلفاء الاربعة على الترتيب اهل السنة
والجماعة قطعية قال وترتيبهم في الفضل كترتيبهم في الخلافة انتهى كلامه
دوسرا فائدہ: یہ بھی جان لیا جائے کہ کتاب "العطية العلية في مسألة الافضلية"

میں امام اہل سنت کے شیخ ابو الحسن اشعری علیہ الرحمہ کا یہ فرمان مذکور ہے ”خلفاء اربعہ کی افضلیت، اہلسنت وجماعت کی ترتیب معروف کے مطابق قطعی ہے یہ بھی فرمایا کہ ان کی ترتیب افضلیت ایسی ہی ہے جیسی ان کی ترتیب خلافت ہے۔ (ان کا کلام ختم ہوا)۔

وقال الامام ابو منصور المبحدادي اصحابنا يجمعون على ان افضل الصحابة خلفاء الاربعة على الترتيب المذكور انتهي ما في العطية.

امام ابو منصور بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے فرمایا ”افضل ترین صحابہ خلفائے اربعہ میں اور خود ان میں افضلیت ترتیب مذکور کے مطابق ہے (العطیۃ العلیہ کی عبارت ختم ہوئی)۔

(اصول الدین ص ۳۰۴)

وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري ان الحافظ البيهقي نقل في كتاب الاعتقاد له ان الامام الشافعي قال اجمع الصحابة واتباعهم على افضلية ابى بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ حافظ بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی ”كتاب الاعتقاد“ میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے ”کہ صحابہ اور ان کے تابعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ علیہم ہیں۔“ (الاعتقاد ص ۱۹۲)

وقال ابن حجر فيه ايضاً ان الاجماع انعقد بالأخرة بين اهل السنة والجماعة على

۱۔ امام اہل سنت امام اشعری رحمہ اللہ اپنا عقیدہ لکھتے ہیں۔

واجمعوا على ان خير العشرة الائمة الاربعة ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضوان الله عليهم۔

اجماع امت ہے کہ عشرہ مبشرہ میں بہتر ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضوان اللہ علیہم۔

(رسالہ الاشعری فی اہل اشعر ہ ص ۲۲۹)

ان ترتيبہم فی الخلفاء کترتیبہم فی الخلافة انتہی

• حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ بعد میں اہلسنت وجماعت کے نزدیک اس پر اجماع ہو گیا کہ خلفاء اربعہ کی ترتیب افضلیت ان کی ترتیب خلافت ہی کی طرح ہے۔ (ان کا کلام ختم شد)۔ فتح الباری، رقم ۳۶۷۸

وقد قال العلامة الشيخ عبد الحق الدهلوی فی تکمیل الایمان لہ انه قال الامام الشافعی رحمہ اللہ لم یختلف احد من الصحابة والتابعین فی تفضیل ابی بکر و عمر علی سائر الصحابة انتہی

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”تکمیل الایمان“ میں فرمایا ”امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کسی صحابی یا تابعی رضی اللہ عنہ کا اس بات میں اختلاف نہیں کہ تمام صحابہ پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں“ (یہ کلام ختم ہوا)۔

(تکمیل الایمان ص ۱۰۴ مترجم)

فان قلت قد ذکر انت اجماع الصحابة والتابعین علی تفضیل ابی بکر و عمر علی سائر الصحابة کلہم ولكن اختلف بعض ممن بعدهم فی تفضیل من بعدهما فقد نقل عن ذلك انه توفی فی التفضیل بین عثمان و علی فکیف یکون الترتیب المذکور بتمامہ قطعیا

اعتراض : اگر آپ کہیں کہ آپ نے صحابہ و تابعین کا اس بات پر اجماع ذکر کیا ہے کہ شیخین (سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما تمام صحابہ پر بالترتیب افضل ہیں حالانکہ صحابہ و تابعین کے بعد کے بعض علماء کو ختین (سیدنا عثمان غنی و سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) کے مابین افضلیت میں اختلاف اور ان سے اس بابت توقف منقول ہے تو پھر ترتیب مذکور کلی طور پر کیسے قطعی ہو سکتی ہے؟

قلنا قد عرفت انفاً انه قد انعقد الاجماع بالآخرة علی تفضیل عثمان علی علی

وقد تقرر في الاصول ان الاختلاف المتأخر لا يرفع الاختلاف المتقدم.

جواب: ہم نہیں گے کہ آپ ابھی ابھی جان چکے ہیں کہ بعد میں حضرت عثمان غنی کے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہونے پر اجماع منعقد ہو گیا تھا اور اصول میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بعد والوں کا اختلاف پہلے والوں کے اتفاق کو نہیں اٹھا سکتا۔

وایضا قد قال فی الصواعق لابن حجر المکی ان ما روى عن الامام مالک انه توقف فی تفضیل عثمان علی علی فان مالکا قد ثبت رجوعه عنه الی تفضیل عثمان علی انتہی۔

مزید یہ کہ "الصواعق" میں ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے امام مالک سے مروی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پر افضلیت میں جو توقف منقول تھا آپ نے اس سے رجوع فرما کے یہ موقف اختیار فرمایا تھا کہ حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ (تو اختلاف ہی نہ رہا)۔!

وصرح القاضي عیاض بذلك ایضا ای بأن مالکا رجع فی الضر عمره عن التوقف

! امام حارث بن مسکین فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے تفضیل شیخین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ان دونوں (شیخین) میں کوئی شک نہیں۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ ۲/ ۱۹۹، رقم ۲۱۳۱) امام احمد بن سالم المغازی حنبلی نے امام مالک کے حوالہ سے لکھا:

ای العباس افضل بعد نبیہم فقال ابو بکر ثم عمر ثم قال أو فی ذلک شک۔ ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر فرمایا کیا اس میں شک ہے۔" (الوامع الاثر اور السبحة ۲/ ۲۶۵)

امام مالک کے شیخین کی افضلیت کے قول کو امام زین الدین عراقیؒ نے شرح التبصرہ والاندکڑہ منہ ۲۱۵۔ امام بخاری نے فتح المغیث باب معرفۃ الصحابہ ۳/ ۱۲۷ اور امام ابراہیم بن موسیٰ نے اخذ الفیاح ۲/ ۵۰۷ پر نقل کیا ہے۔

الى القول بتفضيل عثمان على علي انتهى -

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ امام مالک نے آخر عمر میں توفی والے موقف سے رجوع فرما کر تفصیل عثمان غنی والا موقف اختیار فرمالیا تھا۔ کلام ختم شد۔

وقال الملا علی قاری فی شرحہ الفقہ الاکبر لہ ان الحق ان الفضل ای فضل الخلفاء الاربعة رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی الترتیب المتعارف بین اہل السنة والجماعة قطعی انتهى -

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ نے اپنی ”شرح فقہ اکبر“ میں فرمایا ”حق یہ ہے کہ خلفاء اربعہ ہی ائمہ کی افضلیت اہلسنت وجماعت کے درمیان معروف ترتیب کے مطابق قطعی ہے۔ ختم شد۔ (شرح فقہ الاکبر ص ۶۴)

وقال العلامة اللقانی فی عمدة المديد شرح جوهرۃ التوحید الحق ان هذا الترتیب قطعی انتهى
علامہ لاقانی علیہ الرحمہ نے ”عمدة المديد شرح جوهرۃ التوحید“ میں فرمایا ”حق یہ ہے کہ یہ ترتیب قطعی ہے۔ کلام ختم شد۔“

وقال الشيخ محمد بن الطيب المغربي فی رسالته ان الجزم بذلك والقطع به هو الذي يميل اليه الاشياخ كالبرهان اللقانی فی شرح الجوهرۃ والامام ابو العباس المنجور فی حواشی الکبریٰ وشرح المحصل وغيرهما والقول بكونه ظنيا غير معتد به عند المحققين انتهى -

شیخ محمد بن طیب مغربی نے اپنے رسالے میں فرمایا: ”اس ترتیب پر جزم ہے اور یہ قطعی ہے۔ ائماں مثلاً برهان لاقانی کا ”شرح جوهرۃ“ اور امام ابو العباس منجور نے ”حواشی الکبریٰ“ اور ”شرح المحصل“ وغیر میں اسی طرف میلان ہے۔ اور اس کو ظنی کہنا محققین کے نزدیک کسی شمار میں نہیں۔ کلام ختم شد۔“

وعلامہ فہامہ قطب کامل عارف واصل معروف بہ حضرت ایشان سرہندی قدس سرہ در مکاتیب خود در مکتوب سی و ہشتم از جلد و ثالث فرمودہ کہ تفضیل شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند انرا اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی است و شیخ ابو الحسن اشعری می فرماید کہ تفضیل ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بر باقی امت قطعی است و از حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز بتواتر ثابت شدہ است کہ در زمان خلافت و اوان مملکت خود در حضور جم غفیر از گروہ خود میفرمود کہ ابوبکر و عمر بہترین این امت اند چنانچہ امام ذہبی گفتہ است و امام بخاری در صحیح خود کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ است روایت کردہ کہ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ بہترین مردم بعد از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر است پستر حضرت عمر پستر حضرت مردی دیگر پس گفت پسر او محمد بن الحنفیہ کہ پستر توئی فرمود نیست من یکمردی از مسلمانان و بالجملہ تفضیل شیخین روایات ثقات بحد ضرورت و تواتر رسیدہ است انکار آن از راہ جہل است یا از راہ انتہی۔

علامہ فہامہ قطب کامل عارف واصل معروف بہ حضرت شیخ سرہندی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب شریف کی تیسری جلد مکتوب نمبر 37 میں ارشاد فرمایا "کہ شیخین کی افضلیت اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہے چنانچہ اکابر امت میں سے امام شافعی اور امام ابو الحسن اشعری سے نقل فرمایا ہے کہ شیخین کی افضلیت تمام امت پہ قطعی ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پر بھی نیز یہ تواتر سے ثابت ہے کہ زمانہ خلافت اور ان مملکت میں اپنے جم غفیر کے سامنے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس امت کے بہترین افراد ہیں۔ اس کو امام ذہبی نے نقل فرمایا ہے اور امام بخاری نے قرآن کے

بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری میں روایت فرمایا ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت کے بہترین شخص حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد آپ کے شہزادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ؟ تو آپ نے فرمایا: میں تو دیگر مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان مرد ہوں۔ بالجملة افضلیت شیخین کثیر ثقہ راویوں کی روایات متواترہ سے ثابت ہے۔ اس کا انکار یا تو جہالت کی وجہ سے یا پھر تعصب کی بنا پر۔ (کلام ختم شد۔)

و کذا اوردة العلامة العارف المذکور مثل هذا فی المکتوب السادس والثلاثین بعد البأئین من مکاتیبہ من الجلد الاول ایضاً وقال ایضاً فی المکتوب الثانی بعد البأئین من الجلد الاول ما لفظه هکذا کسے کہ حضرت علی را افضل از حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما گوید از جر کہ و مسلکہ اهل سنت می بر آید اجماع سلف بر افضلیۃ حضرت صدیق بر جمیع بشر بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم منعقد گشتہ است احققی باشد کہ توهم خرق این اجماع نماید۔ انتہی

اسی طرح آپ رحمہ اللہ نے جلد اول کے مکتوب نمبر 22 میں فرمایا کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل جانے وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس بات پر اسلاف کا اجماع منعقد ہے کہ حضرت صدیق اکبر انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اس اجماع کا مخالف بڑا احمق ہے۔ (کلام ختم شد۔)

وقال ایضاً فی المکتوب السادس والستین بعد البأئین من الجلد الاول وآنکہ خلفاء اربعہ را برابر داند و فضل یکی بر دیگری فضولی انگارد بر الفضولی است عجب بو الفضولی کہ اجماع اهل حق را فضولی داند و آنچه صاحب فتوحات مکبہ گفتہ کہ سبب ترتیب خلافتہم مدت اعمارہم

دلالۃ بر مساوات در فضیلت ندارد چہ امر خلافت دیگر است و مبحث
افضلیت دیگر ولو سلم پس این و امثال این از شطحیات شیخ ابن عربی
است کہ شایان تمسک نیست اکثر معارف کشفیہ او کہ از علوم اہل سنت
و جماعت جدا افتادہ است از صواب دور است انتہی۔

اسی طرح جلد اول کے مکتوب نمبر 266 میں فرمایا "جو شخص خلفاء اربعہ کو برابر جانے اور ان
کے مابین ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کو فضول سمجھے وہ خود بڑا فضول اور احمق ہے کتنا عجیب ابو
الفضول ہے وہ شخص جو اہل حق کے اجماع کو فضول سمجھتا ہے۔ اور یہ جو صاحب فتوحات مکیہ نے کہا کہ
خلفاء اربعہ کی ترتیب خلافت کا سبب ان کی عمروں کی مدت ہے یہ فضیلت و مساوات پر دلیل نہیں
کیونکہ خلافت کچھ اور ہے اور افضلیت کچھ اور ہے۔ یہ قول صحیح نہیں پھر اگر اسے مان بھی لیا جائے تو یہ اور
اس طرح کی دیگر باتیں صاحب فتوحات مکیہ شیخ ابن عربی کی شطحیات کی قسم سے ہیں۔ جو قابل حجت
نہیں۔ ان کے اکثر معارف کشفیہ جو علوم اہل سنت سے ہٹ کر واقع ہوتے ہیں صحت و درستی سے دور
ہیں۔ (ان کا کلام ختم شد۔)

ولا خفاء انه اذا كان من يعتقد مساوئهم على رضى الله تعالى عنه الى ابى بكر
فضوليا ومبتدعا واحق وخارجا من الفرقة الناجية من اهل السنة والجماعة
فلا شك ان من فضله عليه يكون اولى بنسبة الفضول والابتداع والاحق
والخروج من الفرقة الناجية ولهذا قال فى الخلاصة والاشباه والتطائر و
ذخيرة الناظر ونور العين ان من فضل عليا على الشيخين فهو مبتدع انتہی۔

مصنف فرماتے ہیں اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ جب مولیٰ علی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
درمیان افضلیت کی برابری کا اعتقاد رکھنے والا فضولی بدعتی، احمق اور فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت سے
خارج ہے تو جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے وہ بدرجہ اولیٰ فضولی بھی ہے بدعتی

بھی ہے احمق بھی ہے اور فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے خارج بھی ہے۔

بنابر اس الاشتباه والنظار، ذخیرہ الناظر اور نور العین الخ میں فرمایا جس نے حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے (انتہی)۔ (الاشباہ والنظار ص ۲۱۵)

ومثله فی شرح الموافق السید الشریف الجرجانی وقال فی المنتقى للحنیفۃ
سئل ابو حنیفۃ رحمہ اللہ عن مذهب اهل السنة والجماعة فقال ان تفضل
الشیخین وتحب الحتین انتہی۔ وفی کلامہ دلالة علی ان من فضل علیا علی
الشیخین فهو خارج عن اهل السنة والجماعة فی تفضیلہ هذا۔

اسی کی مثل سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کی شرح مواقف میں ہے المنتقى للحنفیہ میں فرمایا کہ امام اعظم ابو
حنیفہ رحمہ اللہ سے مذهب اہلسنت و جماعت کی پہچان سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا شیخین کو
افضل قرار دینا حننیں سے محبت کرنا۔ (انتہی)۔

آپ رحمہ اللہ کے کلام میں اس بات پر دلالت ہے کہ مولیٰ علی کو شیخین پر فضیلت دینے والا اپنے اس
اعتقاد کی وجہ سے مذهب اہلسنت و جماعت سے خارج ہے۔!

وقال العلامة المحقق زین الدین ابن نجیم الحنفی صاحب البحر الرائق فی

! شرح قصیدہ امالی میں ہے: من أنکر دیوشک أن فی ایمانہ خطرا (شرح بدء الامالی تحت بیت ۳۴)
جو شخص تفضیل شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطرہ ہو۔

شمس قہستانی کی ”شرح نقایہ“ میں ہے: نیکوہ امامۃ من فضل علیا علی العمرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
جو مولیٰ علی کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دے اس کی امامت مکروہ (تحریمی) ہے۔

(جامع الرموز القہستانی، فصل یجمل الامام، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷)

علامہ ابراہیم حلبی ”غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی“ میں فرماتے ہیں:

من فضل علیا فحسب فهو من المبتدعة۔ (غنیۃ المستملی، فصل فی الامامۃ، صفحہ ۴۴۳)

جو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے۔

رسالة له في الكبائر والصغائر ان تفضيل علي على الشيخين من الذنوب الكبائر انتهى۔

علامہ محقق زین الدین ابن نجیم حنفی صاحب بحر الرائق نے اپنے رسالے ”الکبار والصغار“ میں فرمایا مولیٰ علی کو شیخین پر فضیلت دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے (اتحی)۔ (البحر الرائق ج ۱ ص ۶۱۱)

ففي هذه العبارات تصريح بأن من فضل عليا على الشيخين فهو مبتدع فاسق صاحب كبيرة وفساد عقيدة فلا ينبغي لاحد الاقتداء به ولا الاخذ بقوله وقد قال النبي ﷺ من بدعة ضلالة الضال لا متابعة له ولا يقتدى به وسياق كلام رده وتقبح ما قوله ايضاً بقول سيدنا علي رضي الله تعالى عنه من فضلني علي ابى بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما جلدته جلد المفترى فسباه سيدنا علي كرم الله وجهه مفترياً ولا قول للمفترى ولا متابعة له وايضاً فيما قدمنا من العبارات السابقة عن اللاقاني والملا علي قارى وامثالهما رد عظيم علي من قال بأن مسألة الافضلية اجتهادية ظنية مستنداً بامور ثلاثة۔

ان عبارات میں تصریح ہے کہ حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والا بدعتی، فاسق، مرتکب کبیرہ اور مفسد العقیدہ ہے۔ کوئی بھی اس کی پیروی نہ کرے اور نہ ہی اس کی بات کوئی اختیار کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر وہ نئی بات جو کسی گمراہ کی گمراہی ہو اس کی کوئی اتباع نہیں اس کی کوئی اقتداء نہیں“۔ اس کا مزید رد آگے آتا ہے۔ اس قائل کے قول کی قباحت حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے مجھے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی میں اس کو سزا میں اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے بہتان تراش کو لگتے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بہتان تراش کا نام دیا اور بہتان تراش کا نہ تو کوئی قول معتبر ہوتا ہے اور نہ اس کی پیروی روا۔ اور یوں بھی ہم نے پیچھے جو علامہ لاقانی اور علامہ علی قاری وغیرہ کی عبارتیں نقل

کی ہیں ان میں اس شخص کا ردِ مبلغ ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسئلہ افضلیت اجتہادی وظنی ہے اور استدلال تین باتوں سے کرتا ہے۔

الاول ان الاحادیث الواردة في اثباتها أحاد المتن
والثاني لها ظنية الدلالة

والثالث انها متعارضة في نفسها

اول یہ کہ اس کے اثبات میں وارد ہونے والی احادیث باعتبار متن اخبار واحدہ ہیں۔
دوم یہ کہ خبر واحد کی دلالت ظنی ہوتی ہے۔!

سوم یہ کہ اس بارے میں وارد ہونے والی روایات خود آپس میں متعارض ہیں۔

وكل من هذه الامور الثلاثة باطل قطعاً اما بطلان الاول فلما ذكرنا من قبل
ونذكره من بعد ان الاحادیث الواردة في هذا الباب متواترة المتن لا أحادها
وسنرد لك اسانيد الموصلة الى حد التواتر مع تفصيل تام يحصل منه شفاء

! علامہ بلقینی فرماتے ہیں۔

جہو ر اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر خبر واحد (ظنی روایات) کو امت کے نزدیک تلقی بالقول حاصل ہو تو
یہ اس کے لئے بمعنی تصدیق ہے اور اس پر امت کا علم ہونا موجب علم ہے۔ اس چیز کو کتب اصول فقہ کے مصنفین نے
اصحاب ابو حنیفہ رحمہ اللہ و ما لک و ثنائی و احمد سے نقل کیا ہے۔ صرف متاخرین علماء کے ایک قلیل گروہ نے اہل کلام کی ایک
جماعت کی اتباع میں اس چیز کا انکار کیا ہے، حالانکہ اکثر اہل کلام بھی اس بارے میں فقہاء و محدثین نیز اساتذہ کے ساتھ
موافقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکثر اشعریہ مثلاً ابو اسحاق و ابن فورک، ائمہ شافعیہ میں سے ابو اسحاق اسفرائینی، ابو حامد قاضی
ابو طیب، ابو اسحاق فیروز آبادی و غیرہم، ائمہ حنفیہ میں سے شمس الدین سرخسی و غیرہ، ائمہ حنبلیہ میں سے ابو یعلیٰ الفراء
ابن عادی، ابن حامد، ابو الخطاب، ابو الحسن الزاغوانی و غیرہم اور مالکیہ میں سے قاضی عبدالواحاب و غیرہ سے یہی چیز منقول
ہے۔ (محاسن الاصلاح للبلقینی ص ۱۰۱)

اور اسی اصول سے امام رازی (المحصول ج ۲ ص ۴۰۲)، امام بکری (الابحاج فی شرح المنہاج، ج ۲ ص ۳۱۲)، امام
قرطبی (شرح تنقیح الفصول ص ۳۵۳) و غیرہم بھی متفق ہیں۔

القلوب الصحيحة واما بطلان الثاني فلما قدمنا من قبل منقولاً عن عديدة

كتب ان الحق ان مسألة الافضلية قطعية ثابتة بالتواتر والاجماع انتهى
حالانکہ یہ تینوں باتیں قطعاً باطل ہیں۔ پہلی بات کا بطلان تو یوں ہے کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اور
اس کے بعد بھی ذکر کریں گے کہ اس باب میں وارد ہونے والی احادیث احاد نہیں بطور متن متواتر
ہیں۔ عنقریب ہم ان کی حد تواتر تک پہنچی ہوئی سندیں پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے جس سے
دل شفاء پائیں گے۔ رہی دوسری بات تو ہم پہلے متعدد کتب سے نقل کر چکے۔ فرمایا حق یہ ہے کہ مسئلہ
افضلیت قطعی ہے تواتر اور اجماع سے ثابت ہے (انتہی)۔

فلما ثبت قطعية هذه المسئلة بالأحادیث المتواترة ثبت قطعية متن تلك
الأحادیث وقطعية دلالتها وذلك لان قطعية الحكم لا يتصور الا بعد ان يكون
دليله قطعياً متناً ودلالة قطعية بهذا

تو جب اس مسئلہ کی قطعیت احادیث متواترہ سے ثابت ہو گئی تو ان احادیث کے متن کی قطعیت
اور ان کی دلالت کی قطعیت بھی ثابت ہو گئی اور یہ اس لئے کہ حکم کی قطعیت اسی وقت ثابت ہوتی ہے
جب اس کی دلیل کی قطعیت اور دلالت کی قطعیت پہلے سے ثابت ہو چکی ہو۔

ایضاً ان ما ذكره صاحب الرسالة المردودة من كونها ظنية الدلالة ما هو قول
مقابل للحق ومقابل الحق باطل فلا يكون هو المعول عليه
مزید یہ کہ اس مردود رسالے والے نے جو یہ کہا ہے کہ ان احادیث کی دلالت ظنی ہے (اس وجہ سے مسئلہ
افضلیت بھی ظنی ہے) یہ قول حق کے مقابل ہے اور حق کے مقابل باطل ہوتا ہے لہذا یہ بھی باطل ہے اور
باطل کسی شمار میں نہیں ہوتا۔

واما بطلان الثالث فلان ما نقل في مناقب سيدنا علي رضي الله تعالى عنه
فذلك كله من باب الفضيلة وليس فيها شيء مذکور بلفظ الافضل بخلاف

الاحاديث الواردة في تفضيل ابي بكر وعمر و عثمان رضي الله تعالى عنهم فانها واردة بلفظ الافضل والخيير ونحوهما الذي هو اسم التفضيل ولا شك ان اسم التفضيل موضوع لفوق المفضل على المفضل عليه لا تعارض ومن قال بالمعارضة ظاهرا وغلط غلطاً باهرا ولهذا قال العلامة سعد الدين التفتازاني في شرح المقاصد انه لا كلام في عموم مناقب على رضي الله تعالى عنه و وفور فضائله واتصافه بالكمالات الا انها لا تدل على الافضلية بمعنى زيادة الثواب والكرامة عند الله تعالى بعد ما ثبت من الاجماع على فضلية ابي بكر ثم عمر والاعتراف من على رضي الله تعالى عنه بذلك رضي الله تعالى عنهم انتهى -

رہی تیسری بات تو وہ باطل اس لئے ہے کہ میدنا علی رضی اللہ عنہ کے جو بھی مناقب منقول ہیں وہ سارے کے سارے باب فضیلت سے ہیں ان میں سے کوئی بھی شی لفظ افضلیت سے مذکور نہیں بخلاف ان احادیث کے کہ جو حضرت ابو بکر، میدنا عمر اور میدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ہیں وہ لفظ افضل، لفظ، خیر اور ان کی مثل دیگر الفاظ تفضیل سے وارد ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اسم تفضیل کی وضوع ہی اس لئے ہے کہ وہ مفضل کی مفضل علیہ پر فوقیت بیان کرے لہذا کوئی تعارض نہیں تعارض کا قائل کھلی غلطی پر ہے اسی وجہ سے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح مقاصد میں فرمایا کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کی عمومیت، آپ کے فضائل کی کثرت اور کمالات سے متصف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں مگر یہ کہ یہ افضلیت پر دلالت نہیں کرتے کہ جس سے زیادتی ثواب اور اللہ کی بارگاہ میں زیادہ عزت کا معنی ثابت ہو بعد اس کے کہ اس بات پر اجتماع ثابت ہے کہ سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس بات کا اعتراف موجود ہے (انتہی)۔

اقول قد ذکر صاحب الرسالة المردودة في رسالته ثلاثة امور الاول انه

لادلل لاهل السنة والجماعة على مدعاهم لان مدعاهم العموم والنصوص الواردة في الافضلية مطلقة لاعامة الثانى انه لو سلم ان لهم دليلا فهو معارض بحديث المنزلة الواردة فى شان على رضى الله تعالى عنه وهو قوله صلى الله عيله وآله وسلم انت منى بمنزلة هارون من موسى واذا تعارضا تساقطا فهذان القولان منه باطلان قطعاً لما تقدم من قبل وسيأتى من بعد ايضاً ان مدعاهم الاطلاق دون العموم فدلائلهم مطابقة لدعواهم ولما متعرفه من الدلائل الكثيرة الآتى ذكرها من غير معارض ولما سيأتى فى واسط هذه الرسالة من الاجوبة الكثيرة عن حديث المنزلة الثالث لو سلم بعدم المعارفته فالافضلية على الترتيب المتعارف بين اهل السنة والجماعة ظنية لا قطعية وهذا القول الثالث وان كان قال به بعض العلماء قبله كالقاضى ابى بكر الباقلانى والامدى ومن تبعهما كامام الحرمين اليمكنى -

میں کہتا ہوں اس مردود رسالے والے نے اپنے رسالے میں تین باتوں کو ذکر کیا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے پاس ان کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ ان کا دعویٰ عمومیت کا ہے اور افضلیت کے بارے میں وارد ہونے والی نصوص عام نہیں ہیں بلکہ مطلق ہیں۔ دوسری یہ کہ اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد ہونے والی حدیث "منزلة" کے معارض ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے یہ فرمان ہے "انت منى بمنزلة هارون من موسى" کہ اے علی آپ کو مجھ سے ایسی ہی نسبت ہے جیسی حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی اور جب دو دلائل آپس میں ٹکرائیں تو قابل استدلال نہیں رہتے حالانکہ اس کی یہ دونوں باتیں یقینی طور پر باطل ہیں وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مزید آگے

آئے گا کہ اہلسنت کا دعویٰ اطلاق ہی کا ہے عموم کا نہیں لہذا ان کے دلائل ان کے دعوے کے مطابق ہیں۔ آگے مزید کثیر دلائل آرہے ہیں جن کا کوئی معارض نہیں، ان سے بھی آپ مذکورہ موقف کا جان جائیں گئے اور اس رسالے کے درمیان میں حدیث ”منزلۃ“ کے بھی کثیر جواب آئیں گے۔

تیسری بات اس نے یہ بھی کہ اگر دلائل کے درمیان عدم تعارض تسلیم کر بھی لیا جائے مسئلہ افضلیت ترتیب معروف کے مطابق ظنی ہی ہے قطعی نہیں ہے اس تیسری بات کا اگرچہ پہلے کے بعض علماء نے قول کیا ہے جیسے قاضی ابو بکر باقلانی آمدی اور وہ جنہوں نے ان کی اتباع کی جیسے امام الحرمین۔!

اقول لو اطلع هؤلاء على الاحاديث الكثيرة البالغة حد التواتر وعلى الاجماع

۱۔ علامہ آمدیؒ اپنی کتاب غایۃ المرام صفحہ ۳۲۲ پر لکھتے ہیں کہ تعارض استدلال کو ماقضہ کر دیتا ہے اور عمل صرف اجماع مسلمین اور مجتہدین پر ہے۔ بلکہ علامہ آمدیؒ نے میدان ابو بکر صدیقؓ کو افضل ماننے کو واجب لکھا ہے۔ علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں۔
ويجب مع ذلك ان يعتقد ان أبا بكر أفضل من عمرو وأن عمر أفضل من عثمان وأن عثمان أفضل من علي وأن الأربعة أفضل من باقي العشرة (غایۃ المرام ص ۳۳۱)

ترجمہ: یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ سے افضل ہیں اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ سے اور حضرت عثمانؓ حضرت علی المرتضیٰؓ سے افضل ہیں۔ اور یہ چاروں بزرگ عشرہ مبشرہ کے دیگر نفوس قدسیہ سے افضل ہیں۔
لہذا اگر علامہ آمدیؒ کے اس قول (کہ مسئلہ افضلیت ظنی ہے) کو مان لیا جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ظنی بھی واجب کے درجے میں ہے۔ اور یہ بات محققین پر مخفی نہیں کہ متکلمین کا نزدیک واجب کا کیا مطلب ہوتا ہے۔
امام الحرمینؒ کا قول کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱ پر یوں ہے۔

”اور ان کی شان میں وارد ہونے والی احادیث باہم متعارض ہیں لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابو بکرؓ افضل ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ اور علیؓ کے متعلق خیالات باہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے مختصر یہی کافی ہے کہ مملکت کے اکابرین اور امت کے علماء کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارا حسن ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور نفساً علامات یہ ہیں۔ قرآن، سنت، آثار اور علامات صحابہؓ۔“

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر قطعی دلیل نہ ہونے کے باوجود امام الحرمینؒ نے کسی دوسرے صحابی کو افضل کہنے کا کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا بلکہ جمہور کے قول کو معتبر مان کر شامل کیا۔

الدالین علی الترتیب المذکور لما قالوا بظنيتها اصلاً ولما قرأوا بقطعيتها
حتماً وها انا اذکر بعون الله تعالی شیئاً من تلك الاحادیث مما وجدته فی
الکتب الموجودة عندي واضم اليها بعض الآیة الدالة علی ذلك فاقول فاما
الآیات فمنها قوله تعالی وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی۔

لیکن میں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ اگر مذکور علماء اس مسئلہ پر دلالت کرنے والی حدیث کو پہنچی
ہوئی کثیر احادیث اور اجماع پر مطلع ہو جاتے تو کبھی بھی اس ترتیب کے ظنی ہونے کا قول نہ کرتے بلکہ
یقینی طور پر اس کے قطعی ہونے کو برقرار رکھتے۔

اور اب میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے اپنے پاس موجود کتب میں تلاش کی ہوئی احادیث کا ذکر کروں گا اور
ساتھ ہی ساتھ اس موقف پر دلالت کرنے والی بعض آیات طیبات کو ہی بیان کروں گا۔ ان آیات میں
سے ایک آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

”وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۖ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى“

”اور بہت اس جھنم سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ تمہارا ہو“

ترجمہ کنز الایمان

قال العلامة محمد اکرم النصر پوری فی کتابہ احراق الروافض انه قال اکثر
المفسرین واعتمد علیہا العلماء انها نزلت فی ابی بکر فهو اتقی ومن هو اتقی
فهو اکرم عند الله تعالی لقوله تعالی ان اکرمکم عند الله اتقاکم والا کرم
عند الله هو الافضل فابوبکر افضل من عداة من الامة وايضاً فقوله وما لاحد
عنده من نعمة تجزئ یصرفه عن الحمل علی علی اذ عنده نعمة التربية فان النبی
صلی الله تعالی علیہ وآلہ وسلم ربی علیا وہی نعمة تجزی واذا لم یحمل علی
علی تعین ابوبکر للاجماع علی ان ذلك الاتقی احدهما ونحو ذلك فی شرح

المقاصد والطوابع وشرحه الطوابع -

علامہ محمد اکرم نصر پوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”احراق الروض“^۱ میں فرمایا کہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے اور اس پر علماء نے اعتماد کیا ہے کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لہذا وہ سے بڑے پرہیزگار ہوئے اور جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

”إِنَّا أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْسَمُ“

ترجمہ کنز الایمان ”بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ کے نزدیک جو زیادہ عزت والا ہے وہ زیادہ افضل ہے۔“

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی ساری امت سے افضل ہوئے۔^۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت میں مراد نہیں ہیں اور یونہی اللہ تعالیٰ کا فرمان

”وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى“

”اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے“

بھی مذکورہ آیت ”وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى“ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان پر محمول کرنے سے پھیرا ہے۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پرورش کا احسان موجود ہے کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش فرمائی تھی اور یہ ایسا احسان ہے جس کا بدلہ دیا جاسکتا ہے تو یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہ ہوئی تو یہاں ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ متعین ہو گئے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ ”اتقی“ یعنی بڑا پرہیزگار ان دونوں میں سے کوئی ایک ہے (اور وہ حضرت ابو بکر متعین ہو چکے) اسی

^۱ اس کا قلمی نسخہ جناب عطاء اللہ نعیمی صاحب کے پاس موجود ہے۔

^۲ اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کی کتاب الزلال اتقی کا مطالعہ کریں۔

کی مثل ”شرح مقاصد“ طوالح اور شرح طوالح میں بھی ہے۔

وقد صنف السيوطي في ان هذه الآية نزلت في ابي بكر رسالة سماها المحبل الوثيق في نصرۃ الصديق ذكر فيها عن البغوي انها نزلت في ابي بكر في قول الجميع وقال ابن الجوزي اجمعوا على ان هذه الآية نزلت في ابي بكر ويؤيده ان صدر السورة نزلت فيه ايضاً اخرج ابن ابي حاتم عن ابن مسعود ان ابا بكر اشترى بلالاً من امية بن خلف وابي بن خلف ببدرة وعشرة اواق فاعتقه لله فانزل الله قوله والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلّى وما خلق الذكّر والانثى ان سعيكم لشتى اى ان سعى ابي بكر وامية وابي لمفترق فرقا عظيماً فشتان ما بينهما انتهى كلام النصر پوری۔

علامہ سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے کے بارے میں ایک رسالہ بنام ”المحبل الوثیق فی نصرۃ الصديق“ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ اس میں آپ نے علامہ بغوی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر کیا ہے کہ جمیع علماء کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کی تائید سورت کی ابتدائی آیات بھی کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ چاندی کے بدلے خرید کر اللہ کی رضا کے لئے آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ”وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَىٰ“۔

ترجمہ کنز الایمان۔ ”اور ذات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے اور اس کی جس نے زو مادہ بنائے بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔“

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور امیہ اور ابی کی کوشش بہت زیادہ مختلف ہے۔ یہ آپس میں جدا جدا ہیں (نصر پوری کا کلام ختم ہوا)۔

قلت وهكذا نقل الاجماع على نزول الآية في ابي بكر قاله ابن حجر المكي في صواعقه فهاتان الآيتان وان كانتا وافقتين على صورة الشكل الثاني لكنهما تنتجان بالمرء الى الشكل الاول ان ابا بكر هو الاكرم عند الله تعالى لان ابا بكر هو الاتقى والاتقى هو الاكرم عند الله كما لا يخفى وهو المطلوب ومنها قوله تعالى ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا الآية قال صاحب احراق الروافض قد اجمع المسلمون على ان هذه الآية نزلت في ابي بكر انتهى

میں کہتا ہوں اس آیت کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے پر جو اجماع ہے اس کو ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”الصواعق“ میں بھی ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں آیتیں (وسجینبھا الاتقی اور ان اکرمکم عند اللہ) شکل ثانی کی صورت پر اگرچہ دونوں موافق ہیں لیکن شکل اول کی طرف لوٹانے سے یہ آیتیں اس طرح نتیجہ دیں گی ”ان ابا بکر هو الاكرم عند الله لان ابا بکر هو الاتقى والا ترى هو الاكرم عند الله كما لا يخفى وهو المطلوب“۔

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں زیادہ معزز ہیں کیونکہ آپ زیادہ پرہیزگار ہیں اور جو زیادہ پرہیزگار وہ اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے (تو حضرت ابوبکر زیادہ معزز ہوئے) جیسا کہ یہ مخفی نہیں اور یہی مقصود ہے۔

ان آیتوں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے!

”ثَانِي اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللَّهَ مَعَنَا“

ترجمہ کنز الایمان: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھائے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے“

صاحب اوراق الرداض (علامہ اکرم نصر پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا اس آیت کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے پر اجماع مسلمین ہے۔

وقال صاحب تذكرة القاري بكل رجال البخاري انه قد اجمع المسلمون على ان المراد بالصاحب ههنا ابو بكر و من ثم من انكر صحبته كفر اجماعاً وهكذا نقل الاجماع عليه العلامة ابن حجر المكي في الصواعق والمحافظ محب الدين الطبري في الرياض النضرة فيما لا يدرك بالراي والاجتهاد كالمرفوع. ولان اكثر الموقوفات مروية عن علي رضي الله تعالى عنه وهو معصوم عند الشيعة وعند صاحب هذه الرسالة الردودة كما صرح به في بعض رسائله فيكون اقوى حجة عليهم واعلم اني اوردت هذه الاحاديث في قسمين۔

صاحب تذكرة القاري بكل رجال البخاري نے فرمایا ”مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں ”صاحبہ“ میں صاحب سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کی صحابیت کا منکر اجماعاً کافر ہے۔ اسی طرح علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے ”الصواعق“ میں اور حافظ محب الدین طبری رحمۃ اللہ نے ”الرياض النضرة“ میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

مزید یہ کہ اکثر موقوف روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں اسی طرح اس مردود رسالے والے کے نزدیک بھی معصوم ہیں جیسا کہ اس نے اپنے بعض رسائل میں اس کی صراحت کی ہے۔ (تو آپ کی مرویات بھی حکماً مرفوع ہوگی) لہذا آگے آنے والی روایات مخالفوں پر قوی اور مضبوط دلائل ثابت ہوگی۔ یہ جان لیجئے کہ میں نے ان احادیث کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

القسم الاول : فيما روى عن على رضى الله تعالى عنه فى تفضيل ابى بكر او الشيخين او الخلفاء الثلاثة على نفسه۔

پہلی قسم میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جو بذات خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہیں۔ جن میں سے بعض میں حضرت علی نے حضرت ابو بکر کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے۔ اور بعض میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے اور بعض میں خلفائے ثلاثہ یعنی شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تینوں کو خود سے افضل بتایا ہے۔

القسم الثانى : فيما روى عن غيره من الصحابة والتابعين من اهل البيت المكرم وغيرهم رضى الله تعالى عنهم فى ذلك الباب
دوسری قسم میں وہ روایات مذکور ہیں جو آپ کے علاوہ دیگر صحابہ سے یا آپ کے اہل بیت تابعین یا ان کے علاوہ سے مروی ہیں۔



احادیث قسم اول:

• افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

• افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما

• افضلیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بروایت

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

الحديث الاول : عن محمد بن الحنفية قال قلت لابي بكر اى الناس خير بعد النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ابو بكر قلت ثم من قال عمر و خشيت ان يقول ثم عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين اخرجه الامام البخارى فى صحيحه فى باب فضل سيدنا الصديق الاكبر رضى الله تعالى عنه۔

حدیث 1۔ حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد محترم حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ فرمایا ”حضرت ابو بکرؓ میں نے عرض کی ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا حضرت عمرؓ! اب مجھے اندیشہ ہوا کہ ان کے بعد آپ حضرت عثمان کا نام لیں گے تو میں نے خود ہی کہہ دیا ان کے بعد آپ ہیں؟ فرمایا ”میں تو دیگر مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان مرد ہوں اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”صحیح البخاری“ باب فضیلت سیدنا صدیق اکبر میں روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم: ۳۶۷۱)

الحديث الثانى : عن محمد بن الحنفية عن علي رضى الله تعالى عنه نحو هذا اللفظ اما اخرجه الحافظ ابو داؤد فى سننه۔

حدیث 2۔ اسی حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی ”سنن ابی داؤد“ میں روایت کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۳۱)

الحديث الثالث : عن محمد بن الحنفية عن علي رضى الله تعالى عنه نحو هذا اللفظ ايضاً وزاد فيه بعد قوله انا رجل من المسلمين لى حسنات و سيئات يفعل الله فيها ما يشاء اخرجه ابن بشر مع ان هذه الزيادة۔

حدیث 3۔ اسی حدیث کو ابن بشر نے بھی روایت کیا ہے اس روایت میں ”میں تو ایک مسلمان مرد ہی ہوں“ کے بعد اضافہ ہے ”لی حسنات و سیئات يفعل الله فيها ما يشاء“ میری نیکیاں بھی ہیں کوتاہیاں بھی ہیں اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ (آمالی ابن بشر، رقم: ۶۵۴)

الحديث الرابع : عن محمد بن الحنفية قال قلت لابي من خير الناس بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال يا بنى وما تعلم قلت لا قال ابا بكر رضى الله تعالى عنه قلت ثم من قال يا بنى وما تعلم قلت لا قال ثم عمر قال ثم بدرته فقلت يا ابت ثم انت الثالث قال فقال لى يا بنى ابوك رجل من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم اخرجه اللالكائى فى اصول اعتقاد اهل السنة-

حدیث 4۔ محمد بن حنفیہ سے بھی روایت ہے کہ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ فرمایا "اے میرے بیٹے! آپ نہیں جانتے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا" حضرت ابو بکرؓ میں نے عرض کی ان کے بعد کون؟ فرمایا "اے میرے بیٹے کیا آپ نہیں جانتے ہیں؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا "حضرت عمرؓ پھر میں نے جلدی کی اور خود ہی کہہ دیا والد محترم پھر تیسرے نمبر پر آپ میں؟ فرمایا "اے میرے بیٹے! تمہارا باپ تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہے اس کے لئے بھی وہی جزا ہے جو مسلمانوں کے لئے ہے اور اس پر بھی وہی سزا ہے جو مسلمانوں پر ہے۔ اس روایت کو اصول الاعتقاد اصل السنۃ میں علامہ لاکائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ (شرح اصول الاعتقاد اصل السنۃ: ۲۰۶۶، فضائل صحابہ: ۵۷۴، امام احمد بن حنبل)

الحديث الخامس : عن محمد بن الحنفية عن علي رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الدارقطني -

حدیث 5۔ اس روایت کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(اعل دارقطنی: ۶۴ ج ۴ ص ۱۲۴)

الحديث السادس : عن محمد بن الحنفية عن علي رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن ابى عاصم -

حدیث 6۔ اسی روایت کو ابن ابی ناعم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(السہلابن ابی ناعم: ۱۰۰۶)

الحديث السابع : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه خشيش -

حدیث 7۔ اس روایت کو علامہ خشیش رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (کنز العمال: ۳۶۹۳)

الحديث الثامن : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو نعيم في الحلية -

حدیث 8۔ اس روایت کو ابو نعیم رحمہ اللہ نے الحلیۃ میں روایت کیا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۷۸)

الحديث التاسع : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه الثقفى الاصبهاني واورده المحب الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 9۔ اس روایت کو علامہ ثقفی اصبہانی نے بھی روایت کیا ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۸۵)

الحديث العاشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه احمد واورده المحب الطبري في رياض النضرة ايضاً -

حدیث 10۔ اس روایت کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔ (فتاویٰ صحابہ: ۱۳۶)

الحديث الحادى عشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابو حاتم

حدیث 11۔ امام ابوہامزہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (المعجم الاوسط: ۳۴۵۸)

الحديث الثاني عشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ لكن فيه ان علياً قال بعد ذكر عمر ثم الناس مستوون اخرجه خيثم بن سليمان۔

حدیث 12۔ خيثم بن سليمان رحمہ اللہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں یہ فرق ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ”ان کے بعد لوگ برابر ہیں۔“

(تاریخ دمشق ج ۵ ص ۱۳۸)

الحديث الثالث عشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل لفظ خيثمة هذا كور اخرجه ابن الفطريف۔

حدیث 13۔ مذکورہ خيثمہ والی روایت کو ابن فطریف نے بھی روایت کیا ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۷)

الحديث الرابع عشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ما كن فيه ان علياً قال بعد ذكر عمر ثم احداثا اذا يفعل الله ما يشاء اخرجه خيثمة بن سليمان۔

حدیث 14۔ خيثمہ بن سليمان نے سابقہ روایت ہی ذکر کی ہے لیکن اس میں یہ فرق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ”ثم احداثا اذا يفعل الله ما يشاء“ پھر ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں نکال لی ہیں۔ اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمادے گا۔

(زوائد منہ امام احمد ج ۲ ص ۱۸۲)

الحديث الخامس عشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه بلفظ خيثمة هذا اخرجه ابن الفطريف۔

حدیث 15۔ مذکورہ روایت کو ابن فطریف نے بھی روایت کیا ہے۔

(جامع الاحادیث: ۳۳۲۸۹)

الحديث السادس عشر: عن محمد بن الحنفية عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر خوجه ابو عمر بن عبد البر واورد هذه الاحاديث الستة المحب الطبري في رياض النظره ايضاً۔

حدیث 16۔ حضرت محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اس امت کے نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہتر فرد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں" اس کو ابو عمر بن عبد اللہ نے روایت کیا ہے اور آخری چھ احادیث کو محب طبری نے ریاض النظرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النظرۃ ج ۱ ص ۶۲)

الحديث السابع عشر: عن عامر الشعبي عن ابي جحيفة وهب بن عبد الله السوار قال قال لي علي رضي الله تعالى عنه يا ابا جحيفة الا اخبركم افضل هذه الامة بعد نبيها قال قلت بلى قال ولم اكن امرني ان احدا افضل منه قال افضل هذه لامة بعد نبيها صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ابو بكر و بعد ابو بكر عمر و بعدهما آخر ثالث ولم يسمه اخرجه الامام احمد في مسنده۔

حدیث 17۔ حضرت عامر شعبی حضرت ابو جحیفہ و ہب بن عبد اللہ السوار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو جحیفہ! کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص کے بارے نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ ابو جحیفہ فرماتے ہیں پہلے میں حضرت علی سے افضل کسی کو نہیں جانتا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا "نبی مکرم علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ان کے بعد تیسرے ایک اور ہیں۔ آپ نے ان کا نام بیان نہیں فرمایا۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت

فرمایا ہے۔ (سند امام احمد: ۸۷۹)

الحديث الثامن عشر : عن عامر الشعبي عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد المسند الا ان فيه الا اخبرك بلفظ الافراد في ضمير المخاطب

حدیث 18۔ اسی روایت کو عبد اللہ بن احمد نے "زوائد المسند" میں روایت کیا ہے مگر اس میں "اخبّر" کی بجگہ "اخبّرک" ہے۔ مخاطب مفرد کی ضمیر ہے۔

(زوائد سند امام احمد: ۸۳۶)

الحديث التاسع عشر : عن عامر الشعبي و عون بن ابي جحيفة فلاحها عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه انه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر و عمر ولو شئت سميت الثالث اخرجه الامام احمد في مسنده ايضا

حدیث 19۔ حضرت نامر شعبی اور حضرت عون بن ابی جحیفہ دونوں ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی سے راوی۔ آپ نے فرمایا: "نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے بہترین فرد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں۔ اس کو بھی امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔ (سند امام احمد: ۸۷۹)

الحديث العشرون : عن عامر الشعبي عن ابي جحيفة قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر و عمر ولو شئت لحدثتكم بالثالث اخرجه الامام احمد في مسنده -

حدیث 20۔ حضرت نامر شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں" اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا بھی تمہیں بتا دوں اس کو بھی امام احمد نے اپنی سند

میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۸۸۰)

الحديث الحادى والعشرون : عن ابى اسحق عن ابى جحيفة قال قال على رضى الله تعالى عنه خير هذه الامة بعد نبىها ابو بكر و بعد ابى بكر عمر ولو شئت اخبرتكم بالثالث لفعلت اخرجه الامام احمد فى مسنده ايضاً -

حدیث 21۔ حضرت ابو اسحق حضرت ابو جحیفہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا! "اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکر سے بہتر میں۔ آپ کے بعد حضرت عمرؓ میں اور اگر میں تمہیں تیسرے صاحب کا بھی بتانا چاہوں تو بتا دوں" اس کو بھی امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۸۳۶)

الحديث الثانى والعشرون : عن ابى اسحق عن ابى جحيفة عن على رضى الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه عبد الله بن احمد فى زوائد مسند ابیه -

حدیث 22۔ مذکورہ حدیث کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کیا ہے۔

(زوائد مسند امام احمد: ۸۳۶)

الحديث الثالث والعشرون : عن حصين بن عبد الرحمن عن ابى جحيفة قال كنت ارى علياً رضى الله تعالى عنه افضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكر الحديث قلت لا والله يا امير المؤمنين انى لم اكن ارى احداً من المسلمين بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم افضل منك قال افلا لبعثتكم بافضل الناس كان بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلت بلى قال فابو بكر فقال الا اخبرك بخير الناس كان بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابى بكر قلت بلى قال عمر اخرجه الامام احمد فى مسنده ايضاً -

حدیث 23۔ حصین بن عبد الرحمن ابو جحیفہ سے راوی آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت علی کو سمجھتا تھا۔ پھر یہ حدیث ذکر کی کہ میں نے حضرت علی سے کہا "اے امیر المومنین! قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی مسلمان کو آپ سے افضل نہیں سمجھتا۔" فرمایا "کیا میں تجھے اس شخص کے بارے نہ بتاؤں جو رسول اللہ کے بعد (حقیقتاً) لوگوں میں سب سے افضل ہو میں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت ابو بکر ہیں۔ پھر فرمایا کیا تجھے رسول اللہ اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے بہتر فرد کا نہ بتاؤں میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت عمر ہیں۔ اس کوئی امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۱۰۵۴)

الحديث الرابع والعشرون: عن عامر الشعبي عن ابي جحيفة قال قال علي رضي الله تعالى عنه الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر ثم رجل آخر اخرجه الامام احمد في مسنده ايضاً۔

حدیث 24۔ حضرت عامر شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی آپ نے کہا کہ حضرت علی نے مجھے فرمایا کہ میں تمہیں حضور علیہ السلام کے بعد اس امت کے بہترین اشخاص نہ بتا دو کہ وہ حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر ایک اور شخص ہیں۔ (مسند احمد: ۸۷۹)

الحديث الخامس والعشرون: عن عامر الشعبي عن ابي جحيفة قال خطبنا علي رضي الله تعالى عنه فقال من خير هذه الامة بعد نبيها قلت انت يا امير المؤمنين قال لا خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر وما نبعد ان السكينة تنطق علي لسان عمر اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد مسند ابيه

حدیث 25۔ حضرت عامر شعبی نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ "اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر کون ہیں؟ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ فرمایا نہیں، اس وقت امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر شخص

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں۔ اور ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکنہ جاری ہوتا تھا اس کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۸۳۴)

الحديث السادس والعشرون : عن الشعبي عن جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وخيرها بعد ابى بكر عمر ولو شئت سميت الثالث اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ -

حدیث 26۔ حضرت شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کے بعد اس امت کے سب سے بہتر فرد حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں۔ ایضاً۔ (مسند امام احمد: ۸۳۴)

الحديث السابع والعشرون : عن عون بن ابى جحيفة عن ابيه عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ -

حدیث 27۔ اسی کی مثل روایت ہے (ایضاً)۔ (مسند امام احمد: ۸۷۹)

الحديث الثامن والعشرون : عن زر بن جیش عن ابى جحيفة قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم قال الا اخبركم بخير هذه الامة بعد ابى بكر عمر اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ ایضاً۔

حدیث 28۔ حضرت زر بن جیش حضرت ابو جحیفہ سے راوی کہ حضرت علی نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخص کے بارے نہ بتاؤں۔ وہ حضرت ابو بکر میں کیا میں تمہیں حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو بھی عبد اللہ بن احمد نے زوائد میں تیسری سند سے روایت کیا ہے۔ (زوائد

مسند امام احمد (۸۴۴):

الحديث التاسع والعشرون: عن زر بن جیش عن ابی جحيفة قال خطبنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیہا ابو بکر ثم قال الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیہا وبعد ابی بکر فقال عمر اخرجه عبد اللہ بن احمد فی زوائد ایضاً بسند ثالث -

حدیث 29۔ حضرت زربن حبیش، حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تمہیں خطبہ دیا اور فرمایا، کیا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین شخص کا نہ بتاؤں، وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا میں تمہیں حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (زوائد منہ)

(امام احمد: ۸۷۱)

الحديث الثلاثون: عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه قال قال لي من شرط علي رضي الله تعالى عنه وكان تحت المنبر فحدثني أبي انه صعد المنبر يعني علياً فحمد الله واثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر والثاني عمر وقال يجعل الله الخير حيث احب اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد ايضاً -

حدیث 30۔ حضرت عون بن ابوجحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میرے والد حضرت علی کے پایوں میں سے تھے منبر کے قریب آپ نے مجھے حدیث بیان کی کہ حضرت علی منبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثناء کی رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین مرد حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں۔ پھر اللہ جہاں پسند کرے گا خیر رکھ دے گا۔ (زوائد مسند امام احمد: ۸۳)

الحديث الحادى والثلاثون : عن الاعمش عن ابى جحيفة عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اورده الدارقطنى فى العلل -

ہدیت 31۔ امام دارقطنی نے مذکورہ روایت کی مثل "العلل" میں حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۳)

الحديث الثانى والثلاثون : عن ابى الضحر عن ابى جحيفة عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اورده الدارقطنى فى العلل ايضاً -

ہدیت 32۔ اسی کی مثل ابو الضحر سے بھی امام مذکور نے کتاب مذکور میں روایت کی ہے۔

(کتاب العلل ج ۳ ص ۱۰۹)

الحديث الثالث والثلاثون : عن عون بن ابى جحيفة عن ابيه عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اورده الدارقطنى فى العلل ايضاً -

ہدیت 33۔ آپ بنی نے حضرت عون سے بھی یہ روایت کی ہے۔ (ایضاً)۔

(کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۹)

الحديث الرابع والثلاثون : عن الحكم بن عينية عن ابى جحيفة عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً -

ہدیت 34۔ حکم بن عینہ سے بھی یہی روایت ہے (ایضاً)۔ (کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۳)

الحديث الخامس والثلاثون : عن سلمة بن كهيل عن ابى جحيفة عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اوردهما الدارقطنى فى العلل ايضاً -

ہدیت 35۔ یہ روایت سلمہ بن کھیل سے بھی ہے (ایضاً)۔ (کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۳)

الحديث السادس والثلاثون : عن الحكم بن ابى جحيفة قال سمعت ابا جحيفة وكان سيد الناس استعمله على رضى الله تعالى عنه على الكوفة زمن الجاهل

فقال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه يقول الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر الا اخبركم بخيرها بعد ابى بكر عمر ثم سكت اخرجه اللالكائى فى اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة -

حدیث 36۔ حکم بن ابوجحیفہ نے کہا میں نے ابوجحیفہ کو سنا ابوجحیفہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے سردار تھے۔ اب حضرت علی نے انہیں کو فوکا نامی مقرر کیا ہوا تھا آپ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد کے بارے نہ بتاؤں۔ وہ حضرت ابوبکر میں کہا میں تمہیں حضرت ابوبکر کے بعد بہترین شخص کے بارے نہ بتاؤں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں۔ پھر خاموش ہو گئے اس کو لاکائی نے اصول اعتقاد اہل السنہ میں روایت کیا ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۶۴)

الحديث السابع والثلاثون: عن عون بن ابى جحيفة عن ابيه قال قال عون كان ابى على شرط على رضي الله تعالى عنه فكان تحت منبره قال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه يقول خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر اخرجه اللالكائى فى اصوله ايضاً -

حدیث 37۔ عون بن ابی جحیفہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سپاہی مقرر تھے۔ آپ حضرت علی کے منبر کے قریب تھے تو فرمایا کہ میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہتر فرد حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہ میں (ایضاً)۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۱۳۵)

الحديث الثامن والثلاثون: عن عامر الشعبي عن ابى جحيفة قال قال على بن ابى طالب رضي الله تعالى عنه الا اخبركم بخير هذه الامة ابو بكر وعمر ورجل اخرجه اللالكائى فى اصوله ايضاً -

حدیث 38۔ عامر شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی فرمایا حضرت علیؑ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس امت کے سب سے بہترین افراد کے بارے خبر نہ دوں وہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پھر ایک اور مرد بنی النضیر (ایضاً)۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۱۳۶)

الحديث التاسع والثلاثون: عن ابي الضحى عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا الحديث وزاد فيه وان شئتم اخبرتكم بخير الناس بعد عمر فلا ان ينذرك نفسه..... الحديث اور دہ الدار قطنی فی الفضائل -

حدیث 39۔ دارقطنی نے فضائل میں اسی کی مثل ابو النضیر سے روایت کی اس میں یہ زیادہ ہے اگر تم پابوتو میں تمہیں حضرت عمر کے بعد بہترین شخص کا بتا دوں راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ کیا آپ نے اپنے آپ کو ذکر کرنے سے حیا کی تھی۔ (العواقیق المحرقہ ص ۱۷۹)

الحديث الرابعون: عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ وزاد فيه ان عليا رضي الله تعالى عنه قال ان الثالث عثمان رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن عساكر في ترجمة عثمان من طرق -

حدیث 40۔ ابن عساکر نے حضرت عثمان کے تعارف میں اسی کی مثل کو کئی طرق سے روایت کیا اور اس میں یہ زیادہ کیا کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: بے شک وہ تیسرے صاحب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۱ ص ۱۵۶)

الحديث الحادى والرابعون: عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ وفي آخره ان ابا جحيفة قال فرجعت الموالي يقولون كنى عن عثمان والعرب تقول كنى عن نفسه اخرجه ابن عساكر ايضا -

حدیث 41۔ ابن عساکر نے ابو جحیفہ سے اسی کی مثل روایت کی اس میں یہ زیادہ ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں موالی یعنی حکام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کئی تیسرے صاحب سے حضرت علیؑ

نے حضرت عثمان کو مراد لیا ہے اور غرب کہتے تھے اس سے آپ نے اپنی ذات کو مراد لیا۔

(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۵۵)

الحديث الثاني والاربعون : عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر اخرج ابو عمر بن عبد البر اور دة في رياض النضرة -

حدیث 42۔ ابو عمر بن عبد اللہ نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کی حضرت علی بن النبی نے فرمایا اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کو ریاض النضرة میں بیان کیا گیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۷)

الحديث الثالث والاربعون : عن ابي جحيفة قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه على منبر الكوفة ما يقول ان خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم خيرهم عمر اخرج ابو بكر الأجرى وارودة صاحب الصواعق المحرقة -

حدیث 43۔ ابو جحیفہ نے فرمایا میں نے حضرت علی بن النبی کو کوفہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ شک اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر ہیں اس کو ابو بکر آجری نے اور صاحب صواعق المحرقة نے روایت کیا ہے۔

(الصواعق المحرقة ج ۱ ص ۷۸)

الحديث الرابع والاربعون : عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحوه اللفظ اخرج في كتاب خيشمة للاظر ابني -

حدیث 44۔ اسی کو حضرت الطرابلسی نے کتاب خیشمہ میں روایت کیا ہے۔ (کتاب الفوائد: ۷۲)

الحديث الخامس والاربعون : عن ابي جحيفة قال دخلت على علي رضي الله تعالى عنه في بيته فقلت يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسله

فقال مهلا يا ابا جحيفة الا اخبرك بخير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر وعمر ويحك يا ابا جحيفة قال لا يجتمع حي وبغض ابى بكر وعمر فى قلب مؤمن اخرجه الحافظ ابو ذر الهروى من طرق متنوعة.

حدیث 45۔ حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا ”یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ“۔ اے رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر تو آپ نے فرمایا ٹھہر ابو جحیفہ میں تمہیں بتاتا ہوں لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ وہ ابو بکر ہیں اور حضرت عمر ہیں اور تمہاری خرابی اے ابو جحیفہ (یاد رکھو) کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابو بکر و عمر کا بغض جمع نہیں ہو سکتے اس کو حافظ ابو ذر حری نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۶)

الحديث السادس والاربعون : عن ابي جحيفة انه كان يروى ان عليا رضى الله تعالى عنه افضل الامة فسمع اقواما يخالفونه فحزن حزنا شديداً فقال له علي رضى الله تعالى عنه بعد ان اخذ بيده وادخله بيته ما احزنك يا ابا جحيفة فذكر له الخير فقال لا اخبرك بخير هذه الامة خيرها ابو بكر ثم عمر ثم قال جحيفة فاعطيت الله عهدا انى لا اكتم هذا الحديث بعد ان شافهني به علي رضى الله تعالى عنه ما بقيت واخرجه الدارقطني ايضاً۔

حدیث 46۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل الامت سمجھا کرتے تھے پھر آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ اس کے خلاف کہتے ہیں تو آپ بہت غمزدہ ہو گئے حضرت علی ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور فرمایا: اے ابو جحیفہ تجھے کس چیز نے غم دیا ہے آپ نے سارا معاملہ عرض کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس امت کے سب سے افضل شخص کے بارے میں بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت ابو جحیفہ نے کہا کہ میں

نے اللہ کی بارگاہ میں یہ عہد کر لیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا اس بات کو کبھی بھی نہیں چھپاؤں گا کیونکہ میں یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راہ راست سن چکا تھا۔

(دارقطنی)۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۷۹)

الحديث السابع والاربعون: عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الدارقطني -

حدیث 47۔ اس کی مثل دارقطنی نے ایک اور روایت کی ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۷۹)

الحديث الثامن والاربعون: عن ابي جحيفة قال دخلت على علي رضي الله تعالى عنه في بيته فقلت يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال مهلا يا ابا جحيفة الا اخبرك بخير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر وعمر رضي الله عنهما يا ابا جحيفة لا يجتمع حبي وبغض ابى بكر وعمر رضي الله عنهما ولا يجتمع بغضي وحب ابى بكر وعمر في قلب مؤمن اخرجه الطبراني في الاوسط -

حدیث 48۔ حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے میں حضرت علی کے پاس ان کے گھر میں حاضر ہوا اور کہا ”یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ“ اے رسول اللہ کے بعد سب سے بہتر! تو آپ نے فرمایا اے ابو جحیفہ ٹھہر و کیا میں تمہیں رسول اللہ کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ابو جحیفہ! (یاد رکھو) میری محبت اور ابو بکر و عمر کا بغض سینہ مومن میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور میرا بغض اور شیخین کی محبت کبھی دل مومن میں یکجا نہیں ہو سکتے اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ (المجم الاوسط: ۳۹۲۰)

الحديث التاسع والاربعون: عن ابي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن عساكر في التاريخ -

حدیث 49۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے التاریخ میں روایت کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۶)

الحديث الخمسون : عن أبي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ
ايضاً اخرجه الصابوني في المأتين واورد هذه الاحاديث الثلاثة الاخيرة
المحافظ السيوطي في جمع الجوامع ايضاً -

حدیث 50۔ اسی کی مثل صابونی فی مائتین میں روایت کیا اور آخری تین حدیثوں کو حافظ سیوطی نے جمع
الجوامع میں نقل کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۳۳۲۲)

الحديث الحادي والخمسون : عن أبي جحيفة قال قال علي رضي الله تعالى عنه يا
فلان الا اخبرك بافضل هذه الامة ابو بكر ثم عمر ثم رجل آخر اخرجه ابن
السباك ابو عمرو واوردة في رياض النضرة -

حدیث 51۔ حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے حضرت علیؑ نے فرمایا اے فلاں! کیا میں تجھے اس امت
کے سب سے افضل فرد کی خبر نہ دوں وہ حضرت ابو بکرؓ ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ میں پھر ان کے بعد
ایک اور مرد ہے اس کو ابن سماک ابو عمر نے روایت کیا اور یہ ریاض النضرة میں منقول
ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۸۵)

الحديث الثاني والخمسون : عن عبد خير الهمداني عن علي رضي الله تعالى عنه
انه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر ولو شئت سميت الثالث
اخرجه الامام احمد في مسنده -

حدیث 52۔ عبد خیر ہمدانی حضرت علیؑ سے راوی آپؑ نے فرمایا اس امت میں نبی علیہ السلام
کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ ان کے بعد حضرت عمرؓ ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرے
درجے والے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ (مسند امام

احمد: ۹۳۲، انما وضعيت بل تنصح بالتابع من امام احمد حديث: (۹۳۲)

الحديث الثالث والخمسون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه صاحب الدرر -

حديث 53- اسی کی مثل صاحب الدرر نے روایت کی ہے۔ (اعل للدارقطني: ۴۲۲)

الحديث الرابع والخمسون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو يعلى -

حديث 54- اسی کی مثل ابو يعلى نے روایت کی ہے۔ (مذابی يعلى ج ۱ ص ۴۱۰)

الحديث الخامس والخمسون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو نعيم -

حديث 55- اس کی مثل ابو نعیم نے روایت کی ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۱۶۸)

الحديث السادس والخمسون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ---

حديث 56- اسی کی مثل ایک اور روایت ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۷۸)

الحديث السابع والخمسون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه قال لا انبئکم بخیر هذه الامة بعد نبیہا ابو بکر ثم عمر اخرجه الامام احمد في مسنده

حديث 57- حضرت عبد خير حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا: کہا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اس کو امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔ (مذامام احمد: ۹۳۳)

الحديث الثامن والخمسون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير

ہذا الامۃ بعد نبیہا ابو بکر و عمر اخرجه الامام احمد فی مسندہ ایضاً۔
 حدیث 58۔ عبد خیر حضرت علی سے راوی فرمایا نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے افضل
 شخص حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ میں جنی اللہ (ایضاً)۔ (مسند امام احمد: ۹۰۹)

الحديث التاسع والخمسون: عن عبد خير قال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه
 يقول الا اخبركم بخير هذه الامۃ بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو
 بكر وعمر اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد مسند ابیه۔

حدیث 59۔ عبد خیر نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ کے
 بعد اس امت کے سب سے افضل شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر
 بن الخطابؓ ہیں۔ اس کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کیا ہے۔ (زوائد مسند امام احمد: ۹۲۲)

الحديث الستون: عن عبد خير رواه عنه حبيب بن ابي ثابت قال عبد خير
 سمعت علياً رضي الله تعالى عنه يقول علي المنبر الا اخبركم بخير هذه الامۃ
 بعد نبیہا صلى الله عليه وآله وسلم فذكر ابا بكر ثم قال الا اخبركم بالثاني
 قال فذكر عمر ثم قال لو شئت لانبأتكم بالثالث قال فسكت فرأينا انه
 يعف نفسه قال حبيب فقلت انت سمعت علياً رضي الله تعالى عنه يقول هذا
 قال نعم ورب الكعبة ولا صمتا اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد ایضاً۔

حدیث 60۔ حبیب بن ابی ثابت حضرت عبد خیر سے راوی انہوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو
 منبر پر کہتے ہوئے سنا فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے افضل شخص
 کے بارے نہ بتاؤں پھر آپ حضرت ابو بکر کا ذکر کیا پھر فرمایا کیا میں تمہیں کیا دوسرے درجے والے
 صاحب کا نہ بتاؤں پھر حضرت عمر کا ذکر کیا پھر فرمایا اگر میں چاہوں تو تیسرے درجے والے تیسرے
 کے بارے بھی بتا دوں راوی نے کہا پھر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے گمان کیا کہ اس سے آپ خود کو

مراد لے رہے ہیں۔ حبیب بن ابی ثابت نے عبد خیر سے کہا کیا آپ نے یہ بات حضرت علی سے سنی ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں رب کعبہ کی قسم وگرنہ میرے کان بہرے ہو جائیں۔ (ایضاً)۔ (مسند امام احمد: ۹۰۸)

الحديث الحادى والستون: عن عبد خير عن علي رضى الله تعالى عنه قال الا انبئكم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر والثانى عمر ولو شئت سميت الثالث اخرجه عبد الله بن احمد فى زوائده ايضاً۔

حدیث 61۔ عبد خیر حضرت علی سے راوی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر میں دوسرے حضرت عمر میں اور اگر چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں (ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۹۳۴)

الحديث الثانى والستون: عن عبد خير قال سمعت عليا رضى الله تعالى عنه يقول على المنبر خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر ولو شئت ان اسمي الثالث لسميت اخرجه عبد الله بن احمد فى زوائده ايضاً۔

حدیث 62۔ عبد خیر نے حضرت علی کو منبر پر فرماتے سنا فرمایا اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمر میں اور اگر میں تیرے صاحب کا نام بیان کرنا چاہوں تو کر دوں (ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۱۰۶۰)

الحديث الثالث والستون: عبد عبد خير قال قال علي لما فزع من اهل البصرة ان خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم خيرها بعد ابى بكر عمر رضى الله تعالى عنه واحداثا احداثا يصنع الله فيها ما يشاء اخرجه عبد الله بن احمد فى زوائده ايضاً۔

حدیث 63۔ عبد خیر نے فرمایا: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اہل بصرہ کی طرف سے مزاحمت کا

اندیشہ ہوا تو اس کے بعد ہوا تو آپ نے فرمایا اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابو بکر ان کے بعد حضرت عمرؓ میں اور ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرما دے گا (ایضاً)۔ (زوائد منہ امام احمد: ۱۰۳۱)

الحديث الرابع والستون: عن عبد خير قال قام علي رضي الله تعالى عنه فقال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر وانا قد احدث بعد احداثاً يقضى الله فيها ما يشاء اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده-

حدیث 64۔ عبد خیر نے کہا حضرت علیؓ خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمرؓ میں اور اس کے بعد ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں بنالی ہیں اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرما دے گا (ایضاً)۔

الحديث الخامس والستون: عن عبد خير قال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه يقول ان خير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر ثم عمر اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده ايضاً-

حدیث 65۔ عبد خیر نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلاشبہ اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمرؓ میں (ایضاً)۔

(زوائد منہ امام احمد: ۹۲۶)

الحديث السادس والستون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وخيرها بعد ابى بكر عمر ولو شئت سميت الثالث اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده ايضاً-

حدیث 66۔ عبد خیر نے حضرت علیؓ سے روایت کیا آپ نے فرمایا اس امت میں بعد نبی کے حضرت ابو بکر افضل ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ میں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں

(ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۸۷۹)

الحديث السابع والستون: عن ابي اسحق عن عن علي رضي الله تعالى عنه قال
الا انبئكم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر والثاني عمر ولو شئت سميت
الثالث قال ابو اسحاق فتهجا ما عبد خير لكيلا تمتروا فيما كما علي رضي الله
تعالى عنه اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده -

حدیث 67۔ حضرت ابواسحاق عبد خیر سے اور وہ حضرت علی سے راوی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں بعد
نبی علیہ السلام کے اس امت کے سب سے بہتر فرد کی خبر نہ دوں وہ حضرت ابو بکر ہیں دوسرے نمبر پر
حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں ابواسحاق نے فرمایا پھر
حضرت عبد خیر نے قسم کھائی تاکہ تم لوگ حضرت علی کے فرمان میں شک نہ کرو۔ (زوائد مسند امام
احمد: ۸۳۶)

الحديث الثامن والستون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه قال الا
اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم خيرها بعد ابي بكر عمر ثم
يحصل الله الخیر حیث اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده -

حدیث 68۔ حضرت عبد خیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی کے بعد اس
امت کے سب سے افضل شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں پھر ابراہیم
تعالیٰ جہاں چاہے گا خیر رکھ دے گا (ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۱۰۳۰)

الحديث التاسع والستون: عن عبد خير قال قلت لعلي رضي الله تعالى عنه من
اول الناس دخولا الجنة بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ابو بكر
وعمر اخرجه ابن عساکر في التاريخ -

حدیث 69۔ حضرت عبد خیر فرماتے ہیں میں نے حضرت علی سے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب

سے پہلے جنت میں کون جائے گا۔ آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمر اس کو ابن عساکر نے تاریخ میں روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۵۹)

الحديث السبعون : عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه العشاري -

حدیث 70۔ علامہ عشاری نے اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق: ۴۳)

الحديث الحادي والسبعون : عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه الاصفهاني في الحجة واورد هذه الأحاديث الثلاثة الاخيرة الحافظ السيوطي في جمع الجوامع -

حدیث 71۔ علامہ اصنفہانی نے ”الحجة“ میں اسی کی مثل روایت کی ہے آخری تین حدیثوں کو حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔ (طبقات المحدثین ج ۲ ص ۳۰۱، جمع الجوامع: ۸۰۱۱)

الحديث الثاني والسبعون : عن خالد بن علقمة عن عبد خير قال قال علي رضي الله تعالى عنه الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر وقد كان ما يشاء فان يعفى الله برحمته وان يعذب فبذنوبنا اخرجه ابن عساکر في تاريخ دمشق -

حدیث 72۔ خالد بن علقمة حضرت عبد خیر سے راوی انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ہستی کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر میں ان کے بعد حضرت عمر میں اور کچھ باتیں ہماری طرف سے پیدا ہو گئی ہیں اگر اللہ تعالیٰ معاف کر دے تو یہ اس کی رحمت ہے اگر وہ عذاب دے تو یہ ہمارے گناہوں کے سبب ہے۔ اس کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۲)

الحديث الثالث والسبعون : عن عبد الملك بن سلع عن عبد خير عن علي رضي

اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق ايضاً
حدیث 73۔ اسی روایت کو عن عبد الملک بن سلج عن عبد خیر عن علی کی سند سے ابن عساكر نے روایت
کیا (ایضاً)۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۲)

الحديث الرابع والسبعون: عن نصر بن خارجة عن عبد خير عن علي رضي الله
تعالى عنه بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق ايضاً۔
حدیث 74۔ اسی کو عن نصر بن خارجة عن عبد خیر عن علی کی سند سے ابن عساكر نے روایت
کیا (ایضاً)۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۲)

الحديث الخامس والسبعون: عن عبد خير قال خطب علي رضي الله تعالى عنه
فقال افضل الناس بعد النبي صلى الله عليه وسلم ابو بكر و افضلهم بعد ابى
بكر عمر ولو شئت ان اسمى الثالث لسميته قال فوقع في نفسى من قوله ولو
شئت ان اسمى الثالث لسميته فلقيت الحسن بن علي رضي الله تعالى عنه
فقلت ان امير المؤمنين خطب فقال ان افضل الناس بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ابو بكر و افضلهم بعد ابى بكر عمر ولو شئت ان اسمى الثالث
سلميته فوقع في نفسى من قوله ولو شئت ان اسمى الثالث لسميته فقال فوقع
في نفسى فما وقع في نفسك فسئلته يا امير المؤمنين من الذين لو شئت ان
تسميه قال مذبوح كما تذبح البقرة او كما قال اخرجه ابو داود في كتاب
المصاحف۔

حدیث 75۔ حضرت عبد خیر سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا ارشاد فرمایا بعد نبی ﷺ کے
لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں تیسرے صاحب نام
نام بیان کرنا چاہوں تو کروں عبد خیر نے کہا آپ کے فرمان اگر میں پا ہوں الخ سے میرے دل

میں تجس پیدا ہوا میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ملا اور سارا معاملہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا جیسے تمہارے دل میں بات آئی ہے۔ ایسے ہی میرے دل میں بھی آئی تھی تو پھر میں نے پوچھ لیا تھا کہ اے امیر المومنین! وہ کون ہے جس کا نام اگر آپ چاہیں تو بیان کر دیں۔ فرمایا: مذبوح کما تذبح البقرة۔ وہ مذبوح میں جن کو گائے کی طرح ذبح کر دیا جائے گا جیسا آپ نے فرمایا اس کو ابو داؤد نے کتاب المصاحف میں روایت کیا ہے۔ (المصاحف لابن داؤد: ۹۸)

الحديث السادس والسبعون : عن حبيب بن ثابت عن عبد خير قال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه وصعد المنبر بحمد الله تعالى واثنى عليه وقال ايها الناس الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر وخيرهم بعد ابى بكر عمر لسميته فظننا انه يعف نفسه اخرجه الحافظ ابو ذر الهروي۔

حدیث 76۔ حضرت حبیب بن ثابت حضرت عبد خیر سے راوی انہوں نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بدمس منبر فرماتے ہوئے سنا آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کی اور فرمایا کیا میں تمہیں اس امت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہستی کا نہ بتا دوں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں تو ہمیں گمان ہوا کہ اس سے آپ اپنی ذات مراد لے رہے ہیں اس کو حافظ ابو ذر ہروی نے روایت کیا ہے۔

(امالی الحامی، رقم الحدیث ۲۰۸)

الحديث السابع والسبعون : سعيد العوفي عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه الحافظ ابو ذر الهروي ايضاً۔

حدیث 77۔ سعید عوفی عن عبد خیر عن علی کی سند سے بھی حافظ ابو ذر نے اسی کی مثل روایت کی ہے (ایضاً)۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۵۴۰)

الحديث الثامن والسبعون: عن عبد خير عن علي بنحو هذا اللفظ ما أخرجه ابو الحسن علي بن اسحاق البغدادی فی کتابه الذی صنفه فی فضل ابی بکر و عمر رضی الله عنهما۔

حدیث 78۔ اسی کی مثل عبد خیر کی روایت حضرت علی سے ہے جسے حافظ ابو الحسن علی بن اسحاق بغدادی نے فضائل شیخین کے موضوع پر لکھی ہوئی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

(معجم آسانی الشیوخ: ۲۲۵)

الحديث التاسع والسبعون: عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً أخرجه -----

حدیث 79۔ ایک اور اسی کی مثل روایت ہے۔۔۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۷)

الحديث الثمانون: عن عبد خير قال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه علي المنبر حمد الله واثنى عليه فقال الا انبئكم بخير هذه الامة بعد نبيها خيرهم بعد نبيهم ابو بكر و خيرهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمي الثالث لسميته اخرجه خيشنبة بن سليمان والمحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 80۔ حضرت عبد خیر نے فرمایا میں نے حضرت علی کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا آپ نے ان تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد کے بارے نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں اگر میں تیسرے صاحب کاناہ بیان کرنا چاہوں تو کر دوں۔ اس کو خشیہ بن سلیمان نے روایت کیا محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الجتہ فی بیان الحجۃ: ۳۲۵)

الحديث الحادی والثمانون: عن عبد خير قال قال علي بن ابی طالب رضي الله تعالى عنه الا انبئكم بخير امتكم ثم سكت فظننا انه يعف نفسه اخرجه

خیثمہ ایضاً واورده فی ریاض النظرۃ ایضاً۔

حدیث 81۔ حضرت عبدخیر نے فرمایا حضرت علیؑ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے آئمہ میں سے سب سے بہتر فرد کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابوبکرؓ میں پھر حضرت عمرؓ کا بھی یونہی ذکر کیا پھر آپؐ مذکورہ جملہ کہ کر ناموش ہو گئے تو ہمیں گمان ہوا کہ اب آپؐ خود کو مراد لے رہے ہیں (ایضاً)۔

(تاریخ دمشق ج ۴ ص ۲۰۸)

الحديث الثانی والثمانون : عن حسن بن علی رضی اللہ عنہما عن ابیہ رواہ عن عبدخیر فی ضمن الحديث الخامس والسبعین المتقدم ذکرہ اخرجه ابو داؤد فی کتاب المصاحف حیث قال عبدخیر بن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وقع فی نفسی کما وقع فی نفسک الی آخر الحديث ۔

حدیث 82۔ حضرت حسن بن علیؑ سے وہی روایت ہے جو حدیث نمبر 75 کے ضمن میں گزری ہے اس کو بھی ابو داؤد نے کتاب المصاحف میں روایت کیا ہے۔ (المصاحف ابن ابی داؤد: ۹۸)

الحديث الثالث والثمانون : عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأقبل ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما فقال هذان سیدا کھول الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین اخرجه عبد اللہ بن احمد فی زوائد ثم ان هذا الحديث روى عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من طرق عن الحسن وانس الا انه لیس فی هذه الروایات لفظ وشبابها قال العلامة الشيخ محمد اکرم النصر پوری رحمہ اللہ فی احراق الروافض لان رواة هذا الحديث کلهم ثقات کما یعلم من التقريب وتهذيب التهذيب انتهى ومن المعلوم عند اهل الحديث ان نهادة الثقة مقبولة لا سيما وقد رواه الحسن بن علی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومن حفظ

حجة علی من لم یحفظ وقد روی هذا الحدیث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر لفظ واشبابہا الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کما فی جامع الترمذی والحارث الامور کما فی جامع الترمذی وسنن ابن ماجہ والشعبی کما فی کشف الاستار عن زوائد البزار و زین العابدین کما رواہ العشاری و زر بن حبیش کما اخرجه ابو بکر فی الفلانیات و ابو مطرف کما فی تاریخ دمشق لابن عساکر -

حدیث 83۔ حضرت حسن بن علی حضرت علی سے راوی آپ نے فرمایا میں حضور نبی کریم علیہ السلام و التسلیم کی خدمت میں حاضر تھا شیخین آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد جنتی بوزھوں کے اور جوانوں کے سردار ہیں۔ اس کو عبد اللہ بن احمد نے اپنی زوائد میں روایت کیا۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن اور حضرت انس کے دیگر طرق سے بھی مروی ہے۔ مگر یہاں روایات میں شباب (جنتی جوانوں) کا لفظ نہیں ہے۔ علامہ شیخ محمد اکرم نصر پوری رحمۃ اللہ نے احوال الروافض میں فرمایا۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں جیسا کہ تقریب اور تہذیب المتحدیث ۷ واضح ہے انتھی (مصنف فرماتے ہیں) محدثین کے نزدیک یہ بات بھی مشہور و معروف ہے کہ ثقہ راوی کی طرف سے زیادتی مقبول ہوتی ہے بالخصوص اس روایت کو تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور یاد رکھنے والا نہ رکھنے والے پر حجت ہے۔ اس حدیث کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغیر ”شبابہا“ کے الفاظ کے بھی روایت کیا ہے جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اور حارث اغور نے جیسا کہ یہ بھی جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ہے اور شعبی نے جیسا کہ کشف الاستار عن زوائد البزار میں ہے اور زین العابدین نے جیسا کہ اس کو عشاری نے روایت کیا ہے اور زر بن حبیش نے جیسا کہ اس کو ابوالخیر نے الغیلا نیات میں روایت کیا ہے اور ابو مطرف نے جیسا کہ ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں ہے۔ (مسند امام احمد: ۶۰۲، ترمذی: ۳۶۶۴، سنن ابن ماجہ: ۹۵، الفوائد الغیلا نیات: ۲، کشف الاستار: ۱۰۰)

عن زوائد: ۲۴۹۳، تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۶۸)

الحديث الرابع والثمانون: عن الحسن بن علي رضي الله تعالى عنهما عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل الحديث السابق الا انه ليس فيه وشبايها كما تقدم اخرجه الترمذي في جامعه -

حديث 84 - حضرت حسن بن علي عليه السلام سے (وشبايها) کے الفاظ کے علاوہ مذکورہ روایت ہی کو مثل مروی ہے (جامع ترمذی)۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۴)

الحديث الخامس والثمانون: عن حسين بن علي عن علي رضي الله تعالى عنهما رواه حفص بن جعفر بن محمد وقد سئل عن ابي بكر رضي الله تعالى عنه فقال ما اقول فيه او لا اقول فيه الا خيرا او قال الا الخير بعد حديث حدثني ابو محمد قال حدثني ابو علي رضي الله تعالى عنه قال حدثني ابي الحسين قال سمعت ابي علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما طلعت الشمس ولا غربت على احد بعد النبيين والبرسولين افضل من ابي بكر رضي الله تعالى عنه ثم قال جعفر بن محمد رضي الله تعالى عنه انا لني الله شفاعته جدي ان كنت كذبت فيما زويت لك واني لا رجوا شفاعته يوم القيامة يعني ابا بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن السمان في الموافقة واورده المحب الطبري في رياض النضرة -

حديث 85 - حفص بن جعفر بن محمد نے روایت کی کہ حضرت حسین بن علی سے حضرت ابو بکر صدیق کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا میں تو ان کے بارے بہتر کلمات ہی کہتا ہوں حفص کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ وہ حدیث بھی ہے جو مجھے ابو محمد نے ابو علی کے واسطے سے بیان کی ابو علی نے فرمایا مجھے میرے والد حضرت حسین نے حدیث بیان کی فرمایا کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت علی کو فرماتے سنا انہوں نے

کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انبیاء مرسلین کے بعد حضرت ابو بکر سے افضل کو شخص پر سورج نہ کبھی طلوع ہوا ہے اور نہ کبھی غروب ہوا ہو۔ پھر جعفر بن محمد نے کہا اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ مجھے میرے نانا جان کی شفاعت سے محروم رکھے اور مجھے روز قیامت حضرت ابو بکر کی شفاعت کی امید ہے۔ (مسند ابن کثیر) اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضر میں نقل کیا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۶۳)

الحديث السادس والثمانون: عن صعصعة صوحان بضم المهملة التابعي الثقات قال دخلت على علي رضي الله تعالى عنه حين ضرب به ابن ملجم فقلنا يا امير المؤمنين استختلف علينا اترككم كما تركنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلنا يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استختلف علينا فان ان يعلم الله فيكم خيرا يول عليكم خيرا كم خياركم فعلم الله فينا خيرا فولي علينا ابا بكر رضي الله تعالى عنه اخرج الحاكم في مستدرکه۔

حدیث 86۔ ثقہ تابعی حضرت صعصعہ بن صوحان فرماتے ہیں جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مار دیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا اے امیر المؤمنین! ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر دیجئے۔ ارشاد ہوا میں تمہیں ایسے ہی چھوڑ رہا ہوں جیسے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا تو ہم عرض کی تھی یا رسول اللہ ہم نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ہم پر خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا تھا ”ان اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیرا“ اگر اللہ تم میں سے کسی کو بہتر دیکھے گا تو اس کو تم پر والی بنا دیے گا پھر اللہ ہم میں سے بہترین شخص کا انتخاب فرمایا اور حضرت ابو بکر کو ہمارا والی بنا دیا اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۶۹۸)

الحديث السابع والثمانون: عن صعصعة بن صوحان قال دخلت على علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرج ابن السني في كتاب الآخرة۔

حدیث 87۔ ابن اسنی نے کتاب الاخرة میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (حدیث فیثمہ بن سلیمان ص ۱۳۱)

الحديث الثامن والثمانون : عن سعيد بن المسيب وخرج علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه لبيعة ابي بكر فبايعه فسمع مقالة الانصاري فقال علي رضي الله تعالى عنه يا ايها الناس اياكم يؤخر من قدمه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال سعيد بن المسيب فجاء علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه..... لم يأت بها احد منهم اخرجه العشاري -

حدیث 88۔ سعید بن مسیب نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کیلئے آئے اور آپ کی بیعت کی پھر آپ نے کسی انصاری کی چہ میگوئی سنی تو فرمایا اے لوگو! جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدم کیا ہے تم میں سے کون اسے پیچھے کر سکتا ہے سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت علی نے یہ ایسی بات کی تھی کہ آپ سے پہلے کسی نے نہ کی تھی اس کو عشاری نے روایت کیا ہے۔

(فضائل ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ للعشاری: ۱۸)

الحديث التاسع والثمانون : عن سعيد بن المسيب قال خرج علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه اللالكائي -

حدیث 89۔ اسی کی مثل لالکائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۱۹۸)

الحديث التسعون : عن سعيد بن المسيب عن علي رضي الله تعالى عنهما بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه الاصفهاني في الحجة -

حدیث 90۔ اسی کی مثل اصفہانی نے ”الحجة“ میں روایت کی ہے۔ (الحجة فی بیان الحجۃ: ۳۳۲)

الحديث الحادي والتسعون : عن علقمة بن قيس رواه عنه ابراهيم النخعي قال ضرب علقمة بن قيس هذا المنبر قال خطبنا عيل رضي الله تعالى عنه علي

هذا المنبر فحمد الله تعالى واثنى عليه وذكر ما شاء الله ان يذكر وقال ان خير الناس كان بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر ثم عمر ثم احداثا بعدهما احداثا يقضى الله فيما اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده بسند رجاله ثقة -

حدیث 91۔ ابراہیم نخعی نے علقمہ بن قیس سے روایت کی کہ حضرت علقمہ نے منبر پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر ہمیں خطبہ دیا آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی جو اللہ نے چاہا آپ نے ذکر کیا اور کہا بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل سیدنا ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ان دونوں کے بعد ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں پیدا کر دی ہیں ان میں اللہ جو چاہے گا فیصلہ فرمادے گا۔ (مسند امام احمد: ۱۰۵۱)

الحديث الثاني والتسعون: عن علقمة بن قيس رواه عنه ابراهيم النخعي قال ضرب علقمة بن قيس بيده على منبر الكوفة فقال خطبنا على رضى الله تعالى عنه على هذا المنبر فحمد الله واثنى عليه فذكر ما شاء الله ان يذكر ثم قال الا انه بلغني ان ناسا يفضلونني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبت ولكن اكره العقوبة قبل التقدم من ابيت به من بعد مقالي هذا قال شيئا من ذلك فهو مفتر عليه ما عيل المفترين ثم قال ان خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر ثم عمر اخرجه اللالكائي في اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة -

حدیث 92۔ ابراہیم نخعی نے کہا کہ علقمہ بن قیس نے اپنا ہاتھ منبر پر مارا اور کہا حضرت علی نے ہمیں اس منبر پر خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثناء کی پھر اللہ نے جو چاہا وہ آپ نے ذکر کیا پھر فرمایا خبردار! مجھے یہ بات بتائی ہے کہ کچھ لوگ مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے اس بارے میں بتا چکا ہوتا تو میں لوگوں

سزا دیتا لیکن میں بتانے سے پہلے سزا دینے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میری اب کی گفتگو کے بعد جس شخص کے متعلق مجھے پتہ چلا کہ اس نے اس تفصیل کے حوالے سے کچھ کہا ہے تو وہ بہتان باز ہے اس پر بہتان بازوں کی سزا ہے پھر فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل سیدنا ابو بکر ہیں ان کے بعد سیدنا عمر ہیں۔ اس کو لاکائی نے اصول اعتقاد اہل السنۃ میں روایت کیا ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۲۰۰)

الحديث الثالث والتسعون: عن علقمة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ أخرجه ابن أبي عاصم -

حدیث 93۔ ابن ابی عاصم نے علقمہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

(السنۃ لابن ابی عاصم: ۸۲۶)

الحديث الرابع والتسعون: عن علقمة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ أيضاً أخرجه ابو حفص بن شاهين في السنة -

حدیث 94۔ ابو حفص بن شاہین نے ”السنة“ میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین: ۱۹۹۹)

الحديث الخامس والتسعون: عن علقمة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ أيضاً أخرجه العشاري في فضائل الصديق -

حدیث 95۔ عشاری نے فضائل الصدیق میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۳۹)

الحديث السادس والتسعون: عن علقمة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ أيضاً أخرجه ابن عساكر في التاريخ واوردة هذه الاحاديث الستة المحافظ السيوطي في جمع الجوامع -

حدیث 96۔ ان عمار نے تاریخ میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ اور مذکورہ چھ حدیثوں کو حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۲۸۹)

الحديث السابع والتسعون : عن علقمة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه الاصبهاني في الحجة۔

حدیث 97۔ اسبھانی نے بھی ”الحجۃ“ میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (الحجۃ فی باین الحجۃ: ۳۲۷)

الحديث الثامن والتسعون : عن علقمة قال سمعت علياً رضي الله تعالى عنه يقول في خطبة بلغني ان اناساً يفضلونني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبت فيه ولكني اكره العقوبة قبل التقدم فمن اتيت به بعد هذا وقد قال شيئاً من ذلك فهو مفتر وعليه ما على المفترين ان خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم بالخير بعد اخرجه ابن السماك في الموافقة واورده صاحب رياض النضرة۔

حدیث 98۔ حضرت علقمہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر پر فضیلت دیتے ہیں اور اگر میں اس حوالے سے پہلے بتا چکا ہوتا تو ان لوگوں کو سزا دیتا لیکن میں بتانے سے پہلے سزا دینے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اب اس کے بعد جس شخص کے بارے میں مجھے خبر دی گئی کہ اس نے اس تفضیل میں کچھ کہا ہے تو وہ بہتان تراش ہے اور اس کی وہی سزا ہے جو بہتان تراشوں کی ہوتی ہے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں میں سیدنا ابو بکر افضل ہیں پھر حضرت عمر ہیں ان کے بعد اللہ خیر کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا ہے اور صاحب ریاض النضرة نے ریاض میں اس کو بیان کیا۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۲۲)

الحديث التاسع والتسعون : عن عبد الله بن سلمة قال سمعت علياً رضي الله

تعالیٰ عنہ یقول خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر
و خیر الناس بعد ابی بکر عمر اخرجہ ابن ماجہ فی -----

حدیث 99۔ حضرت عبد اللہ بن سلمہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا بعد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو ابن ماجہ
نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی ماجہ: ۱۰۶، باب فضل عمر)

الحديث المائة: عن عبد الله بن سلمة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا
اللفظ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیة۔

حدیث 100۔ ابو نعیم نے ”حلیة“ میں اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ (علیہ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۰ باب
شعبہ بن الحجاج)

الحديث الحادی والمائة: عن عبد الله بن سلمة قال سمعت علياً رضي الله تعالى
عنه ينادي علي المنبر الا ان خیر هذه الامة ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم
اخرجہ ابو عمر..... واوردة فی ریاض النضرة۔

حدیث 101۔ حضرت عبد اللہ بن سلمہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برسر منبر نداء کرتے
ہوئے سنا فرمایا سنو! اس امت کے سب سے بہتر فرد ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر اللہ زیادہ
جانتے والا ہے اس کو ابو عمر نے روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا۔

(فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل: ۴۳۹)

الحديث الثانی والمائة: عن التراک بن سبرة عن علي رضي الله تعالى عنه خیر
هذه الامة بعد نبيها صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر رضي الله تعالى عنهما
اخرجہ ابن عبد البر فی الاستيعاب۔

حدیث 102۔ حضرت النزال بن سبرة حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ بعد نبی علیہ السلام

کے اس امت میں سب سے بہترین حضرت ابوبکر پھر حضرت عمرؓ ہیں۔ اس کو ابن عبد البر نے الاستیعاب میں روایت کیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۷)

الحديث الثالث والمائة : عن سويد بن غفلة بفتحات المحضر المعلوم من كبار التابعين رحمه الله قال مررت بقوم يذكرون ابا بكر وعمر وينقصونها فاتيت عليا فذكرت له ذلك فقال لعن الله من اضر لهما الا الحسن الجميل اخو ارسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصاحبان ووزيرة ثم صعد المنبر فخطب خطبة بليغة فقال ما بال اقوام يذكرون سيدى قریش وابوى المسلمين مما انا عنه متنزه ومما يقولون بريئى وعلى ما يقولون معاقب فوالذى الذى فلق الحب وبرا النسبة لا يحبهما الا مؤمن ولا يبغضهما الا فاجر ردى صحننا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالصدق والوفاء يأمران وينهيان ويعاقبان فما يجاوزان فيما يصنعان راي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورضى عنهما ولا يرة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كرايهما رأيا ولا يحب كحبيهما احدا مضى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وراض عنهما والناس راضون ثم ولى ابو بكر الصلوة فلما قبض نبيه صلى الله عليه وآله وسلم ولالة المسلمون ذلك وفوضوا اليه الزكوة لانهم مقررولتان وكنت اول من سبق له من بنى عبد المطلب وهو لذلك كارة يودان بعضنا كفاة فكان والله خير من بقى ارمه رافة وارحمه رحمة والبسه ورعا واقدم شبهه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بميكائيل رافة ورحمة بابراهيم عفوا ووقارا فسار بسير رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى قبض رحمة الله تعالى عليه ثم ولى الامر بعده عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه واستامر فى ذلك الناس

فمنهم من رضى و منهم من كره فكننت ممن رضى فوالله ما فارق الدنيا حتى رضى من كان له كارهها فايام الامر على منهاج النبى صلى الله عيله وآله وسلم حتى قبض رحمة الله عليه وصاحبه يتبع الفضيل اثرامه وكان والله خير منبقى رفيقا ورحمة وناصر للمظلوم على الظالم ثم ضرب الله بالحق على لسانه حتى رانيا ان ملك ينطق على لسانه واعز الله بأسلامه الاسلام وجعل هجرته للدين قولها وقذف فى قلوب المومنين الحب له وفى قلوب المنافقين الرهبة منه شبهه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بجبريل عليه السلام فظا غليظا على الاعداء وبنوح عليه السلام حنيفا ومفتاظا على الكافرين فمن لكم بمثلها لا يبلغ مبلغها الا بالحب لها واتباع آثارها فمن احبها فقد احبنى ومن ابغضها فقد ابغضنى وانا منه برئى ولو كنت تقدمت فى امر مما لعاقبت اشد العقوبة فمن اتيت به بعد مقالى هذا فعليه ما على المفتريين الا وخير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما ثم الله اعلم بالخير اين هو اقول قولى هذا ويغفر الله لى ولكم اخرجه خيشمة-

حدیث 103۔ سوید بن غفلہ رحمہ اللہ جو کبار تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی شان میں تحقیر کر رہے تھے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ معاملہ عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت جو ان کی شان کو چھپائے مگر وہ کہہ اچھا ذکر کرے (وہ اس لعنت سے پاک ہے) وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی بھائی (انتہائی محبوب) اور آپ علیہ السلام کے ساتھی اور وزیر تھے۔ پھر آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر ایک شاندار خطبہ ارشاد فرمایا: فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو قریش کے ان دوسرے داروں

اور اہل اسلام کے ان تاجوروں کا ان لفظوں میں ذکر کرتے ہیں جن سے میں جدا ہوں اور ان لوگوں کی باتوں سے میں بری الذمہ ہوں اور میں ان کو ان باتوں پر سزا دینے والا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے بیج اگایا اور جان کی نیست سے نیست کیا۔ شیخین سے محبت صرف مومن ہی کریگا اور ان سے بغض صرف فاجر بیکار شخص ہی رکھ سکتا ہے۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے بچے اور وفادار صحابی تھے۔ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے اور نہ ماننے والے کی پکڑ بھی فرماتے رہے۔ وہ اپنے کسی بھی کام میں رسول اللہ ﷺ کی رائے سے تجاوز نہ کرتے۔ حضور علیہ السلام ان سے راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ان کی رائے کو اہمیت دی وہ کسی اور کو نہ دی اور جیسی ان سے محبت کی ایسی کسی اور سے نہ کی رسول اللہ ﷺ ان سے راضی ہو کر تشریف لے گئے اسی طرح عام لوگ بھی ان سے راضی رہے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کیلئے لوگوں کا امام بنایا گیا جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو لوگوں نے ان کو اپنا امام برقرار رکھا اور آپ کی خدمت میں زکوٰۃ سپرد کی کیونکہ نماز اور زکوٰۃ آپس میں ملی ہوتی ہیں اور میں بنی عبدالمطلب میں سے پہلا شخص تھا جو زکوٰۃ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ اس کو ناپسند فرماتے وہ اس چیز کو پسند فرماتے تھے کہ انہیں تھوڑا مال ہی کافی ہے۔ قسم بخدا بعد والوں میں وہ سب سے بہتر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو راحت و رحمت کا پیکر بنایا لباس تقویٰ عطا فرمایا۔ مسلمانوں پر مقدم کیا رسول اللہ ﷺ نے راحت و رحمت میں انہیں حضرت میکائیل سے تشبیہ دی۔ عفو و وقار میں حضرت ابراہیم سے تشبیہ دی وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ ولی بنے اور اس معاملہ میں لوگوں سے مشورہ لیا تو کچھ نے رضامندی ظاہر کی اور کچھ نے ناپسندی اور میں ان میں سے تھا جو رضامند تھے۔ اللہ کی قسم آپ دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ ہر ناپسند ہونے والا رضا مند بن چکا تھا۔ آپ نے اپنی خلافت کو طریقہ نبوی کے مطابق رکھا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ حضور ﷺ کی اتباع ایسے ہی کرتے جیسے گائے کا بچہ اس کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ قسم بخدا

لوگ باقی ہیں ان میں سے وہ بہترین ساتھی اور مہربان تھے۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرنا وہاں تھے اللہ نے ان کی زبان پر حق جاری فرمایا حتیٰ کہ ہم سمجھتے تھے کہ ان کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ اللہ نے ان کے اسلام لانے سے اسلام کو غلبہ دیا اور ان کی ہجرت کو دین کے قیام کا سبب بنایا۔ مومنوں کے دلوں میں ان کی محبت بھردی منافقوں کے دلوں میں ان کی بیست ڈال دی۔ رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں پر خوب سخت ہونے میں انہیں حضرت جبریل سے تشبیہ دی۔ اور کافروں پر تند اور متنفذ ہونے میں ان کو حضرت نوح علیہ السلام سے تشبیہ دی تمہارے پاس شیخین جیسا اور کون ہے؟ ان کی محبت و پیروکاری کے سوا ان کے مرتبے کو سمجھا جاسکتا ہی نہیں۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان سے بغض رکھا وہ میرا بھی دشمن ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ اگر میں اس حوالے سے پہلے بتا چکا ہوتا تو ان تفضیلیوں کو سخت سزا دیتا۔ اب میرے اس اعلان کے بعد اگر کسی کے بارے میں مجھے تفضیل کی بات پہنچی تو اس شخص پر بہتان بازوں والی سزا ہوگی۔ سنتے رہو! اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں ان کے بعد اللہ زیادہ جاننے والا ہے کہ خیر کہاں ہے۔ میں کہتا ہوں اور میری بات یہ ہے کہ اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ اس کو خیر نمبر نے روایت کیا۔ (من حدیث فیثمہ ج ۱ ص ۱۲۲)

الحديث الرابع والمائة:

حدیث 104: (قلمی نسخہ میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔)

الحديث الخامس والمائة: عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه اللالكائي۔

حدیث 105۔ لالکائی نے اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد اہل السنة: ۲۰۰۴)

الحديث السادس والمائة: عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو الحسن علي بن احمد بن اسحق البغدادی فی

فضائل ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث 106۔ ابوالحسن علی بن احمد اسحق بغدادی نے فضائل ابوبکر و عمر میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (معجم ابن الاعرابی: ۵۶۸)

الحديث السابع والمائة: عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ بطوله ايضاً أخرجه الشيرازي في اللقباب۔
حدیث 107۔ شیرازی نے القاب میں اسی کی مثل روایات کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۴ ص ۳۶۶)

الحديث الثامن والمائة: عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ بطوله ايضاً أخرجه ابن مندة في تاريخ اصبهاني۔
حدیث 108۔ ابن مندہ نے تاریخ اصبحان میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔

(فضائل خلفاء راشدین: ۲۳۹)

الحديث التاسع والمائة: عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ بطوله ايضاً أخرجه ابن عساكر و اوردة هذه الاحاديث الستة الحافظ خاتمة للمحدثين جلال الدين السيوطي في جمع الجوامع۔
حدیث 109۔ ابن عساکر نے اسی کی مثل روایت کی ہے ان چھ پہلی حدیثوں کو خاتم المحدثین جلال الدین سیوطی نے جمع المجموع میں بیان کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۷۹۲)

الحديث العاشر والمائة: عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً بطوله رواه المؤيد بالله يحيى ابن حمزة من العلماء الزيدية في آخر اطواق الحمامة في الصحابة على السلامة من كتاب الاستبصار في الذنوب عن الصحابة الاخيار كذا في النبراس فانظر كيف تواتر عن علم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبر تفضیل الشیخین علی نفسه حتی ان العلماء الشیعة والزیدیة یعترفون به واللہ یقول الحق وهو یمهدی السبیل فماذا بعد الحق الا الضلال۔

حدیث 110۔ اسی حدیث کو علمائے زیدیہ میں سے موید باللہ یحییٰ ابن حمزہ نے کتاب ”الاستبصار فی الزنوب عن الصحابة الاخیار“ سے نقل کر کے اپنی کتاب ”اطواق الحماة فی الصحابة علی السلامة“ کے آخر میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ”النبر اس“ میں ہے۔ تو دیکھئے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تفضیل شیخین میں کس توائر سے روایات آئی ہیں۔ یہاں تک شیعہ اور زیدی علماء بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں اور اللہ حق ہی بیان فرماتا اور راہ ہدایت دکھاتا ہے حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

(الصواعق المحرقة ص ۲۲)

الحديث الحادی عشر بعد المائة : عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ بطوله الا ان فيه اختصارا اخرجه ابن السمان في الموافقة واورده المحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 111۔ اسی کی مثل حدیث کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں کچھ اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرة ص ۲۰۵)

الحديث الثانی عشر بعد المائة : عن سويد بن غفلة عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ بطوله اخرجه الحافظ السلفي واورده المحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 112۔ اسی کی مثل حافظ سلفی نے روایت کی جسے محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرة ص ۲۰۵)

الحديث الثالث عشر بعد المائة : عن سويد بن غفلة قال سمعت عليا رضي الله

تعالیٰ عنہ یقول قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیل خیر ما قبض علیہ نبی من الانبیاء ثم استخلف ابو بکر نعمل بعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبسننتہ ثم قبض ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی خیر ما قبض عیلہ احد و کان خیر هذه الامة بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعد ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجه ابن السمان فی الموافقة و اورده صاحب ریاض النضرۃ۔

حدیث 113۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے فرمایا۔ جس بہتری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا کوئی نبی علیہ السلام اس بہتری پر دنیا رخصت نہ ہوئے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ بنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ و سنت پر عمل کرتے رہے پھر جس بہتری پر حضرت ابو بکر صدیق نے دنیا کو چھوڑا اس پر کوئی راہی ملک عدم نہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین ہوئے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

(الریاض النضرۃ ص ۱۳۱)

الحديث الرابع عشر بعد المائة : عن اسيد هو بفتح الهمزة مذکور فی الصحاح روى عن على رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریب بن صفوان صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کان قد ادرک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال۔ قبض ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سجد علیہ ارتجت المدينة بالبکاء کیونکہ قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاء علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستعجلاً مسرعاً مسترجعاً و هو یقول الیوم انقطعت خلافة النبوة حتی وقد

على باب البيت الذي فيه ابوبكر رضى الله تعالى عنه وهو مسجى فقال يرحمك الله يا ابابكر كنت الف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانسه ومستراحة وثقة وموضع مسترة ومشاور به كنت اول القوما سلا ما واخلصهم ايمانا واشدهم يقينا واخولهم لله واعظم على اصحابه واحسنهم صحبة واكثرهم مناقب وافضلهم سوابق وارفعهم درجة واقربهم وسيلة واشبههم برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هديا وسمنا ورحمة وفضلا واشرقهم منزلة واكرمهم مكية فجزاك الله من الاسلام وعن رسوله صلى الله عليه وآله وسلم خيرا وافضل الجزاء كنت عنده بمنزلة السمع والبصر صدقت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين كذبه الناس فسباك الله عز وجل في تنزيله صديقا فقال والذي جاء بالصدق وصدق به الذي جاء بالصدق محمد صلى الله عليه وآله وسلم وصدق به ابوبكر رضى الله تعالى عنه حين بخلوا وقتت معه حين قعدوا وصحبته في الشدة اكرم الصحبة ثاني اثنين وصاحبه في الغار والمنزلته السكينة ورفيقه في الهجرة وخليفته في دين الله وامته احسن الخلافة حين ارتد الناس وقتت بالامر ما لم يقيم به خليفة نبى فنهضت حين ومن اصحابك وبزرت حين استكانوا وقويت حين ضعفوا ولزمت منهاج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ وهنوا كنت خليفة حق لم تنازع ولم تضارع برغم المنافقين وكبت الكافرين وكرة الحاسدين وغيظ الباغين وقتت بالامر حين نشلوا وثبت اذ تنفقوا ومضيت بنور الله اذ وقفوا بل فاتبعوك فهدوا كنت اخنضهم صوتا واعلاهم فوقا واقبلهم كلاما واصدقهم منطقا واطولهم صحتا وابلغهم قولا واكملهم رايًا واشجعهم نفسا وامر فهم

بالامور واشرفهم عملا كنت والله الذين يعسوباً اولاد دين يفترون عنه الناس
 و آخر ا حين اقبلوا كنت والله للمومنين ابا رحيماً حتى صنابروا عليك عيالا
 فحملت اثقال ما ضعفوا ورعبت ما اهلوا وخففت ما اضاعوا وعملت ما جهلوا
 و شمريت اذ خفضوا و صبرت اذ جزعوا فادركت اوتار ما طلبوا و راجعوا
 رشد هم برايك فظفروا و نالوا بك ما لم يحتسبوا كنت والله على الكافرين
 عذاباً صلباً ولهيباً و للمومنين رحمة وانساً و حصناً فطرت والله بفنائها وفزت
 بجنائها و اذهبت بفضائلها و ادركت سوابقها لم تقلل حجتك ولم تضعف
 بصيرتك ولم تجبن نفسك ولم يرع قلبك ولم تحمر فلذلك كنت كالجبار
 الذي لا يجر كها العواصف ولا يزيله القواصف و كنت كما قال رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم امن الناس علينا صحبتك و ذات يدك و كنت كما قال
 ضعيفا في بدنك قويا في امر الله تعالى متواضعا في نفسك عظيما عند
 جليلا في اعين الناس كبيرا في انفسهم لم يكن لاحد فيك مغر ولا لفان
 فيك مهمز ولا لاحد فيك مطمع ولا لمخلوق عندك هوادة الضعيف الذليل
 عندك قوى عزيز هتي تاخذ بحقه والقوى عندك ضعيف ذليل حتى يأخذ
 الحق الغريب والبعيد عندك في ذلك سواء و اقرب الناس اليك اطوعهم
 و اتقاهم له شأنك الهق والصدق والرفق قولك حكم وحتم و امرك حلم
 حزم و رايك علم وعزم فاقلعت وقد نهج السبيل وسهل العسير و اطفئت
 النيران واعتدل بك الدين وقوى بك الايمان وثبت الاسلام والمسلمين
 فظهر امر الله ولو كره الكافرون فسبقت والله سبقا بعيدا و اتعبت من بعد
 اتعابا شديدا وفزت بالخير فوزا مبينا فجللت عن البكاء وعظمت ذريتك

السما وهدت مصیبتک الانام فاننا لله وانا الیہ راجعون رضینا عن الله تعالیٰ قضائہ وسلمنا له امرہ فوالله لن یصاب المسلمون بعد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم بمثلک ابدا کنت للذین عزا وحرزا وکھفا وللمومنین فئۃ وحصنا وغيثا وعلی المنافقین غلظۃ وغيظا فالحقک الله بنبیک صلی الله علیہ وآلہ وسلم ولا حرمنا اجرک ولا امنلنا بعدک فاننا لله وانا الیہ راجعون قال وسکت الناس حتی انقضی کلامہ ثم بکوا حتی علت اصواتهم وقالوا صدقت یا ختن رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم اخرجہ ابن السمان فی کتاب الموافقة واورده المحب الطبري فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 114۔ حضرت امید بن صفوان صحابی رسول حضرت علی کے بارے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دنیا کو خیر باد کہا اور آپ کو کفن دے دیا گیا تو شہر مدینہ اسی دن کی طرح آدب و بکاء کے غلغلوں میں ڈوب گیا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک حقیقی کو لبیک کہا تھا۔ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ جلدی کی حالت میں ”انا لله وانا الیہ راجعون“ پڑھتے ہوئے آئے اور اس دن آپ فرما رہے تھے ”آج خلافت نبوی کا تسلسل منقطع ہو گیا یہاں تک کے اس کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں حضرت ابو بکر صدیق کفن میں لیٹے رکھے گئے تھے۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنا شروع ہو گئے ”اے ابو بکر! آپ ہی وہ ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و انسیت حضور کی راحت و ثقاہت اور صاحب راز و مشاورت ہونے کا شرف پایا۔ آپ ہی وہ ہیں کہ جو لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور یختہ یقین اور خوف خدا والے مخلص مومن ہوئے اللہ کی رضا کیلئے مسلمانوں کے عظیم کفیل بنے مسلمانوں میں سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے محافظ اکبر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے زیادہ عظمت اور حضور علیہ السلام کی سب سے اچھی صحبت آپ ہی نے پائی۔ صحابہ کرام میں سے زیادہ تعریف افضل اولیات بلند درجات اور قریب ترین وسیلہ سب آپ ہی کے

نصیب میں آئے۔ ہادی ہونے حکمت بھرا کلام کرنے مہربان ہونے اور فضل کرنے میں آپ نے حضور علیہ السلام کی سب سے بڑھ کر مشابہت پائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں آپ کی منزلت آپ کا مرتبہ عزت والا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور ہادی اسلام علیہ السلام کی طرف سے افضل و بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اے ابوبکر! آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ان کی سماعت و بصارت کی طرح تھے۔ جب لوگوں نے نبی علیہ السلام کو جھٹلایا تو آپ نے تصدیق کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں آپ کو صدیق کا لقب دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ”والذی جاء بالصدق وصدق به“ اور وہ جو سچ لے کر آیا یعنی نبی ﷺ اور جس نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابوبکر صدیق۔ جب لوگوں نے بخل کیا تو آپ نے خرچ کیا جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے اٹھے تو آپ اٹھے۔ اور آپ نے سخت خطرے کے وقت نبی مرسل ﷺ کا بے مثال ساتھ دیا غار میں آپ ہی دو جان میں سے دوسرے تھے۔ سیکھنے خداوندی آپ ہی پر اترتا تھا۔ آپ ہی ہجرت میں اپنے آقا کے رفیق سفر تھے۔ جب لوگ ایمان سے پھر رہے تھے تو آپ نے دین الہی کو امت نبوی میں نیابت مصطفیٰ کا حق ادا کر دیا۔ جس دورانہی سے آپ نے خلافت کی نعمتی سلجھائی کسی نبی کے کوئی خلیفہ اس طرح نہ سلجھ پائے ہو گئے۔ جب آپ کے ساتھیوں نے کم کوشی دکھائی تو آپ خود اٹھ کھڑے ہوئے جب وہ عاجز ہوئے تو آپ خود شجاعت سے نکلے جب وہ کمزور ہوئے تو آپ نے قوت کا مظاہرہ کیا۔ جب انہوں نے دین کے معاملہ میں کم ممتی برتی تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو لازم پکڑے رکھا۔ اس میں اختلاف نام کی کوئی چیز نہیں کہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ آپ نے منافقین کو ذلت کافروں کو ہلاکت، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو سخت غضب کی مشقت میں سرگرداں رکھا۔ جب لوگ دین میں بزدل ہوئے تو آپ نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا جب وہ نفاق اپنانے لگے تو آپ ثابت قدم رہے۔ جب لوگ رک گئے تو آپ نور خداوندی کی روشنی میں گزر گئے بلکہ پھر انہوں نے آپ کا دامن تھاما تو بدایت پا گئے۔ آپ کی آواز لوگوں میں پست لیکن مرتبہ میں سب پر فائق آپ کا کلام

سب سے زیادہ عزت والا آپ کی راست بازی سب پر اوق۔ آپ کا سوت سب سے طویل پر جو کہا وہ سب سے بلوغ۔ آپ کی رائے سب سے کامل۔ آپ کا دل سب سے بہادر۔ امور میں دانشمندی آپ کی زیادہ اعمال میں بزرگی آپ کی زیادہ۔ اللہ کی قسم جب اولاً لوگ دین سے بھاگے تب بھی آپ ہی رئیس اعظم تھے اور بالآخر جب وہ واپس راہ راست پر آگئے تب بھی تاجداری آپ ہی کی تھی۔ واللہ! جب مومن آپ کی عیال رعایا بنے تو آپ ان کے مہربان باپ ثابت ہوئے آپ نے ان کمزوروں کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیا۔ جو کام انہوں نے گنوا دیا آپ نے اسے محفوظ کیا جو انہوں نے بھلا دیا آپ نے اسے یاد دلایا۔ جب وہ لڑکھڑادیے تو آپ نے خود کمر باندھ لی۔ جب وہ گھبرا دیے تو آپ صابر رہے پھر آپ نے ان کے مطلوبہ امور کا ادارا کیا وہ آپ کی رائے پر عمل کر کے اپنی ہدایت پر لوٹ آئے کامیاب ہوئے اور وہ پایا جس کا گمان نہ رکھتے تھے۔ قسم بخدا آپ کافروں پر نازل ہونے والا شعلہ بار عذاب تھے اور مومنین کے لئے رحمت و محبت کی کان اور حفاظت کا قلعہ تھے۔ قسم بخدا! ملت اسلامیہ کی آسودگی کے خواہاں مجمع الفضائل عنایات خداوندی کامرکز تھے۔

آپ کی حیثیت کم نہ ہوئی آپ کی بصیرت مانند بڑی آپ کی ذات بزدل نہیں آپ کا دل خائف نہیں۔ آپ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو تند و تیز طوفان اور بجلیاں بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ دے پائیں۔ آپ ویسے ہی تھے جیسا رسول اللہ ﷺ کا آپ کے بارے فرمان یہ ہے کہ اے ابوبکر! لوگوں میں ہم پر سب سے زیادہ احسان آپ کے مال اور آپ کی صحبت کا ہے اور آپ حضور ﷺ کے اس فرمان کے بھی مطابق تھے کہ ابوبکر! آپ اپنے بدن میں تو ضعیف ہیں لیکن حکم الہی بجالانے میں قوی ہیں۔ اپنے بارے میں تواضع کرنے والے لیکن اللہ کے ہاں بڑی عظمت والے لوگوں کی نظروں میں بڑی بزرگی والے ان کے دلوں میں بڑے مقام والے کوئی آپ کی شان چھپا نہیں سکتا۔ اور نہ ہی آپ کی ذات میں کسی کیلئے مقام غیبت ہے۔ آپ کے بارے کوئی اپنا غلط مقصد پورا کرنے کی طمع نہ رکھ سکتا تھا۔ نہ کوئی آپ پر طعن کر سکے۔ آپ کے نزدیک ذلیل شخص قوی اور معزز ہے جب تک آپ اس کا حق نہ دلا دیں

اور طاقتور شخص کمزور و ذلیل ہے جب تک اس سے صاحب حق کا حق نہ لے دیں۔ دور و نزدیک والے سب آپ کے ہاں یکساں ہیں لوگوں میں آپ کا منظور و نظر وہ جو صاحب اطاعت و خشیت۔ حق و صداقت اور نرم خوئی آپ کی شان، حکمت اور حتمیت آپ کا فرمان۔ علم و احتیاط آپ کی سرشت۔ علم و عزم آپ کی رائے و دانست۔ آپ کی برکت سے اسلام کا قلعہ مضبوط ہوا۔ راہیں مفتوح ہوئیں مشکلیں آسان ہوئیں۔ آفتیں ویران ہوئیں۔ دین و ایمان قوی ہوئے۔ اسلام و مسلمین کو ثابت قدمی ملی۔ اللہ کا فیصلہ آشکار ہو گیا۔ چاہے کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگا۔ آپ نے سبقتِ عظیمہ حاصل کی۔ دوسروں کو بہت پیچھے چھوڑا۔ آپ کی عطا کا شہرہ افلاک میں ہوا۔ آپ کی مصیبت (موت) لوگوں کیلئے ہادی بنی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے فیصلے پر راضی اور وہی ہمارے کاموں کا قاضی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں پر آپ کی وفات جیسی مصیبت کبھی نہ آئے گی۔ آپ دین کے لئے عزت، پناہ اور حفاظت مومنین کیلئے۔ قلعہ پناہ اور اصحاب رحمت تھے۔ منافقین کیلئے قہر و عذاب تھے۔ اللہ آپ کو آپ کے نبی ﷺ کے ساتھ ملائے اور ہمیں آپ کی برکت سے چلنے والے اجر سے محروم نہ کرے نہ ہی ہمیں آپ کے بعد گمراہ کرے پس انا اللہ وانا الیہ راجعون (راوی نے کہا)۔ جب تک مولائے کائنات کا یہ وفور بیان جاری رہا لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے پھر آپ کا خاموش ہونا تھا کہ لوگوں کی چیخیں بھل گئیں اور وہ کہنے لگے اے دامادِ رسول! آپ نے ایک ایک لفظ سچ کہا۔ اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۸)

الحديث الخامس عشر بعد المائة: عن اسيد بن صفوان عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا الحديث بطوله الى آخره اخرجه الحافظ ابو بكر البزار في مسنده

حدیث 115۔ اسی کی مثل حافظ ابو بکر بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

الحديث السادس عشر بعد المائة : عن اسيد بن صفوان عن علي بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا الحديث بطوله الى آخره ايضاً اخرجه الحكيمة الترمذی في نوادر الاصول في الاصل الاربعين بعد المائتين۔

حدیث 116۔ اسی کی مثل حکیم ترمذی نے اپنی کتاب ”نوادر الاصول“ میں اصول نمبر 240 میں روایت کی ہے۔ (نوادر الاصول ج 5 ص 330)

الحديث السابع عشر بعد المائة : عن اسيد بن صفوان عن علي بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثله لكن الى قوله والذي جاء بالصدق محمد وصدق به ابو بكر اخرجه ابو بكر محمد بن عبد الله الجوزقي واوردة الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 117۔ اسی کی مثل ”والذي جاء بالصدق محمد وصدق به ابو بكر“ کے الفاظ تک ابو بکر محمد بن عبد اللہ جوزقی نے روایات کی ہے۔ محبت طبری نے اسے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (الاحادیث المختارة، رقم الحدیث 394، الرياض النضرة ص 148، الفضل السامع فی خصائصه)

الحديث الثامن عشر بعد المائة : عن عقيل بن ابی اطلب عن علي بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو حديث اسيد بن صفوان بطوله الى آخره اخرجه في فضل الخطاب في فضل الصدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واوردة العلامة السيد معين الدين اشرف حفيد السيد السند الشريف الجرجاني قدس اللہ سرهما في نواقض الروافض له۔

حدیث 118۔ حدیث اسید کی مثل عقیل بن ابی طالب سے بھی روایت ہے جسے فضل الخطاب فی فضل الصديق میں روایت کیا گیا ہے۔ اور علامہ سید معین الدین اشرف حفید السید السند شریف جرجانی رحمہما اللہ نے اسے اپنی ”نواقض الروافض“ میں ذکر کیا ہے۔

الحديث التاسع عشر بعد المائة : عن عبد الرحمن بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال خطب ابوبكر رضى الله تعالى عنه فقال والله ما كنت حريصا على الامارة يوما ولا ليلة قط ولا كنت راغبا فيها ولا سألتها الله تعالى في سر و علانية ولكنني اشفق من الفتنة وما في الامارة من فلدت امرا عظيما مالى به من طاقة ولا يد الا بتقوية الله تعالى فقال على والزبير رضى الله تعالى عنهما ما غضبنا الا انا اخذنا عن المشورة وانا نرى ابا بكر احق الناس بها انه لصاحب الغار وانا لنعرف شرفه وخيره ولقد امره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالصلوة بين الناس وهو حي اخرجته موسى بن عقبة في مغازية-

حدیث 119۔ عبد الرحمن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اللہ کی قسم مجھے کبھی بھی کسی دن اور کسی رات میں خلافت کی حرص نہ تھی بلکہ رغبت بھی نہ تھی نہ ہی میں نے کبھی اللہ سے ثلوت و جلوت میں اس کا سوال کیا۔ لیکن میں فتنے اور معاملات خلافت سے ڈرتا ہوں۔ پھر مجھ پر وہ بھاری ذمہ داری ڈال دی گئی جس کی مجھے طاقت نہیں اور اللہ کی مدد کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تو حضرت علی و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ”ہمیں تو اس بات پر غضب ہے کہ ہم سے خلافت صدیق کیلئے مشورہ کیوں نہیں لیا گیا حالانکہ ہم تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں ہم ان کی بزرگی اور بہتری کو پہچانتے ہیں اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات دنیاوی میں سیدنا ابوبکر کو لوگوں میں نماز پڑھانے کا حکم دیا اس کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں روایت کیا۔

(احادیث منتخبہ من مغازی موسیٰ بن عقبہ: ۱۹)

الحدیث العشرون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن عوف بمثل هذا اللفظ اخرجہ الحاکم وصححه و اورده هذين الحديثين الحافظ ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة -

حدیث 120۔ حاکم نے اسی کی مثل عبدالرحمان بن عوف سے روایت کی اور اس کو صحیح کہا۔ ان دو حدیثوں کو حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "الصواعق المحرقة" میں ذکر کیا ہے۔

(الصواعق المحرقة ص ۳۵)

الحديث الحادى والعشرون بعد المائة : عن ابى موسى الاشعرى رضى الله تعالى عنه قال قال على كرم الله وجهه الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم قلنا بلى قال ابو بكر ثم قال الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها وبعد ابى بكر قلنا بلى قال عمر ولو شئت اخبرتكم بالثالث اورده فى نفائس الدرر -

حدیث 121۔ حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعرى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا "کیا میں تمہیں بعد نبی ﷺ کے اس امت کی سب سے بہترین ہستی کی بابت نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا وہ حضرت ابو بکر ہیں پھر فرمایا کیا میں تمہیں ان دونوں کے بعد بہترین ہستی کے بارے خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تمہیں ان کے بعد والی ہستی کے بارے بھی بتا دوں اس کو نفائس الدرر میں ذکر کیا گیا ہے۔ (المعجم الكبير: ۱۷۷) باب نبیہ علی بن ابی طالب)

الحديث الثانى والعشرون بعد المائة : عن ابى الطفيل عامر بن واثل الكناني روى عن على رضى الله تعالى عنه هذا التفضيل اخرجه الدارقطني واورده فى نفائس الدرر ايضاً -

حدیث 122۔ ابو طفیل نے عامر بن وائل کنانی سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی تفضیل کو روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ یہ نفائس الدرر میں بھی ہے۔ (المعجم الاوسط: ۵۶۰:۱ من اسمہ محمد (محمد بن عبد اللہ انصری)

الحديث الثالث والعشرون بعد المائة: عن اذان عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا الحديث اخرجه الدارقطني واورده في نفائس الدرر ايضاً۔
حدیث 123۔ اسی کی مثل دارقطنی نے حضرت اذان کی روایت عن علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ یہ نفائس الدرر میں بھی ہے۔

الحديث الرابع والعشرون بعد المائة: عن ابن ابی الجور عن ابيه ان علياً رضي الله تعالى عنه قال علي المنبر الا انبئكم بخير امتكم بعد نبيها ابو بكر ثم قال الا انبئكم بخير امتكم بعد نبيها وبعد ابى بكر عمر ثم قال الا انبئكم بخير امتكم بعد عمر سكت فظننا انه يعني نفسه اخرجه الدارقطني في كتاب الفضائل بطرق۔

حدیث 124۔ ابن ابی الجور نے اپنے والد گرامی سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل شخص کی خبر نہ دوں دو حضرت ابو بکر ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں ان دونوں کے بعد سب سے افضل شخص کا نہ بتاؤں دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل شخص کا نہ بتا دوں پھر آپ خاموش ہو گئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے گمان کیا کہ مولائے کائنات اس سے خود کو مراد لے رہے ہیں۔ اس کو دارقطنی نے ”کتاب الفضائل“ میں متعدد سندوں سے روایت کیا۔

الحديث الخامس والعشرون بعد المائة: عن ابن ابی الجعد عن ابيه عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الهروقة في كتاب السنة۔۔
حدیث 125۔ اسی کی مثل ابن ابی الجعد نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت علی سے روایت کی اسی کا الحرووی نے ”کتاب السنة“ میں روایت کیا۔ (السنة: ۱۳۸۵)

الحديث السادس والعشرون بعد المائة: عن ابن ابی الجعد عن ابيه عن علي

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجه ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل البخاری فی تاریخہ الكبير و اورده هذه الاحادیث الثلاثة صاحب نفائس الدرر -

حدیث 126۔ اسی کی مثل ابن ابی الجعد کی روایت اپنے والد گرامی سے عن علی رضی اللہ عنہ ہے۔ اس کو امیر المؤمنین فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کبیر میں روایت فرمایا ہے۔ مذکورہ تین حدیثوں کو صاحب نفاس الدرر نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا۔

(تاریخ دمشق ج ۴ ص ۲۰۸)

الحديث السابع والعشرون بعد المائة: عن أبي وائل شقيق بن سلمة قال قيل لعلي رضي الله تعالى عنه الا تستخلف علينا قال ما استخلف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاستخلف ولكن ان يرد الله بالناس خيرا فيجمعهم بعدى على خيرهم كما جمعهم بعد نبيهم صلى الله عليه وآله وسلم على خيرهم اخرجه الحاكم وصححه -

حدیث 127۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ ہم پر کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی خلیفہ نہیں بنایا تھا جو میں بناؤں لیکن اگر اللہ لوگوں سے بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو میرے بعد ان کو ان کے بہتر پر جمع فرما دے گا جیسا کہ اس نے نبی علیہ السلام کے بعد لوگوں کو ان میں سب سے بہتر شخص پر جمع فرما دیا تھا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (متدرک حاکم: ۴۴۶۷ قال الذہبی: صحیح)

الحديث الثامن والعشرون بعد المائة: عن أبي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه البيهقي في الدلائل و اورده هذين الحديثين الحافظ السيوطي في تاريخ الخلفاء له -

حدیث 128۔ اسی کی مثل امام بیہقی رحمہ اللہ نے ”دلائل النبوة“ میں روایت کی۔ ان دو حدیثوں کو حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تاریخ الخلفاء“ میں بیان کیا ہے۔

(دلائل النبوة ج ۷ ص ۲۳۳ باب ما یستدل بہ علی ان النبی ﷺ)

الحديث التاسع والعشرون بعد المائة : عن ابی وائل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو الشیخ فی الوصایا فی فضائل الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واورده الحافظ السيوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث 129۔ اسی کی مثل ابوالشیخ نے ”الوصایا فی فضائل الصدیق“ میں روایت کیا ہے اور حافظ سیوطی نے اسے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۱۹)

الحديث الثلاثون بعد المائة : عن ابی وائل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجہ البزار۔

حدیث 130۔ اسی کی مثل امام بزار نے روایت کی ہے۔ (مسند بزار: ۲۸۹۵)

الحديث الحادی والثلاثون بعد المائة : عن ابی وائل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ اخرجہ صاحب کشف الاستار عن زوائد البزار۔

حدیث 131۔ اسی کی مثل صاحب ”کشف الاستار عن زوائد البزار“ نے روایت کی ہے۔

(کشف الاستار: ۲۴۸۶)

الحديث الثانی والثلاثون بعد المائة : عن ابی وائل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابن ابی عاصم۔

حدیث 132۔ اسی کی مثل ابن ابی عاصم نے روایت کی ہے۔ (السنن ابن ابی عاصم: ۱۰۲۰)

الحديث الثالث والثلاثون بعد المائة : عن ابی وائل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجہ العقيلي۔

حدیث 133۔ اسی کی مثل عقلی نے روایت کی ہے۔ (الضعفاء للعقلى ج ۲ ص ۱۸۲ رقم: ۷۸۵)

الحديث الرابع والثلاثون بعد المائة: عن ابي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه العشارى -

حدیث 134۔ اسی کی مثل عشاری نے روایات کی۔ یہ تمام ابوداؤد سے ہیں۔

(فضائل ابوبکر صدیق: ۱۹)

الحديث الخامس والثلاثون بعد المائة: عن الاصمغ بن نباتة قال قلت لعلى رضي الله تعالى عنه من خير الناس من بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ابو بكر بن الصديق ثم عمر ثم عثمان ثم انا اخرجه ابو العباس الوليد بن احمد الزوزنى في كتاب شجرة العقل واورده الحافظ السيوطى في جمع الجوامع -

حدیث 135۔ اصمغ بن نباتہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں پھر حضرت عمر میں، پھر حضرت عثمان میں پھر میں ہوں۔ اس کو ابو العباس ابوالولید بن احمد زوزنی نے کتاب ”شجرة العقل“ میں روایت کیا ہے اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔

(جامع الاحادیث: ۳۴۱۹۵)

الحديث السادس والثلاثون بعد المائة: عن الاصمغ بن نباتة قال قلت لعلى رضي الله تعالى عنه يا امير المؤمنين من خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ابو بكر رضي الله تعالى عنه قلت ثم من؟ قال عمر رضي الله تعالى عنه قلت ثم من؟ قال عثمان رضي الله تعالى عنه قلت ثم من قال انا اخرجه ابو القاسم بن خبابة واورده الطبري في رياض النضرة -

حدیث 136۔ اصبح بن عساكر نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ پھر فرمایا حضرت ابو بکر میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا حضرت عثمان میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا۔ میں۔ اس کو ابو القاسم بن خباب نے روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۲)

الحديث السابع والثلاثون بعد المائة: عن شرح القاضي عن علي رضي الله تعالى عنه بهذا اللفظ اخرجه الخطيب -
حدیث 137۔ خطیب نے اسی کی مثل عن شرح القاضي عن علی کی سند سے روایت کی ہے۔

(تحفة الصديق في فضائل ابی بکر صدیق ص ۱۸)

الحديث الثامن والثلاثون بعد المائة: عن شرح القاضي قال سمعت علي ابن ابی طالب رضي الله تعالى عنه يقول على المنبر خير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي ثم انا اخرجه ابن عساكر -
حدیث 138۔ قاضی شرح نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا "فرمایا رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے بہترین فرد حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں یعنی میں اس کو ابن عساكر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۲۳ ص ۸)

الحديث التاسع والثلاثون بعد المائة: عن شرح القاضي عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن شاهين -

حدیث 139۔ اسی کی مثل ابن شایین نے روایت کی ہے۔ (شرح مذاہب اہل السنة: ۱۹۷)

الحديث الاربعون بعد المائة: عن الحسن البصري رضي الله تعالى عنه قال جاء علي رضي الله تعالى عنه فقال يا امير المومنين كيف سبق المهاجرون

الانصار الی بیعة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وانت اسبق منه سابقاً واورى
منه منقبة قال فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویلک ان ابا بکر سبقنی الی اربع
..... اعتض منهن بشیء سبقنی الی افشاء السلام وقدام الهجرة ومصاحبه
فی الغار و اقام الصلوة وانا یومئذ بالشعب یشہر اسلامه و اخفیه ویستحقرنی
قریش ویستر فیہ واللہ لو ان ابا بکر زال عن مزیتیه ما بلغ الدین العبرین
یعنی عجائبین ولکان الناس کرعة کرعة طالوت ویلک ان اللہ عزوجل ذم
الناس ابا بکر فقال الا تنصروه فقد نصره اللہ الایة کلها فرحم اللہ ابا بکر
وابلغ روحه منی السلام اخرجه فی فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث 140۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے عرض کی اے امیر
المؤمنین! مہاجرین و انصار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے میں کیونکر سبقت لے گئے۔ حالانکہ
آپ حضرت ابو بکر سے زیادہ مقدار اور زیادہ شان والے ہیں۔ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
”تمہاری خرابی ہو حضرت ابو بکر چار باتوں میں مجھ پر سبقت رکھتے ہیں ان میں سے کسی کو نہیں پاسکا۔
وہ اسلام پھیلانے میں مجھ پر سبقت رکھتے ہیں ان کی ہجرت میری ہجرت سے پہلے ہے۔ وہی غار میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ انہوں نے اس وقت نماز قائم کی جب میں شعب ابی طالب میں تھا وہ
اپنے اسلام کو ظاہر کرتے تھے میں چھپاتا تھا قریش مجھے حقیر جانتے تھے ان کی پوری پوری عزت
کرتے تھے۔ قسم بخدا اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی فضیلت سے گر جاتے تو دین دونوں کناروں تک نہ
پہنچتا اور لوگ قوم طالوت کی طرح پچھاڑے ہوئے ہوتے۔ تمہاری خرابی ہو اللہ نے لوگوں کی مذمت
اور ابو بکر کی مدح کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی ”الا تنصروه فقد نصره اللہ“ ترجمہ کنز الایمان: اگر تم
محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اللہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اور میری
طرف سے ان کی روح پر فتوح کو سلام پہنچائے (آمین) اس روایت کو فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ میں

ذکر کیا گیا۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۵)

الحديث الحادى والاربعون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن ابى الزناد عن ابيه قال اقبل رجل فتخلص الناس حتى وقف على على رضى الله تعالى عنه بن ابى طالب فقال يا امير المؤمنين ما بال المهاجرين والانصار قدموا ابا بكر وانت ورى منه منقبة واقدم مسلما واسبق سابقة قال ان كنت من قریش فاحسبك من عائدة قال نعم قال لولا ان المومن عائذا لله تعالى لقتلنك ويحك ان ابا بكر سبقنى باربع لم اوتهم ولم اعتض منهم سبقنى الى الامانة وتقدم الهجرة والى الغار ونشاء السلام وذكر معنى ما بقى اخرجه حيشمة سليمان .

حدیث 141۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی الزناد اپنے والد گرامی سے راوی انہوں نے فرمایا "ابو شخص آیا لوگوں سے گزرتا ہوا آگے بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا کہ عرض گزار ہوا "اے امیر المومنین! مہاجرین و انصار کو کیا ہوا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں پیش قدمی کر چکے ہیں حالانکہ آپ ان سے زیادہ شان والے، ان سے پہلے اسلام لائے اور ان سے زیادہ حقارت بیعت ہیں؟ آپ نے فرمایا "اگر تو قریش میں سے ہے تو میں تجھے چا مانگنے والا سمجھوں؟ اس نے کہا "جی ہاں! آپ نے فرمایا "اگر ایک مومن اللہ کی پناہ میں آنے والا ہوتا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔ تیری خرابی ہو سیدنا ابو بکر مجھ پر ان چار باتوں میں سبقت رکھتے ہیں: مجھے عطا نہیں کی گئیں اور نہ ہی میں ان کو پاس کا۔ وہ امامت میں مجھ پر مقدم، ہجرت میں مجھ سے پہلے، غار میں حضور کے ساتھی اور اسلام پھیلانے میں بھی اول ہیں۔ اس کو غیثمہ بن سلیمان نے روایت کی۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۹۱)

الحديث الثانى والاربعون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن الزناد عن ابيه عن

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ الی آخره وزاد فی آخره لا اجد یفضلنی علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا جلدتہ جلد المفتری خرجه ابن السمان فی الموافقة واورده هذه الاحادیث الثلاثة المحب الطبری فی ریاض النضرة -

حدیث 142۔ اسی کی مثل ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ زائد ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں کسی کو نہ پاؤں گا کہ وہ مجھے سیدنا صدیق اکبر پر فضیلت دیتا ہو گا مگر یہ کہ میں اسے بہتان بازوں پر لگنے والے کوڑوں کی تعداد میں کوڑے ماروں۔ ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۳۷)

الحديث الثالث والاربعون بعد المائة: عن عمرو بن حريث قال سمعت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المنبر یقول ان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمرو و عثمان و فی لفظ ثم عثمان اخرجه ابو نعیم فی الحلیة -

حدیث 143۔ عمرو بن حریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا۔ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل ترین حضرت ابو بکر ہیں۔ پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں روایت کیا ہے۔ (حلیة الاولیاء ج ۱ ص ۳۷)

الحديث الرابع والاربعون بعد المائة: عن عمرو بن حريث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن الشاہین فی السنة -

حدیث 144۔ اسی کی مثل ابن شایین نے ”السنة“ میں روایت کی ہے۔

(شرح مذاہب اہل السنة: ۱۹۵)

الحديث الخامس والاربعون بعد المائة: عن عمرو بن حريث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجه ابن عساکر -

حدیث 145۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۰۰)

الحديث السادس والاربعون بعد المائة: عن ابي عذرة قال قال على رضي الله تعالى عنه ما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى عرفت ان افضلنا بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر رضي الله تعالى عنه وما مات ابو بكر رضي الله تعالى عنه حتى عرفت ان افضلنا بعد ابي بكر عمر رضي الله تعالى عنه اوردته محمد بن يوسف الشامي في السيرة الشامية -

حدیث 146۔ حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ سے رخصت نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میں پہچان چکا تھا کہ بعد رسول اللہ کے ہم میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں اور صدیق اکبر نے دنیا سے پروہ نہ کیا یہاں تک کہ میں پہچان چکا تھا کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو محمد بن یوسف شامی نے ”السریۃ الشامیۃ“ میں روایت کیا ہے۔ (بل الہدی والرشاد ج ۱۱ ص ۲۴۷ باب الرابع فی بعض الفضائل ابی بکر وعمر)

الحديث السابع والاربعون بعد المائة: عن عبد الله بن كثير قال قال على رضي
الله تعالى عنه افضل هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر و
عمر رضي الله تعالى عنهما ولو شئت ان اسمي لكم الثالث لسببته وقال لا
يفضلني احد على ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما الا جلدته جلدا او جعبا
وسيكون في آخر الزمان قوم ينتحلون محبتنا والتشيع فينا هم شرار عباد
الله الذين يشتمون ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما قال ولقد جاء سائل
فسأل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاعطاه هو واعطاه ابو بكر واعطاه
عثمان رضي الله تعالى عنهما فطلب الرجل من رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم ان يدعوا له فيما اعطوه بالبركة فقال رسول الله صلى الله عليه وآله

وسلم کیف لا یبارک ولم یعطک الا نبی او صدیق او شہید اخرجه ابن عساکر فی تاریخہ واورده الحافظ السيوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث 147۔ حضرت عبداللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس امت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ پھر حضرت عمر ہیں اور اگر میں تمہارے تیسرے صاحب کا نام بیان کرنا چاہوں تو کروں اور فرمایا کہ اگر میں نے کسی کو پایا کہ وہ مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے کوڑوں کی دردناک سزا دوں گا۔ آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہماری محبت کا دم بھریں گے حالانکہ ان میں تشیع بھرا ہوگا۔ اللہ کے بندوں میں وہ بہترین لوگ ہیں جو شیخین کو گالی دیتے ہیں۔ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا اس کو آپ نے عطا فرمایا حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان نے عطا فرمایا۔ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان عطیات میں دعائے و برکت کے لئے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ان میں کیونکہ برکت نہ ہوگی حالانکہ یہ تجھے ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید نے عطا فرمائے ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے۔ اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۲۶ ص ۳۲۳)

الحديث الثامن والاربعون بعد المائة : عن يحيى بن شداد وقال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول افضلنا ابو بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه اللالكائي في اصول اعتقاد اهل السنة۔

حدیث 148۔ یحییٰ بن شداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہم میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو لاکائی نے اصول اعتقاد اہل السنۃ میں روایت کیا۔

[شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۰۱]

الحديث التاسع والاربعون بعد المائة : عن صلة بن زفر قال كان علي رضي الله

تعالیٰ عنہ اذا ذکر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال السباق تذکرون والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط واورده الحافظ السيوطی فی جمع الجوامع -

حدیث 149۔ حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا جاتا تو آپ لوگوں کو فرماتے تم سباق یعنی بہت زیادہ سبقت پانے والے کا ذکر کر رہے ہو۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ہم نے کبھی بھی کسی خیر کو نہ بجز مگر حضرت صدیق اکبر اس میں ہم پر سبقت لے گئے۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور مائتہ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (المجم الاوسط: ۷۶۸)

الحديث الخمسون بعد المائة : عن صلة بن زفر عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجہ ابن السمان فی الموافقة واورده المحب الطبري فی رياض النضرة -

حدیث 150۔ اسی کی مثل ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کی ہے محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کی ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۲۳۲۱)

الحديث الحادی والخمسون بعد المائة : عن علي بن الحسين زين العابدين عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ طلع ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الانبياء والمرسلين يا علي لا تخبرهما اخرجہ الترمذی فی جامعہ قال وقد روى هذا الحديث عن علي رضي الله تعالى عنه من غير هذا الوجه وفي الباب عن انس وابن عباس انتهى -

حدیث 151۔ حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے (مجھے فرمایا) یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ لیکن اے علی! تم انہیں نہ بتانا۔ اس کو امام ترمذی نے جامع، الترمذی میں روایت فرمایا ہے اور فرمایا یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور بھی طرق سے مروی ہے۔ اس باب میں حضرت انس اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایتیں ہیں۔ (امام ترمذی کا کلام فتم ہوا)۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۵)

الحديث الثاني والخمسون بعد المائة: عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جدّه زین العابدین عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ طلع ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال یا علی هذان سیدا کھول اهل الجنة ما خلا النبیین والمرسلین ممن مضی فی سالف الدهر وغایره یا علی لا تخبرهما بمقالتی هذه ما عاشا قال علی فلما ماتا حدثت الناس بذلك اخرجه العشاری۔

حدیث 152۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد گرامی سے اور ان (جعفر) کے دادا حضرت زین العابدین سے اور زین العابدین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی اثناء میں شیخین کریمین آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ گزشتہ اور آنے والے زمانے کے تمام جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان کے جیتے جی میری یہ بات انہیں نہ بتانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب یہ دونوں دنیا سے پردہ فرما گئے تب میں نے لوگوں کو یہ حدیث بیان کی۔ اس کو عشاری نے روایت کیا ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق ص ۳۹)

الحديث الثالث والخمسون بعد المائة : عن جعفر بن الصادق عن ابيه الباقر ان عليا رضى الله تعالى عنهم وقف على عمر ابن الخطاب قد سجد وقال ما اقلت الغبراء ولا اظلت الخضراء احدا احب الى ان القى الله بصحيفته من هذا المسجد اورده صاحب الصواعق المحرقة في صواعقه في الفصل الاول من باب الثالث حديث قال قد صح عن مالك عن جعفر بن الصادق عن ابيه الباقر الى آخره -

حدیث 153 - حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کفن جمد شدہ مبارک کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: غر بریں کے بیچے اور فرش زمین کے اوپر اس مرد مکشون کی مثل کوئی شخص ایسا نہیں جس کا نامہ اعمال لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مجھے ان کی نسبت زیادہ محبوب۔ اس کو ابن حجر مکی نے صواعق محرقة باب ثالث کی فصل اول میں بیان کیا اور کہا یہ سند امام مالک از جعفر صادق از حضرت باقر سے ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۷۷)

الحديث الرابع والخمسون بعد المائة : عن الامام ابی حنیفة قال حدثنا ابو جعفر محمد الباقر قال جاء علی ابن ابی طالب رضى الله تعالى عنه الى عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه حين طعن فقال رحمك الله فو الله ما فى الارض احد كنت القى الله بصحيفته احب الى منك اخرجه الامام محمد بن الحسن الشيباني فى كتاب الآثار له -

حدیث 154 - امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہمیں ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا ”اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! زمین میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ آپ کے مقابلے میں جس کا صحیفہ (اعمال نامہ) لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ پسند ہو۔ اس کو امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الآثار میں روایت

الحديث الخامس والخمسون بعد المائة : عن محمد بن الحسن عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ اخرجه عبد الله بن البلخی فی مسند الامام ابی حنیفة۔

حدیث 155۔ اسی کی مثل امام محمد کی روایت عبد اللہ بن خروہؒ بلخی نے مسند امام ابو حنیفہ میں ذکر کی ہے۔ (جامع المسانید)

الحديث السادس والخمسون بعد المائة : عن ابی عبد الرحمن المقدئی عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه عبد الله بن البلخی فی مسند الامام ابی حنیفة۔

حدیث 156۔ اسی کی مثل عبد اللہ بن خروہؒ بلخی نے مسند امام ابو حنیفہ میں عن ابی عبد الرحمن عن الامام ابی حنیفہ نے بھی روایت ذکر کی ہے۔ (مسند امام اعظم لابن خروہ: ۱۰۱۹)

الحديث السابع والخمسون بعد المائة : عن الحماني عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه الحافظ طلحة بن محمد فی مسنده۔

حدیث 157۔ اسی کی مثل حافظ طلحہ بن محمد نے مسند امام ابی حنیفہ میں عن الحماني عن الامام ابی حنیفہ بھی روایت کی ہے۔ (جامع المسانید)

الحديث الثامن والخمسون بعد المائة : عن ابی عبد الرحمن عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه الحافظ طلحة بن محمد فی مسنده ايضاً۔

حدیث 158۔ اسی کی مثل محدث مذکور نے کتاب مذکور میں عن ابی عبد الرحمن عن الامام ابی حنیفہ بھی

روایت کی ہے۔ (جامع المسانید)

الحديث التاسع والخمسون بعد المائة : عن الامام ابی حنیفہ عن الامام ابی جعفر محمد بن الباقر قال ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتیتہ ای باقر فسلبت علیہ فقلت له یرحمک اللہ هل شهد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال سبحان اللہ و لیس القائل ما احد من الناس احب الی من ان القی اللہ بصحیفته من هذا المسجی ثم زوجه بنته رضی اللہ تعالیٰ عنہا لولا انه اهلا کان یزوجها ایاہ و كانت اشرف کناء العالمین جدها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوها علی ذو الشرف المنقبۃ فی الاسلام و امها فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخوها الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیدا شباب اهل الجنة وجدتها خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرجه الحافظ محمد بن المظفر فی مسند الامام ابی حنیفہ۔

حدیث 159۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا میں نے امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر ماتہ ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یا سبحان اللہ (آپ کے علاوہ) یہ بات کہنے والا کوئی اور نہ تھا کہ میں تمام لوگوں میں اس مکفون کا صحیفہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں پھر علی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں اپنی شہزادی کو بھی دیا تھا۔ اگر حضرت عمر اس کام کے اہل نہ ہوتے تو حضرت علی کیونکر اپنی بیٹی کی شادی ان سے کرتے حالانکہ آپ کی شہزادی دختر ان زمانہ میں بزرگی والی ہیں کے نانا اللہ کے رسول ﷺ جنکے والد گرامی اسلام میں بڑی شان والے مولیٰ علی جن کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ جن کے بھائی سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار جن کی تالی جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اس کو حافظ محمد بن مظفر نے مسند امام ابوحنیفہ میں روایت کی

ہے۔ (جامع المسانید)

الحديث الستون بعد المائة : عن الامام ابی حنیفۃ عن ابی جعفر محمد بن الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ اخرجہ القاضي ابو بکر محمد بن عبد الباقي فی مسند الامام ابی حنیفۃ واخرج هذه الاحادیث السبعة العلامة الخوارزمی فی جامع مسانید الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدیث 160۔ اسی کی مثل قاری ابو بکر محمد بن عبد الباقي نے مسند اسام ابو حنیفۃ میں روایت کی۔ ان سات حدیثوں کو علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے جامع مسانید امام ابی حنیفۃ میں بھی روایت کیا ہے۔

(جامع المسانید)

الحديث الحادی والستون بعد المائة : عن الحارث الاعور عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیدا کھول اهل الجنة من الاولين والآخرين ما خلا النبيين والمرسلين لا تخبرهما یا علی اخرجہ الترمذی فی جامعہ۔

حدیث 161۔ حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا ابو بکر و عمر انبیاء و مرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے سب جنتی بزرگوں کے سردار ہیں لیکن اے علی! آپ انہیں نہ بتائیے گا۔

(جامع الترمذی)۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۶)

الحديث الثانی والستون بعد المائة : عن الحارث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیدا کھول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين

عليهم التسليمات والصلوات لا تخبر هما يا علي ما دامما حيين اخرجه ابن
ماجة في سننه -

حدیث 162۔ حارث اعور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابوبکر و عمر انبیاء و
مرسلین کے علاوہ سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! جب تک یہ زندہ ہیں انہیں
اس بات سے آگاہ نہ کیجئے گا۔ اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ۹۵ باب فضل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

الحديث الثالث والستون بعد المائة: عن الشعبي عن علي رضي الله تعالى عنه
ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما
سيداهما كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي لا
تخبرهما اخرجه في كشف الاستار عن زوائد البزار -

حدیث 163۔ امام شعبی مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد
فرمایا ”ابوبکر و عمر انبیاء و مرسلین کے اور تمام اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! آپ
ان کو اس بات سے باخبر نہ کیجئے گا۔ اس کو کشف الاستار عن زوائد البزار میں روایت کیا۔

(كشف الاستار عن زوائد البزار: ۲۴۹۲ مناقب ابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ)

الحديث الرابع والستون بعد المائة: عن زر بن جیش عن علي رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر و عمر رضي الله
تعالى عنهما سيداهما كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين
والمرسلين لا تخبرهما يا علي ما عاشا اخرجه ابو بكر في -

حدیث 164۔ زر بن جیش مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر سو انبیاء
اور رسل کے تمام اولین و آخرین جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان کے جیتے جی آپ کی طرف

سے یہ بات ان پر آشکار نہ ہو۔ اس کو ابو بکر نے اغیلا نیا ت روایت کیا۔

(الفوائد الثمیر بالغیلا نیا ت: ۳ باب حذان سید کھول اہل الجنة)

الحديث الخامس والستون بعد المائة: عن زر بن جیش قال سمعت علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول هذا القول خیر هذه الامة بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ ابو نعیم -

حدیث 165۔ زر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا اس امت میں نبی امت علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر سیدنا صدیق اکبر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس کو ابو نعیم نے روایت کیا۔

(علیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۰ باب شعبہ بن حجاج)

الحديث السادس والستون بعد المائة: عن ابی اسحاق قال سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهو علی منبر الکوفة خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و بعد ابی بکر عمر اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ

حدیث 166۔ حضرت ابواسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ف کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا۔ لوگوں میں رسول اللہ کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ اور حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر ہیں۔ اس کو ابو نعیم نے علیہ میں روایت کیا ہے۔

(علیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۰ باب شعبہ بن حجاج)

الحديث السابع والستون بعد المائة: عن ابی مطرف عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سیدا کھول اہل الجنة ابو بکر و عمر اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ و اوردة الحافظ السيوطی فی

جمع الجوامع له في مسند علي رضي الله تعالى عنه۔

حدیث 167۔ حضرت ابو مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جنتی بوڑھوں کے سردار حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم میں۔ اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے جمع الجوامع مسند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بیان فرمایا۔ (جمع الجوامع: ۲۳۲، تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۶۹)

الحديث الثامن والستون بعد المائة : عن موسى بن شداد قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه افضلنا ابونا محمد رضي الله تعالى عنه اوردة المحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 168۔ حضرت موسیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا "ہم میں سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۳)

الحديث التاسع والستون بعد المائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال اني لواقف في قوم فدعوا الله لعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه وقد وضع على سريره اذا رجل من خلفي قد وضع مرفقه على منكبي يقول يرحمك الله ان كنت لارجوا ان يجعلك الله مع صاحبك لاني كثيرا ما كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول كنت و ابو بكر و عمر وقتلت و ابو بكر و عمر و انطلقت انا و ابو بكر و عمر و ان كنت لارجوا ان يجعلك الله معها فالتفت فاذا علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه اخرجه الامام البخاري في صحيحه في مناقب ابي بكر رضي الله تعالى عنه۔

حدیث 169۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا حضرت

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار پائی پر رکھا گیا تھا اور لوگ آپ کے لئے دعا کر رہے تھے اچانک میرے پیچھے سے کسی شخص نے اپنی کلائی میرے کندھے پر رکھ دی اور وہ کہہ رہا تھا اے عمر! اللہ آپ پر رحم فرمائے مجھے امید داثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں یعنی حضور نبی کریم علیہ السلام اور حضرت ابو بکر کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں نے بہت مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میں اور ابو بکر اور عمرؓ تھے۔ اور میں ﷺ، ابو بکر اور عمر نے جہاد کیا، میں ﷺ، ابو بکر و عمرؓ ملے۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ شخص حضرت مولیٰ علیؓ تھے۔ اس کو امام بخاری نے اپنی تصحیح میں مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ میں روایت فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۶۷۷)

الحديث السبعون بعد المائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال وضع عمر ابن الخطاب على سريره فتكتفه الناس يبكون ويدعون ويصلون قبل ان يرفع وانا فيهم فلم ير عني الا رجل اخذ منكبي فاذا على ابن ابى طالب رضي الله تعالى عنه فترحم على عمر رضي الله تعالى عنه وقال ما خلفت احدا احب الي ان القى الله بمثل عمله منك و ايم الله ان كنت لاظن ان يجعلك الله مع صاحبيك وحسبت اني كنت كثيرا اسمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول ذهبت انا و ابو بكر و عمر دخلت انا و ابو بكر و عمر خرجت انا و ابو بكر و عمر اخرجه الامام البخاري في مناقب عمر رضي الله تعالى عنه۔

حدیث 170۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہء رخت رکھا گیا تو لوگ رونے لگے اور آپ کو اٹھائے جانے سے پہلے یعنی آپ پر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی ان میں موجود تھا مجھے کسی شے نے خوفزدہ نہ کیا۔ سو اس مرد کے کہ جس نے میرے کندھے کو پکڑا (میں نے دیکھا) تو وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لئے رحم کی دعا

کی اور کہا اے عمر! آپ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا کہ آپ کی نسبت جس کا عمل لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا محبوب ہو۔ قسم بخدا مجھے یقین ہے کہ اللہ کو آپ ﷺ کے دونوں صاحبوں کی معیت میں کر دے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت مرتبہ سنا ہے کہ میں ابو بکر اور عمرؓ کے میں ابو بکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں ابو بکر اور عمر خارج ہوئے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۵)

الحديث الحادى والسبعون بعد المائة: عن ابن عباس عن علي رضي الله تعالى عنهم بنحو هذا اللفظ اخرجه مسلم في صحيحه من طريق اسحاق بن ابراهيم و اخرج مسلم هذا الحديث ايضاً من طريق سعيد بن عمرو و الاشعبي و ابى الربيع العتكي و باى كريب محمد بن العلاء ثلثتهم عن ابن المبارك عن عمر بن سعيد عن ابن ابي مليكة عن ابن عباس و سنورد هذه الاسانيد الثلاثة في العز هذا القسم انشاء الله تعالى -

حدیث 171۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے اسحاق بن ابراہیم کے طریق سے روایت کی ہے۔ امام مسلم نے اسے سعید بن عمرؓ کے طریق سے بھی روایت کیا ہے مگر یہ کہ شعبی، ابو الربیع العتکی اور کرب محمد بن العلاء ان تینوں نے عن ابن المبارک عن عمر بن سعید عن ابن ابی ملکیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم ان تینوں سندوں کو اس قسم کے آخر میں بیان کریں گے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۹)

الحديث الثانى والسبعون بعد المائة: عن ابن عباس عن علي رضي الله تعالى عنهم بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن ماجة في سننه -

حدیث 172۔ اسی کی مثل ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۹۸)

الحديث الثالث والسبعون بعد المائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما

قال وضع عمر بن الخطاب على سريره تكتفه الناس يدعون ويصلون قبل ان يرفعونا فيهم فلم ير عني الا رج قد اخذ بمنكبي من ورائي فالتفت فاذا هو علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه فترحم علي عمر رضي الله تعالى عنه فقال ما خلفت احدا احب الي ان القى الله بمثل عمله منك وايم الله ان كنت لاطن لي جعلك الله مع صاحبك وذلك اني كنت اكثر ان اسمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول فذهبت انا و ابو بكر وعمر . ودخلت انا و ابو بكر وعمر . وخرجت انا و ابو بكر وعمر ان كنت لاطن لي جعلك الله معهما اخرجه الامام احمد في مسنده -

حدیث 173 - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بستر پر رکھا گیا تو لوگ آپ کے اٹھائے جانے سے پہلے بھی آپ پر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی ان میں موجود تھا مجھے کسی شے نے خوفزدہ نہیں کیا سو اس مرد کے جس نے پیچھے سے میرا کندھا پکڑا تھا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دوائے رحمت کی اور کہا اے عمر! آپ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا کی جس کا علم لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا آپ کے عمل سے زیادہ محبوب ہو اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کی رفاقت عطا فرما دے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت مرتبہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں ابو بکر اور عمر گئے میں۔ ابو بکر و عمر داخل ہوئے، میں ابو بکر اور عمر بیہزائے مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو ان دونوں کے ساتھ کر دے گا۔

(مسند امام احمد: ۸۹۸ ج ۱ ص ۱۱۲)

الحديث الرابع والسبعون بعد المائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كنت في اناس فترحم علي عمر رضي الله تعالى عنه حين وضع علي سريره

فجاء رجل من خلفي فوضع يده على منكبي فترحم عليه وقال ما من احد القى الله بمثل عمله احب الى منه وان كنت لاظن لي جعلتك الله مع صاحبك فاني كنت كثيرا اسمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول قلت انا و ابو بكر و عمر و فعلت انا و ابو بكر و عمر فظننت ان الله يجعلك معهما فاذا هو على رضى الله تعالى عنه اخرجه اللالكائي في كتابه اصول اعتقاد اهل السنة -

حدیث 174۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا میں لوگوں میں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تختہ الوداع پر رکھ کر آپ کے لئے دعائے رحمت کی گئی ایک شخص میرے پیچھے سے آیا اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا کوئی شخص ایسا نہیں کہ (ان عمر بن خطاب) کے عمل کی نسبت جس کا عمل لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ محبوب ہو۔ مجھے گمان ہے کہ اے عمر اللہ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرتبہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ”میں نے ابو بکر نے اور عمر نے کہا مجھے گمان ہے کہ اللہ آپ کو ان کے ساتھ کر دے گا میں نے مزے دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ اسے لالکائی نے اعتقاد اہل السنۃ میں روایت کیا ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۴۵۴)

الحديث الخامس والسبعون بعد المائة: عن ابن عباس عن علي رضي الله تعالى عنهم الا اخبركم بخير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قالوا بلى قال ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما وفي لفظ ثم عمر اخرجه ابن السمان واوردة الطبري في رياض النضرة -

حدیث 175۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں تم کو اس ہستی کے بارے میں نہ بتاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو ابن السمان

نے روایت کیا ہے، محب طبری نے اسے ریاض النضر میں بیان کیا ہے۔

(الریاض النضر ج ۱ ص ۲۲)

الحديث السادس والسبعون بعد المائة : عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه ان علياً دخل على عمر رضي الله تعالى عنه وهو مسجى فقال ما من احدا احب الى ان القى الله بما في صحيفته من هذا المسجى اخرجه الحاكم في المستدرک۔

حدیث 176۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روای ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جسم کے پاس آئے جبکہ وہ معکفون تھے تو آپ نے کہا کوئی شخص ایسا نہیں جس کا عمل لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اس (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے اعمال نامہ سے زیادہ پسند ہو۔ (مستدرک حاکم: ۴۵۲۳)

الحديث السابع والسبعون بعد المائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال وضع عمر بن الخطاب بين المنبر والقبر فجاء علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه حتى قام بين يدي فقال ثلاث مرات ثم قال رحمة الله عليك ما من خلق الله احدا احب الى ان الفاه بصحيفته بعد صحيفه النبي صلى الله عليه وآله وسلم من هذا المسجى عليه ثوبه اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد المسند۔

حدیث 177۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر اور قبر کے درمیان بٹھا دیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ الکریم آئے حتیٰ کہ سامنے کھڑے ہو گئے، پھر انھوں نے تین مرتبہ کہا: اے عمر، اللہ کی آپ پر رحمت ہو، مخلوق خدا میں سے کوئی ایسا نہیں کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کا اعمال نامہ لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اس صاحب کفن کے اعمال نامہ سے زیادہ پسند ہو۔ اس کو

عبداللہ بن احمد نے زوائد میں روایت کیا۔ (زوائد منہ امام احمد: ۸۶۶)

الحديث السابع والسبعون بعد المائة: عن أبي جحيفة قال كنت عند عمر وبن مسجي ثوبه وقد قضى نحبہ فجاء علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فکشف ثوبه الثوب عن وجهه ثم قال رحمة اللہ علیک یا باحفص فواللہ ما بقی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احدا حب الی ان القی اللہ بصحیفته منک اخرجہ عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند ایضاً وهذا الحديث اخرجہ غیر من روینا عنہ کالترمذی وابن جریر وابن عوانة وابن ابی عاصم کما قال الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع -

حدیث 177 (مخطوط میں یہ روایت اسی رقم کے تحت درج ہے۔) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا درحالیکہ آپ کو آپ کے کپڑے میں کفن دیا گیا تھا اور آپ کی روح قفس عنبری سے پرواز کر چکی تھی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آئے ان کے چہرے پر کفن بٹایا پھر فرمایا۔ اے ابو حفص آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں رہا کہ آپ کے مقابلے میں جس کا صحیفہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ پسندیدہ ہو۔ کو عبداللہ بن احمد نے زوائد منہ میں روایت کیا، ان کے علاوہ امام ترمذی، ابن جریر، ابو عوانہ، ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے جیسا کہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع میں وضاحت کی ہے۔ (زوائد منہ امام احمد: ۸۶۷)

الحديث الثامن والسبعون بعد المائة: عن ابن عمر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہم قال افضل ائمتکم بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر وبن اخرجہ ابن السمان واوردة الطبری فی ریاض النضرة -

حدیث 178 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں۔ آپ نے فرمایا

تماری امت میں بعد نبی امت ﷺ کے سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں۔ اس کو ابن السمان نے روایت کیا ہے، محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۹۶)

الحديث التاسع والسبعون بعد المائة : عن ابن عمر قال قال علي رضي الله تعالى عنه وهل انا الا حسنة من حسنات ابي بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه العشاري -

حدیث 179۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی میں کہ آپ نے فرمایا: میں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہی ہوں۔ اس کو العشاری نے روایت کیا ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۲۹)

الحديث الثمانون بعد المائة : عن قيس الخارفي قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول سبق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصلي ابو بكر وثالث عمر ثم خبطتنا او اصابتنا فتنة فما شاء الله اخرجه الامام احمد بن حنبل في مسنده -

حدیث 180۔ حضرت قیس الخارفی نے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر حضرت ابو بکر گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہوئے پھر ہمیں فتنے نے آیا تو جو اللہ چاہے گا (وہ ہوگا) اس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۰۲۰)

الحديث الحادي والثمانون بعد المائة : عن قيس الخارفي عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه الامام احمد في مسنده ايضا -

حدیث 181۔ اس کی مثل امام احمد نے دوسری روایت بھی کی ہے۔ (مسند امام احمد: ۱۱۰۷)

الحديث الثانی والثمانون بعد المائة : عن قیس لاخارنی قال سمعت علیاً یقول علی المنبر سبق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و صلی ابوبکر و ثلث عمر ثم خطبتنا او اصابتنا فتنة فكان ما شاء الله اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد -

حدیث 182۔ حضرت قیس خارنی رحمہ اللہ نے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بر منبر فرماتے ہوئے سنا کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے ثانی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما پھر ہم ۴ آزمائش آپڑی، ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔ اس کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی زوائد میں روایت کیا۔ (زوائد امام احمد بن حنبل: ۲۴۱-۲۴۲)

الحديث الثالث والثمانون بعد المائة : عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ ايضاً و زاد في العز يعفوا الله عمن يشاء اخرجه الامام احمد ايضاً

حدیث 183۔ اسی کی مثل امام احمد رحمہ اللہ نے عبد خیر کی روایت ذکر کی ہے اس کے آخر میں یہ زائد ہے۔ اللہ جسے چاہے گا معاف فرمائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۸۹۵)

الحديث الرابع والثمانون بعد المائة : عن عمرو بن سفيان قد خطب رجل يوم البصرة حين ظهر علي فقال علي رضي الله تعالى عنه هذا الخطيب الشعث سبق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و صلی ابوبکر و ثلث عمر ثم خطبتنا فتنة بعد هم يصنع الله ما يشاء اخرجه الامام احمد في مسنده ايضاً۔ حدیث 184۔ عمرو بن سفیان نے کہا کہ جس دن حضرت علی بصرہ میں غالب آئے تو ایک شخص نے اپنی مرضی نے خطبہ دیا اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ خطیب بغدادی و کنجوس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاً حضور علیہ السلام افضل میں ثانیاً حضرت ابوبکر اور ثالثاً حضرت عمر پھر ان کے بعد

پر مصیبت آپڑی۔ اب اللہ جو چاہے گا فیصلہ کر دے گا۔ اس کو بھی امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۱۲۵۶)

الحديث الخامس والثمانون بعد المائة: عن ابن ابي ليلى عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر وخيرها بعد ابي بكر عمر اخرجه ابو نعيم في الحلية -

حدیث 185۔ حضرت ابو لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا اس امت میں بعد نبی امت علیہ السلام کے سب سے بہتر حضرت ابو بکر میں اور ان کے بعد حضرت عمر میں۔ اس کو ابو نعیم نے علیہ میں روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۱)

الحديث السادس والثمانون بعد المائة: عن ابي البختري قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لجبرئيل من يهاجر معي قال قال ابو بكر وهو يلي امنك من بعدك وهو افضلها اخرجه ابن عساکر وغر به -

حدیث 186۔ حضرت ابو البختری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا۔ میرے ماتھے کون ہجرت کرے؟ کہا ابو بکر اور یہی آپ کے بعد آپ کی امت کے ولی ہیں۔ یہی ماری امت میں افضل ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور غریب کہا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۸ ص ۱۶۸)

الحديث السابع والثمانون بعد المائة: عن علي رضي الله تعالى عنه انه كان يقول سبق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصلى ابو بكر رضي الله تعالى عنه وثلث عمر رضي الله تعالى عنه ثم خطبنا فتنه يعفوا الله فيها عمن يشاء اخرجه ابو السليمان -

حدیث 187۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے اور رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے، ثانیاً حضرت ابو بکر اور ثالثاً حضرت عمر پھر ہمیں ایک جانچ نے پکڑ لیا اس میں اللہ جسے چاہے گامعاف فرما دے گا۔ اس کو ابوالسلیمان نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۰۲۰، مستدرک ج ۳ ص ۷۱)

الحديث الثامن والثمانون بعد المائة: عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ ايضاً و زاد فيه بعد ذكر عمر لا اذيتي باحد فضلني علي ابي بكر و عمر الا جلدته جلد المفترى خرجه ابن السمان في الموافقة و اورده هذه الاحاديث الثلاثة المحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 188۔ اسی کی مثل ابن السمان نے الموافقة میں روایت کی اس میں یہ زائد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کے بعد فرمایا اگر مجھے کسی ایسے شخص کے بارے خبر ہوئی جو مجھے شیخین پر فضیلت دے تو میں اسے بہتان تراش کی مقدار کوڑے لگاؤں گا۔ ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (السنن ابن ابی عاصم: ۱۲۱۹)

الحديث التاسع والثمانون بعد المائة:

حدیث 189۔ (یہ حدیث مخطوط میں نہیں ہے۔)

الحديث التسعون بعد المائة: عن علي رضي الله تعالى عنه قال قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على خير ما قبض عليه نبي من الانبياء ثم استخلف ابو بكر رضي الله تعالى عنه فعمل بعمل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وبسنته ثم قبض ابو بكر رضي الله تعالى عنه على خير ما قبض عليه احد و كان خير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم ثم استخلف عمر رضي الله تعالى عنه فعمل بعملها وسنتها ثم قبض على خير ما قبض عليه احد و كان خير هذه الامة بعد نبيها وبعدي بكر رضي الله تعالى

عنه اخرجه ابن شيبه -

حدیث 190۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب انبیاء میں سے رسول اللہ ﷺ سب سے بہتر حالت پر دنیا سے لے جائے گئے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ بنے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار کے مطابق عمل کرتے رہے۔ پھر آپ سب سے بہتر حالت پر دنیا سے رخصت ہوئے اور آپ اس امت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر حضرت عمر خلیفہ بنے اور ان دنوں صاحبوں کے نقش قدم پر چلتے رہے پھر سے بہتر حالت میں دنیا سے گئے۔ بعد رسول اللہ اور حضرت ابوبکر کے آپ ساری امت میں سے افضل تھے۔ اس کو ابن شیبہ نے روایت کیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۸۲۰۸)

الحديث الحادى والتسعون بعد المائة: عن على رضى الله تعالى عنه قال خير هذه الامة ابو بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما ثم الله اعلم بخياركم اخرجه الدارقطنى فى الافراد -

حدیث 191۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس امت کے سب سے بہتر مرد حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر ہیں پھر اللہ تم میں سے زیادہ بہتر کو زیادہ جانتا ہے۔ اس کو دارقطنی نے افراد میں روایت کیا ہے۔ (الاطراف الافراد: ۳۲۹)

الحديث الثانى والتسعون بعد المائة: عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه الاصبهاني فى الحجة -

حدیث 192۔ اسی کی مثل اصبحانی نے حجتہ میں روایت کیا ہے۔ (الحجة فی بیان الحجة: ۳۲۵)

الحديث الثالث والتسعون بعد المائة: عن على رضى الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن عساكر فى التاريخ -

حدیث 193۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے تاریخ میں روایت کی۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۱)

الحديث الرابع والتسعون بعد المائة: عن علي رضي الله تعالى عنه قال ما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى عرفنا ان افضلنا بعد ابو بكر رضي الله تعالى عنه وما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى عرفنا ان افضلنا بعد ابي بكر عمر رضي الله تعالى عنه وما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى عرفنا ان افضلنا بعد عمر رجل آخر لم يسمه يعني عثمان اخرجه ابن ابى عاصم -

حدیث 194۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے تھے کہ ہم پہچان چکے تھے کہ آپ کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر دنیا سے رخصت ہوئے حتیٰ کہ ہم جان چکے تھے کہ ان کے بعد ہم سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نہ ہوئی حتیٰ کہ ہمیں علم ہو چکا تھا کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل ایک شخص ہیں۔ جن کا نام حضرت علی نے بیان نہیں کیا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا۔ (السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۰۰۰)

الحديث الخامس والتسعون بعد المائة: عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن النجار -

حدیث 195۔ اسی کی مثل ابن النجار نے روایت کیا ہے۔ (من وافق اسمہ اسم ایہ لازدی: ۲۱)

الحديث السادس والتسعون بعد المائة: عن علي رضي الله تعالى عنه قال ان اكرم الخلق من هذه الامة على الله بعد نبيها وارفعهم درجة ابو بكر رضي الله تعالى عنه لجمعه القرآن بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقيامه بدين الله مع قديم سوابقه وفضائله اخرجه الزوزني و اورد هذه الاحاديث السبعة المحافظ السيوطي في جمع الجوامع في مسند علي رضي الله تعالى عنه -

حدیث 196۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ اللہ کے ہاں بعد رسول اللہ کے مخلوق میں سب سے

زیادہ عزت اور علو مرتبہ جس ہستی کا نام ہے وہ حضرت ابو بکر میں کیونکہ آپ نے حضور علیہ السلام کے بعد قرآن جمع کیا اور اللہ کے دین کی حفاظت کی۔ مزید یہ کہ آپ کی اس کے علاوہ بھی اولیات اور فضائل ہیں۔ اس کو زونی نے روایت کیا۔ ان سات احادیث کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع مسند علی میں بیان کیا ہے۔

الحديث السابع والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
خير امتي بعدى ابى بكر وعمر اخرجہ ابن عساکر و اورده السيوطى فى جمع
الجوامع فى حرف الخاء -

حدیث 197۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے امت میں میرے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر میں پھر حضرت عمر میں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور علامہ سیوطی نے جمع الجوامع حرف الخاء میں ذکر کیا ہے۔

(جمع الجوامع: ۱۲۳۴۶، تاریخ دمشق ج ۶۲ ص ۴۲۷)

الحديث الثامن والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه قال ما ولى
فى الاسلام اذكنى ولا اطهر ولا اضل من ابى بكر وعمر اخرجہ الديلمى -

حدیث 198۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام میں ابو بکر و عمر سے بڑھ کر اتنا ستمرا، پاکیزہ اور افضل کوئی ناکم نہیں بنا۔ اسے وطیعی نے روایت کیا ہے۔ (الوطیعی ج ۲ ص ۱۱۸، رقم: ۶۳۶۶، تاریخ دمشق ج ۲۲ ص ۱۹۶)

الحديث التاسع والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا
اللفظ اخرجہ ابن عساکر و اوردهما الحافظ السيوطى فى جمع الجوامع فى حرف
الميم -

حدیث 199۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ ان دونوں احادیث کو حافظ سیوطی نے جمع

الجوامع حرف میم میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۹۶، جمع الجوامع: ۱۵۲۰)

الحديث الموفى للمائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي نازلت ربي فيك فاني ان يقدم الا ابا بكر اخرجه ابن النجار۔

حدیث 200۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! میں نے اپنے رب سے تمہارے بارے بات چیت کی تو اللہ نے اس سے انکار کر دیا کہ سوا ابوبکر کے کسی کو آگے بڑھائے۔ اس کو ابن النجار نے روایت کیا۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۰۰۰)

الحديث الحادی بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سألت الله ان يقدمك ثلثا فابي علي الا تقديم ابى بكر اخرجه الخطيب۔

حدیث 201۔ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! میں نے اپنے رب سے تین مرتبہ تمہیں مقدم کرنا کہا لیکن اس نے ابوبکر کے علاوہ کسی کی تقدیم کا انکار فرمادیا اس کو خطیب نے روایت کیا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۱۳، رقم: ۵۹۲۱، ترجمہ عمر بن محمد بن الحکم)

الحديث الثانی بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الديلمي۔

حدیث 202۔ اسی کی مثل دہلی نے روایت کی ہے۔ (الدہلی ج ۵ ص ۲۸۹، رقم: ۸۲۱۲)

الحديث الثالث بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن عساكر۔

حدیث 203۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴۵ ص ۳۲۲)

الحديث الرابع بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ

ایضاً اخرجه الدارقطني۔

حدیث 204۔ اسی کی مثل جوزی نے روایت کی ہے (السواعق المحرقة ص ۶۶)

الحديث الخامس بعد المائتين: -----

حدیث 205۔ اسی کی مثل درقطنی نے روایت کی ہے۔ (السواعق المحرقة ص ۶۶)

الحديث السادس بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سألت الله عز وجل ان يقدمك ثلاثا فابي علي الا تقديم ابي بكر رضي الله تعالى عنه خرجك الحافظ السلفي في المشيخة البغدادية۔

حدیث 206۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے تین مرتبہ تمہاری تقدیم کا سوال کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کے سوا کسی اور کو مقدم کرنے کا مجھ پر انکار فرمادیا۔ اس کو حافظ سلفی نے مشیختہ البغدادیہ میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۰۲، ج ۱ ص ۲۱۸)

الحديث السابع بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ي اعلى نازلت الله فيك ثلاثا فابي ان يقدم الا ابي بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه صاحب الفضائل وقال غريب و اوردهما الحب الطبري في رياض النضرة ثم قال صاحب الرياض وهذا الحديث مع غرابته يعضد بما تقدم عن الاحاديث الصحيحة فيستدل بها على صهته لشهادة الصحيح لمعناه انتهى۔

حدیث 207۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے علی! میں نے اللہ سے تین بار تمہارے تقدیم کے بارے عرض کیا لیکن اس نے ماسوا ابو بکر کی تقدیم کا انکار فرمادیا۔ اس کو

صاحب الفضائل نے روایت کیا اور غریب کہا۔ ان دونوں حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضر میں بیان کیا ہے۔ اور کہا کہ یہ حدیث اگرچہ غریب ہے لیکن پہلے جو احادیث صحیحہ گزری ہیں ان کی مدد سے تقویت پاتی ہے۔ ان احادیث کی وجہ سے اس کی صحت پر بھی استدلال کیا جائے گا کیونکہ وہ اس کے معنی کی تائید کر رہی ہیں۔ طبری کا کلام ختم ہوا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۲۱۷)

الحديث الثامن بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه قال ابو بكر رضي الله تعالى عنه افضلنا حديثا اخرجه العشاري -

حدیث 208۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب پر افضل ہیں اسکو محدث العشاری نے روایت کیا۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۲۷)

الحديث التاسع بعد المائتين : عن عطية العوفي قال قال علي رضي الله تعالى عنه لو اتيت برجل يفضلي علي ابى بكر و عمر لعاقبته مثل حد الزاني اخرجه العشاري -

حدیث 209۔ عطیہ عوفی نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر میرے پاس کسی ایسے شخص کو لایا گیا جو مجھے سیدنا ابو بکر و عمر پر فضیلت دیتا ہو گا تو میں اسے زانی والی سزا دوں گا۔ اسکو عشاری نے روایت کیا۔ (فضائل ابی بکر صدیق: ۴۰)

الحديث العاشر بعد المائتين : عن الحكم بن حجل قال قال علي رضي الله تعالى عنه لا يفضلي احد علي ابى بكر و عمر رضي الله تعالى عنه الا جلدته جلد المفتري اخرجه ابن عاصم -

حدیث 210۔ حکم بن حجل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے مجھے شیخیں پر فضیلت دی میں اسے بہتان تراش کی سزا کی مقدار کوڑے ماروں گا۔ اسے ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔ (السنن ابن ابی عاصم: ۱۰۱۸)

الحديث الحادى عشر بعد المائتين : عن الحكم بن مجمل بنحو هذا اللفظ اخرجه خيشمة .

حدیث 211۔ اسی کی مثل خیشمہ نے روایت کی ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۰۶۵)

الحديث الثانى عشر بعد المائتين : عن الحكم بن مجمل بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو عمرو واورده فى الرياض النضرة .

حدیث 212۔ اسی کی مثل ابو عمرو نے روایت کی اور مجت طبری نے اسے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۷، الرياض النضرہ ج ۱ ص ۱۸۸)

الحديث الثالث عشر بعد المائتين : عن الحسن بن كثير عن ابيه قال اتى علياً رضى الله تعالى عنه رجل فقال انت خير الناس فقال ما رأيت النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال لا قال ما رأيت ابا بكر رضى الله تعالى عنه قال لا قال ما رأيت عمر رضى الله تعالى عنه قال لا قال اما لو قل تانك رأيت النبى صلى الله عليه وآله وسلم لقتلتك ولو قلت انك رأيت ابا بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما لجلدتك خرجه الجوهري -

حدیث 213۔ حسن بن کثیر اپنے والد سے راوی انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا آپ سب لوگوں میں بہتر میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے ان لوگوں میں حضور علیہ السلام کو بھی مراد لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا۔ کیا تم نے حضرت ابو بکر کو مراد لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تم نے حضرت عمر کو مراد لیا ہے کہا نہیں آپ نے فرمایا اگر تم کہتے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کو مراد لیا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا اور اگر تم کہتے کہ تم نے شیخین کو مراد لیا تو میں تمہیں کوڑے لگاتا۔ اسے جوہری نے روایت کیا ہے۔ (فضائل ابی بکر ص ۱۲۲)

الحديث الرابع عشر بعد المائتين : عن جعفر بن محمد عن ابيه قال بينما على

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالكوفة اذ قال له رجل يا خير الناس فقال هل رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا قال هل رأيت ابا بكر قال لا قال هل رأيت عمر قال لا قال اما لو قلت انك رأيت نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم لضربت عنقك ولو قلت انك رأيت ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما لا وجعتك خرجه ابن السمان في الموافقة واورده الطبري في رياض النظر۔

حدیث 214۔ جعفر بن محمد اپنے والد گرامی سے راوی انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فیر تھے درس اثنا ایک شخص آیا اور آپ کو کہا یا خیر الناس! اے لوگوں میں بہتر آپ نے فرمایا کیا تم نے (لوگوں میں) رسول اللہ ﷺ کو بھی مراد لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا حضرت ابو بکر کو؟ کہا نہیں۔ فرمایا حضرت عمر کو؟ کہا نہیں فرمایا تو سنو اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو مراد لیا ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا اور اگر تم نے شیخین کا قصہ کیا ہوتا تو میں تمہیں سزا دیتا۔ اس کو ابن السمان نے الموافقة میں و محب طبری نے رياض النظر میں روایت کیا ہے۔ (الرياض النظر ج ۱ ص ۱۳۸)

الحديث الخامس عشر بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه سبق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصلى ابو بكر رضي الله تعالى عنه وثالث عمر رضي الله تعالى عنه وقد خبطتنا فتنة فهو ما شاء الله فمن فضلى على ابي بكر عمر فعليه حد المفتري من الجلد واسقاط الشهادة اخرجه الخطيب في تجميع المتشابه.

حدیث 215۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ سب سے اول حضور علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے دوسرے نمبر پر حضرت ابو بکر تیسرے نمبر پر حضرت عمر ان کے بعد پھر آزمائش پڑی تو اس میں جو اللہ چاہے گا ہوگا۔ جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی اس پر بہتان باندھ کی سزا کی مقدار کوڑے ہیں اور وہ گواہی دینے کے قابل نہیں۔ اس کو خطیب نے (تلیخس المتوفی)

میں روایت کیا۔ (تلخیص المتشابہ: ۶۲۲)

الحديث السادس عشر بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه خطب خطبة طويلة وقال في آخرها واعلموا ان خير الناس بعد نبيهم صلى الله عليه وآله وسلم أبو بكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم اما وقد رميت بها في رقابكم وراء ظهوركم فلا حجة لكم على اخرجته ابن السمان في الموافقة۔

حدیث 216۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کے آخر میں فرمایا، یاد رکھو! لوگوں میں ان کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر خبردار! میں نے یہ بات تمہارے آمنے سامنے بیان کر دی ہے نہ کہ پس پشت اب مجھ پر تمہاری کوئی حجت باقی نہ رہی اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۲۲ باب ذکر ثناء ابن عباس علی الاربعۃ)

الحديث السابع عشر بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بعيني كهاتين والافعميتا وسمعتة بأذني هاتين والاضمننا هما يقول ما ولد في الاسلام مولود اذكي و..... ابى بكر ثم عمر رضي الله تعالى عنه خرج ابو القاسم بن طبابة۔

حدیث 217۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا نہ دیکھا ہو تو اندھی ہو جائیں اپنے ان دونوں کانوں سے سنا نہ سنا ہو تو بہرے ہو جائیں۔ آپ فرما رہے تھے: اسلام میں کوئی مولود ابو بکر و عمر سے ستھرا اور پاکیزہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کو ابو القاسم بن طبابہ نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۹۶)

الحديث الثامن عشر بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال ما مات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی عرفنا ان افضلنا بعدہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی علمنا ان افضلنا بعد ابی بکر عمر وما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی عرفنا ان افضلنا بعد عمر رجل العز ولم یسبه خرجه الحافظ السلفی واورد هذه الاحادیث الثلاثة صاحب ریاض النضرة فی ریاضہ -

حدیث 218۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام کے دنیا سے رخصت ہونے تک ہر پہچان چکے تھے کہ آپ علیہ السلام کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دنیا سے پردہ کرنے تک ہم اچھی طرح جان چکے تھے کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت عمر کے ملک عدم کو سفر کرنے تک ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل ایک معزز شخص ہیں حضرت علی ان کا نام بیان نہیں کیا۔ اس کو حافظ سلفی نے روایت کیا۔ اور ان تینوں احادیث کو محب طبری نے بھی ریاض النضرہ میں روایت کیا ہے۔

(السنۃ ابن ابی عامر: ...)

الحديث التاسع عشر بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال كنت با رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ طلع ابوبكر رضي الله تعالى عنه وعمر رضي الله تعالى عنه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هذا سيد كهل اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي لا تخبرهما خرجه الترمذی وقال حدیث غریب۔

حدیث 219۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اچانک حضرت ابوبکر و عمر آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب گزشتہ آنے والے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان کو بتانا نہیں۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کچھ

حدیث غریب ہے۔ (ترمذی: ۳۶۲۶)

الحديث العشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو حاتم .
حدیث 220۔ اسی کی مثل ابوحاتم نے روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۹۰۴)

الحديث الحادى والعشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه احمد لكنه قال سيدا كهول الجنة وشبابهما بعد النبيين والمرسلين .
حدیث 221۔ اسی کی مثل امام احمد نے روایت کی ہے لیکن اس میں یہ زائد ہے بنتی بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں۔ (مسند امام احمد: ۶۰۲)

الحديث الثانى والعشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه المخلص الذهبي ولم يقل شبابهما وزاد قال علي رضي الله تعالى عنه فما اخبرت به حتى ماتا ولو كنا حين ما حدثت به .

حدیث 222۔ اسی کی مثل مخلص ذہبی نے روایت کی اس میں جوانوں کا ذکر نہیں ہاں یہ زائد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک وہ بقید حیات تھے میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی اور اگر وہ ابھی جی زندہ ہوتے تو میں بیان نہ کرتا۔ (المخلصیات: ۲۰۰۵، ج ۳ ص ۶۶)

الحديث الثالث والعشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ طلع ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما من مؤخر المسجد فنظر اليهما نظرا شديدا فصعد نظرة فيهما وصوبه فالتفت الي وقال والذي نفسي بيده انهما سيدا كهول اهل الجنة الى

آخره بنحو الحديث المتقدم رواه الغيلاني۔

حدیث 223۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسی لمحے حضرت ابوبکر و عمر مسجد کے پیچھے سے آنکے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بغور دیکھا ان کے پورے بدن پر اپنی نظر نگاہ دوڑائی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ دونوں جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اس کے بعد پہلی حدیث ہی کی طرح مضمون ہے، غیلانی نے اسکو روایت کیا ہے۔ (الغیلانیات: ۳)

الحديث الرابع والعشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو اللفظ المتقدم ايضاً أخرجه ابن السمان في الموافقة وزاد بعد قوله الا النبيين والمرسلين يا علي ما شرقت شمس ولا غربت علي رجلين خير منهما الا النبيين والمرسلين۔

حدیث 224۔ ابن السمان نے ”الموافقة“ میں اسی کی مثل روایت کی مگر اس میں الا النبيين والمرسلين کے بعد یہ زائد ہے۔ اے علی! انبیاء مرسلین کے علاوہ وہ ان سے افضل کسی دو شخصوں پر سورج نہ کبھی طلوع ہو نہ کبھی غروب ہو۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۲۹۶)

الحديث الخامس والعشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه وقد انى برجل ينقص ابا بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما وهو بالكوفة فقال يا فتى ضرب عنقه فقال يا امير المؤمنين علي ما تضرب عنقي وانما غضبت لك قال فما ذاك ويلك قال انى رجل غريب ما صحبت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا علمت بمكان هذين الرجلين منه ولا منك وانما سمعت بعض من يغشاك يفضلك عليهما ويقول انهما ظلماك حقاً و تقدما ك في امر ك قال علي رضي الله تعالى عنه او تعرف القوم الا باعياني عند نظري اليهم فقال

واللہ ما تقدما فی الا بامر اللّ عزوجل و امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما ظلمانی ولولا انک اقررت بغربتک وقلة معرفتک لضربت عنقک ثم ان خطب خطیۃ طویلة و ذکر فیہا ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اثنی علیہما وقال فی آخرہا واعلموا ان خیر الناس نبیہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم انا وقد رمیت بہا فی رقابکم وراء ظهورکم فلا حجة لکم علی وانا استغفر اللہ العظیم بی ولکم ولجميع اخواننا اخرجه ابن السمان فی الموافقة۔

مدیث 225۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فہم میں تھے کہ ان کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جو شیخین کی تنقیص ثاں کرتا تھا آپ نے اپنے غلام سے فرمایا اے قنبر! اس کی گردن اڑا دو وہ شخص بولا اے امیر المؤمنین! آپ کس بات پر میری گردن مار رہے ہیں حالانکہ میں نے تو آپ کی خاطر غصہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تیسری خرابی ہو یہ کیا بات ہوئی؟ بولا میں تو ایک پر دسی شخص ہوں میں حضور علیہ السلام کی محبت سے فیضیاب نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے حضور علیہ السلام سے شیخین کی علوم مرتبت سنا نہ آپ سے سنا ہاں میں نے کچھ ایسے لوگوں کو سنا ہے جو آپ کو ان دونوں پر فضیلت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان دونوں نے آپ کا حق مارا ہے اور آپ ہی کے کام میں آپ سے آگے بڑھے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تم ان کے مقام و مرتبہ کو میرے منہ سے سن کر پہچان جاؤ گے۔ کہ ان کی کیا شان ہے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے ہی مجھ سے آگے بڑھے ہیں مجھ پر انہوں نے کوئی علم نہیں کیا اگر تم اپنی غریب الوطنی اور قلت معرفت کا اعتراف نہ کرتے تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا پھر آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس میں شیخین کا ذکر خیر کیا آخر میں فرمایا۔ جان لو! لوگوں میں سب سے افضل ان کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذو النورین w ہیں۔ یہ بات اب میں نے تمہاری گردنوں اور پیٹھوں پر ڈال دی ہے۔ اب

تمہیں مجھ پر کوئی حجت نہیں۔ میں اللہ العظیم سے اپنے لئے تمہارے لئے اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے بخش طلب کرتا ہوں۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقة" میں روایت کیا۔

(الریاض النضرہ ص ۲۲ باب ذکر ما جاء متفقاً للدلالة علی خلافة الاربعہ)

الحديث السادس والعشرون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه دكل علي عمر رضي الله تعالى عنه حين طعنه ابو لؤلؤة وهو يبكي فقال ما يبكيك يا امير المؤمنين فقال ابكائي اني لا ادرى اين يذهب بي الي الجنة ام الي النار فقلت له ابشر فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول سيدا كهول اهل الجنة ابو بكر وعمر اخرجهم ابن السمان في الموافقة واور هذه الاحاديث السبعة المحب الطبري في رياض النضرة -

حدیث 226۔ جب ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ۔ پاس آئے۔ آپ رو رہے تھے۔ حضرت علی نے عرض کی اے امیر المؤمنین! کیا بات آپ کو رلا رہا ہے؟ ارشاد فرمایا مجھے یہ بات رلا رہی ہے کہ خبر نہیں مجھے جنت لے جایا جائے گا یا جہنم۔ حضرت علی۔ کہا آپ کو تو خوشخبری ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جنتی بوڑھوں۔ سردار ابو بکر و عمر ہیں W اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا ہے۔ ان سات احادیث محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۹۰)

الحديث السابع والعشرون بعد المائتين : عن ابراهيم قال قدم عبد الله مساء الكوفة وكان يفضل عليا رضي الله تعالى عنه علي ابى بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فبلغ ذالك عليا رضي الله تعالى عنه فارسل اليه فقال اقترب فقال اتقتل رجلا يدعوا الي حبك وحب اهل البيت فقال نادوا عليه من قبة بعد ثلاثة ايام فليقتله فسيروا الي المدائن اخرجهم ابن السمان في الموافقة -

حدیث 227۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ عبد اللہ بن سبا کو فدا کر دیا وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین پر فضیلت دیتا تھا آپ نے اس کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا اس کو قتل کر دو اس نے کہا آپ ایسے شخص کو قتل کریں گے جو آپ کی اور اہل بیت کی محبت کی طرف بلاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے خلاف منادی کرادو کہ جو شخص تین دن بعد اس پر قوت پائے اسے قتل کر دے پھر اس شخص کو مدائن کی طرف بھیج دیا گیا۔ اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا۔

(الریاض النضرہ ص ۱۹۰)

الحديث الثامن والعشرون بعد البائتين : على علي رضي الله تعالى عنه انه بلغه عن ابي السوداء انه ينقص ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فدعا عاه ودعا بالسيف وهم بقتله ثم قال لا تساكني بلدا فسيره الى المدائن اخرجته ابن السمان في الموافقة وورد هذه الاجاديت الثلاثة المحب الطبري في رياض النضرة.

حدیث 228۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ابو السوداء شیخین کی حقیقتیں شان کرتا ہے تو آپ نے اسے بلوایا اور تلوار بھی منگالی اور اس کے قتل کا ارادہ کیا پھر آپ نے فرمایا تو اس شہر میں میرے ساتھ نہ رک تو آپ نے اسے مدائن کی طرف بھیج دیا۔ اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا۔ ان تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۹۰)

الحديث التاسع والعشرون بعد البائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه وقد قيل له لما اصاب الا تستخلف فقال لا استخلف ولكني اترككم كما تركنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقلنا يا رسول الله الا تستخلف فقال ان يعلم الله فيكم خيرا استعمل عليكم خيركم فعلم الله فينا فاستعمل علينا ابا بكر رضي الله تعالى عنه

اخرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 229 جن دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دوران آپ سے عرض کی گئی کیا آپ کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے فرمایا نہیں لیکن میں تمہیں ایسے ہی چھوڑوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھوڑا تھا۔ یہی بات ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا اگر اللہ تم میں بھلائی ظاہر فرمائے گا تو تم پر تمہارے بہتر کو خلیفہ بنا دے گا پھر اللہ نے ہم میں بھلائی ظاہر فرمادی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہماری خلیفہ بنا دیا۔ اسے ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۳۷)

الحديث الثلاثون بعد المائتين: عن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه انه قال اترككم فان يرد الله بكم خيرا يجمعكم على خيركم كما جمعنا بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على خيرنا اخرجہ القلسعي و اوردمہا الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 230 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں ایسے ہی چھوڑے جا رہا ہوں اگر اللہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تمہیں تم میں سے بہتر پر جمع فرمادے گا جیسا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم میں سے افضل پر جمع فرمادیا تھا۔ اس کو فلسفی نے روایت کیا۔ ان دونوں احادیث محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۸۵)

الحديث الحادی والثلاثون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال لا يفضلني احد علي ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما الا وقد انكر حق وحق اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورضي عنهم اخرجہ ابن عساکر و اورده الحافظ السيوطي فی جمع الجوامع۔

حدیث 231 حضرت امیر نے فرمایا جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی اس نے میرا اور رسول اللہ

ملاحظہ فرمائیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق کا انکار کیا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۷۸، جامع الاماویہ: ۳۸۳۸)

الحديث الثاني والثلاثون بعد المائتين : عن علي بن الحسين زين العابدين قال فتى لعلی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین انصرف من صفین سمعتک تخطب یا امیر المومنین فی الجمعة تقول اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين فمن فاعز و رقت عيناه ثم قال ابو بكر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اما ما الهدي و شيخ الاسلام و المهدي بهما بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تبعهما هدى الى صراط مستقيم فمن اقتدى بهما مرشد و من تمسك بهما فهو من حزب الله و حزب الله هم المفلحون اخرجه اللالكائي -

حدیث 232۔ حضرت علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو ایک نوجوان نے آپ سے عرض کی اے امیر المومنین میں نے آپ کو خطبہ جمعہ میں یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔ اے اللہ! ہمیں صالح کر دے اسی طرح جس طرح تو نے خلفاء راشدین کو صالح کیا انعام دیا، ان کی کیا شان تھی۔ پھر آپ کی کیفیت متغیر ہو گئی اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں پھر کہا ابو بکر و عمر ہدایت کے امام، شیوخ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہدایت کا ذریعہ تمام ہیں۔ جس نے ان کی اتباع کی اس کو سیدھی راہ کی ہدایت دی گئی۔ جس نے ان کی اقتداء کی اس کو حق کا راستہ دکھایا گیا۔ جس نے ان کو لازم پکڑا وہ اللہ کے گروہ میں سے ہوا۔ اور اللہ کا گروہ ہی دو جہاں میں سرخرو ہے۔ اس کو لالکائی نے روایت کیا۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۴۴)

الحديث الثالث والثلاثون بعد المائتين : عن علي بن الحسين زين العابدين رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن جدہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ

اخرجه العشاري۔

حدیث 233۔ اسی کی مثل عشاری نے روایت کی ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق : ۱۲)

الحديث الرابع والثلاثون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه قال جاء رجل من قريش الى علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه فقال يا امير المؤمنين سمعتك تقول على المنبر اللهم اصلحني بما اصلحت به الخلفاء الراشدين بنحو اللفظ المتقدم الى آخره اخرجه ابن السمان في الموافقة۔
حدیث 234۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک قریشی مرد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں نے آپ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا اے اللہ! ہمیں صالح کر دے اسی طرح جیسے تو نے خلفائے راشدین کو صالح کیا اس کے بعد مذکورہ حدیث والا مضمون ہے۔ اس راوی ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا ہے۔

الحديث الخامس والثلاثون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه وقد سئل عن ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فقال كانا والله هدى راشدين مرشدين مفلحين منجحين خرجا من الدنيا اخمسين اخرجہ ابن السمان في الموافقة واوردہما في رياض النضرة۔

حدیث 235۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تحقیق کی بابت سوال کیا گیا۔ تو فرمایا اللہ کی قسم دونوں ہدایت پر تھے۔ ہدایت پانے والے ہدایت دینے والے فلاح پانے والے اور کامیاب بنانے والے تھے۔ دونوں دنیا سے قناعت شکم لے کر رخصت ہوئے۔ اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق : ۴۵)

الحديث السادس والثلاثون بعد المائتين : عن الهمداني عن علي رضي الله تعالى عنه قال قلت لعلي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه يا ابا الحسن من

ضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الذي لان شك فيه
لحمد لله ابو بكر بن ابي قحافة رضى الله تعالى عنه قلت ثم من يا با الحسن قال
منه قال الذي لان شك فيه والحمد لله عمر ابن الخطاب رضى الله تعالى عنه اخرجه ابن
ماجرى يا با مدين.

بہ الحدیث 236۔ حضرت حمدا نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی اے ابوالحسن! رسول
افقہ۔ نہ کہنے کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا وہ جن کے بارے میں شک نہیں۔ الحمد
رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر ابن ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں۔ میں نے کہا اے ابوالحسن پھر کون؟ فرمایا وہ جن
سالم کر کے بارے میں شک نہیں الحمد اللہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں۔ اس کو ابن شامین نے
ہے۔ یہ روایت کیا ہے۔ (شرح مذاہب اہل سنت: ۱۹۸)

الحديث السابع والثلاثون بعد المائتين: عن عمار بن ياسر عن علي رضي الله
عنه وتعالى عنه انه لا يفضلني احد على ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما الا وقد
در انکر حق وحق اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورضي عنهم
خرجه ابن عساکر۔

حدیث 237۔ حضرت عمار نے یاس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ آپ نے فرمایا جس کسی نے
دل پر دشمنی پر فضیلت دی اس نے میرے اور اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حق کا انکار کیا۔ اس کو ابن
نے یہ روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۳۷۸)

تکبر کیا۔ الحدیث الثامن والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس عن علي رضي الله
تعالى عنهم قال ابن عباس رضي الله تعالى عنه وضع عمر بن الخطاب على
رضي الله عنه فتكففه الناس يدعون ويثنون ويصلون عليه قبل ان يرفع وانا فيهم
سن مرقم يرعنى الا رجل قد اخذ بمنكبي من ورائي فالتفت فاذا هو علي رضي الله

حدیث 239۔ اسی کی مثل امام مسلم نے ابوالریح العتکی کے طریق سے بھی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۹)

الحديث الرابعون بعد المائتين : عن ابن عباس عن علي رضي الله تعالى عنهم بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه مسلم في صحيحه ايضاً من طريق ابى كريب محمد بن العلاء۔

حدیث 240۔ اسی کی مثل امام مسلم نے ابو کرب محمد بن العلاء کے طریق سے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۹)

الحديث الحادى والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه في قوله تعالى ام يحسدون الناس على ما آتاهم الله من فضله قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما اخرجه ابن غالب۔

حدیث 241۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان ”یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا“ کہ تفسیر میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت میں فضل والوں کے بارے فرمایا وہ حضرت ابو بکر و عمر ہیں رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابن غالب نے روایت کیا۔ (الصواعق المحرقة جزء دوم ص ۴۴۴)

الحديث الثانى والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال ان الله تعالى جعل ابا بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما حجة على من بعدهما من الولاة الى يوم القيامة فسبقا والله سبقا بعيدا واتعبا والله من بعدهما اتعبا شديداً اخرجه ابن السمان في الموافقة۔

حدیث 242۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شیخین کو ان کے بعد قیامت تک آنے والے حاکموں پر حجت بنا دیا ہے۔ قسم بخدا ان دونوں نے بہت زیادہ سبقت حاصل کی اور قسم بخدا

نہوں نے اپنے بعد والوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا۔ (الرياض النضرة ج ۱ ص ۲۶۳)

الحديث الثالث والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه وقد مشى خلف جنازة و ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فامها فقال اما انهما يعلمان ان افضل من يمشى امامها كفضل صلوة الرجل جمعة على صلوته وحده ولكنهما سهلان يسهلان الناس اخرجه ابن السمان في الموافقة ايضاً -

حدیث 243۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ ایک جنازہ کے پیچھے چلے سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر اس کے آگے آگے چلے تو آپ نے فرمایا سنو! یہ دونوں صاحب جانتے ہیں کہ جنازے کے آگے آگے چلنے والے کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی کسی شخص کی نماز باجماعت کی اس کی تنہا پڑھی جانے والی نمازوں پر لیکن یہ دونوں نرم گو ہیں۔ لوگوں پر آسانی کرتے ہیں۔ اس کو بھی ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا ہے۔ (الرياض النضرة ج ۳ ص ۱۳۵)

الحديث الرابع والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ الا انه زاد في آخره وهما امامان يقتدي بهما اخرجه ابن السمان في الموافقة ايضاً و اورد هذه الاحاديث الاربعة الطبري في رياض النضرة -

حدیث 244۔ اسی کی مثل ابن السمان نے ایک اور روایت کی ہے اس کے آخر میں یہ زائد ہے۔ دونوں لائق اقتداء امام ہیں۔ ان چار احادیث کو محب طبری نے رياض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (الرياض النضرة ج ۳ ص ۱۳۵)

الحديث الخامس والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه كان يقول مالي ولهذا الحميت الاسود يعني عبد الله بن سباء وكان يقع في ابى بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما وفي انه كان يفضل عليا رضي الله تعالى

عنه علي ابى بكر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دہا المحب الطبری فی ریاض
يضاً ثم قال الحميت الزق الذي لا مشع عليه يجعل فيه السمن انتهي -

حدیث 245۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے مجھے اس سے بے ڈورے کا بے مشکیزے یعنی عبد
اللہ بن ہاء سے کہا تعلق۔ کیونکہ وہ شیخین رضی اللہ عنہم کی شان میں زبان درازی کیا کرتا تھا۔ ایک
زادیت میں ہے کہ وہ حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیا کرتا تھا۔ اس کو بھی محب طبری نے ریاض النضرۃ
میں ذکر کیا اور کہا ”الحمیت“ اس مشکیزے کو کہتے ہیں جس پر دھاگہ نہ ہو اور اس میں گھی وغیرہ رکھا جاتا
ہو۔ ان کا کام ختم ہوا۔

الحديث السادس والاربعون بعد المائتين : عن الشعبي ان ابا بكر رضي الله
تعالى عنه نظر الى علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه فقال من سره ان
ينظر الى اقرب الناس قرابة من نبیهم صلى الله عليه وآله وسلم واعظمهم
عنه غناء واحظهم عنده منزلة فلينظر الى علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى
عنه فقال علي رضي الله تعالى عنه لان قال هذا انه لارء ف وانه لصاحب
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الغار وانه لاعظم الناس غناء عن
نبیه صلى الله عليه وآله وسلم في ذات يده اخرجہ ابن السمان -

حدیث 246۔ امام شعبی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی
طالب کو دیکھا اور فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ لوگوں میں ان کے نبی علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریبی اور
سب سے بڑے صابر اور حضور کی بارگاہ میں بہت بڑے مرتبے والے کو دیکھے تو وہ حضرت علی بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے (یہ سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ
منو میں کہتا ہوں کہ یہ سب لوگوں میں صاحب راءفت یعنی نرمی والے۔ غار میں رسول اللہ ﷺ کے
ماتمی اور لوگوں میں سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والے ہیں۔ اس کو

ابن السمان نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۳۰)

الحديث السابع والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ينادى مناد اين السابِقون الاولون فيقول من فيقول ابو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه فيتجلى الله لابي بكر خاصة والناس عامة اخرجه ابن بشران -

حدیث 247۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا (روزِ محشر) ایک منادی ندا کرے گا سابقین اولین کہاں ہیں؟ آپ فرمائیں گے وہ کون؟ تو وہ کہنے لگا وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر اللہ تعالیٰ ابو بکر پر خاص تخی فرمائے گا دیگر لوگوں پر عام تخی فرمائے گا۔ اس کو ابن بشران نے روایت کیا۔ (مجموع اجزاء حدیثیہ: ۳۹)

الحديث الثامن والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثل هذا اللفظ اخرجه صاحب الفضائل وقال غريب -

حدیث 248۔ اسی کی مثل صاحب الفضائل نے بھی روایت کی اور اس کو غریب کہا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۶۵)

الحديث التاسع والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه جاء بالصدق محمد صلى الله عليه وآله وسلم وصدق به ابو بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن السمان في الموافقة -

حدیث 249۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ سچائی لے کر آئے اور ابو بکر نے اس کی تصدیق کی رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۶۵)

الحديث الخمسون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ

اخرجه صاحب فضائل الصديق رضى الله تعالى عنه۔

حدیث 250۔ اسی کی مثل صاحب فضائل الصديق نے روایت کی ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۱)

ص ۱۲۸)

الحديث الحادى والخمسون بعد المائتين : عن عبد خير عن على رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الحير ثلاثمائة وستون خصلة اذا اراد الله بعبد خيرا جعل فيه واحدة منهن فدخل بها الجنة قال ابو بكر رضى الله تعالى عنه يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هل فى شىء منها قال نعم جميع من كل اخرجه فى فضائله و اورد هذه الاحاديث الستة الطبرى فى رياض النضرة۔

حدیث 251۔ حضرت عبد خیر حضرت علی سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا "خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں جب اللہ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک اس میں رکھ دیتا ہے جس کے سبب وہ داخل جنت ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے اندر ان میں سے کوئی خصلت ہے تو آپ نے فرمایا ہاں تمہارے اندر تو ساری کی ساری موجود ہیں۔ اس کو بھی صاحب الفضائل نے روایت کیا۔ ان چھ حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۲۸)

الحديث الثانى والخمسون بعد المائتين : عن على ابن ابى طالب رضى الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا بى بكر رضى الله تعالى عنه يا ابا بكر ان الله اعطانى ثواب من آمن به منذ خلق آدم عليه السلام الى ان بعثنى وان الله اعطاك ثواب من آمن بى بعثنى الى ان تقوم الساعة اخرجه الحلفى ۔

حدیث 252۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرما رہے تھے ابو بکر! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر اس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر میری بعثت تک اللہ پر ایمان لایا ہے اور بیشک اللہ نے تمہیں ہر اس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو میری بعثت سے قیام قیامت تک مجھ پر ایمان لائے گا۔ اس کو سلفی نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۸۸ حدیث ضعیف)

الحديث الثالث والخمسون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله أخرجه الملاء.

حدیث 253۔ ملاء نے اسی کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۸۸)

الحديث الرابع والخمسون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله أخرجه صاحب فضائل الصديق رضي الله تعالى عنه وورد ذلك الاحاديث الثلاثة.... في رياض النضرة.

حدیث 254۔ اسی کی مثل صاحب فضائل الصديق نے حضرت علی سے مرفوعاً روایت کی ہے ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ [الریاض النضرہ ج ۱ ص ۸۸]

الحديث الخامس والخمسون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه..... إذا ذكر الصالحون فحي هلا بعمر قال ما رأيت أحداً بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حين قبض أحمد ولا أجود من عمر أخرجه الطبراني وأورده ابن حجر في الصواعق.

حدیث 255۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب نیکیوں کا ذکر ہو تو حضرت عمر کا ذکر ضرور کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ظاہری وفات مبارکہ کے بعد حضرت عمر سے زیادہ کسی شخص کو قتل

نائب اور اتنی سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ ابن حجر نے الصواعق میں روایت کیا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۸۳)

الحديث السادس والخمسون بعد المائتين : عن ابن شهاب عن علي رضي الله تعالى عنه انه قال ان ابا بكر رضي الله تعالى عنه احق الناس بالخلافة بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانه لصاحب في الغار و ثاني اثنين و انا لنعرف شرفه و لقد امره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالصلوة للناس و هو حي اخرجه موسى بن عقبة صاحب المغازي في مغازيه في ضمن حديث طويل و اورده الطبري في رياض النضرة و قد مر مضمون هذا الحديث عن عبد الرحمن بن عوف عن علي رضي الله تعالى عنه .

حدیث 256۔ ابن شہاب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا "بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور حضور کے غار کے ساتھی ہیں۔ دو جانوں میں سے دوسرے ہیں۔ بیشک ہم ان کے شرف کو پہنچانتے ہیں۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اپنے جیتے جی آپ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا۔ اس کو موسیٰ بن عقبہ صاحب مغازی نے اپنی مغازی میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔ طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کا مضمون عبد الرحمن بن عوف عن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے بھی گزر چکا ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۱۲۸)

الحديث السابع والخمسون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لعمر بن الخطاب سرج اهل الجنة فبلغ ذلك عمر رضي الله تعالى عنه فقام في جماعة من الصحابة حتى اتي علياً رضي الله تعالى عنه فقال انت سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

وسلم يقول عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة قال نعم اكتب لي خطك فكتب له بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما ضمن علي ابن ابي طالب لعمر ابن الخطاب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عليه السلام عن الله تعالى ان عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه سراج اهل الجنة فاخذها واعطاها احدا ولادة وقال اذا انا مت وغسلتوني وكفنتوني فادرجوا دني معي حتى القى بها ربي فلما اصاب غسل وكفن وادرجت معه في كفنه ودنوا اخرجه ابن السمان في الموافقة -

حدیث 257۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمر بن خطاب جنتیوں کے چراغ ہیں۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ صحابہ کی جماعت میں سے کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اندر فرمایا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ (مذکور ارشاد) فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت علی نے کہا۔ جی ہاں حضرت عمر نے کہا تو اپنی تحریر لکھ دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے لکھا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پر دو بات۔ جس کے علی بن ابی طالب عمر بن خطاب کے لئے ضامن ہیں (علی) نے رسول اللہ سے روایت کی۔ رسول اللہ نے حضرت جبرئیل سے روایت کی ہے اور حضرت جبرئیل نے اللہ عزوجل سے روایت کی۔ عمر بن خطاب جنتیوں کے چراغ ہیں۔ حضرت عمر نے اس تحریر کو لیا اور اپنی اولاد میں سے کسی کو بہ ہوئے ارشاد فرمایا ”دیکھو!“ جب میں فوت ہو جاؤں اور تم لوگ مجھے غسل وکفن دے چکو تو اس کو میرے ساتھ رکھ دینا تاکہ میں اسے لے کر اپنے رب سے ملوں۔ (پھر) جب آپ کو شہید کیا گیا تو کفن کا سلسلہ ہوا تو آپ کے ساتھ اس پوشے کو بھی آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا اور آپ کو دفن کر دیا۔ اس کو ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۳۱۲)

الحديث الثامن والخمسون بعد المائتين : عن مطرف قال لقيت عليا فقال

یا ابا عبد اللہ ما ابطأ بک عنا احب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما ان قلت ذاک لقد ان اوصلنا للرحیم وانفاناً للرب اخرجه فی الصفوة۔

حدیث 258۔ مطرب نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو عبد اللہ! آپ کو کس چیز نے محبت عثمان میں ہم سے پیچھے کر دیا ہے۔ سنئے تو کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ عثمان ہم میں سے سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ کے لئے خرچ کرنے والے ہیں۔ اس کو صفوی میں روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۲۰۹)

الحديث التاسع والخمسون بعد المائتين : عن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه انه قال يا رسول الله من اول من يحاسب يوم القيامة قال ابو بكر رضي الله تعالى عنه قال ثم من قال عمر رضي الله تعالى عنه قال ثم من قال انت يا علي قلت يا رسول الله اين عثمان قال اني سألت عثمان حاجة سرافقضاها سرافسألت ان لا يحاسب عثمان اخرجه الحافظ ابن بشران -

حدیث 259۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا فرمایا ابو بکر کا عرض کی پھر؟ فرمایا عمر کا عرض کی پھر؟ فرمایا تمہارا اے علی! تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت عثمان کا؟ فرمایا میں نے حضرت عثمان سے اذراہ راز کسی حاجت کا سوال کیا تو انہوں نے اسے لوگوں سے چھپا کر ہی پورا کر دیا تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ عثمان کا حساب نہ لیا جائے۔ اس کو حافظ ابن بشران نے روایت کیا۔ (مجموع آجزاء حدیثہ: ۳۹)

الحديث الستون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه قال قلت يا رسول الله من اول من يدعى للحساب قال انا اقف بين يدي ربّي يوم القيامة ما شاء الله ثم اخرج وقد غفر الله لي قلت ثم من يا رسول الله صلى الله عليه

وآلہ وسلم قال ثم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقف مثل ما وقفت مرتین اور کہا وقفت ثم یمخرج وقد غفر اللہ لہ قلت ثم من یا رسول اللہ قال ثم عمر یقف مثل ما وقف ابو بکر مرتین ثم یمخرج وقد غفر اللہ لہ قلت ثم من یا رسول اللہ قال ثم انت یا علی قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاین عثمان قال عثمان رجل ذو حیاء سألت ربی ان لا یقف للحساب نشفت فیہ اخرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 260۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی قیامت حساب کے لئے سب سے پہلے کسے بلایا جائے گا؟ فرمایا میں اس دن جب تک اللہ چاہے گا کہ حضور کھڑا ہوں گا پھر اللہ مجھے واپس بھیجے گا۔ اس حال میں کہ وہ مجھ پر اپنی رحمت تام کر چکا ہو گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ پھر کون ہوگا؟ فرمایا پھر ابو بکر میری طرح دو گنا اللہ کی بارگاہ میں کھڑے رہے گے پھر اللہ انہیں مغفرت یافتہ لوٹائے گا۔ میں نے عرض کی پھر کون ہوگا؟ فرمایا پھر عمر و ابو بکر کی طرح دو گنا بارگاہِ یز میں کھڑے رہیں گے پھر اللہ انہیں بخشا ہوا واپس پھیرے گا۔ میں نے عرض کی کون ہوگا! فرمایا پھر اے علی آپ ہونگے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ عثمان کہاں رہ گئے؟ اور عثمان بڑے باحیا شخص ہیں۔ میں نے اللہ سے عرض کی کہ عثمان حساب کے لئے نہ کھڑے ہوں اور نے ان کے حق میں میری سفارش قبول فرمائی۔ ابن السمان ”الموافقة“۔

(الریاض النضر ج ۳ ص ۱۱)

الحديث الحادى والستون بعد المائتين : عن محمد بن حاطب قال سمعت عبد رضى الله تعالى عنه يقول ان الذين سبقتم لهم منا الحسنی عثمان اخره الحامكى واورده هذه الاحاديث الخمسة المحب الطبرى فى رياض النضرة۔ حدیث 261۔ محمد بن حاطب نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

لوگوں کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا (ان میں سے) حضرت عثمان میں رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابن جریر نے روایت کیا۔ ان پانچ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

(امالی ابن اسحاق: ۱۰۳، السنۃ ابن ابی عامر: ۱۰۱۵)

الحديث الثانی والستون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه قد اخبروني من اشجع الناس قالوا انت قال اما اني ما بارزت احدا الا انتصفت منه ولكن اخبروني باشجع الناس قالوا الا نعلم فمن قال ابو بكر رضي الله تعالى عنه انه لما كان يوم بدر فعملنا لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من يكون مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لئلا يهوى اليه فوالله ما دنى هذا احد الا ابو بكر شاهر بالسيف على رأس لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا يهوى اليه احدا الا اهوى اليه فهذا اشجع الناس قال علي رضي الله تعالى عنه ولقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واخذته قریش وهذا يجماءة وهذا يتثلثله وهم يقولون انت الذي جعلت الالهة الها واحدا قال فوالله ما دنى منا احد الا ابو بكر رضي الله تعالى عنه يضرب هذا ديماء هذا ويتثلث هذا وهو يقول ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربّي الله ثم دفع علي رضي الله تعالى عنه بردة كانت عليه فبكي حتى خضلت لحيته ثم قال انشدكم من آل فرعون خير ام ابو بكر فسكت القوم فقا الا تجيبوني فقال فوالله لساعة من ابى بكر رضي الله تعالى عنه خير من مثل مؤمن آل فرعون ذالك رجل يكتم ايمانه وهذا رجل لقلن ايمانه اخرجہ البزار في مسنده واوردة السيوطي في تاريخ الخلفاء له .

حدیث 262 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا مجھے بتاؤ تو لوگوں میں سب سے بہادر کون

ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ۔ آپ نے فرمایا میں تو اپنے ہم پلہ سے ہی مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن مجھے بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے۔ لوگوں نے کہا جی نہیں علم نہیں آپ فرمائیے تو آپ نے فرمایا وہ حضرت ابو بکر ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا اور کہا کہ مشرکوں کو حملہ کرنے سے روکنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا۔ اللہ کی قسم ابو بکر کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی اس کام کیلئے آگے نہ بڑھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خاطر پہرہ دیتے رہے کسی مشرک کو قریب بھٹکنے بھی نہ دیتے جو آتا مار بھگاتے تو یہ میں عظیم بہادر حضرت علی نے (مزید کہا) قسم بخدا میں نے ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ قریش نے آپ کو گھیر رکھا ہے کوئی ادھر کھینچ رہا کوئی ادھر کھینچ رہا ہے۔ اور وہ کہتے تھے تم ہی وہ ہو جو ایک خدا کو مانتے ہو قسم بخدا ایسے میں ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا سوا ابو بکر کے کہ آپ ان ظالموں کو بقوت تمام ہٹاتے رہے اور فرماتے کہ تمہاری خرابی ہو کیا تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو صرف یہ کہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کو اپنے اوپر ڈال لیا اور رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔ پھر فرمایا بھلا بتاؤ آل فرعون میں سے ایمان لانے والے ایک شخص اچھے یا حضرت ابو بکر؟ لوگ خاموش رہے۔ فرمایا مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ اللہ کی قسم ابو بکر کا ایک ہل اہل فرعون کے مومن سے اچھا ہے وہ شخص اپنا ایمان چھپاتے تھے۔ اور یہ برملا اظہار کرتے تھے۔ اس کو بزار نے مسند میں روایت کیا اور امام سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا۔ (مسند بزار: ۷۶۱، ج ۳ ص ۱۳)

الحديث الثالث والستون بعد المائتين : عن ابن ابي ليلى قال قال علي رضي الله تعالى عنه لا يفضلني احد على ابي بكر وعمر الا جلدته جلد المفترين اورده السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 263۔ ابن ابی یمنی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کوئی بھی نہیں

نفیست ند دے گا مگر یہ کہ میں اسے مفتری (بہتان باز) والی سزا دوں گا۔ اس کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں روایت کیا۔ (تاریخ خلفاء ص ۴۴)

الحديث الرابع والستون بعد المائتين: عن بن سبرة قال قلنا لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امیر المومنین اخبرنا عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ذاک امرنا وسماء اللہ تعالیٰ الصديق علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانه خليفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضیه لديننا فرضيناہ لدينانا اخرجه الحاكم واورده ابن حجر في الصواعق المحرقة ثم قال اسناده جيد.

حدیث 264۔ نزال بن سیدہ نے فرمایا ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں حضرت ابو بکر کی بابت کچھ بتائے تو فرمایا یہ وہ فرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی زبان پر جن کے نام صدیق رکھا ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں حضور علیہ السلام نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا ہے تو ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کر لیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور ابن حجر نے صواعق محرقة میں ذکر کر کے کہا اس کی اسناد جمید ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۰۱، الفصل ثانی فی ذکر فئال ابی بکر)

الحديث الخامس والستون بعد المائتين: عن اسيد بن صفوان له صحبة قال قال علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والذي جاء بالصدق ... عليه الصلوة والسلام وصدق به ابو بکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجه ابن عساکر.

حدیث 265۔ "سید بن صفوان صحابی رسول ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچائی لے کر آنے والے حضرت محمد ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس کو ابن عساکر نے روایات کیا۔ (تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۳۵۹)

الحديث السادس والستون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه دخل على ابي بكر رضي الله تعالى عنه وهو مسجى فقال ما اجد القى الله بصحيفته احب الى من هذا المسجى اخرجه ابن عساكر .

حدیث 266۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے جدمبارک کے پاس گئے حضرت ابوبکر مکفون تھے۔ حضرت علی نے کہا کوئی ایسا نہیں جس کے اعمال لے کر مجھے بارگاہ الہی کی حاضری اس مکفون سے زیادہ محبوب ہو۔ اس کو ابن عساكر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۲۲)

الحديث السابع والستون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال والذي نفسي بيده ما استبقنا الى خير قط الا استبقنا اليه ابو بكر رضي الله تعالى عنه اكرجه الطبراني في الاوسط و اورد هذه الاحاديث الثلاثة السيوطي في تاريخ الخلفاء .

حدیث 267۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان۔ ہم نے کبھی کوئی خیر کا کام نہ کیا۔ مگر حضرت ابوبکر اس میں ہم پر بہت لے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ ان تین احادیث کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (المعجم الاوسط: ۷۶۸)

الحديث الثامن والستون بعد المائتين : عن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه قال مرض النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاشتد مرضه قال مروا ابا بكر فليصل بالناس قالت عائشة رضي الله تعالى عنها يا رسول الله انه رجل رقيق اذا قام مقامك لم يستطع ان يصل بالناس فقال مري ابا بكر فليصل بالناس فعادت فقال مري ابا بكر فليصل بالناس فانكن صواحب يوسف فاتاه الرسول فصلي بالناس في حياة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وورد

السيوطي في تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 268۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض برہ گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ رفیق القلب شخص ہیں۔ آپ کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیں پائیں گے۔ فرمایا تم ان کو کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کریں۔ حضرت عائشہ نے پھر وہی عرض کی حضور علیہ السلام نے فرمایا تم ان کو یہ حکم پہنچاؤ تم عورتیں یوسف کی ہمیشہ ہو۔ پھر حضرت ابو بکر کو قاصد نے آخر یہ پیغام دیا تو آپ نے حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۸، الصواعق المحرقة ص ۵۹، الریاض النضرہ ص ۷۹)

الحديث التاسع والستون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال لقد امر النبي صلى الله عليه وآله وسلم ابا بكر رضي الله تعالى عنه ان يصلي بالناس واني لشاهد وما انا بغائب فرضينا لدينا ما رضي به النبي صلى الله عليه وآله وسلم لدينا اخرجه ابن عساكر۔

حدیث 269۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیا حالانکہ میں بھی وہیں موجود تھا تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے جس کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کر لیا۔ اس کو ابن عساكر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۶۵)

الحديث السبعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه قال كنا اصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم لانكشك ان السكينة تنطلق على لسان عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن منيع في مسنده۔

حدیث 270۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اصحاب محمد اس بات میں کوئی شک نہیں کرتے تھے

کہ حضرت عمرؓ کی زبان پر سیکنہ نازل ہوتا ہے۔ اس کو ابن مسنیع نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (اتحاف الخیرۃ للبوصیری: ۶۵۷۷)

الحديث الحادى والسبعون بعد المائتين: عن على رضى الله تعالى عنه قال اذا ذكر الصالحون فى هلا بعمر ما كنا بنعد ان السكينة تنطلق على لسان عمر رضى الله تعالى عنه اخرج الطبرانى فى الاوسط واوردهما السيوطى فى تاريخ الخلفاء له.

حدیث 271۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جب نیکوں کا ذکر کیا کرو تو حضرت عمرؓ کا ذکر بھی ضرور کیا کرو کیونکہ اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ لسان عمرؓ پر سیکنہ نازل ہوتا ہے (طبرانی) ان دونوں حدیثوں کا امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (المجموع الاوسط: ۵۴۹ باب من اسمہ محمد)

الحديث الثانى والسبعون بعد المائتين: عن على رضى الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لو كان عندى اربعون بنتا لزوجت عثمان واحداً بعد واحد لا تبقى واحداً منهن واحداً اخرج ابو حفص عمر بن شاهين.

حدیث 272۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگر انہیں حضرت عثمان کے نکاح میں دے دیتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتی۔ اس کو ابو حفص عمر ابن عثمانؓ نے روایت کیا ہے۔ (ترمذی مذاہب اہل السنۃ: ۹۰ باب فضیلت عثمان بن عفانؓ)

الحديث الثالث والسبعون بعد المائتين: عن على رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرج ابن السمان واوردهما المحب الطبرى فى رياض النضرة حدیث 273۔ ابن السمان نے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کی ان دونوں حدیثوں کو محب طبریؒ نے

ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص

الحديث الرابع والسبعون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله اخرج ابن عساكر واوردة السيوطي في تاريخ الخلفاء له .

حدیث 274۔ ابن عساکر نے اسی کی مثل روایت کی ہے اور امام سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں
ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۰۸)

الحديث الخامس والسبعون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه انه
قال الا انه بلغني ان رجالا يفضلوني عليهما اي علي ابى بكر و عمر رضي الله
تعالى عنهما فمن وجدته فضلني عليهما فهو مفتر عليه ما على المفتري الا ولو
كنت تقدمت في ذلك لعاقبت لا واني اكره العقوبة قبل التقدم اخرج
الذهبي .

حدیث 275۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خبردار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے شیخین پر
فضیلت دیتے ہیں جس کو میں نے ایسا پایا تو اس پر مفتری دالی سزا یعنی اسی کوڑے لگیں گے سنو! اگر
یہ بات میں پہلے بتا چکا ہوتا تو ایسوں کو ضرور سزا دیتا لیکن میں بتانے سے پہلے سزا دینے کو ناپسند کرتا
ہوں اس کو ذہبی نے روایت کیا (والحمد للہ)۔ (السنن ابن ابی عاصم: ۹۹۳ ج ۲ ص ۷۹)

الحديث السادس والسبعون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه انه
قال لا اجد احدا فضلني علي ابى بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما الا جلدته حد
المفتري اخرج الدارقطني .

حدیث 276۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خبردار! مجھے مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں جس کو
میں نے ایسا پایا تو اس پر مفتری دالی سزا یعنی اسی کوڑے لگیں گے۔

الحديث السابع والسبعون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه ان

بعض الناس مر بنفر یسبون الشیخین فأخبر علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال
 لو لا انہم یرون انک تضمیر یا اعلنوا ما اجتروا علی ذلك فقال اعوذ باللہ
 رحمہما اللہ تعالیٰ ثم نهض فاخذ بید ذلك المخبر و دخل المسجد فصعد
 المنبر ثم قبض علی لحيته وھی بیضاء فجعلت دموعہ تتحور علی لحيته وجعل
 ينظر للتباع حتی اجتمع الناس ثم خطب خطبة بليغة من جملتها ما بال
 اقوام یذکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحبہ
 وسیدی قریش و ابوی المسلمین و انا ما یذکرون برئ وعلیہ مناقب صحبا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجد والوفاء والجد فی امر اللہ تعالیٰ
 یامران وینہیان ویقضیان ویعاقبان ولا یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کرایہما رأیا ولا یحت کحبہما حباً لما یری من عزمہما فی امر اللہ تعالیٰ
 وقبض وعو عنہما راض والمسلمون عنہما راضون فما تجاوزا فی امر اللہ
 وسیرتہما ورأیہما رأى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامرہ فی حیاتہ
 وبعد موتہ فقبضاً علی ذلك رحمہما اللہ تعالیٰ فوالذی فلق الحب وبرا النساء
 لا یحبہما الا مومن فاضل ولا یبغہما الا اویحاً لفہما الا شقی عما رق وحبہ
 قربة وبغضہما مروق ثم ذکر امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالصلوة وهو یری فکان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ذکر
 انه بايع ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ذکر استخلاف ابی بکر لعمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ ثم قال الا ولا یبلغنی عن احد انه یبغضہما الا جلدتہ حد المفتري
 اخرجه ابو ذر الہروی .

حدیث 277 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے روایت ہے کہ ایک شخص کچھ ایسے لوگوں کے پاس

سے گزرا جو شیخین W کو سب و شتم کر رہے تھے اس نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا اور کہا اگر وہ لوگ یہ جانتے کہہ جس بات کو وہ علی الاعلان کر رہے ہیں۔ آپ اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں تو وہ اس کی جہاد نہ کرتے آپ نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ شیخین پر رحم فرمائے پھر اٹھے اس مخبر کا ہاتھ پکڑا داخل مسجد ہو کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اپنی سفید ریش کو مٹھی میں لیا آپ کی آنکھوں سے اشک رواں ہوئے اور ٹپ ٹپ داڑھی مبارک پر گرنے لگے۔ آپ زمین مسجد کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے پھر آپ نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا جس میں آپ نے یہ بھی فرمایا ”ان لوگوں کا کیا حال ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ان دو دینی بھائیوں (پیارے ساتھیوں) قریش کے ان دوسرے داروں اور مسلمانوں کے ان دو ہمدردوں کا برا ذکر کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی باتوں سے بیزار ہوں اور انہیں اس پر سزا دینے والا ہوں۔ شیخین تو رسول اللہ ﷺ کے سچے اور وفادار صحابہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا امر کرتے اس کی نافرمانی سے منع کرتے تھے لوگوں کے فیصلہ کرتے مجرم کو سزا دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی رائے کو ہر دوسری رائے پر ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام میں شیخین کی پختہ عمری کی وجہ سے آقا کریم علیہ السلام ان دونوں سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام دنیا سے ان سے راضی ہو کر گئے اور مسلمان بھی ان سے راضی تھے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے جیتے جی بھی اور ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی اپنے کسی معاملہ میں یا اپنی سیرت و رائے میں کبھی حضور علیہ السلام کی رائے و حکم سے تجاوز نہ کیا اور اسی شان پر وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس ذات کی قسم جس نے بیچ آگیا روح پیدا کی ان سے محبت وہی کرتا ہے جو مومن فاضل ہوتا ہے اور ان سے بغض و مخالفت وہی رکھتا ہے جو دین سے نکلنے والا بد بخت ہوتا ہے۔ ان کی محبت و نیکی ہے۔ ان کا بغض بد دینی ہے پھر آپ نے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابو کو کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا حالانکہ آپ علیہ السلام کو علم تھا کہ علی بھی یہاں موجود ہے۔ پھر یہ ذکر کیا کہ میں (علی) نے دست ابو بکر پر بیعت بھی کی ہے۔ پھر ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر نے اپنے بعد حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا

پھر فرمایا خبردار! اب مجھے کسی کے بارے پر خبر نہ پہنچے کہ وہ شیخین سے بغض رکھتا ہے وگرنہ میں اسے مفتری والی سزا دوں گا یعنی اسی کوڑے۔ اس کو ابوذر حروی نے روایت کیا۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۸۴)

الحديث الثامن والسبعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه الدارقطني من طرق۔
حدیث 278۔ اسی کو امام دارقطنی نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے۔ (الموتلف المختلف ج ۹۲ ص ۹۲)

الحديث التاسع والسبعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه قال لا يفضلني احد علي ابى بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما الا جلدته حد المفقور اخرجه ابن عساكر۔
حدیث 279۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی مجھے حضرت ابو بکر و عمر پر فضیلت نہ دے گا میں اسے بہتان تراش کی سزا دوں گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳ ص ۳۸۳ ج ۴ ص ۳۶۵)

الحديث الثمانون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال رحم الله ابا بكر زوجني ابنته وحملني الى دار النجور واعتق بلالا من ماله وما نفعتني مال في الاسلام الا مال ابى بكر اخرجه الترمذی۔

حدیث 280۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ ابو بکر پر نازل کرے انہوں نے اپنی بیٹی میرے عقد میں دی۔ مجھے دارالہجر تک میرا بوجھ اٹھایا۔ اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ مجھے اسلام میں سوا ابو بکر کے مال کے کسی مال نے نفع نہیں دیا۔“

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ (سنن ترمذی ۱۲/۳: ج ۵ ص ۶۳۳)

الحديث الحادى والثمانون بعد المائتين: عن على رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ما نفعنى مال قط ما نفعنى مال ابى بكر رضى الله تعالى عنه فبكى ابو بكر رضى الله تعالى عنه فقال هل انا و مالى الا لك يا رسول الله اورده ابن كثير و اورده هذه الاحاديث السبعة ابن حجر فى الصواعق المحرقة۔

حدیث 281۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا وہ کسی مال نے نہ دیا (یہ سن کر) حضرت ابو بکر رو دیے اور عرض کی میں بھی آپ کا ہوں میرا مال بھی آپ کا ہے۔ اس کو ابن کثیر نے روایت کیا۔ ان مات احادیث کو علامہ بن حجر مکی رحمۃ اللہ نے الصواعق المحرقة میں ذکر کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۰۱)

الحديث الثانى والثمانون بعد المائتين: عن على رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم بدر لابي بكر و عمر رضى الله تعالى عنه مع احد كما جبرئيل ومع الآخر ميكائيل عليهما السلام اخرجه احمد۔

حدیث 282۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن ابو بکر و عمر کو فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہیں۔ علیہما السلام w۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۱۲/۵۶، ج ۱۱ ص ۱۲۷)

الحديث الثالث والثمانون بعد المائتين: عن على رضى الله تعالى عنه مرفوعاً اخرجه ابو يعلى۔

حدیث 283۔ اسی کی مثل ابو یعلیٰ نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ ج ۱ ص ۲۸۳، رقم: ۳۴۰)

الحديث الرابع والثمانون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم واورده هذه الاحاديث الثلاثة السيوطي في تاريخ الخلفاء له.

حدیث 284۔ اسی کی مثل حاکم نے مرفوعاً روایت کی اور ان تین حدیثوں کو علامہ سیوطی نے نیز الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (مترک حاکم: ۴۳۳۰، ج ۳ ص ۷۲)

الحديث الخامس والثمانون بعد المائتين : عن محمد بن عقیل بن علی ابن طالب رضي الله تعالى عنه انه قال يوماً وهو في جماعة من الناس من اشجع الناس قالوا انت يا امير المؤمنين قال اما اني ما باشرت احدا الا انتصفت منه ولكن اشجع الناس ابو بكر رضي الله تعالى عنه لما كان يوم بدر جعلنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عريشاً وقلنا من يكون مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم لئلا يصل اليه احد من المشركين فوالله ما دنى احد منا الا ابى رضي الله تعالى عنه شاهر السيف على رأس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال واجتمع عليه المشركون بمكة فهذا يتلثله وهم يقولون جعلت الالهة واحداً فوالله ما دنى منا اليه احد الا ابو بكر رضي الله تعالى عنه يضرب هذا ويخاء هذا ويتلثل هذا ويقول ويلكم اتقتلون رجلاً ان يقول الله ثم قال علي رضي الله تعالى عنه نشدتكم بالله امو من آل فرعون خير ابو بكر رضي الله تعالى عنه قال سكت القوم فقلا لا تجيبوني والله لساعة ابي بكر رضي الله تعالى عنه خير من ملأ الارض من مؤمن آل فرعون مؤمن فرعون رجل يكتنم ايمانه و ابو بكر رضي الله تعالى عنه رجل اعلن ايمانه اخرج ابن السمان في كتاب الموافقة.

حدیث 285۔ محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا (بتاؤ تو) لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ۔ آپ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے ہمسر کو ہی ہاتھ ڈالتا ہوں۔ لیکن لوگوں میں سب سے بہادر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب بدر کا دن تھا تو ہم نے حضور علیہ السلام کے لئے ایک مائبان بنایا اور مشورہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تا کہ آپ تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو قسم بخدا ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا سوا ابو بکر کے کہ آپ شمشیر بے نیام لے کر آپ علیہ السلام کا پہرہ دینے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ایک دفعہ) مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر مشرکین جمع ہو گئے تھے کوئی آپ کو ادھر کھینچتا کوئی ادھر اور وہ کہتے تھے تم ہی وہ شخص ہو جو ایک خدا کے قائل ہو۔ اللہ کی قسم ایسے میں حضور علیہ السلام کو بچانے کی ہم میں سے سوا ابو بکر کے کسی کو ہمت نہ پڑی۔ آپ آگے بڑھے ادھر سے اس کو ہٹایا ادھر سے اس کو گرایا اور آپ لوگوں کو فرماتے تھے تمہاری خرابی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ۔ آل فرعون میں سے ایمان لانے والا شخص اچھا یا ابو بکر راوی نے کہا ہاں ناموش رہے تو آپ نے فرمایا مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو اللہ کی قسم ابو بکر کا ایک پل مومن آل فرعون کی زمین بھر نیکیوں سے بہتر ہے۔ مومن آل فرعون ایسے شخص تھے جو اپنے ایمان چھپاتے تھے اور ابو بکر ایسے شخص جو اپنے ایمان کا بانگ و حل اعلان کرتے تھے۔ اس کو ابن السمان نے کتاب الموافقة میں روایت کیا۔ (مسند بزار ج ۳ ص ۱۳، رقم: ۷۶۱)

الحديث السادس والثمانون بعد المائتين: عن محمد بن عقیل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ اخرجہ صاحب الفضائل و اوردہما الطبری فی ریاض النظرۃ.

حدیث 286۔ اسی کی مثل محمد بن عقیل ہی سے صاحب الفضائل نے روایت کیا اور ان دونوں حدیثوں

کو محب طبری نے ریاض النضر میں ذکر کیا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۶۴)

قلت فجميع هؤلاء والرواة عن علي كرم الله وجهه ثلاثة وخمسون نفرًا هم محمد ابن علي ابن ابي طالب المعروف بأن الحنفية و ابو جحيفة و عبد خير والحسن بن علي و صعصعة بن صوحان والنزال بن سبرة و سويد بن غفلة اسيد بن صفوان و عقيل ابن ابي طالب و سعيد ابن المسيب و علقمة بن قيس و عبد الله بن سلمة و عبد الرحمن بن عوف، و ابو موسى الاشعري و ابو الطفيل وزادان و ابو الجعد و ابو وائل و اصبح بن نباتة و شريح القاضي و حسن البصري و ابو الزناد و عمرو بن حريث و ابو مخبذ و عبد الله بن كثير و يحيى ابن شداد و صلة بن زفر و علي زين العابدين و محمد الباقر و الحارث الاعور و الشعبي و زبير جيش و ابو اسحاق و ابو مطرف و موسى بن شداد و ابن عباس و جابر بن عبد الله و ابن عمر و قيس الخارني و عمرو بن سفيان ث ابن ابي ليلى و ابو البختري عطية العوفى و الحكم بن حجل و كثير و الدالحسن و الهمداني و انس و عمار بن ياسر و ابن شهاب و مطرف و محمد بن حاطب و محمد بن عقيل و هذا يحسبنا اطلعنا عليه من الكتب الموجودة عندنا من بعضها لا كلها وقد قال العلامة الخريز الفهامة الشيخ محمد اكرم النصر پورى فى كتابه المسمى بأحراق الروافض ان رواة افضلية ابي بكر على على رضى الله تعالى عنهما و فى معناها عن سيدنا على كرم الله تعالى وجهه نفسه قريب من مائة وعشرين نفرًا فلا يشك منصف بل ذو فهم مطلقًا فى ثبوت هذه الدعوى بالتواتر و ان الرافضة الذين ادعوا نقيض هذه الدعوى مخالفون لما ثبت عن البعض عندهم بالتواتر انتهى -

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسالہ میں مذکور یہ حدیث روایت کرنے والے 53 افراد ہیں جو یہ ہیں۔

1. محمد بن علی بن ابی طالب المعروف ابن حنیفہ

2. ابو جحیفہ 3. عبد خیر

4. حسن بن علی 5. صعصعہ بن صوحان

6. زوال بن سبرۃ 7. سوید بن غفلۃ

8. اسیر بن صفوان 9. عقیل بن ابی طالب

10. سعید بن مسیب 11. علقمۃ بن قیس

12. عبد اللہ بن سلمۃ 13. عبد الرحمن بن عوف

14. ابو موسیٰ اشعری 15. ابو الطفیل

16. زاذان 17. ابو الجعد

18. ابو وائل 19. اصح بن بناتہ

20. شرحبیل النخعی 21. حسن بصری

22. ابو الزنا 23. عمرو بن حریر

24. ابو مجلز 25. عبد اللہ بن کثیر

26. یحییٰ بن شداد 27. صلۃ بن زفر

28. علی زین العابدین 29. محمد الباقر

30. حارث اعور 31. شعبی

32. زرار بن حبیش 33. ابو اسحاق

34. ابو مطرف 35. موسیٰ بن شداد

36. ابن عباس 37. جابر بن عبد اللہ
38. ابن عمر 39. قیس غارنی
40. عمرو بن سفیان 41. ابن ابی لیلیٰ
42. ابوبختری 43. عطیہ عونی
44. حکم بن حنبل 45. کثیر
46. حمدانی 47. انس
48. عمار بن یاسر 49. ابن شہاب
50. مطرف 51. محمد بن حاتم
52. محمد بن عقیل۔

یہ اس کے مطابق ہے جو ہم نے اپنے پاس موجود کتب میں سے بعض کتابوں سے تلاش کر کے بیان کیا مکمل کتابوں سے ابھی بیان نہیں کیا وگرنہ الحبر العلامة التحریر الفحامة شیخ محمد اکرم نصر پوری رحمہ اللہ نے تو اپنی کتاب "احراق الروافض" میں یہاں تک فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی روایت کرنے والوں کی تعداد قریب 120 افراد کے لئے ہے تو اب ایک انصاف پسند بلکہ ایک سمجھ رکھنے والے شخص کو اس دعویٰ فضیلت کے تواتر کے ساتھ ثابت ہونے میں اور اس بات میں کہ رافضی جو اس کے خلاف کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کے خلاف ہے۔ ان کے نزدیک معصوم سیدنا علی سے بالتواتر ثابت ہے۔ کچھ بھی شک نہیں ہونا چاہیے۔ ان کا گواہ ہوا۔

قال السيد السهودي وجاء ذلك من جمع من طرق كثيرة بحيث يجزم من يتبعها بصدور هذا القول عن علي رضي الله تعالى عنه ولهذا قال ابو الازد سمعت عبد الرزاق يقول افضل الشيخين بتفضيل علي رضي الله تعالى عنه

ایا ہما علی نفسه ولو لم یفضلہما ما فضلتهما کفی بی ارزاء ان احب علیاً ثم اختلف قوله وقد قال الحافظ الذہبی وقد تواتر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی خلافته و علی کرسی مملکتہ و بین الجم الغفیر من شیعته ثم بسط الاسانید لذلك قال و یقال رواہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیف و ثمانون ذکر منهم عبد خیر و اباجحیفہ و ابن عباس و اباهریرۃ و عمرو بن حریت و غیرہم کلہم عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فکیف یسمع للتمسک لحبل العترۃ النبویۃ ان یعدل عما ثبت عن امامہم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال الحافظ السیوطی فی تاریخ الخلفاء ناقلاً عن الحافظ الذہبی ان ہذا متواتر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلعن اللہ الرافضۃ ما اجهلہم انتہی کلام السیوطی و قال ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة انہ قد تواتر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انتہی ۔

یہ سمجھو دی رحمہ اللہ نے فرمایا! یہ بات ایک جماعت سے اس قدر کثیر طرق سے مروی ہے کہ جو ان کا تتبع کرے تو اسے اس بات کا یقین کامل حاصل ہو جائے کہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی فرمائی ہے۔ اسی وجہ سے ابو الازھر نے فرمایا میں نے عبدالرزاق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں شیخین کی تفضیل اس لئے بیان کرتا ہوں کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے آپ سے افضل بتایا ہے۔ اگر آپ نے ان کی افضلیت بیان نہ کی ہوتی تو میں بھی نہ کرتا۔ میری بربادی کو اتنا ہی کافی ہے کہ میں مولائے کائنات سے محبت بھی کروں اور پھر ان کے فرمان میں ان کی مخالفت بھی کروں۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس امت میں نبی

امت مصلیٰ علیہ السلام کے بعد نب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں ان کے بعد سیدنا فاروق اعظم ہیں اور یہ بات کب بیان کی اپنی خلافت کے دوران۔ کہاں؟ تحت سلطنت پر۔ کن کے درمیان؟ اپنے عالیٰ مجاہد کے جم غفیر کے درمیان۔ پھر امام ذہبی نے اس کی اسانید صحیحہ خوب شرح و بسط کے ساتھ بیان کی اور فرمایا کہا جاتا ہے کہ اس بات کو آئی سے اوپر افراد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان میں سے عبد خیر، ابو جحیفہ، ابن عباس، ابو ہریرہ، عمرو بن حرث اور ان کے علاوہ ہیں۔ یہ سارے کے سارے مولیٰ علی سے روایت کرنے والے ہیں۔ اب جو اولاد نبوی کا دامن پکڑنے والا ہے وہ اس بات سے کیونکر منہ موڑ سکتا ہے جو حضرت عطر محمدیہ کے امام یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں حافظ ذہبی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ بات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتر اثبات ہے۔ اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت کرے یہ کتنے جاہل لوگ ہیں۔ اتنی علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فرمان بھی صواعق محرقة کے حوالے سے نقل کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان تواتر اثبات ہے کہ اس امت میں بعد نبی امت علیہ السلام کے سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر۔ اتنی۔

اعتراض:-

ان قبل قد اجابت الشعية الشنيعة عن جميع هذه الاحاديث الواردة عن علي كرم الله وجهه و رضی عنه في تفضيل الشيخين رضی اللہ تعالیٰ عنہما و احدهما علی نفسه بان هذا القول عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما كان الا تقية و خوفا علی نفسه من الناس۔

اگر یہ کہا جائے کہ مخالفین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ان تمام احادیث کا کہ جن میں آپ نے شیخین دونوں کو یا ایک کو خود سے افضل بتایا ہے۔ یہ جواب دیا ہے کہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور تقیہ لوگوں سے ڈرتے ہوئے کہی تھی۔

جواب:

قلت الجواب عنه علی وجوہ ستہ۔

الاول ان نسبة اخفاء الحق تقيہ وخوفاً لا تصح الى مثل هذا الامام الجليل و
 الخبر الجليل الذي هو من اشجع الناس في حروبه وكان من الباذلين لانفسهم
 في سبيل الله المجاهدين لا علاء كلمة الله الذين لا يخافون في اظهار دين الله
 لومة لائم وهو اسد الله و اسد رسوله صلى الله عليه وآله وسلم بل لا تصح
 نسبة مثل هذا الى احد من خدامه المستفيضين من فيضه بل ولا خدام
 خدامه۔

میں کہتا ہوں اس قول کے چھ جواب ہیں۔

۱۔ تقيہ و خوف کے طور پر اس ہستی کی طرف حق چھپانے کی نسبت کرنا بالکل صحیح نہیں وہ ہستی جو امام طویل
 نبی ہے جبر جلیل بھی ہے اور اپنی جنگوں میں بہادر زمان بھی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو اپنی
 جانیں لوٹانے والوں میں سے ہیں۔ علائے کلمۃ اللہ کرنے والے ان مجاہدین میں سے ہیں۔ جنہیں
 دین خداوندی کو غلبہ دلانے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا کچھ خوف نہیں ہوتا ارے وہ تو اللہ کی شید ہیں
 رسول اللہ کے شیر ہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں یہ نسبت تو آپ نے اس غلامی کی طرف کرنا بھی صحیح نہیں جو
 آپ کے فیضان سے مستفیض ہے۔ بلکہ آپ کے علاقوں کے غلام بھی اس نسبت سے بری ہیں۔ عروطل و
 علی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ۔

الثانی ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر هذا التفضیل علی رؤس الاشہاء وفی
 اثناء خطبته بکوفۃ ایام خلافتہ علی العباد کہا وقع التصریح بہ فی كثير من
 الاحادیث السابق ذکرها وقد صرح الزرقانی فی شرحہ علی المواہب اللدنیۃ
 فی آخر الفصل الثانی من المقصد الثالث ناقلاً عن الحافظ السيوطی بأن علیاً

رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یدخل الکوفة الا فی خلافته بعد قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہی . فکیف یخاف مثل هذا الشجعان فی مثل هذا الوقت الذی هو فی غایة الغلبة والسلطان مع ارجح الاحتمال الخلفاء الکرام الثلاثة الذی یتوحد الشیعة التقیة فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسببهم الی دار الرضوان فهل هذا الا قول مفتری لیس لهم علیہ برهان -

۲۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مقام افضلیت خلق خدا پر حاکم ہونے کی حالت میں قیام کو ذی دوران برسر عام اپنے خطبہ میں بیان کیا جیسا کہ کثیر احادیث میں اس کی صراحت گزر چکی ہے۔ امیر زرقانی رحمہ اللہ نے اپنی شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ مقصد ثابت فصل ثانی کے آخر میں حافظ بیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ شہادت عثمان کے بعد بن خلیفہ بنے کوفہ میں داخل نہیں ہوئے انتہی۔ ایسا عظیم بہادر اپنے ایسے انتہائی غلبے اور بادشاہی کے وقت میں کیونکر کسی سے خوف کھا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم تو اس وقت دار دنیا سے دار جنت کی طرف فرما چکے تھے کہ جس کے ہونے سے اہل تشیع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت تقیہ اور خوف کے وہم نہ پڑے۔ یہ بات تو کئی بہتان تراش ہی کہہ سکتا ہے شیعوں کو پاس اس بات پر کوئی دلیل نہیں۔

الثالث یروہ ما نقله المحب الطبری رحمه الله في رياض النضرة عن سيد جعفر بن محمد الصادق رضي الله تعالى عنه انه لما سئل عن ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما قال اتبرا ائبرا ائبرا ممن تبرا ائبرا منهم فقیل له لعلک تقول هذا تقیة قال اذن انا برئ من الاسلام ولا نالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم انتہی ویردہ ایضاً ما اورده الطبری فی ریاض النضرة ایضاً عبد اللہ بن الحسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد سئل عن ابی بکر وعمر رضي الله تعالى عنهما فقال افضلهما واستغفر لهما فقیل له لعل

هذا تقية وفي نفسك خلافه فقال لا نالتني شفاعۃ محمد صلى الله عليه وآله وسلم ان كنت اقول خلاف ما نفسي انتهی ويرده ايضاً ما اورده ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة قال اخرج الدار قطني بطرق مختلفة عن سالم بن ابي حنيفة قال دخلت على جعفر بن محمد وهو مريض فقال اللهم اني ارجو ابا بكر وعمر رضي الله عنهما واتو لاهما اللهم ان كان في نفسي غير هذا فلانا تسنى شفاعۃ محمد صلى الله عليه وآله وسلم انتهی ويرده ايضاً ما اورده ابن حجر المكي في الصواعق ايضاً قال اخرج الدار قطني وغيره عن محمد الباقر انه لما سئل عن الشيخين فقال اني اتولاهما فقليل له انهم يزعمون ان ذلك تقية فقال انما يخاف الاحياء ولا يخاف الاموات انتهی -

۳۔ اس بہتان کا رد وہ روایت میں بھی کرتی ہے جس کو محب طبری رحمہ اللہ نے ریاض النضرۃ میں سیدنا جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب ان سے شیخین کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا "میں تیرا بازو سے بیزا رہوں میں ان کی باتوں سے بری ہوں۔ کہا گیا شاید کہ آپ یہ گفتگو بطور تقیہ کر رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا اگر ایسا ہو تو میں اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھوں اور مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔ اتھی۔ (فضائل صحابہ للدارقطنی ۲۹:، ریاض النضرۃ ص ۶۹)

یز اس کا رد وہ روایت بھی کرتی ہے جس کو محب طبری رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب ان سے شیخین کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا میں ان کی کنفیصل بیان کرتا ہوں اور ان کے لئے دعائے بخش کرتا ہوں۔ کہا گیا شاید یہ بیان تقیہ پر مبنی ہے۔ آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے۔ ارشاد فرمایا اگر میں اپنے دل کے خلاف کہوں تو مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔ اتھی۔

(فضائل صحابہ للدارقطنی: ۶۷، ریاض النضرۃ ص ۶۹)

اس کی تردید اس روایت سے بھی ہوتی جس کے بارے علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "صواعق محرقہ" میں فرمایا کہ اس کو دارقطنی نے حضرت سالم بن ابی حفصہ سے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے۔ سالم بن ابی حفصہ نے فرمایا میں جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ بیمار تھے۔ آپ نے بارگاہ یزل میں یوں عرض کی۔ "اے اللہ میں شیخین سے محبت کرتا ہوں اور انہیں اپنا ولی جانتا ہوں۔ اے اللہ اگر میرے دل میں میری اس معروض کے علاوہ کچھ اور ہو تو مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ دے۔" (فضائل صحابہ للدارقطنی ۲۸، الصواعق المحرقة ص ۱۵۹)

اس کا رد اس روایت سے بھی ہو جاتا ہے۔ جسے ابن حجر مکی ہی نے صواعق محرقہ میں بیان کرتے ہوئے کہا اس کو دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے جب شیخین کے بارے پوچھا تو فرمایا میں تو ان کو اپنا ولی جانتا ہوں۔ کہا گیا لوگوں کا گمان ہے کہ اس فرمان کی بناء تقیہ پر ہے۔ انہوں نے ہوا ڈرتے تو زندہ ہیں۔ جو ہوں ہی قریب المرگ وہ کسی سے کیا ڈریں گے۔ اتھی۔ (فضائل صحابہ للدارقطنی ۴۲، الصواعق المحرقة ص ۱۷۹)

الرابع انه يرد هذا القول جميع الاحاديث للمرفوعة والموقوفة الآتية في القسم الثاني بعد هذا الرقبة عن غير علي رضي الله تعالى عنه من الجمل الغفر من الصحابة وغيرهم رضي الله عنهم.

۴۔ فصل ثانی میں مذکور وہ تمام احادیث مرفوعة اور موقوفة جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام و ائمہ علیہم السلام کے جم غفیر سے مروی ہیں وہ بھی اسے قول کی تردید کرتی ہیں۔

الخامس ان نسبة هذه التقية الى حضرت سيدنا علي رضي الله تعالى عنه يستلزم تنقيصه من نسبها اليه ولا شك ان هذا اخراج له من اكابر الدين و اعالي المتقين الذين مدحهم الله سبحانه في تنزيله بقوله ولا يخافون الى الله لومة لائم معاذ الله تعالى عن مثل هذا القول القبيح والكذب المذموم

فبإلله كيف يجترى الملاحدة على مثل هذا الامر العظيم الذي لا يقفوه بمثله ولا يعتقد بشبهه الا من لا خلاق له في الآخرة۔

۵۔ اس جملہ شیعہ کی نسبت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا اس بات کو لازم ہے کہ نسبت کرنے والے نے آپ رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان کی ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنا آپ رضی اللہ عنہ کو اکابر اہل دین اور بلند پایہ متقین کی صف سے خارج کرنا ہے جن کی مدح میں اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب منزل میں ارشاد فرماتا ہے۔ ”يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ“۔ (المائدہ: ۵۴) ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔“

اللہ کی پناہ وہ اس قول قبیح اور کذب صریح سے بلند و بالا ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں عرض افسوس ہے کہ یہ ملحد اتنی بڑی بات کہنے پر کیسے جرأت کر لیتے ہیں۔ ایسی بات کا قائل وہ معتقد تو ہی ہو سکتا ہے۔ جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ الامان والحفیظ۔

السادس ان تجویز مثل هذه التقية على مثل سيدنا على رضی اللہ عنہ وسائر اهل بيته الكرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یودی الى رفع الوثوق بأقوالهم وفعالهم فان معنى التقية الكذب خوفا من الناس ولا ريب انه ذا وجب الكذب عليهم لم يؤمن ان يكون باعند اولئك الاتقياء الكرام الكذب لخوفهم من الناس ان اظهروا مخالفتهم وهذا الامر سما تقشعز منه الجلود ومن هذا التحقيق الحقيق بالقبول ظهر ان ما رفته الرافضة الذين هم اكذب الناس من الامام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انه قال التقية ديني ودين آبائي فهو كذب وافتراء عليه معاذ الله ان ينسب مثل هذه القبائح الى مثل امثال هذا الطور الشاخص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶۔ اس طرح کے تقیہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور تمام ہی اہل بیت کرام کے لئے روادکھنا ان کے اقوال و افعال پر سے اعتماد کو اٹھا دے گا۔ کیونکہ تقیہ کا معنی یہی ہے کہ لوگوں کے ڈر سے جھوٹ بول دینا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ان پر جھوٹ ثابت ہو جائے گا تو مطلب یہ ملے گا کہ ان القیائے کرام کے نزدیک لوگوں کے ڈر اور انکے خلاف اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی صورت میں لوگوں کی مخالفت کے اندیشہ سے جھوٹ بولنا۔۔۔ چاہیے۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے کہ جس سے روٹے کھڑے ہو جائیں۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ جو ان رافضیین کذا بین زمانہ نے امام جعفر صادق سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ”تقیہ میرا بھی دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا بھی دین ہے“۔ یہ جھوٹ ہے اور امام جعفر پر بہتان ہے۔ ایسی قبیح باتیں اس جیسے امام جبل شامی کی طرف منسوب کرنے سے اللہ کی پناہ رضی اللہ عنہ

قلت اذا تأمل المومن فيما ورد عن علي رضي الله عنه في باب الافضلية معرضا عن التعصب يتيقن انه قال بياناً لما هو الواقع عند الله تعالى في اعتقاده رضي الله تعالى عنه ولم يقله تقيية كما يقول الرافضة الجهولة ولم يقله هضماً لنفسه كما توهم صاحب الرسالة المردودة.

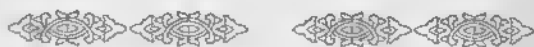
مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جب بندہ مومن تعصب سے پاک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ان روایات افضلیت میں غور کرے گا تو اسے یقین حاصل ہو جائے گا کہ جناب امیر اسی کی وضاحت و ترجمانی کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کے اعتقاد میں موجود ہے اور آپ نے یہ بات از روئے تقیہ نہیں کی جیسا کہ جاہل رافضی کہتے ہیں اور نہ ہی اپنا حق چھوڑنے کے لئے کہی ہے جیسا کہ اس مردود رسالے والے نے وہم کیا ہے۔

فائدة عجیبة قال فی کتاب انس ذوی العقول و الالباب فی مناقب الرسول و الاصحاب عن ابی العباس السراج قال سمعت اسماعیل بن المحارب عن شیخ

ذکرہ قال اجتمع قوم من الرافضة فقالوا ارانيتم احدا اكثر فضولا من امير المؤمنين علي رحمه الله لم يرض ان قال خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر رضي الله عنهما حتى صعد المنبر فقال الا اتي خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر رضي الله عنه ما كان اكثر فضوله انتهی۔

بیتین فائدہ:

کتاب انس ذوی العقول والالباب فی مناقب الرسول والا صحابہ میں حضرت ابو العباس السراج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے اسمعیل بن عمار کو اگلے شیخ کے واسطے سے ذکر کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ رافضیوں کی ایک جماعت کا اکٹھ ہوا آپس میں کہنے لگے کیا تم امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی فضل کرنے والے کو جانتے ہو آپ رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھے بغیر مقام افضلیت شیخین کو بیان کرنا پسند ہی نہیں۔ یہاں تک کہ منبر پر چڑھے اور ٹی الاعلان کہا سنو! اس امت میں بعد نبی امت علیہ السلام کے سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کتنا زیادہ فضل کرنے والے تھے۔ اتنی



باب دوم :-

القسم الثاني :-

مرويات صحابه رضي الله عنهم
في تفصيل ابي بكر، شيخين، خلفاء ثلاثة رضي الله عنهم

القسم الثاني : فيما روى عن غير علي رضي الله تعالى عنه من سائر الصحابة في تفضيل ابي بكر او الشيخين او الخلفاء الثلاثة على غيرهم رضي الله تعالى عنهم .

دوسری قسم : یہ قسم ان روایت کے بارے میں ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم علاوہ دیگر صحابہ سے اکیلے حضرت ابوبکر یا شیخین یا خلفائے ثلاثہ کی دیگر صحابہ دامت پر فضیلت کے حوالے سے مروی ہیں۔

الحديث الاول : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا نفاضل على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فتقول ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا ينكره اخرجه الترمذي فهذا نص صريح في كون هذا الحديث مرفوعاً وما وقع في بعض الرواية نحو هذا موقوفاً فلا شك الموقوف في الافضلية كالمرفوع لكونها سما لا يدرك بالرأى والاجتهاد .

حدیث ۱۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت میں اول نمبر پر بتاتے تھے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس کا کوئی انکار نہ فرمایا یہ مضمون اس حدیث کے مرفوع ہونے اور اسی مضمون کی جو چند اور روایات وارد ہوئی ہیں۔ ان کے موقوف ہونے میں نص صریح ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث موقوف مسئلہ فضیلت میں حدیث مرفوع ہی کی طرح ہے۔ کیونکہ اسی طرح کے مضامین قیاس و کوشش سے نہیں جانے پاتے۔ (المعجم الاوسط: ۸۷۰۲)

الحديث الثاني : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا نخير بين الناس في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله

عنہم اخرجه البخاری۔

حدیث 2۔ امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابن عمر سے راوی آپ نے فرمایا: ہم زمانہ نبوی میں لوگوں کے درمیان درجہ افضلیت بیان کرتے تھے تو سب سے بہتر حضرت ابو بکر کو کہتے ان کے بعد حضرت عمر کو اور ان کے بعد حضرت عثمان کو۔ (صحیح بخاری: ۳۶۵۵)

الحديث الثالث: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا نعدل بأبي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم ثم نترک اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم لا نفاضل بينهم اخرجه البخاری فی صحیحہ واورده فی تذكرة القاری..... رجال البخاری والصواعق المحرقة۔

حدیث 3۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہم زمانہ مصطفوی میں کسی کو حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان کے برابر نہ جانتے تھے اور ان کے بعد ہم دیگر صحابہ کے مابین افضلیت بیان نہ کرتے تھے۔ اس حدیث کو ”تذکرۃ القاری بحل رجال البخاری“ میں روایت کیا گیا ہے اور ”الصواعق المحرقة“ میں بیان کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۷)

الحديث الرابع: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا وفينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نفضل ابا بكر وعمر رضي الله عنهما وعثمان وعلياً رضي الله عنهم اخرجه ابن عساکر واورده ابن الحجر المکی فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 4۔ ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے اپنے درمیان تشریف فرما ہوتے ہوئے سب سے افضل حضرت ابو بکر کو ان کے بعد حضرت عمر کو ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت علی کو کہتے تھے۔ اس روایت کو ابن حجر

رحمہ اللہ نے العوائق المحرقة میں بیان کیا ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۱۶۴)

الحديث الخامس : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذات هذا بعد طلوع الشمس قال رايت قبل الفجر كافي اعطيت المقاتل والموازن فاما المقاتل فلهي للفاتح واما الموازن فهذه التي توزن بها فوضعت في كفة ووضعت امتي في كفة فوزنت بهم فرجحت ثم جئني بابي بكر رضي الله عنه فوزن بهم فرجج ثم جئني بعمر فوزن بهم فرجج ثم جئني بعثمان فوزن بهم فرجج ثم رفعت اخرجه احمد في مسنده .

حدیث 5۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی سند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا ایک دن سورج طلوع ہونے کے بعد علی الصبح رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج رات قبل فجر میں نے ایک خواب دیکھا کہ مجھے مقابلہ یعنی کجیاں اور موازن یعنی ترازو عطا کئے گئے ہیں۔ پھر ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور ایک میں میری امت کو تو میں ان سب پر غالب آگیا۔ پھر حضرت ابو بکر کو ساری امت کے مقابلے میں لایا گیا اور وزن کیا گیا تو ابو بکر سب پر غالب آگئے۔ پھر حضرت عمر کو (جمع امت) ان سب کے مقابلے میں لا کر رکھا گیا تو عمر سب پر غالب آگئے۔ پھر اسی طرح حضرت عثمان بھی سب پر غالب آگئے پھر وہ ترازو اٹھا لئے گئے۔ (مسند امام احمد: ۵۳۶۹)

الحديث السادس : عن ابن عمر رضي الله عنهما بنحو هذا اللفظ اخرجه الترمذي في جامعه قال الترمذي وفي الباب ابى بكر وسمرة واعرابي يقال له جبر انتهي ورجان كل على قدر كما له و فضله عند الله تعالى فهذا نص جلي على الافضلية المطلقة .

حدیث 6۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے امام ترمذی نے جامع ترمذی میں روایت کی اور فرمایا کہ مضمون حضرت ابی بکرۃ حضرت و مرۃ اور ایک اعرابی کسی جبر سے بھی مروی ہے۔ اُنھی۔

(مسند عبد بن حمید: ۸۵۰، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۸۷ و رجالہ الثقات)

یہاں پھر ایک کاغلبہ اسی حساب سے ہے جتنا اللہ کے ہاں اس کا فضل و کمال ہے۔ یہ حدیث انفسیہ مطلقہ پر روشن نص ہے۔

الحديث السابع: عن ابن عمر رضي الله عنهما بنحو هذا اللفظ اخرجه الاربعين واورده المحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 7۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے اربعین میں روایت کی گئی ہے جیسے ریاض النضرة میں کیا گیا ہے۔ (الریاض النضرة ص ۶۲)

الحديث الثامن: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قيل لعمر الا تستخلف ان اترك فقد ترك من هو خير مني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استخلف من هو خير مني ابوبكر الصديق رضي الله عنه متفق على اخرجه في فضائله واورده الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 8۔ امام طبری رحمہ اللہ نے ریاض النضرة میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے ہوا اگر میں تمہیں بلا خلیفہ چھوڑ دوں تو مجھ سے افضل ذات رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمیں بغیر خلیفہ چھوڑا اور اگر خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھ سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اس حدیث صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔ (مسند ابوداؤد الطیالسی: ۲۶، مسند امام احمد: ۳۲۲)

الحديث التاسع: عن ابن عمر رضي الله عنهما بنحو هذا اللفظ في ضمن حديث طويل اخرجه ابن السمان في الموافقة واورده الطبري في الرياض النضرة۔

فضل وفات عمر رضی اللہ عنہ۔

حدیث 9۔ اسی کی مثل ایک طویل حدیث کے ضمن میں ابن عمر سے ہی ابنا السمان نے الموافقہ میں روایت کی ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ فصل وفات عمر میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۴۱۴)

الحديث العاشر: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا بکر و عمر رضي الله عنهما هذان سيدا كهول اهل الجنة الا النبيين والمرسلين اورده الترمذی۔

حدیث 10۔ امام ترمذی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی نسبت فرمایا: یہ دونوں علاوہ انبیاء و مرسلین کے سب جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (سنن ترمذی: ۵۶۶۵ ج ۵ ص ۶۱۱)

الحديث الحادی عشر: عن الشعبي مرفوعاً بنحو هذا اللفظ اخرجه الغيلاني حدیث 11۔ اسی کی مثل غیلانی نے امام شعبی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الغیلانیات: ۱۲)

الحديث الثاني عشر: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا نقول و رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حي افضل هذه الامة محمد صلى الله عليه وآله عليه وآله وسلم بعده ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم اخرجه خيثمة بن سليمان۔

حدیث 12۔ خيثمة بن سليمان حضرت ابن عمر سے راوی آپ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے جیتے جی کہا کرتے تھے۔ اس امت کے سب سے بہترین فرد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمان ہیں۔

الحديث الثالث عشر: عن ابن عمر رضي الله عنهما كنا نتحدث في حياة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه اوفر ما كانوا ان خير هذه الامة بعد

نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم اخرجہ خیشمہ بن سلیمان ایضاً۔ حدیث 13۔ خیشمہ بن سلیمان نے ہی حضرت ابن عمر کے حوالے سے روایت کی آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں جبکہ آپ علیہ السلام کے صحابہ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئے تھے یہ کرتے تھے کہ بعد نبی امت علیہ السلام کے افضل امت حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان W میں۔ (جزء من حدیث خیشمہ: 9)

الحديث الرابع عشر : عن ابن عمر رضي الله عنهما بنحو هذا اللفظ اخرج الحاكمي وزاد فيبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا ينكره۔ حدیث 14۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے حاکمی نے روایت کی اس میں یہ زائد ہے کہ جب یہ بن رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ انکار نہ فرماتے۔

الحديث الخامس عشر : عن ابن عمر رضي الله عنهما بمعنى هذا اللفظ ايضاً وزاد في آخره فيبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا ينكره اخرج الطبراني واورده ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة۔ حدیث 15۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے امام طبرانی نے روایت کی ہے اور امام ابن حجر مکی اے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے رحمہما اللہ۔ اس کے آخر میں اتنا زائد ہے کہ حضور علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی آپ انکار نہ فرماتے۔ (الصواعق المحرقة ص 195)

الحديث السادس عشر : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا نقول في زمان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خير الناس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم ابوبكر ثم عمر ثم عثمان واورده الطبري في الرياض النضرة۔ حدیث 16۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے "خير الناس" رسول اللہ ﷺ ہیں پھر حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں اور پھر حضرت عثمان ہیں۔

اس کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۵۷)

الحديث السابع عشر : عن ابن عمر رضي الله عنهما افضل ائمتكم بعد نبينا ابوبكر وعمر رضي الله عنهما اخرج ابن السمان قلت هذا حديث مشهور عن ابن عمر رضي الله عنه قد رواه خير واحد من ائمة الحديث وهذه الروايات كلها نص جلي في الافضلية المطلقة التي هي مدعى اهل السنة والجماعة۔

حدیث ۱۷۔ ابن السمان نے روایت کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”تمہاری امت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں۔ (مسند رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حدیث مشہور ہے ابن السمان کے علاوہ کئی ائمہ حدیث نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ ساری کی ساری روایتیں۔ اہلسنت وجماعت کے دعویٰ فضیلت مطلقہ پر ظاہر و باہر دلائل ہیں۔

الحديث الثامن عشر : عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يعني ابا بكر وعمر رضي الله عنهما اخرج الطبراني۔

حدیث ۱۸۔ امام طبرانی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابوبکر و عمر انبیاء مرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔

(معجم الاوسط: ۳۳۱ ج ۴ ص ۳۵۹)

الحديث التاسع عشر : عن ابي سعيد رضي الله عنه ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه قال الست افضل من اسلم اوردة المحب الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث ۱۹۔ محب طبری نے ریاض النضرہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کیا میں ہر مسلمان سے افضل نہیں ہوں؟

الحديث العشرون : عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال : كنا عند باب النبي صلى الله عليه وآله وسلم نفرا من المهاجرين والانصار نعدا كرم الفضائل فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلا تقدموا عليّ ابي بكر رضي الله عنه احدا فانه افضلكم في الدنيا والآخرة صاحب فضائل الصديق رضي الله عنه -

حدیث 20۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم مهاجرین و انصار صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے مکان کے قریب فضائل صحابہ بیان کر رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ابو بکر پر کسی کو مقدم نہ کرو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہیں۔ اس کو صاحب فضائل الصديق نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۳۷)

الحديث الحادي والعشرون : عن جابر رضي الله تعالى عنه قال بن الله جمع امركم على خيركم صاحب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وثاني اثنين اذ هما في الغار واولى الناس بكم اخو جه الترمذي .

حدیث 21۔ امام ترمذی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارا معاملہ تم میں سب سے بہتر شخص پر جمع فرمادیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بھی ہیں۔“ ثانی اثنین اذ هما فی الغار ”کبھی انہیں کا خاصہ ہے۔ اور لوگوں میں تمہارے زیادہ قریب بھی ہیں۔“ (الریاض النضرہ ص ۱۳۷)

الحديث الثاني والعشرون : عن جابر بن عبد الله قال كنا عند النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال يطالع عليكم رجل لم يخلق الله بعدى احدا خيرا منه ولا افضل وله شفاعاة مثل شفاعاة النبيين فما برحنا حتى اطلع ابو بكر رضي

اللہ عنہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقبلہ والتزمہ اخرجه الحافظ الخطیب ابوبکر احمد بن ثابت البغدادی واورد هذه الاحادیث الثلاثة المحب الطبری فی الریاض النضرة.

حدیث 22۔ الحافظ الخطیب ابوبکر احمد بن ثابت بغدادی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی آپ نے فرمایا۔ ہم رسول اللہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ابھی تمہارے سامنے ایسا شخص آئے گا جس سے بہتر و افضل اللہ تعالیٰ نے میرے بعد کسی کو نہیں بنایا۔ اور اس کی شفاعت انبیاء کی شفاعت کی طرح ہے (حضرت جابر نے فرمایا) ہم وہیں رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ بغداد: ۱۲۰۷)

الحديث الثالث والعشرون : عن جابر رضي الله تعالى عنه قال ما طلعت الشمس على احد منكم افضل من ابي بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه الطبراني وغيره واوردة في الصواعق المحرقة.

حدیث 23۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم میں سے کسی ایسے شخص پر سورج کبھی طلوع نہیں ہوا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ اس کو امام طبری وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن حجر نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۹۶)

الحديث الرابع والعشرون : عن جابر رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الانبيين والمرسلين يعني ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنه اخرجه الطبراني۔ حدیث 24۔ امام طبرانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخین

کے تعلق سے فرمایا: یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (مجم الاوسط: ۳۳۱۸-۸۸۰۸)

الحديث الخامس والعشرون: عن أبي جحيفة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بمثل هذا اللفظ اخرجه ابن ماجة۔
 حدیث 25۔ اسی کی مثل امام ابن ماجة نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (سنن ابن ماجة: ۱۰۰، ج ۱ ص ۳۸)

الحديث السادس والعشرون: عن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو يعلى في مسنده۔
 حدیث 26۔ اسی کی مثل امام ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۲۲۶۰)

الحديث السابع والعشرون: عن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه ايضاً في المختارة۔
 حدیث 27۔ اسی کی مثل امام ابوالاضیاء نے ”مختارة“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الانبياء المختارة: ۲۵۱۰)

الحديث الثامن والعشرون: عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بمثل هذا اللفظ ايضاً اورده الترمذی وهذا حديث مشهور وقد رواه غير واحد من الصحابة ممن ذكرتم وغيرهم اخرجه غير واحد من الائمة الحديث واقتصرنا على هذا القدر وما الاختصار۔

حدیث 28۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حدیث مشہور ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۳ باب نمبر: ۱۶)

الحديث التاسع والعشرون: عن انس رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما صحب النبيين والمرسلين اجمعين ولا صاحب ليس افضل من ابي بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه الحاكم واورده في تذكرة القارى والصواعق المحرقة۔

حدیث 29۔ امام حاتم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمام انبیاء و مرسلین کا کوئی ایسا ساتھی نہیں ہوا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ اس کو تذکرہ القاری میں روایت کیا گیا اور صواعق محرقہ میں بیان کیا گیا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۰۱)

الحديث الثلاثون: عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما قدمت ابا بكر وعمر رضي الله عنهما ولكن الله قدمهما اخرجه ابن البخارى واورده في الصواعق المحرقة۔

حدیث 30۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر کو میں نے نہیں خود اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے۔ ابن حجر نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔ (الرياض النضرة ص ۳۲۸، رقم: ۲۲۷)

الحديث الحادى والثلاثون: عن انس رضي الله تعالى عنه في آخر قصة الغار فلا اصبح قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فابن ثوبك يا ابا بكر رضي الله تعالى عنه فاخبره بالذى صنع فرفع النبي صلى الله عليه وآله وسلم يديه وقال اللهم اجعل ابا بكر في درجتي يوم القيامة فاوحى الله سبحانه اليه ان الله قد استجاب لك اخرجه في الصفوة واورده الطبرى في الرياض النضرة۔

حدیث 31۔ ”صفوة“ اور ”رياض النضرة“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے میں شب غار کا قصہ مروی ہے۔ اس کے آخر میں ہے۔ ”جب صبح ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر! تمہاری چادر کہاں

ہے؟ آپ نے جو اس سے (سوراخ بند کرنے کا) معاملہ کیا تھا، عرض کر دیا اب رسول اللہ ﷺ اٹھائے دست بدعا میں اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں۔ اے اللہ! قیامت کے دن ابو بکر میرے درجے میں رکھنا۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے محبوب بیشک اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۰۵)

الحديث الثانی والثلاثون : عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خير اصحابي ابوبكر رضي الله تعالى عنه اخرج صاحب فضائل الصديق -

حدیث 32۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ اس کو صاحب فضائل الصدیق نے روایت کیا ہے۔

(الریاض النضرہ ص ۳)

الحديث الثالث والثلاثون : عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خير امتي من بعدي ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما اخرجہ الخجندی فی الاربعین -

حدیث 33۔ خجندی نے اربعین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد عمر ہیں۔

(تاریخ دمشق ج ۲۲ ص ۲۷)

الحديث الرابع والثلاثون : عن عمر رضي الله تعالى عنه قال ابو بكر سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخرجہ البخاری فی فضل فی فضل ابی بکر رضي الله تعالى عنه -

حدیث 34۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فضائل ابی بکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ۔

فرمایا اور ابو بکر ہم سب کے سردار ہم سب سے افضل اور رسول کی بارگاہ میں ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۶۷)

الحديث الخامس والثلاثون : عن عمر رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه الترمذی وقال حديث حسن صحيح۔

حدیث 35۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمر سے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۵۶)

الحديث السادس والثلاثون : عن عمر بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه الحاكم واورده ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة۔

حدیث 36۔ اسی کی مثل امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابن حجر نے اسے صواعق محرقة میں بیان کیا۔

(مستدرک حاکم: ۴۴۲۱ قال امام ذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

الحديث السابع والثلاثون : عن عمر رضي الله تعالى عنه وقد قال له رجل ما رایت احدا خيرا منك قال هل رایت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا قال لو اخبرتني انك رایت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لضربت عنقك ثم قال هل رایت ابا بكر قال لا قال لو قلت نعم لبالغت في عقوبتك اخرجه القلعي۔

حدیث 37۔ امام قلعی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی ”میں نے آپ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا فرمایا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو بھی اس عموم میں مراد لیا ہے۔ اس نے کہا نہیں فرمایا اگر تیری یہ مراد ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ پھر فرمایا کیا تو نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مراد لیا؟ اس نے کہا نہیں فرمایا اگر تو ”ہاں“ کہتا تو میں تجھے سخت سزا دیتا۔ (المرباض

الحديث الثامن والثلاثون: عن عمر رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر فمن قال غير هذا بعد مقامي هذا فهو مفتر و عليه ما علم المفتري اخرجه اللالكائي۔

حدیث 38۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اس امت میں بعد نبی امت علیہ السلام کے سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ تو جس نے میرے موجود ہوتے ہوئے اس کے علاوہ وہ کچھ کہا وہ بہتان تراش ہے اور اس پر بہتان تراش والی حد ہے۔ یعنی اسی کوڑے۔ اس کو لالکائی نے روایت کیا۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۱۹۹۶-۲۱۳۴)۔

الحديث التاسع والثلاثون: عن عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال لا بكر رضي الله تعالى عنه سيدنا واعتق سيدنا يعني بلالاً فقال لا بي بكر كنت انما اشتري بيني لنفسك فامسكني وان كنت انما اشتري بيني لله عز وجل فدعني واعمل لله اخرجه البخاري۔

حدیث 39۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا "حضرت ابو بکر ہمارے سردار ہیں۔ اور آپ نے ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا انہوں نے حضرت ابو بکر کو کہا "اگر تو آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تب تو مجھے روکے رکھیے اور اللہ کے لئے خریدا ہے تو پھر چھوڑ دیجئے؟ کہ میں اللہ کے لئے عمل کرتا ہوں۔"

(صحیح بخاری: ۵۴۲)

الحديث الرابعون: عن الزهري ان رجلا قال لعمر رضي الله تعالى عنه ما رايت احدا و رجلا افضل منك قال له عمر هل رايت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا قال فهل رايت ابا بكر قال لا قال لو اخبرتني لك رايت واد

منہما لا وجعتک اخرجہ فی الفضائل وقال حدیث حسن الا انه مرسل لان الزہری لم یدرک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دہما فی الریاض النضرۃ۔
 حدیث 40۔ امام زہری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا ”میں نے آپ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا“ آپ نے فرمایا کیا تو نے حضور علیہ السلام کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔ اس نے کہا ”نہیں“ فرمایا تو حضرت ابو بکر کو؟ اس نے کہا ”نہیں“۔ فرمایا اگر تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی شمار لیتا تو میں تجھے سخت سزا دیا۔ اس کو ”فضائل“ میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن مرسل ہے کیونکہ امام زہری نے حضرت عمر کو نہیں پایا۔ ان دونوں حدیثوں کو ”ریاض النضرۃ“ میں بیان کیا گیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۳۷)

الحديث الحادی والاربعون : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خیر اهل السوات وخیر اهل الارض وخیر الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین اخرجہ الجوهری۔

حدیث 41۔ جوهری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابو بکر و عمر انبیاء و مرسلین کے سوا آسمان وزمین والوں اور سب اگلوں پیکٹوں سے افضل میں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۸۲، تاریخ بغداد ج ۵ ص ۲۵۲)

الحديث الثانی والاربعون : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر خیر اهل السماء وخیر اهل الارض وخیر من بقى و خیر من مضى الى يوم القیامک الا النبیین والمرسلین اخرجہ فی فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 42۔ فضائل عمر میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”ابو بکر و عمر

انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اہل سما و اراٹل زمین اور سے افضل میں اور قیامت تک سب آنے والے اور گزرے ہوؤں سے افضل میں۔ (مواہق المحرقہ ص ۷۱۳)

الحديث الثالث والاربعون: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال كنا معترضا لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله تعالى عنهم اخرجهم عساكر۔

حدیث 43۔ ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا ہم کثیر اصحاب رسول کہا کرتے تھے۔ اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۲۷)

الحديث الرابع والاربعون: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ابوبكر رضي الله تعالى عنه خير الاولين والآخرين وخير اهل السموات وخير اهل الارض الا النبيين والمرسلين اخرجهم الحاكم في الكنى۔

حدیث 44۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکرؓ بہترین و خیر ترین انسان ہیں۔ سب آسمانی و زمینی والوں سے افضل ہیں۔ اس کو حاکم نے صحیح میں روایت کیا ہے۔ (کنز العمال: ۳۲۶۴۵)

الحديث الخامس والاربعون: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بمثل هذا اللفظ اخرجهم ابن عدي في الكامل حدیث 45۔ اسی کی مثل ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ نے والکامل میں روایت کی ہے۔

(الکامل ابن عدی: ۲۰۶)

الحديث السادس والاربعون : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن صلى الله عليه وآله وسلم بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه الخطيب في تاريخه واورده هذه الاحاديث الثلاثة في تذكرة القاري۔

حدیث 46۔ اسی کی مثل خطیب بغدادی نے حضرت ابوہریرہ سے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے۔ اور تین احادیث کو تذکرۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے۔ (تاریخ بغداد: ۲۷۴۴)

الحديث السابع والاربعون : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من فضل عليا علي ابي بكر وعمر وعثمان فقد رد ما قلته اخرجه الدارمي واورده ابن عراق في تنزيه الشريعة

حدیث 47۔ امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حضرت علی کو حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان پر فضیلت دی اس نے میری بات کا رد کیا۔ اس کو ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ (تنزیہ الشریعہ: ۱۲۹)

الحديث الثامن والاربعون : عن سلمان بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما خير اهل الارض الا ان يكون نبيا اخرجه ابن البهلول۔

حدیث 48۔ ابن بھلول حضرت سلمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر و عمر و کسی نبی علیہ السلام کے سب زمین والوں سے افضل ہیں۔

(من حدیث نیشترہ ص ۱۲۹)

الحديث التاسع والاربعون : عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال راى النبي صلى الله عليه وآله وسلم امشى امام ابي بكر رضي الله تعالى عنه فقال اتمشى امام من هو خير منك في الدنيا والآخرة ما طلعت الشمس ولا غربت على

احد بعد النبيين والمرسلين افضل من ابى بكر اخرجه المخلص الذهبي و
اورده الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 49۔ مخلص ذهبی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت ابوبکر کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے افضل ہے۔ انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت ابوبکر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج کبھی طلوع ہے نہ کبھی غروب ہوا ہے۔ اس کو طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔

(تاریخ واسطج ۱ ص ۲۴۸، طلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۵)

الحديث الخمسون: عن ابى الدرداء رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما طلعت الشمس ولا غربت على افضل من ابى بكر و
رضى الله تعالى عنهما اخرجه الملاء في سيرته۔

حدیث 50۔ ملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت ابودرداء سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر و عمر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج کبھی طلوع ہوا اور نہ ہی کبھی غروب ہوا ہے۔ (الصواعق ص ۷۱۲)

الحديث الحادى والخمسون: عن ابى الدرداء رضى الله تعالى عنه بمثل هذا
اخرجه الدارقطنى الا انه لم يقل والمرسلين۔

حدیث 51۔ اسی کی مثل دارقطنی نے حضرت ابودرداء سے روایت کی ہے مگر اس میں والمرسلین لفظ نہیں ہیں۔ (جامع الاحادیث: ۲۰۱۴۴)

الحديث الثانى والخمسون: عن ابى الدرداء رضى الله تعالى عنه بمثل هذا
ايضاً اخرجه ابن السمان فى الموافقة واوردهما الطبري فى الرياض النضرة
حدیث 52۔ اسی کی مثل ابن السمان نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے "الموافقة" میں روایت

اورحُب طبری نے "ریاض النضرة" میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرة ص ۶۳)

الحديث الثالث والخمسون : عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول خير امتي من بعدى ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما خرجه ابن السمان في الموافقة۔

حدیث 53۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بعد خیر امت حضرت ابو بکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ابن السمان نے "الموافقة" میں روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۶۲ ص ۴۲۷)

الحديث الرابع والخمسون : عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ما طلعت الشمس ولا غربت على احد افضل عن ابي بكر الا ان يكون نبى اخرجه عبد بن حميد في مسنده۔

حدیث 54۔ عبد بن حمید اپنی مسند میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سوا انبیاء کے کبھی کسی ایسے پر سورج طلوع و غروب نہ ہوا جو حضرت ابو بکر سے افضل ہو۔ (مسند عبد بن حمید: ۲۱۲)

الحديث الخامس والخمسون : عن ابي الدرداء بمثل هذا اللفظ اخرجه ابو نعيم و اوردهما في تذكرة القارى والصواعق و زاد في الصواعق وفي لفظ ما طلعت الشمس على احد من بعد النبيين والمرسلين افضل من ابي بكر و اورد ايضا من حديث جابر رضي الله تعالى عنه ولفظه ما طلعت الشمس على احد منكم افضل من ابي بكر خرجه الطبراني وغيره وله شواهد من وجوه آخر يقتضي له بالصحة والحسن وقد اشار ابن كثير الى الحكم بصحته انتهى۔

حدیث 55۔ اسی کی مثل ابو نعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان دونوں حدیثوں کو

تذکرۃ القاری اور صواعق میں بھی نقل کیا گیا۔ صواعق میں یہ لفظ زائد ہیں۔ کہ انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر سورج طلوع نہ ہوا جو حضرت ابوبکر سے افضل ہو۔ اسی طرح حضرت جابر کی حدیث بھی ہے۔ جس کو امام طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے لفظ یوں ہیں ”تم میں سے حضرت ابوبکر سے افضل کسی شخص پر سورج کبھی طلوع نہ ہوا۔ اس روایت کے دیگر طرق مروی شواہد اس بات کے مقتضی ہیں کہ اسے حدیث صحیح اور حسن کہا جاتا۔ اور ابن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ بھی کیا ہے انتہی۔ (علیہ السلام)
الاولیاء ج ۳ ص ۳۲۵، الصواعق المحرقة ص ۱۹۶

الحديث السادس والخمسون: عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خير امتي بعدى ابوبكر وعمر رضي الله تعالى عنهما زينتهما لله بزيينة الملائكة وجعل اسماءهما مع انبيائه ورسله في ديوان السماء خرجا الحجندی فی الاربعین واورده المحب الطبري فی الرياض النضرة۔

حدیث 56۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے ابو میری امت کے بہترین فرد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زینت ملائکہ سے آراستہ کیا ہے اور ان کے ناموں کو دیوان آسمان میں اپنے انبیاء و مرسلین کے ناموں کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کو حنجدی نے اربعہ۔۔ میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرة میں روایت کیا ہے۔

الحديث السابع والخمسون: عن عمرو بن العاص قال قلت ومن الرجال قال ابوها قال ثم قال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه فعد رجالا اخرجه البخاری فی صحیحہ۔

حدیث 57۔ امام بخاری رحمۃ اللہ اپنی صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن عاص سے راوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے فرمایا عائشہ، میں نے عرض کی آقا! مردوں میں سے؟ فرمایا عائشہ کے والد عرض کی پھر کون؟ فرمایا

بن خطاب پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ چند مردوں کے نام گئے۔

(صحیح بخاری: ۴۳۵۸)

الحديث الثامن والخمسون: عن عمرو بن العاص بمثل هذا اللفظ اخرجه مسلم في صحيحه واوردهما في تذكرة القاري۔

حدیث 58۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان دونوں حدیثوں کو تذکرۃ القاری میں کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۳)

الحديث التاسع والخمسون: عن انس رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه الترمذی۔

حدیث 59۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ (سنن ترمذی: ۳۸۹۰ باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا)

الحديث الستون: عن انس رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن ماجة واورده هذين الحديثين الاخيرين المعجب الطبري في الرياض النضرة

حدیث 60۔ اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان آخری دو حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۰۱ باب فضل ابی بکر السديقؓ، الرياض النضرة ص ۶۲)

الحديث الحادي والستون: عن عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت رايت يرى النائم كأن ثلاثة اقمار وقعت في حجرتي فاخبرت بذلك ابي فقال فقال رايت خيرا ان صدقت رؤياك دفن في بيتك هم خير اهل الارض ثلاثة فلما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دفن في بيتها وقال ابو بكر يا عائشة

هذا خير اقدارک فدفن فی بیتها ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خرجه سعید بن منصور فی سننه -

حدیث 61۔ سعید بن منصور نے ابوسن میں روایت کی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند آئے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ خواب اپنے والد گرامی کو بتایا تو انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو تم نے بہت خیر دیکھی ہے یعنی تمہارے گھر میں زمین والوں میں سے سب سے افضل تین افراد مدفون ہونگے پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ کے حجرے میں دفن کیا گیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عائشہ! یہ تمہارے سب سے بہتر چاند ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو بھی سیدہ کے اسی حجرے میں دفن کر دیا گیا۔ (سنن سعید بن منصور: ۲۶۹۹)

الحديث الثانی والستون: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بمثل هذا اللفظ رواه ابن غيلان۔

حدیث 62۔ اسی کی مثل ابن غیلان نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کی ہے۔ (الفوائد الثمیر: ۲۹)

الحديث الثالث والستون: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا ینبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یؤمہم غیرہ اخرجه الترمذی واورده فی تذکرة الاولیاء -

حدیث 63۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کو یہ لائق نہیں کہ ان میں ابو بکر موجود ہوں پھر ان کی امامت کوئی اور کرے۔ اس کو تذکرة الاولیاء میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ (الریاض النضر ج ۲ ص ۶۵)

الحديث الرابع والستون: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کانت لیلتي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما ضمنی وایاہ الفراش نظرت الی السہاء والنجوم مشتبکہ فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکون احد له حسنات بعدد نجوم السماء فقال نعم قلت من یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقلت اشتہیہا لابن بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ان عمر حسنة من حسنات ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خرجه صاحب فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واوردة المحب الطبری فی الرياض النضرة۔

حدیث 64۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے جب حضور ﷺ میرے پاس بستر پر تشریف فرما ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آسمان میں تارے گھنے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آسمان کے ستاروں کے برابر بھی کسی شخص کی نیکیاں ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس کی؟ فرمایا عمر بن خطاب کی۔ میں نے عرض کی میں تو چاہتی تھی کہ حضرت ابو بکر کی ہوں گی ارشاد فرمایا: عمر تو خود ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نئی ہے۔ اس کو صاحب فضائل عمر نے روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۱۵۱)

الحديث الخامس والستون : عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال اجعلوا امامكم خيركم فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جعل امامنا خيرا بعدة خرجه ابو عمر واوردة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 65۔ ابو عمرو نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: اپنا امام اپنے بہتر کو بناؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارا امام ہمارے بہتر کو بنایا تھا۔ اس کو طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۶۳)

الحديث السادس والستون : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی امتی کمثل الشمس والقمر فی النجوم خرجه عمر بن محمد الملاء فی سیرتہ حدیث 66۔ عمر بن محمد الملاء نے اپنی ”سیرت“ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر وعمر میری امت میں ایسے ہی جیسے سورج اور چاند تاروں میں ہیں۔“

الحديث السابع والستون : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللہ خرجه فی فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اوردہما المحب الطبری فی الرياض النضرة ایضاً۔

حدیث 67۔ اسی کی مثل حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فضائل عمر رضی اللہ عنہ میں روایت ہے اور دونوں کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں ذکر کیا ہے۔

الحديث الثامن والستون : عن عمار بن یاسر قال من فضل علی ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد ازدری بالمہاجرین والانصار وطعن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال وقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا وقد انکر حقّی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 68۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس نے کسی صحابی رسول کو شیخین پر فضیلت دی اس نے مہاجرین و انصار صحابہ کو دھوکہ دیا اور اصحاب رسول پر طعن کیا مزید فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی اس نے میرے اور اصحاب رسول کے حق کو انکار کیا۔“

کیا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۲ ص ۷۸۳)

الحديث التاسع والستون : عن عمار قال من فضل علي ابى بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقد اذرى على المهاجرين والانصار واثنى عشر الفا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخرجه الطبراني۔

حدیث 69۔ امام طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے کسی صحابی رسول کو شیخیں پر فضیلت دی اس نے مہاجرین و انصار اور بارہ ہزار اصحاب رسول کی ہتک عزت کی۔ (المعجم الاوسط: ۸۳۲)

الحديث السابعون : عن عمار بن ياسر رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اتاني جبرئيل عليه السلام آنفاً فقلت يا جبريل حدثني بفضائل عمر ابن الخطاب فقال لو حدثتك بفضائل منذ ما لبثت نوح عليه السلام في قومه ما انفدت فضائل عمر و ان عمر حسنة من حسنات ابي بكر رضى الله تعالى عنه خرج ابو يعلى و اورده ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة۔

حدیث 70۔ ابو یعلیٰ نے روایت کی کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس ابھی ابھی جبرائیل آئے تو میں نے کہا جبرائیل! مجھے سے عمر بن خطاب کے فضائل بیان کیجئے۔ تو جبرائیل نے کہا اگر میں آپ کو اتنی دیر عمر کے فضائل سناؤں جتنی دیر نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے تو ختم نہ ہوں اور بلاشبہ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی میں اس کو ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۹)

الحديث الحادى والسبعون : عن عامر بمثل هذا اللفظ اخرجه الحسن بن عرفة

العبدی واوردة الطبری فی الرياض النضرة -

حدیث 71۔ اسی کی مثل حسن بن عرف العبدی سے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور محب نے ریاض النضرة میں بیان کیا۔ (الریاض النضرة ص 318)

الحديث الثانی والسبعون : عن حفصة رضي الله تعالى عنها انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا انت مرضت قدمي ابابكر رضي الله تعالى عنه قال لست انا اقدمه ولكن الله قدمه اخرجه ابو بكر الشافعي في الغيلانيات -

حدیث 72۔ امام ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کی انہوں نے حضور عید السلام سے عرض کی کہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکر کو مقدم کیا تو ابو بکر کو میں نے نہیں خود اللہ نے مقدم کیا ہے۔ (الفوائد الشھیر: 453)

الحديث الثالث والسبعون : عن حفصة رضي الله تعالى عنها بنحو هذا القول اكرجه ابن عساكر واوردهما في تذكرة القاری -

حدیث 73۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور ان دونوں روایات تذکرہ القاری میں بیان کیا گیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج 30 ص 245)

الحديث الرابع والسبعون : عن اسعد بن زرارة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ان روح القدس جبرئيل عليه السلام اخبرني ان خير منك بعدك ابو بكر اخرجه الطبراني في الاوسط واورده في تذكرة القاری ايضاً -

حدیث 74۔ امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے روح القدس حضرت جبرائیل نے خبر دی ہے آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو تفسیر تذکرہ القاری

میں بیان کیا گیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۹۷)

الحديث الخامس والسبعون: عن سلمة بن اكوع قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر خير الناس الا ان يكون نبى اخرجه الطبراني
 حدیث 75۔ امام طبرانی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 "ابو بكر خير الناس میں مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔" (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴)

الحديث السادس والسبعون: عن سلمة بن اكوع مرفوعاً بنحو هذا اللفظ
 اخرجه ابن عدی واوردهما فی تذكرة القاری ايضاً۔
 حدیث 76۔ اسی کی مثل ابن عدی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی یہ دونوں تذکرۃ
 القاری میں مذکور ہیں۔ (الکامل ابن عدی: ۱۴۱۲ ترجمہ مکرمہ بن عمار)

الحديث السابع والسبعون: عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال رايت اني وضعت في كفة وامتى في كفة فعدلتها ثم
 وضع ابو بكر في كفة وامتى في كفة فعدلتها ثم وضع عمر في كفة وامتى في كفة
 فعدلتها ثم وضع عثمان في كفة وامتى في كفة فعدلتها ثم رفع الهيزان اخرجه
 الطبراني واورده ابن حجر في الصواعق المحرقة۔

حدیث 77۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب
 دیکھا کہ ترازو کے ایک پلوے میں مجھے رکھا گیا اور ایک میں میری امت کو تو میں اکیلا ان سے بڑھ گیا۔
 پھر نبی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان باری باری ان سب پر بڑھ گئے۔ پھر ترازو اٹھالیا گیا اس کو طبرانی
 نے روایت کیا اور ابن حجر نے صواعق محرقة میں ذکر کیا۔

(معجم الکبیر: ۱۶۵، ترجمہ معاذ بن جبل الانصاری)

الحديث الثامن والسبعون: عن ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال

خیر امتی بعدی ابو بکر و عمر اخرجه ابن عساکر و اورده فی الصواعق المحرقة
ایضاً و اورده السیوطی فی جمع الجوامع فی حرف الخاء۔

حدیث 78۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد میرے امت
کے بہترین فرد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں، اس کو ابن عساکر نے روایت کیا صواعق محرقہ میں مذکور
ہے۔ حافظ سیوطی نے جمع الجوامع حرف الخاء میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

(جمع الجوامع: ۱۲۳۶)

الحديث التاسع والسبعون : عن الزبير قال سمعت رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم يقول خير امتي من بعدى ابو بكر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
خرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 79۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا فرمایا
میرے بعد میرے امت کے بہترین فرد ابو بکر و عمر ہیں۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقة" میں
روایت کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۴۲۳۹۷)

الحديث الثمانون : عن ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال سيدا
كهول اهل الجنة ابو بكر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان ابا بكر فی الجنة مثل
الثريا فی السماء اكرجه الخطيب فی تاريخه و اورده فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 80۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثریا
بوڑھوں کے سردار ابو بکر و عمر ہیں بلاشبہ ابو بکر و عمر جنت میں ایسے ہونگے جیسے آسمان میں تارے۔
صواعق محرقہ میں مذکور ہے۔

(تاریخ بغداد ج ۵ ص ۳۰۷، الصواعق المحرقہ ص ۲۲)

الحديث الحادى والثمانون : عن حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال اذا

تذکرت شجوا من اخي ثقة فاذا ذكر اخاك ابا بكر بما فعل خير البرية اتفاهما
ولعلها بعد النبي و اوفاهما بما حملا والثاني التالي المحمود مشهدة و اول
الناس قدما صدق الرسل اورده القسطلاني في المواهب اللدنية۔

حدیث 81۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار میں 'جب تم کسی ایسے انسان کو ذکر کرو جو
اپنے بھائی کے لئے صعوبتیں اٹھاتا ہے۔ تو اپنے بھائی ابو بکر کا بھی ان کے اچھے کارناموں کے ساتھ
ذکر کرو۔ نبی ﷺ کے بعد جو خلق میں سب سے بہتر، سب سے عظیم متقی اور سب سے بڑے عادل ہیں
اور اپنی ذمہ داری خوب پوری کرنے والے ہیں۔ وہ آقا علیہ السلام کے ثانی ان کے قابل فخر شخصیت
ہیں ان کا مزار قابل تلاش ہے۔ لوگوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی رسول کی تصدیق
کی۔ (المواهب اللدنیہ ج 1 ص 131)

الحديث الثاني والثمانون : عن الشعبي قال سألت ابن عباس او سئل اى الناس
كان اول اسلاما قال اما سمعت قول حسان بن ثابت اذا تذکرت و اعدلها بعد
النبي و اوفاهما بما حملا والثاني التالي المحمود مشهدة و اول الناس منهم
صدق الرسل اورده المحب الطبري في الرياض النضرة و يروى ان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قال لحسان هل قلت في ابي بكر شيئا قال نعم
فانشد هذه الابيات وفيها بيت رابع و ثاني اثنين في الغار المنيف و قد طاف
العدو بهم اذا صعدا الجبل فسر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك وقال
احسنت يا حسان اخرجه ابو عمر۔

حدیث 82۔ شعبیؒ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگوں میں سب سے پہلے
اسلام لانے والے کون تھے؟ فرمایا کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں
سنا 'اذا تذکرت سبحوا من انی ثقته فاذا ذکر اخاک ابا بکر بما فعلا۔ خیر البریة

اتقأها واعدلها۔ بعد النبی وامنها حمل۔ الثانی التالی المحمود مشهده۔ واور
الناس منهم صدق الرسل۔ (ترجمہ: حدیث میں گزر چکا) اس کو محب طبری نے ریاض
النضر ۲ میں ذکر کیا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۱۷)

روایت کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی اشعار کہتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں پھر یہ
پڑھے ان میں سے چوتھا بیت یہ ہے ابو بکر اس عظیم غار میں دو جان میں سے دوسرے تھے اور
جب پہاڑ پر چڑھا تو (لا علمی میں) ان کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ اس سے بہت
بے گئے اور فرمایا اے حسان! تم نے بہت اچھے شعر کہے ہیں۔ اس کو ابو عمر نے ریاض
کیا۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۵)

الحديث الثالث والثمانون: وروی انه ضحك حتى بدت ثم قال صدقه
حسان هو كما قلت خرجه صاحب الصفة۔

حدیث 83۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام بہت مسکرا دیئے یہاں تک آپ کی ہر
داڑ مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔ پھر فرمایا "حسان! تم نے سچ کہا۔ ابو بکر ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا۔
اس کو صاحب صفوی نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضر ص ۸۶)

الحديث الرابع والثمانون: بمثل هذا اللفظ خرجه صاحب فضائل الصديق
الله تعالى عنه و روى فيها بيت خامس و كان حب رسول الله صلى الله
واله وسلم قد علموا من البرية لم يعدل به رجلا صلى الله عليه واله۔
قاله ابو عمرو واورد هذه الروايات الاربع المحب الطبري في الرياض النضرة
حدیث 84۔ اسی کی مثل صاحب فضائل الصديق نے روایت کی ہے اور اس میں پانچواں بیت
روایت کیا ہے جو یہ ہے "لوگ جان چکے تھے کہ حضرت ابو بکر رسول اللہ ﷺ کو مخلوق میں سب

زیادہ محبوب ہیں اور آپ کے برابر کوئی شخص نہیں۔ اس کو ابو عمر نے روایت کیا اور ان چاروں روایتوں کو حب طبری نے یا ض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۵)

الحديث الخامس والثمانون: عن ابي اميامة الباهلي رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ادخلت الجنة فسمعت فيها خسفة بين يدي فقلت ما هذا قال بلال فضيت فاذا اكثر اهل الجنة فقراء المهاجرين وذراري المسلمين ولم ار احدا اقل من الاغنياء والنساء فقل اما الاغنياء فهم ههنا بالباب يحاسبون واما للنساء فالها هن الاحمران الذهب والحري ثم خرجنا من احد ابواب الجنة العافية فلما كنت عند الباب اتيت بكفة فوضعت فيها ووضعت امتي في كفة فرجحت بها ثم اتى بابي بكر فوضع في كفة وجى بجميع امة فوضعت في كفة فرجج ابو بكر رضى الله تعالى عنه ثم اتى بعمر فوضع في كفة وجى بجميع امتي فوضعت في كفة فرجج عمر رضى الله تعالى عنه ثم عرضت امتي على رجلا رجلا فجعلوا يمسون فاستبطا عبد الرحمن بن عوف ثم جاء بعد الاياس فقال بابي انت وامى يا رسول الله الذى بعثك بالحق ما خلصت اليك حتى ظننت انى لا انظر اليك الا بعد الميثيبات قال وما ذاك قال من كثرة مالى احاسب خرجه احمد واوردة الطبري في الرياض النضرۃ۔

حدیث 85۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں اپنے آگے کسی کے قدموں کی چاپ سنی میں نے پوچھا یہ آواز کس کے چلنے کی ہے؟ جواب ملا حضرت بلال کی۔ میں آگے گزر گیا دیکھا تو جنت میں جن لوگوں کی کثرت تھی وہ فقرا، مہاجرین اور غریب مسلمان تھے۔ امراء اور عورتیں بہت کم تھیں۔ بتایا گیا کہ امراء تو جنت کے دروازے پر روک لئے گئے ہیں ربی عورتیں تو انہیں دوسرے چیزوں سونے اور ریشم نے ہلاک کر دیا

ہے۔ پھر ہم جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلے جب میں دروازے کے پاس تھا تو میرے پاس ایک ترازو لایا گیا جس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے میں میری ساری امت کو رکھا گیا تو میں سب سے بھاری ہو گیا اسی طرح حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو باری بارن ساری امت کے مقابل لایا گیا تو وہ دونوں بھی سب سے بھاری نکلے پھر باری باری میری امت مجھ پیش کی جاتی رہی اور وہ سب گزرتے رہے عبدالرحمن بن عوف آئے تو بہت آہستہ آہستہ چل رہے تھے تھوڑا دور جا کر پھر واپس آئے اور عرض گزار ہوئے آقا! آپ پر میرے ماں و باپ قربان اس وزن کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں تو گمان کر چکا تھا کہ آپ کی بارگاہ تک پہنچتے پہنچتے میرے بال سفید ہو جائیں گے۔ ارشاد فرمایا۔ یہ کیا ہے؟ عرض کی میرے مال کی کثرت کی وجہ سے میرا حجاب لیا جا رہا ہے۔ اس کو امام احمد نے اپنی منہ میں ردایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضر میں بیان کیا ہے۔

(الریاض النضر ج ۱ ص ۱۲)

الحديث السادس والثمانون : عن ابى بكرة رضى الله تعالى عنه ان رجلا قال لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رايت كان ميزانا نزل من السماء فوزنت انت و ابو بكر فرجحت انت و وزن ابو بكر و عمر فرجح ابو بكر و وزن عمر و عثمان فرجح عمر ثم رفع الميزان فاستأى لها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعنى فساءه ذالك فقال خلافة النبوة ثم يوقى الله الملك بمن يشاء خرجه ابو داؤد۔

حدیث 86۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی اور کیا کہ میں نے خواب میں آسمان سے اترتا ہوا ایک ترازو دیکھا پھر آقا! آپ اور حضرت ابو بکر کا اس میں وزن کیا گیا تو آپ غالب آگئے پھر ابو بکر و عمر کو تو لایا گیا تو ابو بکر بھاری تھے پھر عمر و عثمان

کاؤن کیا گیا تو عمر کا پلڑا بھاری رہا پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپند کیا اور فرمایا نبوت کی خلافت یہی ہے پھر اللہ جسے چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد ۴۶۸۲: باب فی الخلفاء)

الحديث السابع والثمانون : عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ خرجه البغوی فی المصابیح فی الحسان .

حدیث 87۔ اسی کی مثل بغوی نے "المصابیح فی الحسان" میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (متدرک حاکم: ۴۴۳۷)

الحديث الثامن والثمانون : عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً خرجه الحافظ الدمشقی فی الموافقات .

حدیث 88۔ اسی کی مثل حافظ دمشقی رضی اللہ عنہ نے "موافقات" میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (متدرک حاکم: ۸۱۸۹)

الحديث التاسع والثمانون : رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو هذا اللفظ ایضاً خرجه خيشمة بن سليمان لكن بزيادة هي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان اذا اصبغ يقول هل احد منكم راي رؤيا فقال رجل انا رايت يا رسول الله كان ميزانا نزل فساق نحو الحديث السابق واورد هذه الاحاديث الاربعة المحب الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 89۔ اسی کی مثل خیشمہ بن سلیمان نے حضرت ابو بکر سے روایت کی ہے لیکن اس میں یہ زائد ہے کہ پھر جب نبی علیہ السلام صبح کرتے تو فرماتے کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو ایک شخص نے غصہ کی آقا میں نے آسمان سے اتر ایک ترازو دیکھا اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔ ان چار احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۲۳)

الحديث التسعون: عن سمرة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنحو هذا اللفظ ايضاً اشار اليه الترمذی۔

حدیث 90۔ اسی کی مثل حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۲۸۷ باب رویا النبی ﷺ المیزان)

الحديث الحادى والتسعون: عن اعرابي يقال له جبر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنحو هذا اللفظ ايضاً اشار اليه الترمذی ايضاً۔

حدیث 91۔ اسی کی مثل حدیث امام ترمذی نے ایک اعرابی مسلمی جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۲۸۷)

الحديث الثانى والتسعون: عن ابى عبيدة ان عبد الله قال لما كان يوم بدر امر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاسارى واستشار الناس فقال ابو بكر يا رسول الله عشيرتك واهلك من قومك فان غفرت فقال لعمر ما ترى قال اقتلهم رؤس الكفرة وقادته وقد اخرجوك وقد امكن الله منهم وقال عبد الله بن رواحة يا رسول الله انت بواد كثير الشجرة فاضربه عليهم ناراً فقال العباس قطع الله رحمك فدخل النبي صلى الله عليه وآله وسلم بيتاً قد صنع من عريش واكثر الناس في ذلك فقال بعضهم القول ما قال ابو بكر وقال بعضهم القول ما قال عمر رضي الله تعالى عنه فخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال قد اكثرتم في هذين الرجلين انما مثل ابى بكر كثير ابراهيم وعيسى صلى الله عليهما وسلم قال ابراهيم فمن تبعني فانه منى وعصاني فانك غفور رحيم وقال عيسى ان تعذبهم فانهم عبادك و

تغفرلہم فانک انت العزیز الحکیم ومثل عمر کمثل نوح و موسیٰ صلی اللہ علیہما وسلم قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا وقال موسیٰ ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم خرجه ابو القاسم البغوی فی الفضائل

حدیث 92۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب بدر کا دن تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو قید کر لیا۔ اب لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ آپ کے خاندان اور آپ کی قوم ہی کے لوگ ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو معاف فرمادیں۔“

خبر علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کی آقا! ان بزدلوں کے سرداروں کو قتل کر دیجئے! یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اب اللہ نے اس سے بدلہ لینا ہماری قدرت میں کر دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن روحمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسی وادی میں ہیں جہاں کثرت سے درخت ہیں۔ آپ ان پر آگ ڈال دیجئے۔ تو عباس نے عبد اللہ کو کہا اللہ آپ پر رحم نہ کرے۔ پھر نبی علیہ السلام ایک مکان میں تشریف لے گئے جہاں آپ کے لئے سائبان لگایا گیا تھا وہاں اور بھی لوگ موجود تھے۔ ان میں سے بعض نے حضرت ابو بکر کی رائے کو ترجیح دی اور بعض نے حضرت عمر کی رائے کو قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم ابو بکر و عمر کے بارے میں گفتگو کر چکے۔

بلاشبہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مثال ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کی طرح ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی تھی ”جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو اسے ان! تو بخشنے والا مہربان ہے“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا ”اے اللہ! اگر تو انہیں نذاب دے گا تو وہ تیرے بھی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

اور عمر کی مثال نوح و موسیٰ کی طرح ہے علیہما السلام و رضی اللہ عنہ کہ نوح علیہ السلام نے عرض کی تھی "اے اللہ زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ چھوڑنا" اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تھی "اے اللہ ان کے مالوں کو مٹا دے، ان کے دلوں کو سخت کر دے اب وہ دردناک عذاب دیکھے بغیر ایمان لائیں۔"

اس کو ابو القاسم لغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

الحديث الثالث والتسعون : عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه في قول تعالى "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَن فِى آيِدِيكُمْ مِّنَ الْأَشْرَىٰ" استشار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابا بكر رضى الله تعالى عنه فقال يا رسول الله الظفر ونصر واستشار عمر رضى الله تعالى عنه فقال يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اضرب اعناقهم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما اشبهكها بانثى مضيا قبلكما نوح و ابراهيم صلوات الله عليهما اما نوح فقال رب لا تذرني الارض من الكافرين ديارا و اما ابراهيم فانه قال فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم خرجه ابو القاسم البغوي فى الفضائل و اورد المحب الطبري فى الرياض النضرة -

حدیث 93۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان!

ترجمہ کنز الایمان۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ۔ تفسیر میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کے حوالے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کی "آقا! آپ کو کامیابی بھی مل گئی اور آپ کی مدد بھی ہو گئی۔ (اب ان کو رہا کر دیا جائے)۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کی آقا! ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ”تم دونوں پہلے زمانوں کی گزری ہوئی دو ہستیوں سے بڑی مشابہت رکھتے ہو یعنی نوح و ابراہیم علیہما السلام کہ نوح علیہ السلام نے تو کہا تھا ”اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بننے والا نہ چھوڑ“۔

رہے ابراہیم علیہ السلام تو انہوں نے عرض کی تھی ”اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے“۔

اس کو ابو القاسم بغوی نے فضائل میں اور دونوں حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۲۳)

الحديث الرابع والتسعون: عن ابي شريح الكعبي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما مثلهما في الانبياء بالرأفة فمثل ابي بكر كمثل ابراهيم وعيسى عليهما السلام ومثل عمر كمثل موسى ونوح خرجه ابو عبد الرحمن السلمي واوردة الطبري في الرياض النضرۃ ايضاً۔

حدیث 94۔ ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے فرمایا کہ ابوبکر کی مثال سابقہ انبیاء میں سے حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام کی طرح ہے اور حضرت عمر کی نوح و موسیٰ علیہما السلام کی سی ہے۔ اس کو ابو عبد الرحمن سلمی نے روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

الحديث الخامس والتسعون: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما الا اخبر كما بمثلكما في الملائكة ومثلكما في الانبياء مثلكما يا ابا بكر كمثل ميكايل ينزل بالرحمة ومثلكما في الانبياء كمثل ابراهيم كذبه قومه في

عمرہ وهو يقول فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم ومثلک يا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمثل جبرئیل ينزل بالأس والشدة والنقمة علی اعدائه وکمثل نوح قال رب لا تذر علی الارض من الکفارین دیارا اخرجہ ابو بکر النقاش واوردة الطبری فی الرياض النضرة

حدیث 95۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت ابوبکر و عمر کو فرمایا: کیا میں تمہیں ملائکہ و انبیاء میں سے ان ہستیوں کی خبر نہ دوں جو تم دونوں کی مثل ہیں۔

اے ابوبکر! ملائکہ میں سے تمہاری مثل میکائیل ہیں کہ رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں اور انبیاء میں سے تمہاری مانند سے حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کہ مدت العمر ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا لیکن وہ یہی کہتے رہے اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ میرا ہے اور جس نے میرا کھانا مانا تو بیشک تو بخشے گا مہربان ہے۔

اور اے عمر! تمہاری مثل ملائکہ میں سے جبرئیل ہیں کہ اپنے دشمنوں پر سختی، شدت اور عذاب لے کر اترتے ہیں تم انبیاء میں سے نوح علیہ السلام کی مثل ہو کہ ان کی معروض اللہ کی بارگاہ میں اپنی بعثت کے حوالے سے یوں تھی اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی ایسے والا نہ چھوڑ۔

اس کو ابوبکر نقاش نے روایت کیا۔ محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا۔

الحديث السادس والتسعون: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا بى بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين اوردة الطبرى۔

حدیث 96۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے شیخین کی نسبت فرمایا:

”یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔“

(تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۴۴۲، حدیث نمبر: ۳۳۷۶)

الحديث السابع والتسعون: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اليوم الرهان وغدا ن السباق العناية الجنة والهالك من يدخل النار انا الاول وابوبكر المصلي وعمر الثالث والناس بعد على السوء الاول فالاول خرجه ابن المهندي بالله في مشيخته واوردة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 97۔ ابن مہندی باللہ نے اپنے مشیختہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا آج عمل کا دن اور کل جزاء کا دن ہے اور جس پر عنایت ہوئی اس کو جنت ملے گی اور وہ ہلاک ہوا جو دوزخ میں گیا۔ میں پہلا ہوں، ابوبکر دوسرے اور عمر تیسرے ہیں۔ اس کے بعد برابر میں کہ پہلے پہلا پھر اس کے بعد دوسرا۔

(الرياض النضرة ج ۱ ص ۵۷)

الحديث الثامن والتسعون: عن عبد الرحمن بن غنم رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما خرج الى بيتي قريظة قال له ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما يا رسول الله ان الناس يزيدهم حرصا على الاسلام ان يروا عليك زيا حسنا من الدنيا انظر الى الحلة التي اهداها لك سعد بن عبادۃ فالبسها فلبيرا كالمشركون ان عليك زيا حسنا قال افعل وايم الله لو انكما تتفقان ما عصيتكما في مشورة ابداء ولقد ضرب لي ربي جل وعلا لكما مثلا مثلكما في الملائكة كمثل جبرئيل وميكائيل فاما عمر ابن الخطاب فمثله في الملائكة كمثل جبرئيل عليه السلام ان الله لم يدمر امرأ قط الا

بجریئل ومثلہ فی الانبیاء کمثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من
 الکافرین دیارا ومثل ابن ابی قحافۃ یعنی ابابکر فی الملائکۃ کمثل میکائیل اذ
 یستغفر لمن فی الارض ومثلہ فی الانبیاء کمثل ابراہیم علیہ السلام اذ
 قال فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک غفور رحیم لو انکما تتفقان ل
 علی امر واحد ما عصیتکما فی مشورۃ ابدا و لکن رایکما فی المشورۃ شفی
 کمثل جبرئیل ومیکائیل و نوح و ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام اخرجه
 الخلعی واورده الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 98۔ حضرت عبدالرحمن بن غنم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ بنی قریظہ کی طرف تشریف
 لائے تو حضرت ابو بکر و عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر آپ سعد بن مبارک کا تحفہ دیا ہو یا
 خوبصورت ملہ پہن لیں گے تو آپ کے جسم مبارک کو دیکھ کر لوگوں کو اسلام میں زیادہ رغبت ہوگی اور
 مشرکین بھی دیکھیں گے کہ آپ پر کتنا خوبصورت لباس ہے۔ فرمایا میں ایسا کرتا ہوں قسم بخدا اگر
 دونوں کسی رائے میں متفق ہو تو میں کبھی بھی کسی مشورے میں تمہارا خلاف نہ کر دوں اور تحقیق میرے
 عروج نے تم دونوں کی نسبت میرے لئے ایک مثال بیان فرمائی کہ ملائکہ میں سے تم دونوں کی طرح
 جبرئیل و میکائیل ہیں۔ عمر بن خطاب کی مثل ملائکہ میں جبرئیل ہیں کہ اللہ عروج نے جب بھی کسی
 تباہ کیا تو جبرئیل کو ہی بھیجا اور انبیاء میں سے ان کی مثل حضرت نوحؑ ہیں جنہوں نے (اپنی قوم کے
 خلاف رب کی بارگاہ میں) عرض کی تھی، اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا
 چھوڑ اور ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر کی مثل ملائکہ میں سے میکائیل ہیں کہ یہ اہل زمین کے لئے بخشش
 کرتے ہیں اور انبیاء میں ان کی مثل ابراہیم علیہ السلام میں جنہوں نے باوجود قوم کی نافرمانیوں کے
 اللہ کی بارگاہ میں عرض کی تھی اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہاں
 بیشک تو بخشے والا مہربان ہے۔ اگر میرے لئے تم کسی معاملے میں متفق ہو جاؤ تو میں کبھی بھی اس

فلائ نہ کروں لیکن تمہاری آراء مشورہ میں مختلف ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ جبریل و میکائیل اور نوح و ابراہیم علیہم السلام کی آراء۔ اس کو خلعی نے روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (ریاض النضرۃ)

الحديث التاسع والتسعون: عن الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تسبوا ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فانهما سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين ولا نسبوا عليا فانه من سب عليا فقد سبني ومن سبني فقد سب الله ومن سب الله عذبه الله تعالى اخرجه ابن عساكر -

حدیث 99۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر و عمر کو گالی نہ دو کہ وہ سب پہلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں اور علی کو بھی گالی نہ دو کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی اور جس نے اللہ کو گالی دی اسے عذاب دے گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

(تاریخ دمشق: ۱۶۴۴۶)

البوفى للمائة: عن الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهما مرفوعا بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن النجار و اوردهما الحافظ السيوطى فى جمع الجوامع فى حرف لا -

حدیث 100۔ اسی کی مثل ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع حرف لا میں ذکر کیا ہے۔

(جمع الجوامع: ۵۱۱ ص ۱۸۰۸۹)

الحديث الحادى بعد المائة: عن ابى موسى قال الا انبئكم بخير هذه الامة بعد

نبیہا خیر ہم بعد نبیہم ابو بکر و خیر ہم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہ خرجہ ابن السمان -

حدیث 101۔ ابن السمان نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد خیر امت کے بارے نہ بتاؤں۔ حضور علیہ السلام کے بعد خیر امت حضرت ابو بکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسری ہستی کا نام بھی بیان کر دوں۔ (الاصول: ۵۴۲۱)

الحديث الثاني بعد المائة : عن ابي موسى بنحو هذا اللفظ خرجہ خيثمة بن سليمان واوردهما الطبري في الرياض النضرة .

حدیث 102۔ اس کی مثل نیشمہ بن سلیمان نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

الحديث الثالث بعد المائة : عن سوار بن عبد الله بن سوار رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم مر بقبر يحفر فقال قبر من هذا قالوا قبر فلان الحبشي قال سبحان الله سبق من ارضه وسمائه الى التربة التي خلق منها وقال لي ابي يا سوار اني لا اعلم لابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فضيلة افضل من ان يكونا خلقا من تربة خلق منها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خرجہ الجوهري واورده الطبري في الرياض النضرة ايضاً -

حدیث 103۔ حضرت سوار بن عبد اللہ بن سوار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غیث السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے جسے کھودا جا رہا تھا ارشاد فرمایا۔ یہ قبر کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کی فلاں حبشی کی ہے فرمایا: سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کو چھوڑ کر اسی مٹی میں چلا گیا جس سے اس کو پیدا کیا تھا۔ راوی نے کہا میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا۔ اے سوار! میں شیخین کی اس سے بڑی کوئی

نفیلت نہیں جانتا کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش والی مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ اس کو جوہری نے روایت کیا اور طبری نے بھی ریاض النضرہ میں بیان کیا۔

الحديث الرابع بعد المائة: عن ميمون بن مهران انه سئل أعلی عندك افضل ام ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهم قال فارتعد حتى سقطت عصاه من يده ثم قال ما كنت اظن ان ابقى الى زمان يعدل بهما لله درهمنا كانا رأس الاسلام اخرجه ابو نعيم -

حدیث 104۔ حضرت ميمون بن مهران رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت علی افضل ہیں یا شیخین؟۔ تو آپ کا پنپنے لگے حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ سے آپ کا عصا مبارک گر گیا پھر فرمایا کہ مجھے تو یہ گمان بھی نہ تھا کہ اس زمانے تک بھی کوئی شیخین کا ہمسرہ ہو نہ پھرے گا۔ ان دونوں پر تو اللہ کی بہت عطائیں تھیں وہ دونوں اسلام کے سردار تھے۔ اس کو ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۹۳)

الحديث السادس بعد المائة: عن سفیان قال من فضل علیا رضي الله تعالى عنه علی ابی بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما

حدیث 105۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین W پر فضیلت دی تو اس نے مہاجرین و انصار کو دھوکا دیا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۱۹۰)

الحديث الخامس بعد المائة: فاقبل احدهما اخذا بيد صاحبه فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من سره ان ينظر الى سيدي كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين فلينظر الى هذين المقبلين رواه الغيلاني واورده الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 106۔ امام شعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمر کے درمیان عقد مواخاۃ

قائم فرمایا پھر شیخین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس کو یہ پلہ ہو کہ وہ انبیاء و مرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان کو دالوں والوں کو دیکھ لے۔ اس کو غیلائی نے روایت کیا۔ اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۹۰)

الحديث السابع بعد المائة: عن ابراهيم بن اعين قال قلت لشریک یا ابا عبد الله ارأیت من قال لا افضل احدا علی احد قال ولا یقول هذا الا الاحق والنبی صلی الله علیه وآله وسلم فضل ابا بکر وعمر رضی الله تعالی عنهما قال قلت فادرکت احدا یفضل علیهما قال لا الا خرجه الحافظ السلفی -

حدیث 107۔ حضرت ابراہیم بن اعین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت شریک سے کہا اے ابو عبد اللہ! آپ کا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے جو کہے میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتا فرمایا یہ تو کوئی حق ہی کہہ سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو شیخین پر کسی کو فضیلت دیتا ہے۔ فرمایا ایرانہ کرے! مگر۔۔۔ اس کو حافظ سلفی نے روایت کیا۔ (الکامل ابن عدی ج ۴ ص ۹، تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۸۹)

الحديث الثامن بعد المائة: عن الليث بن سعد قال ما صحب الانبياء احد افضل من ابي بکر خرجه صاحب الفضائل -

حدیث 108۔ حضرت لیث بن سعد نے کہا "حضرت ابو بکر سے افضل کسی نبی علیہ السلام کا کوئی صحابی نہیں ہوا۔ اس کو صاحب الفضائل نے روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۳ باب ذکر اختصار بیادۃ کھول العرب)

الحديث التاسع بعد المائة: عن محمد بن النفیس الزکیة المدفون بالمدينة

سبح جبل سلع بن عبد الله المحض بن الحسن المثنى بن الحسن بن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه قال لما سئل عن ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما لهما عندي افضل من علي رضي الله تعالى عنه اخرجه الدارقطني -
 نہایت 109۔ حضرت محمد نفیس الزکویہ بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنی بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو مدینہ میں سلع پہاڑ کے دامن میں مدفون ہیں ان سے جب ابو بکر عمر کے بارے پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ”میرے نزدیک وہ دونوں حضرت علی سے افضل ہیں“۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔ (فضائل الصحابة لدارقطنی: ۵۲)

الحديث العاشر بعد المائة : عن عبد الله بن الحسن بن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم وقد سئل عن ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فقال افضلها واستغفر لهما فقليل له لعل هذا تقية وفي نفسك خلافه فقال لا ثالثي شفاععة محمد صلى الله عليه وآله وسلم ان كنت اقول خلاف ما نفسي اخرجه الحافظ ابو سعيد اسمعيل بن علي ابن الحسن السمان الرازي في كتاب الموافقة بين اهل البيت والصحابة رضوان الله تعالى عليهم اجمعين اوردة الطبري في الرياض النضرة -

نہایت 110۔ حضرت عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شیخین کے متعلق پوچھا گیا ارشاد فرمایا میں انہیں کو افضل جانتا اور ان کے لئے دعائے بخشش کرتا ہوں کہا گیا شاید کہ آپ یہ بطور تقیہ کہہ رہے ہیں۔ آپ کے دل میں کچھ اور ہے۔ ارشاد فرمایا اگر میں اپنے دل کی بات نہ کہوں تو مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔ اس کو حافظ ابو سعید اسمعیل بن علی بن حسن سمان رازی نے کتاب ”الموافقة بین اهل البيت والصحابة“ میں روایت کیا ہے۔ اور طبری نے بن ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۸ باب فی ذکر نسبہ و اسلام ابوبہ)

الحديث الحادى عشر بعد المائة : عن محمد النفيس الزكية بنحو هذا اللفظ اخرجه الدارقطنى ايضاً -

حديث 111 - اسی کی مثل محمد نفیس الزکیہ سے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ (فضائل محمدیہ للدارقطنی: ۶۷)

الحديث الثانى عشر بعد المائة : عن مالك بن انس رحمه الله وقد سألہ الرشيد فقال كيف كانت منزلة ابي بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى حياته فقال كقرب قبر بهما من قبرة بعد وفاته قال شفيتنى يا مالك خرجہ البصرى -

حديث 112 - امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ رشید نے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام کی قبر طیبہ میں آپ کے بارے میں حضرت شیخین کا کیا مقام تھا؟ فرمایا ایسے بھی قریب تھے جیسے بعد وفات آج ان کی قبریں حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے قریب ہیں۔ خلیفہ نے کہا۔ اے مالک! تم مجھے شفا دے دی۔ اس کو بصری نے روایت کیا ہے۔ (الترغیب والترہیب، الاسماعیل بن عمر الفضل قوام السیۃ: ۱۰۸۳)

الحديث الثالث عشر بعد المائة : عن مالك بن انس بنحو هذا اللفظ اخرجه الحافظ السلفى -

حديث 113 - حافظ سلفی نے اسی کی مثل مالک بن انس سے روایت کی ہے۔ (الطیوریات: ۲۸)

الحديث الرابع عشر بعد المائة : عن ابن الحسن رضى الله تعالى عنه وقد سأل عن منزلة ابي بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال كمنزلتهما اليوم وهما ضجيعا خرجہ ابن السمان فى الموافقة اورد هذه الاحاديث الثلاثة المحب الطبرى فى الرياض النضرة -

حدیث 114۔ ابن الحسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں شیخین کا کیا مقام تھا؟ ارشاد فرمایا اتنے ہی قریب تھے جتنے قریب آج ان کے پہلو میں لیٹے ہوئے ہیں۔ اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا اور مذکورہ تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (فضائل صحابہ لدرقطنی: ۳۵، فضائل صحابہ امام احمد: ۲۲۳)

الحديث الخامس عشر بعد المائة: عن عبد المجيد بن سهيل بن عبد الرحمن بن عوف عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما انا قدمت ابا بكر و عمر ولكن الله قدمهما ومن علي بهما يواز راني على امر الله تعالى ويخلفاني على دين الله و وحيه و امره خير الخلافة..... بعدى تسعدوا و اقتدوا بهما ترشدوا و من ذكرهما بسوء فاقتلوه فانما يريدني به والاسلام خرجه الحافظ ابو الحسن المقدسى وقال غريب اسناد او متنا۔

حدیث 115۔ عبد المجید بن سہیل بن عبد الرحمن بن عوف نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر و عمر کو میں نے ہی نہیں اللہ نے بھی مقدم کیا ہے۔ اور اللہ نے ان کے ساتھ مجھ پر احسان کیا ہے یہ اللہ کے کام میں میری مدد کرتے ہیں۔ اللہ کے دین، اس کی وحی اور اس کے حکم میں میری نیابت اچھی طرح نبھاتے ہیں۔ میرے بعد ان کی اطاعت کرو، سعادت پاؤ گے۔ ان کی پیروی کرنا ہدایت پاؤ گے اور جو ان کا برا تذکرہ کرے اسے قتل کر دو کہ حقیقت میں وہ مجھ اور اسلام کو برا کہہ رہا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۳)

الحديث السادس عشر بعد المائة: عن المجيد بن سهيل بسندة مرفوعاً بنحو هذا اللفظ خرجه الملاء في سيرته و اوردهما الطبري في الرياض النضرة۔ حدیث 116۔ اسی کی مثل الملاء نے اپنی ”سیرت“ میں عبد المجید بن سہیل سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور ان دونوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

الحديث السابع عشر بعد المائة: عن محمد بن الحنفية رضي الله تعالى عنه وقد سئل اكان ابو بكر اول القوم اسلاماً قال لا فليل له فباى شىء على وسبق حتى لا يذكروا غيره قال فانه اسلم يوم اسلم و كان خيرهم اسلاماً ولم يزل على ذلك حتى توفاه الله خرجه ابن السمان في الموافقة۔

حدیث 117۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا ”نہیں“ کہا گیا تو پھر وہ کس سبب سے سبقت لے گئے کسی اور کا ذکر نہیں کیا جاتا فرمایا وہ جب اسلام لائے ان کا اسلام سب سے اچھا تھا اور وہ اسی اچھائی پر رہے یہاں تک اللہ نے انہیں وفات دی۔ اس کو لین السمان نے الموافقة میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۸، فضائل صحابہ لدارقطنی: ۷۳)

الحديث الثامن عشر بعد المائة: عن محمد بن الحنفية رضي الله تعالى عنه بنى هذا اللفظ خرجه ابن السمان في الموافقة ايضاً لكنه قال فيه لانه كان افضلهم ايماناً واوردهما الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 118۔ اسی کی مثل ابن السمان نے بھی روایت کی لیکن اس میں یہ زائد ہے۔ کیونکہ حضرت ابو بکر کا ایمان سب سے افضل تھا۔ ان دونوں روایتوں کو محب طبری نے بھی ”الریاض النضرۃ“ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۸)

الحديث التاسع عشر بعد المائة: عن عبد الله بن جعفر ابن ابی طالب رضي الله تعالى عنه قال ولينا ابو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه فخير خليفة ارحم به واحناة علينا خرجه ابن السمان في الموافقة۔

حدیث 119۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے خلیفہ بنے تو آپ ہم پر بہت مہربان اور نرم خلیفہ تھے۔ اس کو ابن السمان نے الموافقة میں روایت کیا ہے۔

میں روایت کیا۔ (حدیث خیرتہ بن سلیمان: ۱۳۱)

الحديث العشرون بعد المائة: عن سالم بن الجعد قال قلت لمحمد بن الحنفية هل كان ابو بكر اول القوم اسلاما قال لا قلت فيم علا ابو بكر وسبق حتى لا يذكر احد غير ابى بكر قال لانه كان افضلهم اسلاما حين اسلم حتى لحق بربه تعالى اخرجه ابن ابى شيبه -

حدیث 120۔ حضرت سالم بن جعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا تو کس سبب سے وہ اتنی بلندی اور سبقت پا گئے کہ کسی اور کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا فرمایا اس لئے کہ جب وہ اسلام لائے ان کا اسلام سب سے افضل تھا۔ افضل رہا یہاں تک کہ وہ اللہ کو جا ملے اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۵۹۳ باب ما ذکر فی ابی بکر الصديقؓ)

الحديث الحادى والعشرون بعد المائة: عن سالم بن ابى الجعد قال قلت لمحمد بن الحنفية فذ كر بنحو هذا اللفظ الى آخره اخرجه ابن عساكر -

حدیث 121۔ اسی کی مثل اسی سند سے ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۶)

الحديث الثانى والعشرون بعد المائة: عن على ابن المواقى قال قمت فى ليلة باردة فتوضأت بماء بارد و توجهت الى القبلة فصليت و قرأت قل هو الله احد الف مرة فلما فرغت غلبننى عيناي فنييت فرأيت النبى صلى الله عليه وآله وسلم فى النوم فقلت يا رسول الله القرآن كلام الله غير مخلوق فسكت فقلت يا رسول الله القدر خيرة و شره حلوة و مره من الله تعالى فسكت فقلت يا رسول الله الايمان قول و عمل يزيد بالطاعة وينقص بالمعصية فسكت فقلت يا رسول

اللہ خیر الناس بعدک ابو بکر فسکت ثم قلت یا رسول اللہ خیر الناس بعدی
بکر عمر فسکت فاردت ان اقول عثمان فاستحییت منه صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فقلت بعد عمر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لی عثمان ثم علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فجعل یرددها ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثم عثمان ثم
علی قال اخذ یعضدی وقال یا علی بن الموفق هذه سنتی فاستیقظت خرج
الحافظ السلفی واورده الطبری فی ریاض النضرة۔

حدیث 122۔ حضرت علی بن موفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک سردرات اٹھا۔ ٹھنڈے پانی سے
دھو کیا اور قبلہ رخ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی پھر جب میں نماز
فارغ ہوا تو مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں
نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا قرآن کلام الہی غیر مخلوق ہے؟ حضور خاموش رہے۔ میں نے عرض کی
آقا! کی اچھی و بری، بیٹھی و کڑوی تقدیر اللہ کی طرف سے ہے، حضور خاموش رہے۔ میں نے عرض کی
! کیا ایمان قول و عمل کا نام ہے کہ نیکی سے بڑھے اور برائی سے کم پڑے؟ حضور خاموش رہے۔ میں
عرض کی عالیجاہ! کیا آپ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں؟ حضور خاموش رہے۔
میں نے عرض کی عورت مآب! کیا حضرت ابو بکر کے بعد سب سے افضل حضرت عمر ہیں؟ حضور خاموش
رہے پھر میں نے ارادہ کیا کہ اب حضرت عثمان کا نام لوں لیکن میں نے حضور علیہ السلام سے حیا کرنا
ہوئے عرض کی اے ہادی اُمم! کیا حضرت عمر کے بعد حضرت علی افضل ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے
فرمایا پہلے عثمان پھر علی پھر اب بار بار یہ کہتے رہے پہلے عثمان پھر علی پہلے عثمان پھر علی۔
راوی فرماتے ہیں پھر حضور علیہ السلام نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے علی بن موفی! یہی
طریقہ ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

اس کو حافظ سلفی نے روایت کیا اور طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا۔ (الطیور ریات السلفی: ۳۷)

الحديث الثالث والعشرون بعد المائة : عن اسماعيل بن خالد قال بلغني ان عائشة نظرت الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقالت يا سيد العرب فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا سيد ولد آدم و ابو بكر سيد كهول العرب وعلى سيد شباب العرب اخرجه ابو نعيم البصري -

ہدایت 123 - حضرت اسماعیل بن خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کو دیکھا اور عرض کی اے سید العرب! تو حضور ﷺ نے فرمایا "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور ابو بکر، عرب بوڑھوں کے سردار ہیں اور علی عرب جوانوں کے سردار ہیں۔" اس کو ابو نعیم نے روایت کیا۔ اس کو حافظ ابو القاسم دمشقی نے "الاربعین الطوال" میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل: ۵۹۹)

الحديث الرابع والعشرون بعد المائة : عن اسماعيل بن خالد عن عائشة بمثل هذا اللفظ رواه الغيلاني و اورد هما الحافظ المحب الطبري في الرياض النضرة

الحديث الخامس والعشرون بعد المائة : عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا بى بكر و عمر هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين وورده الترمذی -

ہدایت 124 - اسی کی مثل اسماعیل بن خالد عن عائشہ کی سند سے غیلانی نے روایت کی ہے۔ ان دونوں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۶۳)

ہدایت 125 - امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمرؓ کی نسبت فرمایا یہ دونوں سوا انبیاء و مرسلین کے سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے

سر دار میں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۵)

الحديث السادس والعشرون بعد المائة : عن ابي سعيد مرفوعاً بشبهه اورد الترمذی ايضاً۔

حدیث 126۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کی ہے۔ (کشف الاستار: ۲۴۹۲)

الحديث السابع والعشرون بعد المائة : عن الزهري مرسل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لحسان بن ثابت هل قلت في ابي بكر شيئاً قال نعم فقال قل وانا اسمع فقال شعر وثاني اثنين في الغار المنيف وقد طاف العروب اذ صعد به الجبلا و كان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رج فضح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى بدت نواجذه ثم قال صدق يا حسان هو كما قلت اخرجه ابن سعد و اورد هذه الاحاديث الثلاثة السبعم في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 127۔ امام زہری سے مرسل روایت ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا اور فرمایا ”کیا آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ لکھا“ انہوں نے عرض کی جی ہاں! فرمایا! سنا ہے!! میں سن رہا ہوں۔

پھر انہوں نے یہ اشعار ارشاد کیے ”وہ عظیم غار میں دو جان میں سے دوسرے تھے اور دشمن جب پہنچو دھا تو ارد گرد چکر کاٹنے لگے۔ اور لوگ جان چکے تھے کہ ابو بکر رسول اللہ ﷺ کو مخلوق میں سب سے زیادہ پیارے میں اور کوئی بھی شخص آپ کا ہم پلہ نہیں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیوں کی چمک باہر آنے لگی پھر فرمایا۔ حسان: تم نے سچ کہا ابو بکر ایسے میں ہیں جیسا تم نے کہا ہے۔ اس کو ابن سعد نے روایت کیا۔

تینوں روایتوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (تاریخ خلفاء ص ۴۴، شرح اصول الاعتقاد: ۱۹۶۷)

الحديث الثامن والعشرون بعد المائة : عن زيد بن ابي اوفى قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سجدة فقال اين فلان اين فلان فجعل ينظر في وجوه اصحابه ويتفقدهم وينبعث اليهم حق توافوا عنده حمد الله واثنى عليه ثم قال اني محدثكم حديثا فاحفظوه ووعوه وحدثوا به من بعدكم ان الله عز وجل اصطفى من خلقه خلقا ثم تلى الله يصطفى من الملائكة رسلا و من الناس خلقا يدخلهم الجنة و اني اصطفى منكم من احب ان اصطفى اصطفيه ومؤاخ بينكم كما آخ الله عز وجل بين ملائكته قم يا ابا بكر بين يدي فان لك عندي يد الله يجزيك بها ولو كنت متخذنا خليلا لاتخذتك خليلا فانت مني بمنزلة قميصي من جسدي ثم تنجي ابو بكر رضى الله تعالى عنه ثم قال ادن يا عمر فدنا منه فقال لو كنت شديد الشغب علينا يا ابا حفص فدعوت الله ان يعز الاسلام بك او بأبي جهل بن هشام ففعل الله ذلك بك وكنت احبهما الى الله تعالى فانت معي في الجنة ثالث ثلاثة من هذه الامة ثم تخي عمر رضى الله تعالى عنه ثم اخي بينه وبين ابي بكر رضى الله تعالى عنه ثم دعا عثمان فقال ادن يا ابا عمر و فلم بزل يدنوا منه حتى الصق ركبته بركبتيه فنظر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى السماء قال سبحان الله العظيم ثلث مرات ثم نظر الى عثمان وكانت ازراة محلولة فزرها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيده ثم قال اجمع عطفى ردائك على نحر ك ثم قال ان لك شانا في اهل السماء انت ممن يرد على حوضي واودا جك تشخب دما فاقول من

فعل بک هذا فيقال فلان فلان وذلك كلام جبرئيل عليه السلام و اذا هاتف يكتف من السماء الا ان عثمان امير على كل مجدول خرجہ القاسم الحافظ ابو القاسم الدمشقي في الاربعين الطوال في ضمن حديث طويل و اورده الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 128۔ حضرت زید بن ابی اونی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک مجلس حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فلاں کہاں ہیں؟ پھر حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے چہرے دیکھنے لگے بعض کو غیر موجود پایا تو ان کی طرف پیغام بھیجا۔ یہاں تک جب دیگر صحابہ بھی جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا میں تم کو ایک حدیث بیان کر رہا ہوں اس کو یاد رکھنا اس کی حفاظت کرنا اور اپنے بعد والوں کو بیان کرنا بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں کچھ افراد کو چین لیا ہے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ کنز الایمان: اپنی پسند کا شخص چنتا ہوں اور تمہارے آپس میں بھائی چارگی قائم کر دیتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے درمیان عقد موافقہ قائم فرمایا: اے ابوبکر! آپ اٹھیے اور میرے سامنے آجائیے بیشک مجھ پر آپ کا وہ احسان ہے جس کا بدلہ اللہ آپ کا عطا فرمائے گا اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو آپ کو بناتا کہ آپ کا تعلق مجھ سے ایسے ہی ہے جیسے میرے جسم سے میری قمیض کا تعلق ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک طرف ہو گئے۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر! آپ میرے قریب آجائیے حضرت عمر آپ کے قریب ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے ابوجہش۔ آپ ہمارے بہت شدید مخالف تھے پھر میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ کے ذریعے یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرمائے۔ تو اللہ نے اس کے لئے آپ کو چنا کیونکہ ابوجہل کے برخلاف آپ اللہ کو محبوب تھے۔ تو آپ جنت میں میرے ساتھ ہیں۔ اس امت کے تیسرے بہترین فرد ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک طرف ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخین کو بھائی بھائی بنادیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے ابو عمر! ہمارے قریب

آجائے حضرت عثمان آپ کے قریب ہوتے رہے یہاں تک اپنے گھٹنے حضور علیہ السلام کے گھٹنوں سے ملا دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ کہا ”سبحان اللہ العظیم“ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے دست اقدس سے بند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اپنی چادر کے دونوں پلو اپنے سینے پر اکٹھے کر لیا کرو۔ پھر فرمایا: بیشک آپ کی شان آسمان والوں میں ہے اور آپ میرے خوض پر اس حال میں آئیں گا کہ آپ کی رگیں بہت خون بہا رہی ہوں گی میں پوچھوں گا یہ کس نے آپ کے ماتھ ایسا کیا ہے؟ کہا جائے گا فلاں فلاں نے یہ کام کیا گو ابی حضرت جبریل علیہ السلام کی ہوگی اور پھر ایک ہاتھ غیبی سے بننے والا آسمان سے کہے گا منع عثمان پر مظلوم کے امیر ہیں۔

اس کو حافظ ابو القاسم دمشقی نے الاربعین الطوال میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں اسے بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۰)

الحديث التاسع والعشرون بعد المائة: عن عمرو ابن العاص قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اى الناس احب اليك قال عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قلت من الرجال فقال ابوہا قلت ثم من قال عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فعد رجالا خرجه احمد۔

حدیث 129۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا عائشہ: میں نے کہا مردوں میں سے۔ فرمایا عائشہ کے والد ہے۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ ارشاد فرمایا ”عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ“ پھر چند اور مردوں کو شمار فرمایا۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۷۸)

الحديث الثلاثون بعد المائة: عن عمر ابن العاص مرفوعاً بمثله خرجه ابو حاتم و اوردہا الطبری فی الریاض النضرۃ ثم قال فی روایۃ عن عمر ابن

العاص بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جیش ذات السلاسل وفي القوم ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فحدثنی نفسی انہ لم یبعثنی علی ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا لمنزلة لی عنده فأتیت حتی قعدت بین یدیہ فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب الناس الیک فقال الحدیث -

حدیث 130۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے عمرو بن عاص سے مرفوعاً روایت کی۔ ان دونوں روایتوں میں محب طبری نے ریاض النضر میں ذکر کیا پھر فرمایا عمرو بن عاص کی ایک روایت میں ہے کہ مجھے نبی کریم علیہ السلام نے لشکر ”ذات السلاسل“ پر امیر بنا کر بھیجا اس لشکر میں شیخین بھی تھے تو میرے دل میں بات آئی کہ حضور علیہ السلام نے جو مجھے شیخین پر امیر بنا کر بھیجا ہے یہ حضور کی بارگاہ میں میری خاص تہنیت منزلت کی وجہ سے ہے (جب لوٹے) تو میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۸۵-۶۹۰۰)

الحدیث الحادی والثلاثون بعد المائة: عن انس مرفوعاً بنحو هذا اللفظ خرج ابو حاتم فی فضائل عائشة -

حدیث 131۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۷۱۰۶)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد المائة: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس احب الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابو بکر قلت ثم من قال ثم عمر قلت ثم من قال ثم عثمان قلت ثم من قال ثم علی فاسکت فقال صلی اللہ علیہ وسلم سل عما شئت

قلقت يا رسول الله اى الناس احب اليك بعد علي فقال طلحة ثم الزبير ثم سعد ثم عبد الرحمن بن عوف ثم ابو عبيدة ابن الجراح خوجه الملاء فى سيرته۔

حدیث 132۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے۔ فرمایا ”عائشہ“ میں نے عرض کی مردوں میں سے؟ فرمایا ابو بکر میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عمر۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عثمان۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا علی پھر میں خاموش ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اور بھی جو چاہو پوچھو میں نے عرض کی آقا علی کے بعد درجہ محبوبیت کس کا ہے؟ فرمایا طلحہ پھر زبیر پھر سعد پھر عبد الرحمن بن نوف پھر ابو عبیدہ ابن الجراح۔

اس کو ملاء نے اپنی ”سیرت“ میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲)

الحديث الثالث والثلاثون بعد المائة : عن عبد الله بن شقيق قال قلت لعائشة رضي الله تعالى عنه اى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ابو بكر قلت ثم من قالت عمر قلت ثم من قالت ابو عبيدة ابن الجراح قلت ثم من فسكت خوجه الترمذی وقال حسن صحيح واورد هذه الاحاديث الخمسة الطبرى فى الرياض النضرۃ۔

حدیث 133۔ عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا ابو بکر میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا ”عمر“ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا ”ابو عبیدہ بن جراح“ میں نے عرض کی پھر کون تو آپ خاموش رہیں۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان پانچ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۳، سنن

ترمذی: (۳۸۸۵)

الحديث الرابع والثلاثون بعد المائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها وقد سئلت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفاً لو استخلف قالت ابو بكر فقيلاً لها ثم من قالت عمر فقيلاً ثم من بعد عمر قالت ابو عبيدة ابن الجراح ثم انتهت الى هذا اخرجه مسلم -

حدیث 134۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا رسول اللہ ﷺ اگر خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ فرمایا حضرت ابو بکر تو عرض کیا پھر کس کو؟ فرمایا عمر کو۔ عرض کی گئی پھر کس کو فرمایا ابو عبیدہ بن جراح کو پھر یہی رک گئیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۴ باب من فضائل ابی بکر الصديق)

الحديث الخامس والثلاثون بعد المائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله افترض عليكم حب بي بكر وعمر و عثمان وعلى رضي الله تعالى عنهم كما افترض الصلوة والزكوة والصوم والحج فمن انكر فضلهم فلا يقبل منه الصلوة ولا الزكوة ولا الصوم ولا الحج خرجه الملاء في سيرته -

حدیث 135۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت ایسے ہی فرض کی ہے جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض ہے۔ جو جس نے ان کی فضیلت کا انکار کیا اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کچھ بھی مقبول نہیں۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۹)

الحديث السادس والثلاثون بعد المائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اخبرني جبرئيل عليه السلام ان الله تعالى لما خلق آدم عليه السلام وادخل الرد في جسده امرني ان اخبر

تفاحة من الجنة فاعصرها في حلقه فعصرتها في فيه فخلقك الله من القطرة الاولى انت يا محمد ومن الثانية ابا بكر ومن الثالثة عمر ومن الرابعة عثمان ومن الخامسة عليا فقال آدم عليه السلام من هؤلاء الذين اكرمتمهم فقال الله تعالى هؤلاء خمسة اشباح من ذريتك وقال هؤلاء اكرم عندي من جميع خلقي قال فلما عصى آدم ربه قال يا رب بحرمة هؤلاء اولئك الاشباح الخمسة الذين فضلتمهم الا تبنت علي فتاب الله عليه اورد هذه الاحاديث الثلاثة الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 136۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کے بدن میں روح ڈالی تو مجھے حکم دیا کہ میں ایک جنتی سیب لے کر اس کا رس ان کے گلے میں پھونک دوں میں نے وہ سیب ان کے منہ میں پھونکا تو اے محمد! اس کے پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا دوسرے سے حضرت ابوبکر کو تیسرے سے حضرت عمر کو چوتھے سے حضرت عثمان کو، اور پانچویں سے حضرت علی کو۔ تو آدم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ! یہ کون ہیں جنہیں تو نے معزز کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم! یہ پانچویں تیسری اولاد میں خاص اشخاص ہیں اور فرمایا یہ پانچوں مجھے میری تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں۔ جبرائیل نے کہا پھر جب آدم علیہ السلام سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو عرض کی اے رب! انہیں پانچ صاحبان نفیست ہستیوں کی عزت کے واسطے سے میری توبہ قبول فرما تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان تینوں احادیث کو طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۱۹)

الحدیث السابع والثلاثون بعد المائة: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول امن تنشق عنه الارض ثم ابوبكر

ثم عمر ثم آتی اهل البقیع فیحشرون ثم انتظر اهل مکه حتی احشر بین الحرمین خرجه الترمذی -

حدیث 137۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'سب سے پہلے مجھ سے زمین (قبر) کھلی گی پھر ابو بکر پھر عمر سے پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا تو ان کو اٹھا کر جمع کیا جائے گا۔ پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک ان کو حرمین کے درمیان جمع کیا جائے گا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۹۲، مسند بزار: ۶۱۴۳)

الحديث الثامن والثلاثون بعد المائة: عن ابن مرفوعاً بمثل هذا اللفظ خرجه ابو جاتم فی فضائل عمر من قسم الاخبار و اورد ہما الطبری فی الرياض النضرة ایضاً -

حدیث 138۔ اسی کی مثل ابو جاتم نے فضائل عمر قسم الاخبار میں ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۹۹)

الحديث التاسع والثلاثون بعد المائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثل هذا اللفظ خرجه الحاكم و اورده السيوطی فی تاریخ الخلفاء -

حدیث 139۔ اسی کی مثل حاکم نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی اور اسے علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۲۹، اخبار مکہ: ۱۸۱۴)

الحديث الاربعون بعد المائة: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم ثم آتی اهل البقیع ثم انتظر اهل مکه فتتنشق عنهم ثم يقوم الخلائق -

حدیث 140۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین (قبر) کھلی گئی پھر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان کی قبریں کھلیں گئی پھر میں بتقیع والوں کے پاس آؤں گا پھر میں مکینوں کا انتظار کروں گا پھر ان کی قبریں کھلیں گئی پھر سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ (تاریخ دمشق: ج ۵۹ ص ۲۷۵)

الحديث الحادى والاربعون بعد المائة: عن ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حي افضل امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم بعدة ابوبكر ثم عمر ثم عثمان خرج به ابو داود الحافظ في المواقفات -

حدیث 141۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی کہا کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام کے بعد افضل امت حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں۔ ابی داؤد نے ”مواقفات“ میں روایت کیا۔ (سنن ابی داؤد: ۴۶۲۸)

الحديث الثانى والاربعون بعد المائة: عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما قال اجتمع المهاجرون والانصار على ان خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر وعمر وعثمان خرج به خيثمة بن سليمان -

حدیث 142۔ خيثمة بن سليمان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی۔ آپ نے فرمایا مهاجرین اور انصار کا اس پر اجماع ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر فاروقؓ پھر حضرت عثمانؓ ہیں۔ (شرح مذاہب اہل سنت ج ۱ ص ۳۰۵، رقم: ۱۹۱)

الحديث الثالث والاربعون بعد المائة: عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خرج ذات يوم فدخل المسجد و ابو بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما احدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهو آخذ بأيديهما وقال هكذا نبعث يوم القيامة خرج به الترمذى وقال غريب -

حدیث 143۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے پھر مسجد میں

اس شان سے داخل ہوئے کہ شیخین میں سے ایک آپ علیہ السلام کی دائیں جانب اور دوسرے آپ کی دوسری جانب تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ روز محشر بھی اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۹)

الحديث الرابع والاربعون بعد المائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله خرجه المخلص الذهبي واورد هذه الاحاديث الخمسة الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 144۔ اسی کی مثل مخلص ذہبی نے حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ ان پانچ احادیث کو طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (المخلصیات: ۲۹۴۳)

الحديث الخامس والاربعون بعد المائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم واورده الحافظ السيوطي في تاريخ الخلفاء -

حدیث 145۔ اسی کی مثل حاکم نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے اور حافظ سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۷۷۴۶)

الحديث السادس والاربعون بعد المائة : عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دخل المسجد و ابو بكر عن يمينه أخذاً بيده و عمر عن يساره أخذاً بيده وهو متكئ عليهما فقال هكذا نبعث يوم القيامة اخرجه ابو بكر ابن عاصم في السنة -

حدیث 146۔ امام ابو بکر بن عاصم نے "السنة" میں حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کی داہنی جانب حضرت ابو بکر آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور دوسری جانب حضرت عمر آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے

باتے ہوئے تھے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم روز محشر بھی یونہی اٹھائے جائیں گے۔ (السنة ابن ابی ناہم: ۱۳۱۸)

الحديث السابع والاربعون بعد المائة : عن سالم بن عبد الله بن عمر مرسلًا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابعث يوم القيامة بين ابى بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما الحديث اخرجه الحارث بين ابى اسامة فى مسنده۔
حدیث 147۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی سند میں حضرت سلیم بن عبد اللہ بن عمر سے مرسلہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ”میں قیامت کے دن ابوبکر و عمر کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔ (مسند الحارث: ۱۱۲۰)

الحديث الثامن والاربعون بعد المائة : عن سالم بن عبد الله بن عمر عن ابيه موصولاً بمثل هذا اللفظ اخرجه ابو نعیم فى الدلائل و اورد هذه الاحادیث الثلاثة العلامة الغالى فى شرح دلائل الخیرات۔

حدیث 148۔ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں اسی کی مثل عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابيه موصولاً روایت کی ہے۔ ان تینوں احادیث کو علامہ شاذلی رحمہ اللہ نے شرح دلائل الخیرات میں ذکر کیا ہے۔ (المہر و نیات: ۹۹)

الحديث التاسع والاربعون بعد المائة : عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه بمرفوعاً بمثل هذا اللفظ الترمذی الذى مر ذكره عن قريب اخرجه الطبرانی فى الاوسط و اوردہ السیوطی فى تاریخ الخلفاء۔

حدیث 149۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابو نعیم کو امام طبرانی نے ”اوسط“ میں روایت کیا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔

الحديث الخمسون بعد المائة: عن ابن عمر قال كنا و فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نفضل ابا بكر و عمر و عثمان و علي رضي الله تعالى عنهم خروجه ابو الحسن الحرابي۔

حدیث 150۔ ابو الحسن حرابی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ہم حضور علیہ السلام کے اپنے درمیان تشریف فرما ہوتے ہوئے بھی ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی بالترتیب فضیلت بیان کیا کرتے تھے۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۲۲)

الحديث الحادى والخمسون بعد المائة: عن ابى امامة قال سمعت ابا بكر الصديق رضى الله تعالى عنه يقول للنبي صلى الله عليه وآله وسلم من اول من يحاسب قال انت يا ابا بكر قال ثم من قال ثم عمر قال ثم من قال ثم علي رضى الله تعالى عنهم قال فعثمان قال سألت ربي ان يهب لى حسابه فلا يحاسبه فوجب لى خروجه الخجندى۔

حدیث 151۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت ابو بکر کو حضور علیہ السلام سے پوچھتے ہوئے سنا آپ نے کہا آقا! سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر تمہارا کہا۔ پھر کس کا؟ فرمایا عمر کا کہا پھر کس کا؟ فرمایا علی کا عرض کی آقا تو عثمان؟ فرمایا میں نے اللہ بارگاہ میں عرض کی کہ وہ عثمان کا حساب خود نہ لے، مجھے ہبہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہبہ کر دیا۔ اس خجندی نے روایت کیا۔ (فوائد ابن بشران: ۶۰۹)

الحديث الثانى والخمسون بعد المائة: عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ارى الليلة رجل صالح ان ابا بكر نيظ برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونيظ عمر بابى بكر ونيظ عثمان بعد قال جابر فلما قمنا من عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلنا

الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم واما ما ذكره من نوط بعضهم ببعض فهم فلاة هذا الامر الذي بعث الله به نبيه صلى الله عليه وآله وسلم خرجه ابو حاتم في صحيحه۔

حدیث 152۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”رات ایک نیک شخص کو خواب دکھایا گیا کہ حضرت ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور عمر ابو بکر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور عثمان و عمر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ حضرت جابر نے فرمایا جب ہم حضور علیہ السلام کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ وہ نیک شخص تو حضور علیہ السلام ہیں اور رہا وہ جو آپ نے بعض کا بعض کے ساتھ ملا ہوا ہونا ذکر فرمایا ہے تو وہ اس بات کا متمم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۹۱۳)

الحديث الثالث والخمسون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول اذا كان يوم القيامة نادى مناد الا لا يرفعن احد كتابه قبل ابى بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما خرجه ابن الفطريف۔

حدیث 153۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا خبردار! ابو بکر و عمر سے پہلے کوئی بھی اپنا نامہ اعمال ہرگز نہ اٹھائے۔ اس کو ابن الفطریف نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۵۹)

الحديث الرابع والخمسون بعد المائة : عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يعطى من هذه الامة كتابه يمينه عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه وله شعاع كشعاع الشمس فليل له

فاین ابوبکر یا رسول اللہ قال مہمات زفتہ الملائكة الى الجنان خروجه صاحب الديباج واورد هذه الاحاديث الخمسة الطبري في الرياض النضرة ثم قال ولا تضاد بين هذا وبين ما تقدم قبله عن عبد الرحمن بن عوف أنفاً اذ الرفع غير الامطاء وقد جاء ان ابا بكر لا يعرض على الحساب فلا يحتاج الى اعطاء كتاب بل يرفع كتابه مع كتاب عمر رضي الله تعالى عنه بعد اعطائه اياه وقد زف ابوبكر الى الجنة انتهی۔

حدیث 154۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس امت میں سے جس شخص کو سب سے پہلے اس کا اعمال نامہ دھنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ عمر بن خطابؓ میں سے ہوگا۔ اعمال نامہ آفتاب کی مانند چمک رہا ہوگا عرض کی گئی یا رسول اللہ حضرت ابوبکر کہاں رہ گئے؟ فرمایا "ان کو تو فرشتے دولہا بنا کر جانب جنت بھیج چلے ہوں گے۔ اس کو صاحب الديباج نے روایت کیا ہے۔ اور ان پانچوں احادیث کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا اور کہا کہ اس میں اور اس سے پہلے جو عبد الرحمن بن عوف سے حدیث 153 گزری ہے اس میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ اٹھانا اور عطاء کرنا اور ہے اور روایتوں میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو حساب کے لئے پیش نہیں کیا جاتا۔ لہذا آپ کو اعمال نامہ عطا کیا نہیں بلکہ آپ اپنے اعمال نامے کو اسی وقت اٹھالیں گے جب حضرت عمر ان کا نامہ عطا کیا جائے گا اور ان کو عطا کئے جانے کے بعد آپ کو سوئے جنت بھیجا جا چکا ہوگا۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۱۴۷)

الحديث الخامس والخمسون بعد المائة: عن جعفر بن محمد رضي الله تعالى عن ابیه قال کان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا جلس جلس ابوبكر عن يمينه وعمر عن يساره خروجه ابو القاسم السلمي۔

حدیث 155۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو حضرت

بكر آپ ﷺ کے دائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں بیٹھتے۔ اسے ابو القاسم السلمی نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۲۶ ص ۳۳۳)

الحديث السادس والخمسون بعد المائة : عن جعفر بن محمد عن ابیه مرفوعاً بمثله خرجه القلعي -

حدیث 156 - قلعی نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۲۰۹)

الحديث السابع والخمسون بعد المائة : عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال اقبل ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فقال النبي صلى الله عليه وسلم هذا سمع والبصر خرجه السمرقندی -

حدیث 157 - سمرقندی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روای کہ حضرت ابو بکر و عمر آئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ”یہ دونوں کان اور آنکھیں ہیں۔“

الحديث الثامن والخمسون بعد المائة : -----
حدیث 158 ----- یہ حدیث موجود نہیں ہے۔

الحديث التاسع والخمسون بعد المائة : عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه الملاء في سيرته و اورد هذه الاحاديث الخمسة الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 158 - اسی کی مثل الملاء نے اپنی کتاب ”سیرت“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور طبری نے ان پانچ احادیث کو ریاض النضرة میں بیان کیا۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۲۰۹)

الحديث الستون بعد المائة : عن عبد الله بن حنطب ان النبي صلى الله عليه

وسلم رأى ابا بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما فقال هذان السبع والب
اخرجه الترمذی۔

حدیث 160۔ امام ترمذی حضرت عبداللہ بن حنطب سے راوی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اب
عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں سماعت اور بصارت ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۷۱)

الحديث الحادى والستون بعد المائة : عن عبد الله بن حنطب مرفوعاً بمثله
اخرجه الحاكم وصححه۔

حدیث 161۔ اسی کی مثل حاکم نے عبداللہ بن حنطب سے مرفوعاً روایت کی اور اسے صحیح
(مستدرک حاکم: ۴۴۳۲)

الحديث الثانى والستون بعد المائة : عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما مرفوعاً
بمثله اخرجه الطبرانى۔

حدیث 162۔ اسی کی مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی۔ (معجم الکبیر: ۶۰)
مسند عبداللہ بن عمر

الحديث الثالث والستون بعد المائة : عن عبد الله بن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه
الطبرانى ايضاً و اورد هذه الاحاديث الاربعة الحافظ السيوطى فى تاريخ الخلفاء

حدیث 163۔ امام طبرانی نے ایک اور اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی
چاروں روایتوں کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ عنہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

الحديث الرابع والستون بعد المائة : عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر و عمر منى بمنزلة السبع والب
من الراس اخرجه ابو نعيم فى الحلية۔

حدیث 164۔ ابو نعیم "حلیہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابو بکر و عمر کا تعلق مجھ سے ایسے ہے جیسے میری سماعت و بصارت کا میرے سر سے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۷۳)

الحديث الخامس والستون بعد المائة: عن جابر مرفوعاً بمثله اخرجه الخطيب
حدیث 165۔ اسی کی مثل خلیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۵۹۳)

الحديث السادس والستون بعد المائة: عن جابر مرفوعاً بمثله اخرجه ابو يعلى
و اورد هذه الاحاديث الثلاثة ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة۔
حدیث 166۔ اسی کی مثل ابو یعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور ان تینوں
امادیث کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق محرقة میں بیان کیا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۳۳)

الحديث السابع والستون بعد المائة: عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا وله وزيران من اهل السماء
ووزيران من اهل الارض فاما وزيراي من اهل السماء فجبرئيل و ميكائيل
عليهما السلام واما وزيراي من اهل الارض فابوبكر و عمر رضي الله تعالى
عنهما اخرجه الترمذی وقال حسن غريب۔

حدیث 167۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و تسلیم نے
فرمایا "ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔
میرے وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں میں سے ابو بکر و
عمر ہیں۔"

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۸۰)

الحديث الثامن والستون بعد المائة : عن ابي شريح الكعبي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لي وزيرين في السماء ووزيرين من اهل الارض اما في السماء فجبرئيل و ميكائيل عليهما السلام و اما في الارض فابوبكر و عمر رضي الله تعالى عنهما خرجه ابو عبد الرحمن السلمي -

حدیث 168۔ ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”بیشک میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں اور دو زمین میں ہیں۔ آسمان میں حضرت جبریل و میکائیل علیہم السلام ہیں اور زمین میں ابو بکر و عمر ہیں۔“

اس کو ابو عبد الرحمن سلمی نے روایت کیا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۰)

الحديث التاسع والستون بعد المائة : عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر عن يمينه و عمر عن يساره قال فمد يده المباركة بين كتفي ابي بكر و مد يسارة بين كتفي عمر ثم قال لهما اتما و زيراى فى الدنيا و انتما و زيراى فى الآخرة هكذا تنشق الارض عنى و عنكما و هكذا زورانا و انتما رب العلمين خرجه ابو الحسن على ابن نعيم البصرى -

حدیث 169۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب اور حضرت عمر رضی اللہ آپ کے دوسری جانب ہوا تھے فرماتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے اپنا دہنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان رکھا اسی طرح اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان رکھا اور فرمایا تم دونوں دنیا و آخرت میں میرے وزیر ہو قیامت کے دن مجھ سے اور تم سے اسی طرح زمین کٹے گی۔ اس کو ابو الحسن علی ابن نعیم بصری نے روایت کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۳)

الحديث السبعون بعد المائة: عن الحسن بن ابی الحسن البصری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مكتوب علی ساق العرش او فی ساق العرش لا اله الا الله محمد رسول الله و وزیرا ابو بكر الصديق و عمر الفاروق خرجہ صاحب الديباج۔

حدیث 170۔ حسن بن ابی الحسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا در عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے دو وزیر ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسکو صاحب الديباج نے روایت کیا ہے۔ (الديباج للخطی: ۶۹)

الحديث الحادی والسبعون بعد المائة: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اراد ان يرسل رجلا فی حلبة مهمة و ابو بكر و عمر عن يمينه و يساره فقال علی الا تبعث احد هذين فقال كيف ابعث هذين و هما من الذين بمنزلة السمع والبصر خرجہ المخلص۔

حدیث 171۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو ایک اہم کام کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کی دائیں اور بائیں جانب میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! آپ ان دو میں سے کسی ایک کو بھیج دیجئے؟ ارشاد فرمایا میں ان کو کیسے بھیج دوں جو میرے سماعت و بصارت کے قائم مقام ہیں۔ اس کو مخلص نے روایت کیا ہے۔ (المخلصیات: ۲۳۷۶)

الحديث الثانی والسبعون بعد المائة: عن ابن عمر مرفوعاً بنحوه خرجہ ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 172۔ اسی کی مثل ابن السمان سے الموافقة میں مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الشریعة

(آجری: ۱۳۲۲)

الحديث الثالث والسبعون بعد مائة: عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لقد هممت ان ابعث دعاة من الامم كما بعث عيسى ابن مريم للعواريين قلت الا تبعث ابابكر وعمر قال لا غنالي عنهما انهما من الدين بمزلة السمع والبصر خرجا الجوهري واورد هذه الاحاديث السبعة في الرياض النضرة -

حدیث 173۔ حضرت جوہری حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی، انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آپ فرما رہے تھے میرا ارادہ ہے کہ میں دو قوموں کی طرف کچھ مبلغین بھیجوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے بھیجے تھے تو میں نے عرض کی آقا! آپ ابوبکر و عمر کو کیوں نہیں بھیج دیتے ارشاد فرمایا: مجھے ان سے بے نیازی نہیں یہ تو دین کی سماعت و بصارت کی طرح ہیں۔ ان سات احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (۱)

الاوسط: ۴۹۹۹، السنة ابن ابی عاصم: ۱۲۲۲)

الحديث الرابع والسبعون بعد المائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي خاصة من منه و ان خاصتي من اصحابي ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما اخرج الطبراني واورده السيوطي في تاريخ الخلفاء -

حدیث 174۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لئے اس کی امت میں سے خاصہ ہوتا ہے اور میرا خاصہ میرے اصحاب میں سے ابوبکر و عمر ہیں۔ (۱)

طبرانی نے روایت کیا ہے اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (المعجم الکبیر: ۱۰۰۸)

الحديث الخامس والسبعون بعد المائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه

مرفوعاً خرجه الملاء في سيرته واورده المحب الطبري في الرياض النضرة۔
 حدیث 175۔ اسی کی مثل ملاء نے اپنی کتاب "سیرت" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
 روایت کی ہے۔ محب طبری نے اسے ریاض النفرة میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

الحديث السادس والسبعون بعد المائة: عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه
 قال كنا تجلس عند النبي صلى الله عليه وسلم كان رؤسنا الطير ما يتكلم
 احد منا الا ابو بكر وعمر۔

حدیث 176۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اس طرح
 خاموش بیٹھتے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں اور ہم میں سے کوئی کچھ کلام نہ کرتا تھا سوا ابو بکر و
 عمر کے۔ (المعجم الاوسط: ۷۷۸۲)

الحديث السابع والسبعون بعد المائة: عن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج على اصحابه من المهاجرين والانصار وهم
 جلوس فلا يرفع اليه منهم احد بصره الا ابو بكر وعمر فانهما كانا ينظران اليه
 وينظر اليهما ويتبسمان اليه ويتبسم اليهما خرجه احمد۔

حدیث 177۔ امام احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور علیہ السلام اپنے مہاجرین و انصار
 صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف لاتے تو ہم میں سے کوئی حضور کو آنکھ اٹھا کر دیکھ نہ پاتا سوا ابو بکر و عمر کے
 کہ وہ حضور کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور ان کو دیکھ کر مسکراتے۔ (مسند امام احمد: ۱۲۵۱۶)

الحديث الثامن والسبعون بعد المائة: عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
 مثله خرجه الترمذي وقال غريب۔

حدیث 178۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور
 اسے غریب کہا۔ (سنن ترمذی: ۲۶۶۸ باب فی مناقب ابی بکر و عمر)

الحديث التاسع والسبعون بعد المائة : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه المخلص الذهبي -

حدیث 179۔ اسی کی مثل مخلص ذہبی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی۔ (مجموع آراء محدثین: ۴۲، مشیختہ ابن الجاری: ۸۸۹)

الحديث الثمانون بعد المائة : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه الحافظ الدمشقي -

حدیث 180۔ اسی کی مثل حافظ دمشق رحمتہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی۔ (مشیختہ الجاری: ۸۸۹، شرح اصول الاعتقاد: ۲۵۰۶)

الحديث الحادی والثمانون بعد المائة : عن عبد العزيز بن المطلب عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله عز وجل ايدى من اهل السماء بجبرئيل وميكائيل ومن اهل الارض بابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما خرجه السمرقندی -

حدیث 181۔ حضرت عبد العزیز بن مطلب اپنے والد گرامی سے راوی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "بیشک اللہ عزوجل نے آسمان والوں میں سے جبریل و میکائیل کے ذریعے مجھے تقویت دی ہے زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر کے ذریعے مجھے پختگی دی۔ علیہما السلام رضی اللہ عنہ اس کو سمرقندی نے روایت کیا۔ (طیبة الاولیاء ج ۸ ص ۱۶۰)

الحديث الثانی والثمانون بعد المائة عن ابی اروى الدوسی قال كنت جالساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فطلع ابو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فقال الحمد لله الذي ايدى بكما خرجه عمر بن محمد الملاء و اورد هذه الاحادیث السبعة الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 182۔ حضرت ابو اروی دوسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بارگاہ نبوی میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب تائس اللہ کے لئے ہے جس نے تم دونوں کے ذریعے مجھے تقویت دی۔ اس کو عمر بن محمد ملاء نے روایت کیا۔ اور ان سات احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۸)

الحديث الثالث والثمانون بعد المائة : عن ابي اروى الدوسى قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما فقال الحمد لله الذى ايدنى بكما اخرج به البزار۔
حدیث 183۔ بزار نے ابو اروی سے مثل سابق روایت کی ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۱)

الحديث الرابع والثمانون بعد المائة : عن ابي اروى الدوسى بمثله اخرج المحاكم۔
حدیث 184۔ اسی کی مثل ان سے حاکم نے روایت کی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۴)
الحديث الخامس والثمانون بعد المائة : عن البراء بن عازب رضى الله تعالى عنه بمثله اخرج الطبراني فى الاوسط و اورد هذه الاحاديث الثلاثة السيوطى فى تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 185۔ اسی کی مثل طبرانی نے اوسط میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان تینوں حدیثوں کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ عنہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (المجم الاوسط: ۷۹۹)

الحديث السادس والثمانون بعد المائة : عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد هممت ان ابعث فى الناس معلمين يعلمونهم بسنتى والقرآن كما بعث الخواريين عيسى للناس يعلمونهم فقيلا يا رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم فاین انت عن ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا تبعث
 بہما فی الناس یعلمونہم قال انه لا غناء عنہما انہما من الذین کالرأس من
 الجسد او کما قال خرجہ علی بن نعیم البصری و اوردة الطبری فی الریاض
 النضرۃ -

حدیث 186 - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ
 میں دیگر لوگوں میں کچھ معلمین بھیجوں جو انہیں میری سنتیں اور قرآن سکھائیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام نے عام لوگوں کو اپنا دین سکھانے کے لئے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا عرض کی گئی آقا! آپ اللہ
 و عمر کو لوگوں کی تعلیم دینے کے لئے کیوں نہیں بھیج دیتے؟ ارشاد فرمایا۔ ان کے بغیر کفایت نہیں ہے۔
 دونوں تو دین کے لئے ایسے ہیں جیسے جسم کے لئے سر۔

اس کو علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (تاریخ دمشق)
 ک ۴۴ ص ۶۹، المعجم الاوسط: ۵۳۵۴)

الحديث السابع والثمانون بعد المائة: عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال كان
 جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال اني لا ادرى ما بقائي فيك
 فاقتدوا بالذين من بعدي و اشار الى ابى بکر و عمر رضي الله تعالى عنہما خروجا
 الترمذی و حسنہ و اوردة فی تاریخ الخلفاء للسيوطی -

حدیث 187 - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھے تو آپ
 نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ میں مزید کتنا عرصہ تمہارے پاس دنیا میں رہوں گا اور ابوبکر و عمر کی خدمت
 اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا۔

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ تاریخ الخلفاء می امام سیوطی نے اس
 بیان کیا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۳)

الحديث الثامن والثمانون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله او بنحو هذا اللفظ خرجه احمد ولفظ انى لا ادرى بقائى فيكم الا قليلا
فاقتدوا ثم ذكره -

حدیث 188۔ اسی کی مثل امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اس کے الفاظ
یہ ہیں میں نہیں جانتا کہ تمہارے درمیان مزید کتنا عرصہ ہوں گا مگر تھوڑا۔ پھر مثل سابق حدیث۔ (فضائل
صحابہ: ۱۹۸، مسند امام احمد: ۶/۲۳۲)

الحديث التاسع والثمانون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله لفظ احمد خرجه ابو حاتم -
حدیث 189۔ امام احمد کے الفاظ کی مثل ابو حاتم نے حضرت حذیفہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح
ابن حبان: ۶۹۰۲)

الحديث التسعون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بنحو
هذا اللفظ خرجه الحافظ ابو نصر عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن يوسف
القصار بزيادة ولفظه فاقتدوا بالذين من بعدى ابو بكر وعمر فأنهما خبل الله
المهدوا ومن تمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها و اورد هذه الاحاديث
الثلاثة المحب الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 190۔ اسی کی مثل حافظ ابو نصر عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن یوسف القصار نے کچھ زیادتی کے ساتھ
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں میرے بعد ابو بکر و عمر کی
پیروی کرنا یہ دونوں اللہ کی طویل رسی ہیں۔ جس نے انہیں تھاما اس نے نہ ٹوٹنے والی مضبوطی رسی کو
تھاما۔

ان تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا۔ (مسند الشامیین: ۹۱۳، تاریخ دمشق

الحديث الحادى والتسعون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا بالذين من بعدى ابو بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما اخرجه الحاكم وصححه واورده السيوطى فى تاريخ الخلفاء

حدیث 191۔ حضرت مذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا اس کو حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۵۱)

الحديث الثانى والتسعون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن ماجه واورده ابن حجر فى الصواعق المحرقة -

حدیث 192۔ اسی کی مثل ابن ماجہ نے حضرت مذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۹۷، الصواعق المحرقة ج ۱ ص ۵۷)

الحديث الثالث والتسعون بعد المائة : عن ابى الدرداء مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانى -

حدیث 193۔ اسی کی مثل طبرانی نے حضرت ابو درداد رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الزوائد: ج ۹ ص ۵۳، مسند الشامیین: ۹۱۳)

الحديث الرابع والتسعون بعد المائة : عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم واوردهما السيوطى فى تاريخ الخلفاء له -

حدیث 194۔ اسی کی مثل حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ حافظ سیوطی نے اس کو تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۵۶)

الحديث الخامس والتسعون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه و لفظه انى لا ادرى ما قدر بقائى فيكم فاقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما و تمسكوا هدى عمار و ما حدثكم ابن مسعود فصدقوه اخرجه ابن حبان فى صحيحه و اورده ابن حجر فى الصواعق المحرقة

حدیث 195۔ اسی کی مثل ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں یہ زائد ہے فرمایا ”میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا، ہدایت عمار کو مضبوطی سے پکڑنا اور ابن مسعود تم کو جو حدیث بیان کریں اس کی تصدیق کرنا۔

اس کو ابن حجر نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۹۰۲، الصواعق المحرقة ص ۵۷)

الحديث السادس والتسعون بعد المائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه اخرجه الرويانى۔

حدیث 196۔ اسی کی مثل رویانی نے حضرت حذیفہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (جامع الامادیت: ۴۱۳۵)

الحديث السابع والتسعون بعد المائة : عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه اخرجه الترمذى۔

حدیث 197۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۷۹۹)

الحديث الثامن والتسعون بعد المائة : عن انس رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه اخرجه ابن عدى و اورد هذه الاحاديث الثلاثة ابن حجر فى الصواعق المحرقة ايضاً۔

حدیث 198۔ اسی کی مثل ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور ان تین احادیث کو ابن حجر نے ”مواہق محرقہ“ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۵۷ الفصل ثالث فی النصوص السمیعة الدالة۔)

الحديث التاسع والتسعون بعد المائة : عن عمر رضي الله تعالى عنه قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتصدق و وافق ذالك ما لا فقلت اليوم اسبق ابا بكر ان سبقته يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك قلت مثله و اتاه ابو بكر بكل ما عنده فقال يا بکر ما ابقيت لاهلك فقال ابقيت لهم الله و رسوله فقلت لا اسبق الى شيء ابدخرجه الترمذی وقال حسن صحيح واورده الطبري في الرياض النضرة۔ حدیث 199۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا۔ ان دنوں اتفاق سے میرے پاس مال بھی تھا میں نے دل میں کہا اگر میں کسی دن یا پر سبق حاصل کر سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے۔ فرماتے ہیں! میں نے اپنا آدھا مال حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا!! ”گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آتے ہیں؟ میں نے عرض کی ”اتاہی!!!“ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر بارگاہ ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی میں ان کے لئے۔ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔“

تو میں نے کہا میں کبھی بھی کسی معاملے میں ان پر بھت حاصل نہیں کر سکتا۔

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کو طبری نے ریاض النضر میں بیان کیا ہے۔ (سنن ترمذی: ۵: ۳۶۷ باب مناقب ابی بکر و عمر)

الحديث الموفى للمائتين: عن عمر رضى الله تعالى عنه بنحوه اخرج ابو داود و
اورده السيوطى فى تاريخ الخلفاء -

حدیث 200۔ اسی کی مثل ابو داؤد نے روایت کی حافظ سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں بیان
کیا۔ (سنن ابی داؤد: ۱۶۸۰، باب فی الرخصة فی ذلک - خروج الرجل)

الحديث الحادى بعد المائتين: عن عمر رضى الله تعالى عنه بنحوه وفى آخره
قلت لا اسابقك فى شيء ابدا اخرجہ الفضائلی -

حدیث 201۔ اسی کی مثل فضائلی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے آخر میں اتنا
زائد ہے۔ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا میں کبھی کسی کام میں آپ پر سبقت نہ لے سکوں گا۔ (سنن
دارئ: ۱۷۰۱)

الحديث الثانى بعد المائتين: عن عمر بنحوه و زاد فيه انه صلى الله عليه
وسلم قال بينكما كما بين كلميتكما اخرجہ الملاء فى سيرته -

حدیث 202۔ اسی کی مثل ملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس
میں یہ زائد ہے کہ نبی علیہ السلام نے شیخین سے فرمایا "آپ دونوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے، جتنا
آپ کی اس گفتگو میں"۔ میں اپنے گھر والوں کے لئے آدھا مال چھوڑ آیا ہوں" اور "میں اپنے گھر
والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں" میں فرق ہے۔ (الصواعق المحرقة
ص ۲۱۵)

الحديث الثالث بعد المائتين: عن عمر رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقد سمع قراءة ابن مسعود ليلا من سورة ان يقرء القرآن
بطنا فليقرأه كما يقرأه ابن ام عبد فلما اصبحت غدوت اليه لا بشرة فقال قد
سبقك ابو بكر وما سابقته الى خير قط الا سبقنى خرجہ احمد و معناه فى

الصحيحين واورد هذه الاحاديث الثلاثة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 203۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا!! جس کو یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی خالص تلاوت کرے تو وہ ابن ام عبد (ابن مسعود) کی طرح قرآن پڑھا کرے۔

جب صبح ہوئی تو میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تا کہ آپ علیہ السلام کو خوشخبری دوں کہ میں نے رات ابن مسعود کی طرح قرآن پڑھا ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!! ”آپ سے پہلے تو ابو بکر مجھے یہ بتا بھی چکے ہیں۔

حضرت عمر نے مزید فرمایا! کہ میں حضرت ابو بکر پر کسی بھی خیر میں سبقت نہ پارکا ہاں وہ مجھ پر ضرور درج رہے۔

اس کو امام احمد نے روایت کیا اور اسی معنی کی روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔ ان غیر احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۱۷۵۔ ۳۳۴۰)

الحديث الرابع بعد المائتين: عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال مر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر و عمر و انا احمد الله عز و جل واصلی علی محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال سل تعط و لم اسمعه فاذ ابو بكر فبشرني بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتاني عمر فاخبرني بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قد سبق اليها ابو بكر قال عمر رضي الله تعالى عنه رحم الله ابا بكر ما استبقنا لخير الا سبقني اليه و كان سببا للخيرات فقال عبد الله ما صليت فريضة ولا تطوعا الا دعوت الله في صلوتي اللهم اني اسالك ايمانا ليرتد و نعيما لا ينفد و مرافقة نبيك محمد ص الله عليه وآله وسلم في اعلى جنة الخلد و انا ارجو ان اكون دعوت بهن البار

خرجه احمد -

حدیث 204۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ”میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک پڑھنے میں مشغول تھا۔ دریں اثناء میرے پاس رے رحمت عالم ﷺ اور شیخین کا گزروا۔ تو حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا! ”ما نگو عطا کیا جائے گا؟“

لیکن میں سن نہ سکا بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور مجھے بشارت نبوی سنائی۔ پھر یہی بات مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر کہی تو میں نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سبقت لے گئے۔

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے“ ہم نے جس بھی خیر میں پڑھنے کی کوشش کی اس میں ابو بکر ہی سابق آئے۔ اور آپ نیکیوں میں بہت جلدی کرنے والے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس کے بعد میں نے جو بھی فرضی نفل نماز پڑھیں اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعائی ”اے اللہ! میں تجھ سے نہ پھرنے والے ایمان و نہ ختم ہونے والی نعمت اور خلد برین کے بالا خانوں میں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میرے خیال میں میں رات کے پچھلے پہر بھی یہ دعائیں کیا کرتا تھا۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۵۴/۸)

الحديث الخامس بعد المائتين : عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه بنحوه خرجه عمر بن شاهين -

حدیث 205۔ اسی کی مثل ابن شاہین نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۸۲)

الحديث السادس بعد المائتين : عن عاصم الاحول عن ابي العالية في قوله تعالى اهدنا الصراط المستقيم قال هو النبي صلى الله عليه وسلم وصاحباة

قال عاصم فذكرت ذلك للحسن فقال صدق ابو العالية ونصح خروجه الى
السرى۔

حدیث 206۔ حضرت عاصم امول رضی اللہ عنہ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے اس فرمان الہی اور
الصراط المستقیم کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ابو العالیہ نے فرمایا صراط مستقیم (سیدھی راہ) سے مراد حق
نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے دونوں ساتھی شیخین ہیں۔ عاصم کہتے ہیں میں نے یہ بات
حضرت حسن سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا ”ابو العالیہ نے سچی اور خیر خواہی والی بات کہی۔ اس کو
اسیری نے روایت کیا ہے۔ (السنۃ للرموزی: ۲۷)

الحديث السابع بعد المائتين : عن عاصم الاحول عن ابي العالية بمثل
اللفظ خرجه ابن نعيم البصري۔

حدیث 207۔ اسی کی مثل حضرت عاصم سے ابن نعیم بصری نے روایت کی ہے۔

الحديث الثامن بعد المائتين : عن سالم بن ابي حفصة رضي الله تعالى عنه
سألت محمد بن علي و جعفر بن محمد عن ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهم
فقالا اماما عدل فتولهما و انتبرا من عدوهما ثم التفت الى جعفر بن محمد
فقال يا سالم ايسب الرجل جده ابو بكر الصديق جدى لا نالتنى شفاعته
محمد صلى الله عليه وسلم ان لم اكن اتولهما واتبرا من عدوهما۔

حدیث 208۔ حضرت سالم بن ابی حفصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں نے حضرت محمد بن علی اور جعفر
محمد رضی اللہ عنہما سے شیخین کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ دو دونوں عدل کے امام تھے
ان کو اپنا دلی جانتے ہیں اور ان کے دشمن سے ہم بیزار ہیں پھر حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے سالم! بھلا کوئی آدمی اپنے نانا کو گالی دے سکتا ہے؟ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ تو میرے نانا ہیں، اگر میں شیخین کو اپنا دلی نہ جانوں اور ان کے دشمن سے بیزار

تو مجھے میرے نانا حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔ (الریاض النضر ص ۲۷)

الحديث التاسع بعد المائتين: عن ابي جعفر محمد بن علي الباقر قال من جهل فضل ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فقد جهل السنة و اورد هذه الاحاديث الستة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 209۔ حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جو فضیلت شیخین سے جاہل رہا وہ سنت سے جاہل رہا۔ ان چھ حدیثوں کو طبری نے ریاض النضر میں بیان کیا۔ (الریاض النضر ص ۲۷)

الحديث العاشر بعد المائتين: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال كنت في المسجد اصلي فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فوجدني ادعوا فقال سل تعطه ثم قال من احب ان يقرأ القرآن غضا فليقرأه بقرأة ابن ام عبد فرجعت الى منزلي فاتاني ابو بكر فبشرني ثم اتاني عمر فوجد ابا بكر خارجا قد سبقه فقال انك لسباق بالخير اخرجه ابو يعلى واورده السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 210۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کے ساتھ شیخین بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا کرتے ہوئے پایا تو ارشاد فرمایا!!

”ما تمعو عطا کیا جائے گا“ پھر فرمایا!! جس کو پسند ہو کہ قرآن شریف پختہ قرأت سے پڑھے تو وہ ابن ام عبد کی طرح پڑھا کرے۔“

پھر میں اپنے گھر لوٹ آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے اپنی قرأت کی خوشخبری دینے کے لئے تشریف لائے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے لیکن گھر سے باہر ہی حضرت ابو بکر کو دیکھا کہ وہ عمر پر سبقت لے چکے

میں تو کہا!! اے ابوبکر! آپ خیر میں بہت جلدی کرنے والے ہیں۔

اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۱۶، اسناد حسن)

الحديث الحادى عشر بعد المائتين: عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرج بي الى السماء فما مررت بسماء الا وجدت فيها اسمى مكتوبا محمد رسول الله و ابوبكر الصديق خلفى خرجه الحسن بن عرفة۔

حدیث 211۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان پر بھی گزرا وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا پایا۔ اسے حسن بن عرطہ نے روایت کیا ہے۔ (جزء ابن عرق: ۶)

الحديث الثانى عشر بعد المائتين: عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه الثقفى الاصبهاني و اورد هما الطبرى فى الرياض النضرة۔ حدیث 212۔ اسی کی مثل ثقفی اصبہانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۷۷)

الحديث الثالث عشر بعد المائتين: عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرج بي الى السماء فما مررت بسماء الا وجدت فيها اسمى محمد رسول الله و ابوبكر الصديق خلفى خرجه ابو يعلى و اورد السيوطى فى تاريخ الخلفاء ثم قال اسنادة ضعيف لكنه ورد ايضا من حديث ابن عباس وابن عمر و انس و ابى سعيد و ابى الدرداء بأسانيد ضعيفة يشد بعضها بعضاً انتهى۔

حدیث 213۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا تو وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا“ مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا پایا۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کر کے فرمایا اس کی اسناد ضعیف ہے۔ لیکن یہی حدیث حضرت ابن عباس، ابن عمر، انس، ابوسعید اور ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسانید ضعیفہ سے مروی ہے۔ جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں لہذا اسے بھی تقویت حاصل ہوگی۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۶۶۰)

الحديث الرابع عشر بعد المائتين : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله۔

حدیث 214۔ اسی کی مثل حضرت ابن عباس۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحديث الخامس عشر بعد المائتين : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله۔

حدیث 215۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحديث السادس عشر بعد المائتين : عن انس مرفوعاً بمثله۔

حدیث 216۔ اسی کی مثل حضرت انس۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۰۴)

الحديث السابع عشر بعد المائتين : عن ابی سعید مرفوعاً بمثله۔

حدیث 217۔ اسی کی مثل حضرت ابوسعید اور۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۲۰ الفصل ثانی فی ذکر فضائل)

الحديث الثامن عشر بعد المائتين : عن ابی الدرداء مرفوعاً بمثله واورد هذه

الاحاديث الخمسة السيوطي في تاريخ الخلفاء كما مر۔

حدیث 218۔ اسی کی مثل حضرت ابوالدرداء سے مرفوعاً روایت ہے۔ ان پانچوں احادیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحديث التاسع عشر بعد المائتين : عن ابي الدرداء قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لهجة من ابي بكر من سره ان ينظر الى مثل عيسى في الزهد فلينظر اليه خروجه صاحب فضائل ابا بكر.

حدیث 219۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ! عرش بریں کے نیچے اور فرش زمین کے اوپر ابو بکر کی مثل کوئی کوئی سچا نہیں جسے یہ پسند ہو کہ زہد و تقویٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کو دیکھے تو وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔ اس کو صاحب فضائل ابو بکر نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۳۳ باب ثانی ذکر اسمہ الصدیق)

الحديث العشرون بعد المائتين : عن ابي سعيد قال قال ابو بكر رضي الله تعالى عنه الست احق الناس بهذا الامر الست اول من اسلم الست صاحب كل الست صاحب كذا اخرجه الترمذی۔

حدیث 220۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کیا میں نے خلافت کا سب سے زیادہ حقدار نہیں کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والا نہیں؟ کیا میری یہ خصوصیت نہیں؟ کیا میری یہ فضیلت نہیں! اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ (ترمذی: ۳۶۶۷)

الحديث الحادی والعشرون بعد المائتين : عن ابي سعيد بمثله خروجه ابو حاتم

حدیث 221۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (معجم الامم)

الحديث الثانی والعشرون بعد المائتين : عن انس ان ابا بكر حدثه قال قلت للنبي صلى الله عليه وسلم ونحن في الغار لو ان احدهم نظر الى قدميه لا يصرنا تحت قدميه فقال يا ابا بكر ما ظنك باثنين الله ثالثهما اخرجه البخاري۔
 حدیث 222۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا اور کہا کہ جب میں اور حضور نبی کریم ﷺ غار میں تھے تو میں نے عرض کی آقا! اگر دو دشمنوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے گا تو وہ وہاں وہ ہمارے نشانات قدم پالے گا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے کیا خیال ہے۔ جن کا تیسرا اللہ رب العالمین ہے اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ج ۴ ص ۵، صحیح مسلم: ۲۳۸۱)

الحديث الثالث والعشرون بعد البائتين : عن انس بمثل هذا اللفظ اخرجه ابو حاتم وغيره من طرق كثيرة واورد هذه الاحاديث الستة الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 223۔ اس کی مثل ابو حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ سے کثیر مندوں کیساتھ روایت کی ہے۔ ان چھ احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۲۷۸، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۵۹)

حدیث 224۔۔۔ روایت قلمی مخلوط میں موجود نہیں۔

الحديث الخامس والعشرون بعد المائتين : عن جندب رضى الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يموت بخمس وهو يقول اني ابرأ الى الله عز وجل ان يكون لى منكم خليل فان الله عز وجل قد اتخذنى خليلاً

کہا اتخذ ابراہیم خلیلا و لو کنت متخذاً خلیلاً من امتی لا اتخذت اباہم
خلیلاً خرجه مسلم۔

حدیث 225۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کو وفات سے پانچ دن قبل
یہ فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ”میں اللہ کی بارگاہ سے جرات طلب کرتا ہوں کہ کوئی تم
سے میرا خلیل ہو کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا
اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا۔

اس کو امام مسلم علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔ (معجم الکبیر الطبرانی: ۱۶۸۶، صحیح مسلم: ۲۳۸۲)
الحديث السادس والعشرون بعد المائتين: عن ابي امامة رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اتخذني خليلاً كما اتوا
ابراهيم خليلاً وانه لم يكن نبى الا وله من امته خليلاً الا وان خليلي ابو بكر
خرجه الواحدى فى تفسيره الوسيط واوردهما الطبرى فى الرياض النضرة۔
حدیث 226۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”بیٹک
تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور ہر نبی علیہ السلام کے
اس کی امت میں سے ایک خلیل ہوتا ہے۔ آگاہ رہو میرے خلیل حضرت ابو بکر میں رضی اللہ عنہ۔ اس
واحدی نے اپنی تفسیر ”وسیط“ میں روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرہ
میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۵۷ حدیث تدل علی ثبوت الخلفۃ)

الحديث السابع والعشرون بعد المائتين: عن ابي امامة مرفوعاً بمثله خرجه
الطبرانی واورده ابن حجر فى الصواعق المحرقة۔

حدیث 227۔ اسی کی مثل امام طبرانی رحمۃ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت
کی ہے اور اس کو ابن حجر نے صواعق محرقة ”میں ذکر کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۰۳ الفصل ثانی)

فما لابی بکر

الحديث الثامن والعشرون بعد المائتين : عن ابي بن كعب انه قال ان احدث عهدى نبيكم صلى الله عليه وسلم قبل وفاته بخمس ليال دخلت عليه وهو يقلب ببديه وهو يقول انه لم يكن نبى الا وقد اتخذ من امته خليلا وان خليلى من امتى ابو بكر بن ابي تحافة رضى الله تعالى عنه الا وان الله قد اتخذنى -

مدیث 228۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں حضور علیہ السلام کی وفات سے بہت قریبی وقت صرف پانچ رات قبل آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ علیہ السلام اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت میں سے کسی نہ کسی کو اپنا خلیل بنایا ہے اور میرے خلیل میرے امت میں سے حضرت ابو بکر بن ابوقحافة رضی اللہ عنہ ہیں۔ خردار بیشک اللہ تعالیٰ مثل ابراہیم کے مجھے بھی اپنا خلیل بنانا ہے۔ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اسکو حاکم ابو الحسن علی بن عمر حربی سکری نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۱۲۷)

الحديث التاسع والعشرون بعد المائتين : عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كنت متخذًا خليلا لا اتخذت ابا بكر خليلا ولكن اخي وصاحبى وقد اتخذ الله صاحبكم خليلا اخرجه مسلم -

مدیث 229۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے راوی آپ علیہ السلام نے فرمایا "اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میری دینی بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (حضرت محمد ﷺ) کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ اسکو امام مسلم نے روایات کیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۳)

الحديث الثلاثون بعد المائتين : عن ابن مسعود مرفوعاً بمثله خرج ابو حاتم -

حدیث 230۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۵۶)

الحديث الحادى والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذاً خليلاً لا تتخذت اباً بكر خليلاً ولكن اخى وصاحبى خرج به البخارى -

حدیث 231۔ امام بخاری، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا غلیل بناتا تو حضرت ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور ساتھی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۵۶)

الحديث الثانى والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما مرفوعاً بنحوه ولفظه فى آخره ولو كنت متخذاً من امتى خليلاً لا تتخذته خليلاً ولكن اخوة الاسلام افضل خرج به البخارى -

حدیث 232۔ اسی کی مثل امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت کی ہے۔ اس کے آخر میں یہ لفظ ہیں۔۔ لیکن اسلامی بھائی چارہ افضل ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۵۷)

الحديث الثالث والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما مرفوعاً بنحوه وفى آخره ولكن خلة الاسلام افضل بدل اخوة الاسلام خرج به البخارى ايضاً -

حدیث 233۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل ایک اور روایت ہے اسمیں اسلامی بھائی چارہ کی جگہ اسلامی دوستی کے لفظ ہیں۔ اس کو بھی امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۷۳۸)

الحديث الرابع والثلاثون بعد المائتين : عن جبیر بن نفیر ان ابوابا كانت مضطجة فی مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر بها فسدت غیر باب ابی بکر فقالوا اسد ابوابنا وترك باب خلیله فقال لو كان لی منکم خلیل كان هو خلیلی ولكنی خلیل الله فهل انتم تاركوا لی صاحبی فقد راسانی بنفسه و ماله وقال لی صدق و قلت کذب خرجه صاحب فضائل ابی بکر رضی الله تعالی عنه۔

حدیث 234۔ حضرت جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں کچھ دروازے کھول لئے گئے تھے بول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کھولائے اور دیگر دروازے بند کرائے تو صاحبان ابواب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دروازے بند کرا دیئے ہیں اور اپنے خلیس کا باب بند نہیں کرایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر تم میں سے میرا کوئی خلیل ہوتا تو حضرت بکر ہی ہوتے لیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے تو کیا تم میری خاطر میرے صاحب کا دروازہ کھلا دے رہے دو؟" مالا نکہ اس نے اپنے جان و مال سے میری مدد کی ہے اور (شروع ہی سے) میری بات کی نصیحت کی ہے اور تم نے تو (اسلام لانے سے پہلے) تکذیب بھی کی تھی۔

ابو صاحب فضائل ابو بکر نے روایت کیا ہے۔ (الشریعة الآجری: ۱۲۶۶، باب ذکر مواثبات ابی بکر)

الحديث الخامس والثلاثون بعد المائتين : عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان امن الناس علی فی محبتہ وماله ابو بکر ولو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت اباً بکر خلیلاً ولكن انوة الاسلام لابقین فی المسجد خوذة الاخوذة ابی بکر رضی الله تعالی عنه اخرجه البخاری۔

حدیث 235۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لوگوں

میں مال اور ساتھ کے حوالے سے تجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے۔ اور اگر میں کسی کو اپنا ٹیبل بناتا تو حضرت ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ ہے۔ اور میں مسجد میں سوا حضرت ابو بکر کے کسی کھڑکی کھلی نہ رہنے دوں گا۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (بخاری: ۳۹۰۴)

الحديث السادس والثلاثون بعد البائتين: عن أبي سعيد مرفوعاً بمثله خرب مسلم۔

حدیث 236۔ اسی کی مثل امام مسلم نے (صحیح مسلم: ۲۳۸۲)

الحديث السابع والثلاثون بعد البائتين: عن أبي سعيد مرفوعاً بمثله خرب احمد۔

حدیث 237۔ اسی کی مثل امام احمد نے (مسند امام احمد: ۱۱۵۰، ج ۳ ص ۱۸)

الحديث الثامن والثلاثون بعد البائتين: عن أبي سعيد مرفوعاً بمثله خرب الترمذی۔

حدیث 238۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے (سنن ترمذی: ۳۶۶۰)

الحديث التاسع والثلاثون بعد البائتين: عن أبي سعيد مرفوعاً بمثله خرب ابو حاتم واورده هذه الاحاديث الاثني عشر الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 239۔ اسی کی مثل امام ابوما تم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ ان چاروں حدیثوں کو امام طبری رحمۃ اللہ نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (ج ۱ ص ۶۵۹۳)

الحديث الاربعون بعد البائتين: عن ابن الزبير مرفوعاً بنحوه۔

حدیث 240۔ اسی کی مثل حدیث حضرت ابن زبیر (الریاض النضرة ج ۱ ص ۵۹)

الحديث الحادى والاربعون بعد المائتين : عن البراء مرفوعاً بنحوه -

حدیث 241۔ اسی کی مثل حضرت براء۔ (الریاض النضرہ ص ۱۲۹)

الحديث الثانى والاربعون بعد المائتين : عن كعب بن مالك مرفوعاً بنحوه -

حدیث 242۔ اسی کی مثل حضرت کعب بن مالک۔ (الریاض النضرہ ص ۱۲۹)

الحديث الثالث والاربعون بعد المائتين : عن جابر بن عبد الله مرفوعاً بنحوه -

حدیث 243۔ اسی کی مثل حضرت جابر۔ (الریاض النضرہ ص ۲۲۰)

الحديث الرابع والاربعون بعد المائتين : عن ابى واقد الليثى مرفوعاً بنحوه -

حدیث 244۔ اسی کی مثل حضرت ابو واقد لیثی۔ (معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۷۶)

الحديث الخامس والاربعون بعد المائتين : عن ابى هريرة مرفوعاً بنحوه -

حدیث 245۔ اسی کی مثل حضرت ابو ہریرہ۔ (معجم الکبیر ج ۱۹ ص ۴۳۴، رقم: ۱۰۴۲)

الحديث السادس والاربعون بعد المائتين : عن ابن عمر مرفوعاً بنحوه -

حدیث 246۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر۔ (مولاء: ۹۴۳ باب فضائل اصحاب ﷺ)

الحديث السابع والاربعون بعد المائتين : عن ابن عمر ايضاً مرفوعاً بنحوه

وفيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤذونى فى صاحبى ولولا ان الله

سماه صاحباً لاتخذته خليلاً ولكن اخوة الاسلام اخرجه ابن عدى -

حدیث 247۔ بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا۔ مجھے میرے صاحب کے حوالے سے ایذا نہ دو کہ اللہ نے مجھے ہدایت اور دین حق کر

بجھا تو تم نے میری تکذیب کی اور حضرت ابو بکر نے میری تصدیق کی تھی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو

میرے صاحب ہونے کا نام نہ دیا ہوتا تو میں انہیں اپنا غلیل بنا لیتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ ہے۔ اس کو

ابن عدی نے روایت کیا ہے۔ (الکامل ابن عدی ج ۲ ص ۲۷۸)

الحديث الثامن والاربعون بعد المائتين : عن عائشة مرفوعاً بنحوه۔

حدیث 248۔ اسی کی مثل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے۔ (المعجم الاوسط: ۲۰۵۵)

الحديث التاسع والاربعون بعد المائتين : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه غدیر فقال يسبح كل رجل منهم الى صاحبه قال فسبح كل رجل منهم الى صاحبه حتى بقي رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسبح رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ابي بكر حتى اعتنقه وقال لو كنت متخذاً حتى القى الله لاتخذت ابا بكر خليلاً ولكنه صاحبي اخرجه الطبراني في الكبير۔

حدیث 249۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ نے ”کبیر“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ایک تالاب میں نہا رہے تھے (حضرت ابن عباس نے فرمایا ان میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جانے لگا۔ فرمایا کہ ہر شخص تیر کر اپنے دوست کے پاس پہنچ گیا یہاں تک کہ صرف حضور علیہ السلام اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بچ گئے رسول اللہ ﷺ تیر کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ انہیں گلے لگا لیا اور فرمایا اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رخصت ہونے تک کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر کو بناتا لیکن میرے صاحب ہیں۔ (المعجم الکبیر: ۱۱۹۷ ج ۱ ص ۳۲۸)

الحديث الخمسون بعد المائتين : عن ابن عباس مرفوعاً بنحوه خرجه ابن شأهين في السنة۔

حدیث 250۔ اسی کی مثل ابن شہین نے ”السنة“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (السنة ابن ابی عاصم: ۱۰۲)

الحديث الحادی والخمسون بعد المائتين : عن ابی ابی ملیکة مرفوعاً
بمثله اخرجه ابو القاسم البغوی۔

اور حدیث 251۔ اسی کی مثل ابو القاسم بغوی نے ابن ابی ملیکہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (السنن
الکبریٰ: ۱۲۳۱۸، المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۳۷۷، رقم: ۳۹)

الحديث الثاني والخمسون بعد المائتين : عن ابن ابی ملیکة مرفوعاً مرفوعاً
بمثله اخرجه ابن عساکر و اورده هذه الاحادیث الثلاثة عشر الحافظ السيوطی
فی تاریخ الخلفاء له۔

حدیث 252۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور ان تیرہ
13 احادیث کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳،
ص ۶۰، تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحديث الثالث والخمسون بعد المائتين : عن حذيفة مرفوعاً بمثله۔
حدیث 253۔ حضرت حذیفہ سے کی مثل۔ (۔۔۔)

الحديث الرابع والخمسون بعد المائتين : عن معاوية بن ابی سفیان مرفوعاً
بمثله و اوردهما ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 254۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان W سے مرفوعاً مروی ہیں ان دونوں روایتوں کو ابن حجر مکی
رحمۃ اللہ نے ”صواعق محرقة“ میں ذکر کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۵۷۔ ۲۱۱)

الحديث الخامس والخمسون بعد المائتين : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرج فی مرضہ الذی مات، عاصباً
راسه فجلس علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انه لیس من الناس احد
امن علی بنفسه و ماله من ابی بکر ابن ابی قحافة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولو کنت

متخذاً خليلاً لا اتخذت اباً بكر خليلاً لكنه خلة الاسلام سدوا عنى كل خوخة
في المسجد غير خوخة ابى بكر رضى الله تعالى عنه خرجه البخارى -

حدیث 255۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ آخری
حالت مرض میں اپنے سر پر دو مال باندھے ہوئے تشریف لائے۔ منبر پر جلوہ گر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی
حمد و ثناء کی پھر فرمایا "لوگوں تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے اپنی جان و مال سے ذریعے ابو بکر
بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر احسان کیا ہو۔ اگر میں کسی کو اپنا ظلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کی
دوستی ہے۔ مسجد میں کھلی ہوئی یہ کھڑکی بند کر دو" حضرت ابو بکر کی کھڑکی کے۔ (صحیح بخاری: ۴۶۷)

الحديث السادس والخمسون بعد المائتين : عن ابن عباس رضى الله تعالى
عنهما مرفوعاً بمثله وبنحوه خرجه احمد -

حدیث 256 امام احمد نے اسی کی مثل۔ (مسند امام احمد: ۲۴۳۲)

الحديث السابع والخمسون بعد المائتين : عن ابن عباس رضى الله تعالى
عنهما مرفوعاً خرجه ابو حاتم -

حدیث 257۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔
(صحیح ابن حبان: ۶۸۶۰)

الحديث الثامن والخمسون بعد المائتين : عن ابى سعيد رضى الله تعالى
عنه قال جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم مرجعه من حجة الوداع على المنبر
فقال ان عبداً خيرة الله عز وجل بين ان يؤتیه من زهرة الدنيا ما شاء وغيره
والخلد فيها ثم الجنة وبين ما عنده والجنة فاختر ما عند الله والجنة فبكى ابو
بكر رضى الله تعالى عنه وقال فدينناك بأبائنا وامهاتنا فكان رسول الله صلى
الله عليه وسلم هو المخير ولكن يضجعنا وكان ابو بكر رضى الله تعالى عنه

اعلمنا بالامورة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان امن الناس على في محبته وماله ابو بكر رضى الله تعالى عنه ولو كنت متخذنا خليلا لاتخذت ابا بكر ولكن اخوة الاسلام ثم قال لاتبقيين في المسجد خوخة الاخوخة ابي بكر فعلمنا انه مستخلفه خرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقي وقال صحيح المتن غريب الاسناد وسياتي اسانيد نحو هذا الحديث عن البخاري وغيره مكررة۔

برٹ 258۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے اٹھنے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا۔ بیشک ایک بندے کو اللہ عزوجل نے دو باتوں کا اختیار دیا پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی چاہت کے مطابق اس دنیا کی زینت و نعمت اور یہاں کی لاول ترین زندگی عطا کرے پھر جنت دے دے اور دوسری یہ کہ جنت اور جو اللہ کے پاس ہے وہ دے تو اس بندے نے جنت اور جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کر لیا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہڑے اور عرض کی آقا ہمارے مال باپ آپ پر قربان ہوں۔ (راوی نے کہا) وہ اختیار والا بندہ خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ معاملات کو جاننے والے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لوگوں میں سے صحبت و مال کے حوالے سے مجھ پر سب سے زیادہ حمان ابو بکر کا ہے اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ سے پھر فرمایا مسجد میں سوا حضرت ابو بکر کے کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے تو ہم نے جان لیا کہ حضور علیہ السلام ان کو اپنے خلیفہ بنانے والے ہیں۔

اس کو حافظ ابو القاسم دمشقی نے روایت کیا اور فرمایا اس حدیث کا متن صحیح اور سند غریب ہے۔ اس طرح حدیث کی اور سندیں امام بخاری وغیرہ سے مزید آگے بھی آ رہی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۹۰۴)

الحديث التاسع والخمسون بعد المائتين : عن ابي المعلى زيد بن لوازف الانصاري رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من

امن الناس على وساق الحديث نحو حديث ابى سعيد وقال بعد قوله لا اتخذت اباً بکر ولكن ود و اخاء ایمان مرتین او ثلاثاً و ان صاحبکم خلیل الله خرجه الترمذی۔

حدیث 259۔ حضرت ابوالمعلی زید بن لوازن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بیشک مجھ پر لوگوں میں سب سے زیادہ احسان اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے اور آپ کے فرمان میں ابو بکر کو خلیل بنانا کے بعد لیکن ایمان کی محبت اور بھائی چارہ ہے یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا بلاشبہ تمہارے صاحب ﷺ کے خلیل ہیں۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (ترمذی: ۳۶۵۹)

الحديث الستون بعد المائتين : عن ابی المعلی مرفوعاً بمثله خرجه الحافظ الدمشقی وقال صحیح المتن حسن بالاسناد۔
حدیث 260۔ اسی کی مثل انہیں ابوالمعلی سے حافظ دمشقی رحمۃ اللہ نے مرفوعاً روایت کی اور فرمایا حدیث کا متن صحیح اور سند حسن ہے۔ (المعجم الكبير ج ۳۳ ص ۳۲۸، رقم: ۸۲۵)

الحديث الحادی والستون بعد المائتين : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من امن الناس علينا في نفسه وذات بدنه ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولو كنت متخذاً خليلاً لا اتخذته ولكن اخي الاسلام سدوا كل خوخة في القبلة الاخوخة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجه صاحب فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اورد هذه الاحاديث السبعة الطبري في الرياض النضرة وقال وبه دلالة احاديث الخلعة عن الافضلية انه لم يعدل عنه بالخلعة الا الى الله تعالى ولم يؤصل احد من المخلوقين غيره و ان صح حديث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ في اتخاذة صلياً

عليہ وسلم ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیلاً فاعظم بہ انتہی عبارة الطبری فی الرياض المذکور -

حدیث 261۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بیشک لوگوں میں سے ہم پر سب سے زیادہ احسان جان و مال کے حوالے سے ابوبکر کا ہے اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اخوت اسلامی ہے۔ مسجد کی جانب قبلہ میں لگی ہوئی ہر کھڑکی بند کر دو سو حضرت ابوبکر کی کھڑکی کے رضی اللہ عنہ۔ اس کو صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے اور ان ساتوں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا اور فرمایا کہ احادیث ظلت (جن میں خلیل کا ذکر ہے) کی افضلیت پر دلالت یوں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ساری خلق خدا کو چھوڑ کر صرف اللہ کا خلیل بنوایا فرمایا (اگر مخلوق میں کسی کو خلیل بناتے تو وہ ابوبکر ہوتے) اور اگر حضرت ابی کی وہ حدیث صحیح ہو جس میں آپ کے خلیل ہونے کا ذکر ہے ہنوز بہت بڑی بات ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۵۸)

الحديث الثانی والستون بعد المائتين : عن ابن عمر قال جاء فی رجل فی خلافة عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاذا هو یأمر بی ان اعتب علی عثمان فلما قضی کلامه قلت له انا کنا نقول و رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابو بکر و عمر ثم عثمان وانا والله ما نعلم ان عثمان قتل نفساً بغير حق ولا جاء من الکبائر شیئاً ولكنه هذا الهال ان اعطا کهوة رضیتهم و ان اعطاہ قربته سخطتم افتريدون ان کفار س والروم لا یترون لهم امیر الا قتلوه ففاضت عیناه باربعة من الدمع ثم قال اللهم لا ترد ذلک خرجہ الحافظ الدمشقی واورده الطبری فی الرياض النضرۃ -

حدیث 262۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے حکم دینے لگا کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر عتاب کروں

جب اس نے اپنی گفتگو پوری کر لی تو میں نے اسے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے جیتے جی کہا کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کی امت میں ان کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں۔ اور قسم بخدا! ہم نہیں جانتے کہ کبھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو ناحق قتل کرایا ہو یا انہوں نے کوئی کبیرہ گناہ کیا ہو لیکن یہ مال ہے اگر وہ تمہیں دیں تو تم راضی اور اگر اپنے قرابتداروں کو دیں تو تم ناراض کیا تم اہل فارس و اہل روم کی طرح بننا چاہتے ہو کہ وہ اپنے امیر کو قتل کر کے ہی چھوڑتے ہیں پھر آپ کی آنکھیں ٹپ ٹپ آنسو بہانے لگیں۔ پھر کہا ”اے اللہ! تو ان باتوں کو رد نہ فرمانا اس کو حافظ دمشق نے روایت کیا ہے اور طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۲۱)

الحديث الثالث والستون بعد المائتين : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدا اعظم عندى يدا من ابى بكر و اسانى بنفسه و ماله وانكحنى ابنته خرجه صاحب فضائل ابى بكر رضي الله تعالى عنه و اوردة الطبرى فى الرياض النضرۃ ايضاً۔

حدیث 263۔ صاحب فضائل ابی بکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روای کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میرے نزدیک حضرت ابو بکر سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں کہ انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی میرے عقد میں دی۔ اس کو طبری نے بھی ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۵۹)

الحديث الرابع والستون بعد المائتين : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نعد عندى اعظم يدا من ابى بكر و اسانى بنفسه و ماله وانكحنى ابنته اخرجه ابن عساكر و اوردة السيوطى فى تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 264۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اور اسے علامہ بیہقی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۰)

الحديث الخامس والستون بعد المائتين: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله أخرجه الطبراني وأورده ابن حجر في الصواعق المحرقة۔
حدیث 265۔ اسی کی مثل امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے اور اس کو ابن حجر نے صواعق محرقة میں ذکر کیا ہے۔ (المجم الكبير: ۱۱۴۶)

الحديث السادس والستون بعد المائتين: عن سهل رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان امن الناس على في صحبتته وذات يده ابو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه فحبه و شكره و حفضة واجب على امتي أخرجه الخطيب في تاريخه۔

حدیث 266۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”لوگوں میں سے محبت و مال میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے تو ان کی محبت ان کا شکر اور ان کی حفاظت میرے ہر امتی پر لازم ہے رضی اللہ عنہ اسی کو خطیب نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۵ ص ۷۲، رقم: ۲۴۵۶)

الحديث السابع والستون بعد المائتين: عن سهل رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله أخرجه صاحب فضائل الصديق۔

حدیث 267۔ اسی کی مثل صاحب فضائل الصديق نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (الافراد للدارقطني ج ۳ ص ۹۸، رقم: ۲۱۳۳)

الحديث الثامن والستون بعد المائتين: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نفعني مال قط ما نفعني مال ابي

بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبکی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال ما انا و مالی الا لک خرجہ احمد۔

حدیث 268۔ امام احمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ نے فرمایا ”جو نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا وہ کسی مال نے نہ دیا تو حضرت ابو بکر نے رو کر عرض کی آقا! میں بھی اور میرا مال بھی سب آپ ہی کا ہے رضی اللہ عنہ۔ (مسند امام احمد: ۷۳۳۹)

الحديث التاسع والستون بعد المائتين : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجہ ابو حاتم۔

269۔ حضرت ابو ہریرہ سے ابو حاتم نے اسی کی مثل حدیث۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۵۸)

الحديث السبعون بعد المائتين : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجہ ابن ماجہ۔

حدیث۔ 270۔ اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے۔ (سنن ابن ماجہ: ۹۴، اسنادہ صحیح)

الحديث الحادى والسبعون بعد المائتين : مرفوعاً بمثله خرجہ الحافظ الدمشقى فی المواقفات۔

حدیث۔ 271۔ اسی کی مثل حافظ دمشق نے موافقات میں مرفوعاً روایت کی ہے۔ (معجم ابن الاعرابی: ۵۰۳)

الحديث الثانى والسبعون بعد المائتين : عن ابن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما مال رجل من المسلمين انفع لى من مال ابي بكر رضي الله تعالى عنه قال وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضى فى مال ابي بكر كما يقضى فى مال نفسه خرجہ عبد الرزاق فى جامعہ۔

حدیث 272۔ اسی کی مثل حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا۔ مسلمانوں میں سے کسی مرد کا مال، مال ابی بکر سے بڑھ کر مجھے نفع دینے والا نہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر کے مال میں ایسے ہی تصرف فرماتے تھے جیسا کہ اپنے مال میں فرماتے تھے رضی اللہ عنہ۔ اس کو عبد الرزاق نے اپنی جامع میں روایت کیا۔

الحديث الثالث والسبعون بعد المائتين : عن ابن المسيب رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل وكلا الحديثين مرسل -
 حدیث 273۔ اسی کی مثل حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے صاحب الفضائل نے روایت کی ہے اور یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں۔ (جامع معمر بن راشد: ۲۰۳۹۷)

الحديث الرابع والسبعون بعد المائتين : عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لاحد عندنا يد الا وقد كفيناها ما خلا ابى بكر رضي الله تعالى عنه فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة خرجه الترمذى وقال حسن غريب -

حدیث 274۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہم نے اپنے اوپر کئے گئے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے مگر ابو بکر کے ہم پر جو ان کے احسان ہیں ان کا بدلہ اللہ ہی قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۱)

الحديث الخامس والسبعون بعد المائتين : عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لها ماتت خديجة رضي الله تعالى عنها جاءت خولة بنت حكيم امرأة عثمان بن مظعون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم الا تزوج فقال ومن قالت ان شئت بکرا و ان شئت شيبا فقال ومن البكر ومن الشيب قالت اما البكر فابنة احب خلق الله اليك

عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما واما الشیب فسویۃ بنت زمعة قال
أمنت بك واتبعتك ثم ذكرت قصة تزويجهما خرجه ابو الجهم الباهلی -

حدیث 275۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ خولہ بنت حکیم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کیا آپ اب نکاح نہ فرمائیں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کس سے؟ عرض کی چاہیں تو باکرہ سے چاہیں تو ثیثہ سے فرمایا باکرہ کون ہے؟ اور ثیثہ کون ہے؟ عرض کی باکرہ تو وہی جو آپ کو خلق خدا میں سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر اور ثیثہ سودہ بنت زمعہ ہے جو آپ پر ایمان لا کر آپ کی پیروی میں چکی ہے پھر اپنے دونوں کے نکاح کا واقعہ بیان کیا۔ اس کو ابو جہم باہلی نے روایت کیا ہے۔ (مجموع البکیر: ۵۷، الاحاد والمثنائی: ۳۰۶۱)

الحديث السادس والسبعون بعد المائتين : عن عائشة رضي الله تعالى عنها
مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل -

حدیث 276۔ اسی کی مثل صاحب الفضائل نے سیدہ عائشہ W سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (متذکر حاکم: ۲۷۰)

الحديث السابع والسبعون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه عن
النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ارحم امتي بامتي ابو بكر خرجه عبد الرزاق

حدیث 277۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راوی آپ نے فرمایا میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ وہ مہربان ابو بکر ہیں اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔ (مصنف عبد الرزاق: ۲۰۳۸۷)

الحديث الثامن والسبعون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه

مرفوعاً بمثله خرجه البغوی فی المصابیح فی الحبان و اورد هذه الاحادیث الثلاثة عشر الطبری فی الرياض النضرة۔

حدیث 278۔ اسی کی مثل بغوی نے مصابیح فی الحبان میں حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ان تیرہ احادیث کو طبری نیز ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرة ص ۵۱ ذکر ماجاء فی اخبار

الحديث التاسع والسبعون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ارحم امتي بامتي ابو بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه مسلم۔

حدیث 279۔ امام مسلم رحمۃ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہیں۔ رضی اللہ عنہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۱۹۳۱)

الحديث الثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الترمذی۔

حدیث 280۔ حضرت انس سے امام ترمذی نے اسی کی مثل۔ (سنن ترمذی: ۳۷۹۰)

الحديث الحادى والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه النسائی۔

حدیث 281۔ امام نسائی نے اسی کی مثل۔ (سنن نسائی: ۸۱۸۵)

الحديث الثانى والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن ماجه۔

حدیث 282۔ امام ابن ماجہ نے اسی کی مثل۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۵۳ فضائل زید بن ثابت)

الحديث الثالث والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله اخرجه الحاكم -

حدیث 283۔ امام حاکم نے اسی کی مثل۔ (مستدرک حاکم: ۵۷۸۳)

الحديث الرابع والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله اخرجه البيهقي -

حدیث 284۔ امام بیہقی نے اسی کی مثل۔ (معرفۃ سنن والآثار ج ۹ ص ۱۰۵، رقم: ۱۲۵۱۵)

الحديث الخامس والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله اخرجه احمد -

حدیث 285۔ امام احمد نے اسی کی مثل۔ (مسند امام احمد: ۱۳۹۹۰)

الحديث السادس والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه
مرفوعاً بمثله خرجه ابن حبان -

حدیث 286۔ امام ابن حبان نے اسی کی مثل۔ (صحیح ابن حبان: ۷۱۳۱)

الحديث السابع والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله خرجه الطبرانی في الاوسط -

حدیث 287۔ امام طبرانی نے اوسط میں اسی کی مثل۔ (المعجم الصغير: ۵۵۶)

الحديث الثامن والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله اخرجه ابن عساكر -

حدیث 288۔ ابن عساکر نے اسی کی مثل۔ (تاریخ دمشق ج ۱۹ ص ۳۱۰)

الحديث التاسع والثمانون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً
بمثله خرجه العقيلي -

حدیث 289۔ عقلی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (علیہ الاولیاء ج ۳ ص ۱۲۲)

الحديث التسعون بعد المائتين : عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه بلفظ اذ ف مكان ارحمهم اخرجہ ابو یعلیٰ و اورد هذه الاحادیث الاثنی عشر ابن الحجر المکی فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 290۔ اسی کی مثل ابو یعلیٰ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اس میں ارحم کی جگہ ارف ہے (معنی وہی ہے) ان بارہ حدیثوں کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے ”صواعق محرقة“ میں ذکر کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۲۰۲، الفصل ثانی فی ذکر فضائل ابی بکر)

الحديث الحادی والتسعون بعد المائتين : عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبداً خیرہ اللہ تعالیٰ بین ان یوتیہ من زهرة الدنيا و بین ما عنده فاختر عندہ فبکی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال فديناک بأبائنا و امهاتنا فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو لمخير و کان ابو بکر اعلمنا به اخرجہ البخاری۔

حدیث 291۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بیشک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا اختیار دیا ہے یہ کہ اسے دنیا کی زیب و زینت دے اور یہ کہ وہ دے جو اللہ کے اپنے پاس ہے تو اس بندے نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو دیے اور عرض کی آقا! ہمارے مال، باپ آپ پر قربان ہوں۔ وہ شخص مخیرہ خود حضور علیہ السلام ہی تھے اور ابو بکر ہم میں سے سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کو جاننے والے تھے۔ (صحیح بخاری: ۴۶۶ بات الخوۃ و الممر فی المسجد)

الحديث الثانی والتسعون بعد المائتين : عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجہ مسلم۔

حدیث 292۔ حضرت ابوسعید سے امام مسلم نے اسی کی مثل۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۲)

الحديث الثالث والتسعون بعد المائتين : عن ابي سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه احمد۔

حدیث 293۔ امام احمد نے اسی کی مثل۔ (مسند امام احمد: ۱۱۳۴)

الحديث الرابع والتسعون بعد المائتين : عن ابي سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه ابو حاتم۔

حدیث 294۔ امام ابوحاتم رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۵۹۴)

الحديث الخامس والتسعون بعد المائتين : عن ابي سعيد رضى الله تعالى عنه بنحوه ولفظه قال جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى مرجعه من الجاه فقال ان عبدا ثم ذكر معناه وقال وكان ابو بكر اعلمنا بالامور خرجه الحافظ الدمشقي۔

حدیث 295۔ اسی کی مثل حافظ دمشق رحمتہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حجۃ الوداع سے لوٹ کر حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا مزید اس میں یہ بھی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سے معاملات کو زیادہ جاننے والے تھے۔ (الریاض النضر ص ۵۹)

الحديث السادس والتسعون بعد المائتين : عن ابي المعلى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب فقال ان رجلا خيرة ربه بين ان يعيش في الدنيا شاء وياكل من الدنيا ما شاء ان ياكل وبين لقاء ربه فاختر لقاء ربه فبكى ابو بكر رضى الله تعالى عنه فقال اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ورضى عنهم الا تعجبون من هذا الشيخ اذ ذكر رسول الله صلى الله عليه

وسلم رجلا صالحا خيرة ربه بين الدنيا ولقاء ربه فاختر لقاء ربه قال فكان ابوبكر اعلمهم بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابوبكر رضي الله تعالى عنه بل نفديك بأبائنا و اموالنا خرجه الترمذی و اورد هذه الاحاديث الستة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 296۔ حضرت ابوالسلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ جب تک ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا اختیار دیا کہ وہ جتنا چاہے دنیا میں رہے اور کھائے پیئے اور بدوہ اپنے رب سے آملے تو اس شخص نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کر لیا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیے۔ تو اصحاب نبی ﷺ و رضی اللہ عنہم نے آپس میں کہا کیا تمہیں اس شیخ (حضرت ابوبکر) پر تعجب نہیں؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے مرد صالح کا ذکر کیا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رہنے اور اپنے پاس آنے کا اختیار دیا تھا اور اس بندے نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کر لیا تھا۔ (اس پر یہ حضرت رو دیے ہیں) فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ صحابہ میں سے حضور علیہ السلام کی بات کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے اور ان چہرہ نشینوں کو طبری نے ریاض النضرة میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۵۹)

الحديث السابع والتسعون بعد المائتين : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت كاني اعطيت عشا مملوا لبنا نشربت منه حتى ابتلئت فرأيتهم تجرى في عروقي بين الجلد واللحم ففضلت منها فضلا فاعطيتها ابا بكر قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا علم اعطاك الله تعالى حتى اذا ابتلئت فضلت فضلا فاعطيتها ابا بكر رضي الله تعالى عنه فقال صلى الله عليه وسلم قد اصبتم خرجه ابو حاتم و اوردہ

الطبري في الرياض النظرية ايضاً ثم قال وقد جاء في الصحيح مثل هذا العبر
رضي الله تعالى عنه وسياق بيانه ولعل الرؤيا تعددت في ذالك و على ذالك
يحمل فان الحديثين صحيحان وان كان حديث عمر متفقاً عليه انتهى -

حدیث 297 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے خواب
میں دیکھا تو گیا کہ مجھے دودھ کا بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا ہے میں نے اسے پیا یہاں تک میرا پیٹ بھر
پھر میں نے دیکھا کہ وہ دودھ میری کھال اور گوشت کے درمیان رگوں میں چل رہا ہے اور اس سے
بچ گیا تھا وہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ علم ہے
اللہ نے آپ کو عطا کیا یہاں تک کہ آپ سیر ہو گئے پھر جو بچا وہ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عطا
دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا۔ اس کو ابو حاتم نے روایت کیا اور طبری نے اس
رياض النظرية میں ذکر کیا ہے پھر کہا کہ حدیث صحیح میں اسی طرح کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
لئے بھی آئی ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خواب متعدد ہوں اور اس بات کو اسی پر مبنی
کیا جائے گا کیونکہ حدیثیں دونوں صحیح ہیں اگرچہ کہ حضرت عمر کی حدیث متفق علیہ ہے۔ (صحیح الحدیث)

(جانب: ۶۸۵۳)

الحديث الثامن والتسعون بعد المائتين : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اتاني جبرئيل عليه السلام فطاف بي في
ابواب الجنة فاراني الباب الذي ادخل انا و امتي منه فقال ابو بكر الصديق يا
انت وامي يا رسول الله ليتني كنت معك قال اما انك يا ابا بكر رضي الله تعالى
عنه اول من يدخل الجنة من امتي خرج البغوي في المصابيح في الحسينان -

حدیث 298 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس
جبریل آئے اور مجھے جنت کے دروازوں کا چکر لگوا دیا اور مجھے وہ دروازہ دکھایا جس سے میں اور

ست داخل ہوں گے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ
زبان کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تو ارشاد فرمایا ”ابو بکر آپ تو میری امت میں سے سب سے پہلے
جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کو بغوی نے المصابیح فی الحمان میں روایت کیا ہے۔ (المعجم

الاصول: ۲۵۹۳)

الحديث التاسع والتسعون بعد المائتين : عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه
مرفوعاً بمثله خرجه الملاء فی سيرته۔

حدیث 299۔ اسی کی مثل الملاء نے اپنی ”سیرت“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے۔ (الریاض النضر ص ۷۶)

الحديث الموفی للثلاثمائة : عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله
خرجه صاحب الفضائل و زاد فيه ف ضرب علي منكبيه وقال اما انك اول من
يدخل الجنة۔

حدیث 300۔ اسی کی مثل صاحب الفضائل نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی
ہے۔ اس میں یہ زائد ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ
کر فرمایا ابو بکر! آپ تو سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔ (الریاض النضر ص ۷۶)

الحديث الحادي بعد ثلاثمائة : عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اول من يرد على يوم القيامة ابو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه
خرجه الملاء فی سيرته۔

حدیث 301۔ الملاء اپنی ”سیرت“ میں حضرت ابو درداری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا قیامت کے دن جو صاحب سب سے پہلے مجھ پر پیش کئے جائیں گے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ ہوں گے۔ (الریاض النضر ص ۷۶)

الحديث الثاني بعد ثلاثمائة : عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة نصب لابراهيم الخليل عليه الصلوة والسلام منبر امام العرش و نصب لى منبر امام العرش و نصب لابي بكر كرسى فيجلس عليه وينادى مناديا لك من صديق بين خليل و حبيب خرج البغدادى -

حدیث 302۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے سامنے ایک منبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے نصب کیا جائے گا اور ایک میرے لئے نصب کیا جائے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کرسی رکھی جائے گی جس پر وہ بیٹھیں گے تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اور کہے گا اے سننے والے! خلیل اور حبیب اللہ کے درمیان حضرت صدیق کی عظمت شان کی نسبت تیرا کیا خیال ہے اور اس کا بغدادی ان روایت کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۸۶، رقم: ۲۲۶)

الحديث الثالث بعد ثلاثمائة : عن معاذ بن جبل مرفوعاً بنحوه خرجه البلاء - حدیث 303۔ اس کی مثل ملاء نے اپنی سیرت میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۷۲)

الحديث الرابع بعد ثلاثمائة : عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت لجبرئيل عليه السلام حين اسرى بي الى السماء يا جبرئيل هل على امتي حساب قال كل امتك عليها حساب ما خلا بكر فاذا كان يوم القيامة قيل له يا ابا بكر ادخل الجنة فيقول ما ادخل فادخل معي من كان يحبني في الدنيا خرجه ابو الحسن العتيقي -

حدیث 304۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے

مجھے جانب افلاک معراج کرائی گئی تو میں نے جبرائیل کو کہا، اے جبرائیل! کیا میری امت پر حساب ہے؟ انہوں نے جواب دیا، سو حضرت ابو بکر کے آپ کی ساری امت پر حساب ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو حضرت ابو بکر سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جائیے تو وہ کہیں گے میں اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گا جب تک دنیا میں رہ کر مجھ سے محبت کرنے والے بھی میرے ساتھ نہ داخل جنت ہوں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابو الحسن عقیلی نے روایت کیا۔ (الذبیان للفتنی: ۸۲)

الحديث الخامس بعد ثلاثمائة : عن انس رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله
خرجه صاحب الذبيان ج۔

حدیث 305۔ اسی کی مثل صاحب ذبیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الذبیان للفتنی: ۸۲)

الحديث السادس بعد ثلاثمائة : عن انس مرفوعاً بمثله خرجه صاحب
الفضائل وقال غريب۔

حدیث 306۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے بھی روایت کیا اور اسے غریب کہا۔ (تاریخ
یعدا: ۳۳۶۶)

الحديث السابع بعد ثلاثمائة : عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا بى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه يا ابا بكر ان الله عز وجل يتجلى
للغلائق عامة ويتجلى لك خاصة خرجه الملاء فى سيرته۔

حدیث 307۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ سے فرمایا "اے ابو بکر! بیشک اللہ تعالیٰ دیگر مخلوق کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور تمہارے لئے
خاص تجلی فرمائے گا۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۷۷)

الحديث الثامن بعد ثلاثمائة : عن انس رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله

خرجه صاحب الفضائل وقال حسن۔

حدیث 308۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے روایت کی اور اسے حسن کہا۔ (الریاض النضر ص ۷۷)

الحديث التاسع بعد ثلاثمائة: عن جابر رضي الله تعالى عنه قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ جاء وفد عبد القيس فتكلم بعض القوم وافان كلامه فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى ابي بكر رضي الله تعالى عنه فقال يا ابا بكر اعطاك الله الرضوان الا كبر فقال له بعض القوم يا رسول الله وما الرضوان الا كبر قال يتجلى الله عز وجل يوم القيامة للعباد عامة ويتجلى لابي بكر خاصة اخرجه الهلاء في سيرته۔

حدیث 309۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وفد عبد القیس حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو ہم بھی بارگاہ مصطفوی میں حاضر تھے بعض لوگوں نے کچھ لغو کلام کیا تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا!! اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے آپ کو رضوان اکبر (بڑی رضا) فرمائی ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بڑی رضامندی کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا روزِ مشرق تعالیٰ دیگر بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور ابو بکر کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ رضوان اللہ علیہ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضر ص ۷۷)

الحديث العاشر بعد ثلاثمائة: عن جابر مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل وقال غريب۔

حدیث 310۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے غریب کہا۔ (تاریخ بغداد: ۶۰۰۸)

الحديث الحادی عشر بعد ثلاثمائة: عن انس رضي الله تعالى عنه قال لما خرج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغار اخذ ابو بکر برکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادبر بزمام الناقة فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھب اللہ لک الرضوان الا کبر قیل وما الرضوان الا کبر فذکر نحو ما تقدم خرجه الملاء

حدیث 311 حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جب رسول اللہ ﷺ غار سے نکل کر تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی رکاب کو تھالیا اور اونٹنی کی باگ کو پیچھے ہٹا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر! اللہ نے تمہیں رضوان اکبر (بڑی رضا) عطا فرمائی۔ عرض کی گئی بڑی رضا مندی کیا ہے تو آپ ﷺ نے مثل حدیث سابق جواب ارشاد فرمایا۔ اس کو ملاء نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۷۷)

الحديث الثاني عشر بعد ثلاثمائة : عن الزبير بن العوام ان النبي صلى الله عليه وسلم لما خرج يريد الغار اتاه ابو بكر بناقة فقال اركبها يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اركبها فالتفت الى ابي بكر رضي الله تعالى عنه فقال يا ابا بكر اعطاك الله الرضوان الا كبر قال يا رسول الله وما الرضوان الا كبر قال يتجلى الله عز وجل يوم القيامة لعبادة عامة و يتجلى لك خاصة خرجه صاحب الفضائل و اورد هذه الاحاديث الخمسة عشر الطبري في الرياض النضرة -

حدیث 312 حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غار سے نکلے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی لے کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اس پر سوار ہو جائیے۔ رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہوئے پھر حضرت صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر! اللہ آپ کو رضوان اکبر عطا فرمائے عرض کی آقا رضوان اکبر کیا ہے ارشاد فرمایا ”محشر میں اللہ تعالیٰ

اپنے دیگر بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا لیکن تمہارے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے اور ان پندرہ احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۷۷)

الحديث الثالث عشر بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرج بي الى السماء فما مررت بسماء الا وجدت فيها مكتوبا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر الصديق من خلقي خرجه صاحب الفضائل۔

حدیث 313۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے بعد ابو بکر لکھا ہوا پایا۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۱۴)

الحديث الرابع عشر بعد ثلاثمائة: عن ابى الدرداء رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت ليلة امري بي مكتوبا حول العرش في فرائدة خضراء بقلم من نور لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بكر الصديق خرجه صاحب الفضائل۔

حدیث 314۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج عرش کے گرد سبز موتیوں میں نور کے قلم سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابو بکر صدیق لکھا ہوا پایا (صاحب فضائل)۔ (الذیباچ مختلی: ۵)

الحديث الخامس عشر بعد ثلاثمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره اخرجه الترمذی وقال غریب۔

حدیث 315۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں انہیں لائق نہیں کہ ان کی امامت حضرت ابو بکر کا کوئی غیر کرے۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور غریب کہا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۷۳)

الحديث السادس عشر بعد ثلاثمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها مرفوعاً بنحوه خرجه صاحب الفضائل -

حدیث 316۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے سیدہ عائشہ سے۔ (تبیئت الامامة و ترتیب الخلافہ ابو نعیم: ۳۶۷۳)

الحديث السابع عشر بعد ثلاثمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها مرفوعاً بنحوه خرجه السمرقندی -

حدیث 317۔ انہیں سے سمرقندی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الشریعة لآجری: ۱۳۰۱)

الحديث الثامن عشر بعد ثلاثمائة: عن عمر رضي الله تعالى عنه قال ما سبقت ابا بكر رضي الله تعالى عنه الى يرقط الا سبقني اليه خرجه الخلعى فى ضمن حديث طويل اخرجه عبدالرحمن بن ابى بكر -

حدیث 318۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کسی بھی خیر میں حضرت ابو بکر پر سبقت نہ پاسکا وہاں وہ مجھ پر ہر معاملے میں سابق رہے۔ اسکو قلعی نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا۔ اسکو عبدالرحمن بن ابوبکر نے روایت کیا۔ (فضائل صحابہ: ۷۰)

الحديث التاسع عشر بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم و عنده ابو بكر رضي الله تعالى عنه و عليه عباة قد خللها فى صدره بخلال فنزل عليه جبرئيل عليه السلام فقال يا محمد ما لي ارى ابا بكر رضي الله تعالى عنه عليه عباة قد خللها فى صدره

بخلال فقال یا جبرئیل انفق ماله علی قبل الفتح قال فان الله عز وجل یقرأ
 علیه السلام ویقول لك قل اراة راض انت عنی فی فقرک هذا ام ساخط فقال
 ابو بکر اء سخط علی ربی انا عن ربی راض انا عن ربی راض انا عن ربی راض خرجه
 الحافظ ابن عبید۔

حدیث 319۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا حضرت ابو بکر
 بھی وہیں تھے۔ آپ نے بغیر آستین کے چونہ پہنا ہوا تھا اور اے اپنے سینے پہ اکٹھا کر کے۔۔ کے
 ساتھ جوڑا ہوا تھا۔ دریں اثنا حضرت جبرئیل حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمد اکی
 بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابو بکر نے چونہ پہنا ہوا ہے ارشاد فرمایا فتح سے پہلے انہوں نے اپنا مال
 مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ ابو بکر کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور
 فرماتا ہے اے ابو بکر تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض تو ابو بکر نے کہا میں کون ہوں
 ہوں اپنے رب سے ناراض ہونے والا میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی
 ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اے حافظ ابن عبید نے روایت کیا ہے۔ (معجم ابن
 المقرئ: ۱۶۶)

الحديث العشرون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله خرجه صاحب
 الصفة۔

حدیث 320۔ اسی کی مثل صاحب صفوة نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی
 ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۰۶)

الحديث الحادى والعشرون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله خرجه
 صاحب الفضائل واورد هذه الاحاديث التسعة الطبرى فى الرياض النضرة۔
 حدیث 321۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے روایت کی اور ان نو احادیث کو طبری نے ریاض

النسرة میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۶۰)

الحديث الثاني والعشرون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرج ابن شاهين في السنن۔

حدیث 322۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن شاکین نے ضمن میں۔ (الکتاب الطیث لشرر مذہب اہل سنت: ۱۲۵)

الحديث الثالث والعشرون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرج ابن عساكر۔

حدیث 323۔ بغوی نے اپنی تفسیر میں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۷۱)

الحديث الرابع والعشرون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرج ابن عساكر۔

حدیث 324۔ ابن عساکر نے تاریخ میں اور (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۷۲)

الحديث الخامس والعشرون بعد ثلاثمائة: عن أبي هريرة مرفوعاً بمثله اخرج ابو نعیم۔

حدیث 325۔ حدیث ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۱۳)

الحديث السادس والعشرون بعد ثلاثمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرج ابو نعیم ايضاً۔

حدیث 326۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابو نعیم ہی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (طیبة الاولیاء ج ۷ ص ۱۰۵)

الحديث السابع والعشرون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بنحوه اخرج ابن عساكر و اورد هذه الاحاديث الستة السيوطي في

تاريخ الخلفاء وابن حجر في الصواعق المحرقة وفي هذه الأحاديث التسعة ارسال السلام من الله الى ابي بكر رضي الله تعالى عنه وهو من اعظم الفضائل

حدیث 327۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ان چھ احادیث کو علامہ سیوطی نے تاریخ خلفاء میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ یہ وہ نو حدیثیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجا گیا اور یہ سب سے بڑی فضیلت ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۶۰)

الحديث الثامن والعشرون بعد ثلاثمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها في حديث الافك في قصة مسطح بن اثالة قالت حسن ابو بكر رضي الله تعالى عنه ان لا ينفق على مسطح ابدا فنزل قوله تعالى ولا يأتل اولي الفضل منكم الا تحبون ان يغفر الله لكم قال و ابو بكر رضي الله تعالى عنه والله اني لاحب ان يغفر الله لي فرجع الى مسطح النفقة التي كان ينفق عليه فقال لا انزعما ابدا اخرجه البخاري -

حدیث 328۔ امام بخاری نے ”حدیث افک“ میں موجود مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں یہ عائدہ بھی لکھی ہے کہ یہ حدیث ذکر کی ہے انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب کبھی بھی وہ مسطح پر کچھ خرچ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”وَلَا يَأْتِلِ أَوْلُوا الْفُضْلِ مِنْكُمْ إِلَّا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ“ اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں۔ کیا ان سے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ”اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے پھر آپ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ پر پہلے ہی کی طرح نفقہ خرچ کرنے لگے اور فرمایا قسم بخدا میں کبھی بھی ان کا نفقہ بند نہ کروں گا۔ (صحیح بخاری: ۴۷۵۰)

الحديث التاسع والعشرون بعد ثلاثمائة : عن عائشة بمثل هذا اللفظ اخرجه مسلم وفي هذه الآية اثبات الفضل لابي بكر -

حدیث 329۔ اسی کی مثل سیدنا امام مسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے فضیلت کا اثبات ہے۔ (صحیح مسلم: ۷۷۰ باب فی حدیث الانک)

الحديث الثلاثون بعد ثلاثمائة : عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتى الملائكة بأبى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه مع النبيين والصديقين تزفة الى الجنة زفا خرج به صاحب فضائل وقد تقدم مثله من حدث زيد بن ثابت لا انه لم يذكر لفظ مع النبيين والصديقين -

حدیث 330۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”فرشتے ابو بکر کو انبیاء و صدیقین کے ساتھ لے کر آئیں گے اور نوشہ بنا کر سوتے جنت روانہ کریں گے۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے اسی کی مثل پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے۔ صرف اس میں انبیاء و صدیقین کے الفاظ نہیں ہیں۔ (تاریخ بغداد: ۵۹۰۵)

الحديث الحادى والثلاثون بعد ثلاثمائة : عن طارق قال جاء ناس الى ابن عباس رضى الله تعالى عنه فقالوا له اى رجل كان ابو بكر قال كان خيرا كله او قال كالحب كله ملاحدة كانت فيه خرج ابو عمر -

حدیث 331۔ حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ابو بکر کیسے شخص تھے۔ ارشاد فرمایا ”وہ کلی طور پر خیر ہی خیر تھے۔ یا فرمایا مثل خیر کامل تھے۔ اس کو ابو عمر نے روایت کیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۴۹)

الحديث الثانی والثلاثون بعد ثلاثمائة : عن سليمان بن يسار عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الخیر ثلاثمائة وستون خصلة اذا اراد الله بعبد خيرا جعل فيه واحدة منهن فدخل بها الجنة قال فقال ابو بكر رضى الله تعالى عنه يا رسول الله هل فى شىء منها قال نعم جمع من كل خرجه ابن البهلول -

حدیث 332 - حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک اس بندے میں پیدا فرمادیتا ہے جس کے سبب وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آقا! ان میں سے کوئی فضیلت میرے اندر بھی ہے کیا؟ فرمایا ہاں تمہارے اندر تو تمام ہی موجود ہیں اس کو ابن بھلول نے روایت کیا۔ (الریاض النضر ص ۸۶ ذکر انہ کان عندہ بمنزلہ محمود بصرہ)

الحديث الثالث والثلاثون بعد ثلاثمائة : عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم واقفا مع على اذ اقبل ابو بكر رضى الله تعالى عنه فصاح النبي صلى الله عليه وسلم وعانقه وقبل فاه فقال على رضى الله انقبل فابى بكر رضى الله تعالى عنه فقال يا ابا الحسن منزلة ابى بكر عندى كمنزلة نبي عندى عند ربي خرجه الملاء فى سيرته -

حدیث 333 - ملاء اپنی "سیرت" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مولائے کائنات جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہیں دریں اجتماع جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مصافحہ و معانقہ فرمایا اور ان کے منہ پر بوسہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! کیا آپ ابو بکر کا منہ چوم رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا (ہاں)۔ اے ابو الحسن میرے نزدیک ابو بکر کا مقام ایسا ہی ہے جیسا میرا میرے رب کے نزدیک ہے۔

(الرياض النضر ص ۸۶ باب ذکر منزله عند النبی ﷺ)

الحديث الرابع والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا بى بكر رضى الله تعالى عنه يوم بدر وقد اراد ان يتقدم فى اول الخيل فمنعه فقال اما تعلم انك عندى بمنزلة سمعى وبصرى خرجه الواحدى۔

حدیث 334۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ زائگر اسلام کی طرف سے ابتداء ہی میں میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع کرتے ہوئے فرمایا۔ ابو بکر! تمہیں پتہ نہیں تم میری سماعت و بصارت جیسے ہو (تم نہ جاؤ) اس کو دامدی نے روایت کیا۔ (ذا الدایر ج ۲ ص ۲۵۱ سورۃ المجادلہ)

الحديث الخامس والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه ابو الفرج فى اسباب النزول فى قوله تعالى لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله الآية۔

حدیث 335۔ اسی کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابو الفرج نے ”اسباب النزول“ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت ”لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ“۔ آپ ایسے لوگ نہ پائیں گے کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھیں اور اللہ و رسول کے دشمنوں سے محبت بھی رکھیں“ کے تحت روایت کی ہے۔ (اسباب النزول ص ۴۷۸، قرطبی ج ۱ ص ۱۰۷، ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۰)

الحديث السادس والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابى هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة دعى الانسان بافضل عمل يكون فيه فان كانت الصلوة افضل عمله دعى بها وان كان الصيام

افضل عملہ دعی بہا وان کان الجہاد افضل عملہ دعی بہ قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ و ثم احد یدعی بعملین قال نعم انت خرجه صاحب فضائل الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 336۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کو اس کے افضل عمل کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اگر اس کا افضل عمل نماز ہوئی تو نماز کے ساتھ بلایا جائے گا روزہ ہو تو روزے کے ساتھ بلایا جائے گا اور اگر جہاد ہو تو جہاد کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جناب صدیق نے عرض کی آقا! کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے دو افضل عملوں کے ساتھ بلایا جائے گا ارشاد فرمایا ہاں آپ کو دو کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اس کو صاحب فضائل الصدیق نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۹۰ باب ذکر انہ یدعی من ابواب الجنة کھا)

الحديث السابع والثلاثون بعد ثلاثمائة : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بنحوہ وفيہ و ثم باب من ابواب الجنة يقال له الرياز فقال ابو بکر رسول اللہ و ثم احد یدعی منها کلھا قال نعم انت خرجه صاحب فضائلہ ابداً۔

حدیث 337۔ اسی کی مثل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صاحب فضائل ہی نے روایت کی ہے کہ میں یہ بھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”پھر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے ریان ہے اس سے بلایا جائے گا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے تمام جنتی دروازوں سے بلایا جائے گا ارشاد فرمایا ہاں۔ اے ابو بکر وہ تم ہو۔ (الریاض النضرہ ص ۹۰)

الحديث الثامن والثلاثون بعد ثلاثمائة : عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابابکر خلیلاً ولكن اخی

فی الدین و صاحبی فی الغار وان ابا بکر کان ینزله بمنزلة الوالد وان احق ما اقتدینا به بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو بکر خرجه ابراهیم الهاشمی۔

حدیث 338۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر میں کسی کو اپنا غلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور غار کے ساتھی ہیں۔ (راوی فرماتے ہیں)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے والد کی جگہ سمجھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمارے لئے جو سب سے زیادہ لائق اقتداء تھے وہ حضرت ابو بکر تھے رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابراہیم ہاشمی نے روایت کیا۔ (تمثیل الامۃ وترتیب الخلافة: ۳۲)

الحديث التاسع والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابن الزبير بنحو هذا اللفظ خرجه ابراهيم الهاشمي ايضاً۔

حدیث 339۔ اسی کی مثل ابراہیم ہاشمی نے حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۰۳، باب ذکر ماروی عن ابی سعید فی معنی ذلك)

الحديث الاربعون بعد ثلاثمائة: عن ابن شهاب عن الزبير رضي الله تعالى عنه قال ان ابا بکر احق الناس بالخلافة بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم وانه لصاحب الغار و ثاني اثنين و انا لنعرف شرفه ولقد امره رسول الله صلی الله علیه وسلم بالصلوة للناس وهو حي خرجه موسى بن عقبة صاحب المغازی فی مغازیہ فی ضمن حدیث طویل و اورد هذه الاحادیث الثلاثة عشر الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 340۔ موسی بن عقبہ نے اپنی ”مغازی“ میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”رسول اللہ ﷺ

کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار خلافت جناب ابوبکر میں وہ حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں۔ ہم ان کے مقام و مرتبہ کو پہنچانے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں اس کو نماز میں لوگوں کی امامت کا حکم دیا رضی اللہ عنہ۔ ان تیرہ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضر میں روایت کیا ہے۔ (احادیث منتخبہ من مغازی موسیٰ بن عقبہ: ۹)

الحديث الحادى والاربعون بعد ثلاثمائة: عن عبد الرحمن بن عوف عن الزبير قال انا نرى ابا بكر رضى الله تعالى عنه احق الناس بالخلافة انه لصاحب الغار وانا لنعرف شرفه ذخيرة ولقد امره رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصلوة للناس وهو حى اكرجه موسى بن عقبه فى مغازيه والحاكم فى ضمن حديث طويل وصححه واوردهما السيوطى فى تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 341۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا کہ جناب صدیق کو لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار خلافت جانتے اور ان کی شرافت و فضیلت کو پہنچانے میں یہی حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی ہیں۔ رسول اللہ نے اپنے جیتے جی انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس کو موسیٰ بن عقبہ نے دینی مغازی میں اور حاکم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا اور صحیح کہا ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کر رہے۔ (مترک حاکم: ۴۳۲۲)

الحديث الثانى والاربعون بعد ثلاثمائة: عن عقبه بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان نبى بعدى كان عمر ابن الخطاب رضى الله تعالى عنه خرجه احمد واورده الطبرى فى الرياض النضرة۔

حدیث 342۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ علیہ السلام نے فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے رضی اللہ عنہ۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا اور طبری نے ریاض

انصرۃ میں بیان کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۷۳۰۵)

الحديث الثالث والاربعون بعد ثلاثمائة : عن عقبه بن عامر مرفوعاً بمثله
اخرجه الحاكم و صححه و اورده السيوطى فى تاريخ الخلفاء و صاحب تذكرة
القارى بحل رجال البخارى فى تذكرته -

حدیث 343۔ اسی کی مثل حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح کہا اور سیوطی
نے اس کو تاریخ الخلفاء اور صاحب تذکرہ القاری بحل رجال البخاری نے اپنے ”تذکرہ“ میں اسے بیان
کیا۔ (مستدرک حاکم: ۳۳۹۵)

الحديث الرابع والاربعون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد بن الخدرى رضى الله
تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانى -
حدیث 344۔ اسی کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی نے۔ (فضائل خلفاء
راشدین: ۸۶)

الحديث الخامس والاربعون بعد ثلاثمائة : عن عصمة مرفوعاً بمثله اخرجه
الطبرانى ايضاً -

حدیث 345۔ اسی کی مثل حضرت عصبہ رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی نے۔ (المجم الكبير: ۳۷۷۲)

الحديث السادس والاربعون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه
ابن عساكر و اورده هذه الاحاديث الثلاثة السيوطى فى تاريخ الخلفاء -
حدیث 346۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور ان تینوں
ابادیت کو سیوطی تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (معجم ابن عساکر: ۱۱۶۸)

الحديث السابع والاربعون بعد ثلاثمائة : عن عقبه بن عامر مرفوعاً بمثله
خرجه الترمذى وقال حسن غريب و اورده الطبرى فى الرياض النضرة قال

وفی بعض طرق هذا الحدیث لو لم ابعث لبعثت یا عمر وفی بعضها لو لم ابعث فیکم لبعث عمر خرجه القلعی۔

حدیث 347۔ اسی کی مثل حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی اور اسے حسن غریب کہا۔ اس کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ اور کہا کہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں یہ ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عمر! اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو تم بھیجے جاتے اور بعض میں ہے اگر میں تمہارے اندر نہ بھیجا جاتا تو عمر بھیجے جاتے۔ اس کو قلعی نے روایت کیا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۸۶)

الحدیث الثامن والاربعون بعد ثلاثمائة : عن جابر بن عبد الله قال قال عمر لابى بكر رضى الله تعالى عنه يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابو بكر رضى الله تعالى عنه اما انك ان قلت ذالك فلقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر خرجه الترمذى وقال غريب واوردة الطبرى فى الرياض النضرة ثم قال وهذا محمول على ان عمر كذا لك بعد ابى بكر جمعا بين هذا وبين الاحاديث التقدمة فى ابى بكر رضى الله تعالى عنه۔

حدیث 348۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہا ”اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ یوں کہہ رہے ہیں تو میں نے بھی رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور غریب کہا۔ طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں بیان کر کے کہا۔ ”اس حدیث کو اس پر محمول کیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ شان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے تاکہ یہ حدیث اور جو پہلے شان صدیقی میں ایسی روایتیں گزر چکی

یہ اس میں تطبیق ہو جائے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۸۳)

الحديث التاسع والاربعون بعد ثلاثمائة : عن ثابت بن الحجاج قال خطب عمر ابنة ابي سفيان قالوا ان يزوجه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين لابتي المدينة خير من عمر رضى الله تعالى عنه خرجه البغوى فى الفضائل و اورد الطبرى فى الرياض النضرة ايضاً ثم قال و اراد النبى بعدة و بعد ابي بكر رضى الله تعالى عنه اما للاول نبالاجماع و اما الثانى فلما تقدم انتهى -

حدیث 349۔ حضرت ثابت بن حجاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنت ابی سفیان کو پیغام نکاح بھیجا یا لوگوں نے حضور علیہ السلام سے اس نکاح کے تعلق سے مشورہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ”مدینہ کے (شرقی اور غربی) دونوں سنگستانوں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی شخص نہیں اس کو بغوی فضائل“ میں روایت کیا۔ طبری نے اسے ریاض النضرة میں بیان کر کے کہا کہ حضور علیہ السلام کی مراد اس فضیلت عمر سے اپنے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے بعد ہونا تو اجماع سے ہے۔ ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ہونے کی وجہ پہلے گزر چکی ہے۔ انتہی۔ (فضائل صحابہ: ۶۸۰)

الحديث الخمسون بعد ثلاثمائة : عن طلحة بن عبید الله قال ما كان عمر اولنا اسلاماً ولا اقدمنا هجرة ولكن كان ازهدنا فى الدنيا وارغبنا فى الآخرة خرجه الفضائل -

حدیث 350۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ تو اسلام لانے میں اول تھے اور نہ ہی ہجرت کرنے میں اول تھے مگر وہ اس دنیا میں سب سے بڑے زاہد ہے۔ (اخبار اصہبان: ۲۰۳)

الحديث الحادى والخمسون بعد ثلاثمائة : عن الفضل بن عباس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر معى وانا مع عمر والحق بعدى

مع عمر حیث کان اخرجه البغوی فی مجمعه۔

حدیث 351۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے ساتھ ہیں میں عمر کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے۔" (شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۳۰)

الحديث الثاني والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه صاحب الفضائل۔

حدیث 352۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (شرح مذاہب اہل سنت: ۸۱)

الحديث الثالث والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه وقال ادن مني انت مني وانا منك والحق بعدى معك خرج في الفضائل۔

حدیث 353۔ اسی کی مثل فضائل ہی میں مرفوعاً روایت ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا "میرے قریب ہو جاؤ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور میرے بعد تمہارے ساتھ ہے۔" (فضائل صحابہ: ۶۹۱، ابن خلد: ۲۳)

الحديث الرابع والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه ولفظه ان عمر قال كلمة ضحك منها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال عمر مني الحديث الى آخره خرج ابو القاسم السمرقندي۔

حدیث 354۔ اسی کی مثل ابو القاسم سمرقندی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہی جس سے رسول اللہ ﷺ ضحک فرمایا اور فرمایا عمر مجھ سے ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۱۱)

الحديث الخامس والخمسون بعد ثلاثمائة: عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اشد امتي في امر الله تعالى عمر رضى الله تعالى عنه خرجه البغوى في المصاييح في الحسابان۔

حدیث 355۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے (حکم الہی) اللہ کے معاملے میں سب سے پختہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو بغوی نے المصاییح فی الحمان میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۱۴۵ ذکر اختصارہ بالشدہ فی امر اللہ تعالیٰ)

الحديث السادس والخمسون بعد ثلاثمائة: عن بلال بن رباح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له يوم عرفة يا بلال اسكت الناس وانصت الناس ثم قال ان الله تعالى تطول عليكم في جمعكم هذا فوهب مسيئكم لحسنكم واعطى بحسنكم ما سأل ادفعوا على بركة الله ان الله باهى ملائكته بأهل عرفة عامة وبأهى بعمر ابن الخطاب خاصة خرجه البغوى في الفضائل۔

حدیث 356۔ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن انہیں فرمایا اے بلال! لوگوں کو خاموش کرو! پھر فرمایا بلاشبہ اللہ نے تمہارے اس اجتماع میں تم پر احسان فرمایا ہے۔ تمہارے برے تمہارے بھلوں کے سپرد کر دیے ہیں۔ اور تمہارے بھلوں کو ان کی منہ مانگی دعا عطا کر دی ہے۔ جاؤ اللہ کی برکت پر لوٹ جاؤ بیشک اللہ عزوجل نے تمام ہی اہل عرفہ پر عموماً اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر خصوصاً اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرمایا ہے۔ اس کو بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۶۷۴۸)

الحديث السابع والخمسون بعد ثلاثمائة: عن بلال بن رباح مرفوعاً بمثله خرجه تمام في فوائد۔

حدیث 357۔ اسی کی مثل تمام نے اپنی ”فوائد“ میں حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۳۶۲۴)

الحديث الثامن والخمسون بعد ثلاثمائة: عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال بينا أنا نائم رأيت الناس يعرضون علي وعليهم قص منها ما يبلغ الثدى ومنها ما و اسفل من ذالك وعرض علي عمر وعليه قميص يجره فقال من حوله ما اولت يا نبي الله ذالك قال الدين اخرجه البخاري و اورد هذه الاحاديث التسعة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 358۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم علیہ السلام سے راوی۔ آپ نے فرمایا ”میں نے سوتے میں خواب دیکھا لوگ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں اور ان پر قمیضیں ہیں کسی کی چٹائی تک ہے کسی کی اس سے کچھ نیچے تک ہے۔ پھر مجھ پر عمر پیش گئے تو ان پر اتنی لمبی قمیض تھی کہ وہ اسے گھمب رہے تھے آپ کے گرد بیٹھے صحابہ نے عرض کی آقا! آپ نے اس کی کیا تعبیر مراد لی، فرمایا ”دین“۔ ان کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ اور ان نو حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۱)

الحديث التاسع والخمسون بعد ثلاثمائة: عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم من طريق صالح بن كيسان۔

حدیث 359۔ اس کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے صالح بن کسان کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۰)

الحديث الستون بعد ثلاثمائة: عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم ايضاً من طريق زهير بن حرب۔

حدیث 360۔ اسی طرح امام مسلم نے اسے زہیر بن حرب کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

ی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۰)

الحديث الحادى والستون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم ايضاً من طريق الحسن الحلوانى۔

حدیث 361۔ اسی طرح امام مسلم نے اسے الحسن الحلوانی کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۰)

الحديث الثانى والستون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم ايضاً من طريق عبد بن حميد۔

362۔ اسی طرح امام مسلم نے اسے عبد بن حمید کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۰)

الحديث الثالث والستون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه احمد۔

حدیث 363۔ امام احمد نے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۲۳۱۷۲)

الحديث الرابع والستون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابو حاتم واوردها الطبرى فى الرياض النضرة۔

حدیث 364۔ امام ابو حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۹۰)

الحديث الخامس والستون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الترمذى۔

حدیث 365۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۲۸۵)

الحديث السادس والستون بعد ثلاثمائة : عن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه

مرفوعاً بمثله اخرجه النسائی واوردهما ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة۔
حدیث 366۔ اسی کی مثل امام نسائی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے۔ ان دونوں روایتوں کو ابن حجر مکی
رحمۃ اللہ نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (سنن نسائی: ۵۰۱۱)

الحديث السابع والستون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم اذ رايت قدحاً اتيت به فيه لبن
فشربت حتى اني لارى ترى بجري في اظفاري ثم اعطيت فضلى عمر ابن الخطاب
قالوا فما اولت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال العلم اخرجه البخارى۔
حدیث 367۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دقت
استراحت خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالا لایا گیا۔ میں نے اس سے خوب پیا
یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی نمی میرے ناخنوں میں گرداں ہے۔ پھر میں نے باقی حضرت عمر
بن خطاب کو دے دیا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر مراد لی۔ فرمایا علم۔ اس
کو امام بخاری رحمۃ اللہ نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔ (صحیح بخاری: ۸۲)

الحديث الثامن والستون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه
مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم۔

حدیث 368۔ امام مسلم نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۱)

الحديث التاسع والستون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه احمد
حدیث 369۔ امام احمد نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۵۸۶۸)

الحديث السبعون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله
اخرجه ابو حاتم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه
الترمذی وصححه واورده هذه الاحاديث الخمسة الطبري في الرياض النضرة ثم

انه قال لو جمع احياء العرب في كفة ميزان ووضع علم عمر في كفة لرجح علم عمر ولقد كانوا يرون انه ذهب بتسعة اعشار العلم ولعجلس كنت اجلسه من عمر اوثق في نفسي من عمل سنة خرجه ابو عمر -

حدیث 374۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر عرب منصفین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ایک ایک پلڑے میں رکھا جائے تو ضرور علم عمران پر غالب آجائے۔ ان کی وفات پر صحابہ گمان کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کے نو حصے اپنے ساتھ ہی لے گئے ہیں اور جو میں حضرت عمر کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا وہ میرے لئے ایک سال کے عمل سے زیادہ پختہ ہے۔ (الاستیعاب ص ۳۵۵ باب امیر المؤمنین)

الحديث الخامس والسبعون بعد ثلاثمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه بمثله خرجه القلعي -

حدیث 375۔ اسی کی مثل انہیں سے قلعی نے روایت کی۔ (العلم زهير بن حرب: ۲۰، تنبیہ الامامة: ترتیب الخلافۃ: ۷۲)

الحديث السادس والسبعون بعد ثلاثمائة: عن عمران بن حصين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان يوم القيامة وحشر الناس جاء عمر ابن الخطاب حتى يقف في الموقف فيأتيه شيء اشبه شيء به فيقول جزاك الله يا عمر عني خيرا فيقول له من انت فيقول انا الاسلام جزاك الله يا عمر خيرا ثم ينادي بناد الا لا يدفعن لاحد كتاب حتى يدفع لعمر ابن الخطاب ثم يعطى كتابه بيمينه ويومر به الى الجنة فبكي عمر واعتق جميع ما يملكه وهم تسعة خرجه صاحب فضائله -

حدیث 376۔ حضرت عمران حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روز

مُحَمَّد بن خطاب مقام حساب میں کھڑے ہوں گے۔ کہ ان کے پاس (انہیں کے مشابہ کوئی شے) آئے گی اور کہے گی۔ اے عمر! میری طرف سے اللہ آپ کو جزائے خیر دے عمر پوچھیں گے تو کون ہے؟ جواب ملے گا میں اسلام ہوں اے عمر! اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر پکار پڑے گی خبردار جب تک عمر کو ان کا اعمال نامہ نہ ملے کسی اور کو ہرگز نہ ملے گا پھر آپ کے دائیں ہاتھ اعمال نامہ دے کر آپ کو دخول جنت کا حکم دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رو دیے اور اس وقت آپ کی ملک میں نو غلام تھے آپ نے سب کو آزاد کر دیا رضی اللہ عنہ۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۲۷) اذکر اختصارہ بانہ اول من یعطی کتابہ یمینہ

الحديث السابع والسبعون بعد ثلاثمائة: عن..... ان النبي صلى الله عليه وسلم قال عمر اول من سلم عليه الحق يوم القيامة وكل احد مشغول باخذ الكتاب وقرأته خرج به صاحب فضائله ايضاً۔

حدیث 377۔ صاحب فضائل نبی نے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "روز قیامت حق تعالیٰ سب سے پہلے عمر کو سلام ارشاد فرمائے گا جبکہ کل مخلوق اپنے اعمال نامے لینے اور انہیں پڑھنے میں مصروف ہوگی۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۲۷) اذکر اختصارہ بانہ اول من یسلم

الحديث الثامن والسبعون بعد ثلاثمائة: عن زيد بن ابی اوفی ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمر ابن الخطاب انت معی فی الجنة ثالث ثلاثة خرج المخلص۔

حدیث 378۔ حضرت زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا "آپ جنت میں میرے ساتھ تیسرے نمبر پر ہوں گے۔ اس کو مخلص نے روایت کیا۔ (المخلصیات: ۲۱۸۵)

الحديث التاسع والسبعون بعد ثلاثمائة: عن زيد بن ابی اوفی مرفوعاً بمثله

خرجه البغوی فی الفضائل وزاد من هذه الامة۔

حدیث 379۔ اسی کی مثل زید بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے بغوی نے فضائل میں روایت کی ہے، اس میں هذه الامة کے الفاظ زائد ہیں۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۴۹۲)

الحديث الثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة خرجه في الصفة۔ حدیث 380۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں“ اس کو صفوة میں روایت کیا گیا ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۵۷)

الحديث الحادى والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثله خرجه الهاء في سيرته۔

حدیث 381۔ اسی کی مثل ملاء نے اپنی ”سیرت“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (فضائل صحابہ: ۶۷۷، فضائل خلفاء راشدین: ۵۶)

الحديث الثانى والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابى بن كعب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول جاء في جبرئيل عليه السلام فقلت له اخبرني عن فضائل عمر وما ذاله عند الله تعالى قال لى يا محمد لو جلست معك قدر ما لبث نوح في قومه لم استطع ان اخبرك بفضائل عمر وما له عند الله عز وجل ثم قال يا محمد ليبكين الاسلام بعد موتك على موت عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه خرجه ابو سعيد في شرف النبوة۔

حدیث 382۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس جبرائیل آئے تو میں نے انہیں کہا مجھے عمر کے فضائل سنائیے اور یہ

بتائے کہ اللہ کے ہاں ان کا کیا مرتبہ ہے؟ تو جبریل نے کہا یا محمد! اگر میں آپ کے پاس اتنی دیر بھی بیٹھا رہوں جتنی دیر حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اور عمر کے فضائل و قرب خداوندی بیان کرتا رہوں تو نہ کر پاؤں۔ اے محمد! آپ کی رحلت کے بعد عمر بن خطاب کی رحلت پر اسلام ضرور روئے گا۔ اس کو ابوسعید نے شرف النبوة میں روایت کیا۔ (شرف المصطفیٰ: ۲۴۳۲ فضل فی فضائل عمر بن خطاب)

الحديث الثالث والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابي بن كعب مرفوعاً بمثله خرجه تمام في فوائدہ۔

حدیث 383۔ اسی کی مثل تمام نے اپنی ”فوائد“ میں حضرت ابی بن کعب رجبی اللہ عنہ سے ہی مرفوعاً روایت کی ہے۔ (فوائد تمام: ۱۶۶۲)

الحديث الرابع والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال بينا انا جالس في مسجدى اتحدث مع جبرئيل اذ دخل عمر ابن الخطاب فقال جبرئيل عليه السلام اليس هذا اخوك عمر ابن الخطاب فقلت بلى يا اخي خرجه في الفضائل۔

حدیث 384۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں اپنی مسجد میں بیٹھا جبریل کے ساتھ محو گفتگو تھا اسی لمحے عمر بن خطاب آگئے تو حضرت جبریل نے کہا کیا یہ آپ کے بھائی عمر بن خطاب نہیں ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں اے میرے بھائی! علیہما السلام ورضی اللہ عنہ۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا۔ (الرياض النضرة ص ۱۵۱ باب ذکر ما وصف جبرائیل)

الحديث الخامس والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ينادى مناد يوم القيامة اين الفاروق ليوتى به فيقول الله تعالى مرحباً بك يا ابا حفص هذا كتابك ان شئت فاقرأه

وان شئت فلا فقد غفرت لك و يقول الاسلام يا رب هذا عمر عزني في دار الدنيا فاعزه في عرصات القيامة فعند ذالك يحمل على ناقة من نور ثم يكسي حلتين لو نشرت احدهما لغطت الخلائق ثم نشر بين يديه سبعون الفا لواء ثم ينادى مناد يا اهل الموقف هذا عمر فاعرفوه خرجته في الفضائل واورد هذه الاحاديث الاثني عشر الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 385۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی نداء کرے گا فاروق کہاں ہیں؟ پھر فاروق کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے! خوش آمدید۔ اے ابو حفص! یہ تمہارا نوشتہ ہے چاہو تو پڑھ لو چاہو تو رہنے دو میں نے تو تمہیں بخش دیا ہے۔ پھر اسلام عرض کرے گا اے میرے رب! یہ عمر ہیں انہوں نے دار دنیا میں مجھے غلبہ دیا تو میں عرصہائے قیامت میں انہیں عریش عطا فرما تب عمر کو ایک نورنی اونٹنی پر سوار کیا جائے گا اور دوائے حلق پہنائے جائیں گے کہ اگر ان میں سے ایک پھیلا دیا جائے تو تمام مخلوق خدا کو ڈھانپ لے پھر کے ہزار پرچم پھلائے جائیں گے اور ایک منادی ندا کرے گا۔ اے اہل محشر! یہ عمر ہیں انہیں پہنچاؤ۔ اس کو فضائل میں روایت کیا گیا ہے اور طبری نے ان بارہ احادیث کو ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرة ص ۱۵۲ باب شکر ما آتٰ اللہ من الکرامۃ نسب عن الاسلام)

الحديث السادس والثمانون بعد ثلاثمائة: عن عمر رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له لا تنسنا يا اخي من دعائك اخرجه ابو داود۔ حدیث 386۔ ابو داؤد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے برادر! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھول نہ جانا۔ (سنن ابی داؤد: ۴۹۸ باب الدعاء)

الحديث السابع والثمانون بعد ثلاثمائة: عن عمر رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له يا اخي اشركت في صالح دعائك ولا تنسنا اخرجه

ابن ماجہ۔

حدیث 387۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ”اے برادر! اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں بھی شریک رکھنا کہیں بھول نہ جانا۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۸۹۵)

الحديث الثامن والثمانون بعد ثلاثمائة: عن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه احمد و
اورد هذه الاحاديث الثلاثة ابن حجر في الصواعق المحرقة۔
حدیث 388۔ اسی کی مثل امام احمد نے بھی انہیں سے روایت کی ہے اور ان تینوں احادیث کو ابن
حجر رحمہ اللہ نے ”صواعق محرقة“ میں بیان کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۵۲۲۹)

الحديث التاسع والثمانون بعد ثلاثمائة: عن عمر رضي الله تعالى عنه قال
استاذنت النبي صلى الله عليه وسلم في العمرة فاذن لي وقال لا تنسنا يا اخي
من دعائك فقال كلمة كلمة يسر في ان لي بها الدنيا وفي رواية اشركنا يا اخي في
دعائك رواه الترمذي وقال حسن صحيح واورده في تذكرة القاري۔

حدیث 389۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عمرہ کی
اجازت پائی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا برادر! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھلا نہ دینا (پھر
حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام کے اس فرمان ”اے برادر! کے بدلے مجھے ساری دنیا بھی
ملے تو پسند نہ کروں۔ اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن صحیح کہہ کر روایت کیا اور صاحب تذکرۃ القاری
نے اسے بیان کیا۔ (سنن ترمذی: ۳۵۶۲)

الحديث التسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر رضي الله تعالى عنه انه استاذن النبي
صلى الله عليه وسلم في العمرة فاذن له وقال يا اخي لا تنسنا من دعائك وفي
لفظ يا اخي اشركنا في دعائك قال وما احب ان يكون لي بها ما طلعت الشمس

لقوله يا اخي خرجه احمد-

حدیث 390۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ کی اجازت چاہی حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی اور فرمایا اے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں بھول نہ جانا۔ ایک روایت میں ہے ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”حضور علیہ السلام کے فرمان ”اے بھائی! سے بڑھ کر مجھے کوئی بھی وہ شے پسند نہیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۹۵)

الحديث الحادي والتسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر بمثله خرجه الحافظ السلفي حدیث 391۔ اسی کی مثل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حافظ سلفی نے روایت کی۔ (مسند عبد بن حمید: ۷۳۸)

الحديث الثاني والتسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر بمثله ايضاً خرجه صاحب السفوة-

حدیث 392۔ اسی کی مثل صاحب ”صفوة“ نے بھی انہیں روایت کی ہے۔ (مسند ابی داؤد الطيالسي: ۱۰)

الحديث الثالث والتسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر بمثله ايضاً خرجه ابن حرب الطائي ولفظه اشر كنافي صالح دعائك ولا تنسنا-

حدیث 393۔ اسی کی مثل ابن حرب طائی نے بھی انہیں سے روایت کی ہے۔ اس کے لفظ یہ ہیں ہمیں بھی اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھنا (دیکھو!)۔ بھول نہ جانا۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۵۵۰)

الحديث الرابع والتسعون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني جبرئيل عليه السلام فقال قد عمر من ربه السلام واعلمه ان رضاة حكمه و ان غضبه عمر خرجه الحافظ ابو

سعید النقاش۔

حدیث 394۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میرے پاس جبریل آئے اور کہا ”عمر کو ان کے رب کی طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور ان کو یہ بھی بتا دیجئے کہ ان کی رضامندی حکم ہے اور ان کا غصہ نگی ہے۔ اس کو حافظ ابوسعید نقاش نے روایت کیا ہے۔ (شرح السنۃ ص ۵۹۹)

الحديث الخامس والتسعون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً مثله خرجه البلاء۔

حدیث 395۔ انہیں سے ملائے اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۵۲)

الحديث السادس والتسعون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بنحوه خرجه المخلص۔

حدیث 396۔ انہیں سے مخلص نے روایت کی ہے۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۵۷)

الحديث السابع والتسعون بعد ثلاثمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال لزيد بن وهب اقرا بما قرأ به عمر ان عمر اعلنا بكتاب الله وافقهنا في دين الله خرجه علي بن حرب الطائي۔

حدیث 397۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اسی طرح پڑھو یہی عمر نے پڑھا کہ عمر ہم میں کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والا اور دین الہی کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو علی بن حرب طائی نے روایت کیا۔ (الریاض النضر ج ۱ ص ۱۵۳ باب ذکر علمہ وفہمہ)

الحديث الثامن والتسعون بعد ثلاثمائة: عن خالد الاسدي قال صحبت عمر رضي الله تعالى عنه فما رايت احدا افقه في دين الله ولا اعلم بكتاب الله ولا احسن مداسته منه خرجه صاحب فضائله۔

حدیث 398۔ حضرت خالد اسدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے ان سے بڑھ کر کوئی دین الہی کا فقیہ ایسا کتاب اللہ کا عالم اور اتنا چھامدرس کسی کو نہیں پایا۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۱۵۳)

الحديث التاسع والتسعون بعد ثلاثمائة : عن خالد الاسدي انه قال لاحسب تسعة اعشار العلم ذهبت يوم ذهب عمر رضي الله تعالى عنه خروجه صاحب فضائله ايضاً۔

حدیث 399۔ حضرت خالد اسدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میرے خیال میں تو جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے ساتھ ہی ساتھ نو حصے علم بھی چلا گیا۔ اس کو بھی صاحب فضائل نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۱۵۳)

الحديث الموفى للاربعة مائة : عن خالد الاسدي قال كان عمر اعلمنا بالله واقربنا لكتاب الله واتقينا الله والله ان اهل بيت من المسلمين لم يدخل عليهم حزن على عمر حين اصيب لاهل بيت سوء خروجه صاحب فضائله۔

حدیث 400۔ حضرت خالد اسدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ہم میں اللہ کو زیادہ جاننے والے اس کتاب کو زیادہ پڑھنے والے اور اس کو زیادہ خوف رکھنے والے تھے۔ اور قسم بخدا جس سلمان گھرانے شہادت عمر پر غم نہیں وہ بہت بڑا گھرانہ ہے۔ اس کو بھی صاحب فضائل ہی نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۱۵۳ ذکرہ علمہ و فہمہ)

الحديث الحادي بعد الاربعة مائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال ابو بكر ذات يوم ما على الارض احدا حب الي من عمر رضي الله تعالى عنه۔

حدیث 401۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمایا ”مجھے روئے زمین پر عمر سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۵۷)

الحديث الثانی بعد الاربعة مائة: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہو الذی نفسی بیدہ لو ان عندی مائة بنت تموت واحدة بعد واحدة زوجتک اخرى حتى لا یبقى من المائة شیء هذا جبرئیل اخبرنی ان اللہ عز وجل یأمرنی ان ازوجل اختها وان اجعل صداقها مثل صداق اختها خرجه الفضائلی۔

حدیث 402۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان نبی اللہ عنہ سے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میری سو بیٹیاں بچی ہوتیں جو یکے بعد دیگرے فوت ہوتی رہتیں تو میں سب سے آخری بیٹی بھی آپ کے عقد میں دیتا یہاں تک کہ سو 100 میں سے کوئی باقی نہ بچتی۔ یہ جبریل ہیں۔ جنہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ مجھے فرماتا ہے میں آپ کی اہلیہ مرحومہ کی بہن (یعنی اپنی دوسری بیٹی) کا عقد بھی آپ سے کر دوں اور اس کا حق مہر بچی اتنا ہی رکھوں جتنا اس کی بہن کا رکھا تھا۔ اس کو فضائلی نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۳۹)

الحديث الثالث بعد اربع مائة: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دخلت علی رقیۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدھا مشیط فقال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عندی انفا رجلت راسه فقال کیف تجدین ابا عبد اللہ قلت خیر الرجال قال اکرمیہ فانہ من اشبه اصحابی بی خلقا خرجه الدولاہی۔

حدیث 403۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تھی کہ ہاتھ میں کنگھی تھی فرمانے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ابھی میرے پاس سے تشریف لے گئے ہیں میں حضور علیہ السلام کو کنگھی کر رہی تھی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا دختر! آپ ابو عبد اللہ (عثمان)

کو کیا پاتی ہیں؟ میں نے کہا ”بہترین مرد“ ارشاد کیا ”ان کی عزت کرتی رہو کہ وہ میرے صحابہ میں سے خلیق ہونے میں میرے زیادہ مشابہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو دو لابی نے روایت کیا۔ (المکبر: ۹۹)

الحديث الرابع بعد اربعمائة: عن ابي هريرة ممشله خرج به البغوى۔
حدیث 404۔ اسی کو بغوی نے روایت کیا۔ (فضائل صحابہ: ۸۳۴)

الحديث الخامس بعد اربعمائة: عن ابي هريرة ايضاً بنحوه خرج به خيشمة بن سليمان۔

حدیث 405 کو خیشمہ بن سلیمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے۔ (متدرک حاکم: ۶۸۵۴)

الحديث السادس بعد اربعمائة: عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عثمان بن عفان اشبه به في خلقا و خلقا و ديناً و سمياً و هو ذو النورين زوجته ابنتي وهو معي في الجنة كهاتين و حرک السبابة والوسطى خرج به الملاء۔

حدیث 406۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بائبر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلق و خلق اور دین و ہدایت میں میرے بہت مشابہ ہیں۔ یہ دونوں والے ہیں کہ میں نے اپنی دو بیٹیاں ان کے عقد میں دی ہیں پھر آپ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے ہوئے اشارہ کر کے فرمایا یہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اس کو میں نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۰۳)

الحديث السابع بعد اربعمائة: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان احيا امتي و اكرمها خرج به الملاء في سيرته و

اور دھندہ الاحادیث الثمانیۃ عشر الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 407۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”عثمان میری امت کے سب سے باحیاب سے بڑے اور ذی عزت شخص ہیں۔ اس کو بھی ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا اور ان آٹھوں حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۲

ص ۲۰۳)

الحديث الثامن بعد اربعمئة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عثمان احيا امتي واكرمها اخرجته ابو نعيم واورده ابن حجر في الصواعق المحرقة ومعنى قوله واكرمها اي بعد الشيخين بقريضة الاحاديث المتقدمة الكثيرة السابقة۔

حدیث 408۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل ابو نعیم نے بھی روایت کی ہے اور ابن حجر مکی نے اسے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ یہاں پر ”اکرم“ یعنی عثمان کا سب سے معزز ہونا شیخین کے بعد ہے ان کثیر احادیث کی بناء پر جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۳۱۵)

الحديث التاسع بعد اربعمئة : عن عائشة رضي الله تعالى عنه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادعوا لي اخي قلنا ابو بكر قال ادعوا لي اخي قلنا عمر قال ادعوا لي اخي قلنا عثمان قال نعم خرج الملاء في سيرته۔

حدیث 409۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ ہم نے عرض کی ابو بکر کو فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ ہم نے عرض کی عمر کو فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ ہم نے عرض کی عثمان کو فرمایا۔ ہاں۔ رضی اللہ عنہم۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۰۴)

الحديث العاشر بعد اربعمئة : عن عبد الرحمن بن جناب قال النبي صلى

اللہ علیہ وسلم وہو یحث علی جیش العسرة فقام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مائة بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل اللہ ثم حض علی الجیش فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی ثلاثمائة بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل اللہ فانما رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر وهو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد هذه ما علی عثمان ما عمل بعد هذه ما علی عثمان ما عمل بعد هذه اخرجه الترمذی -

حدیث 410 حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ صحابہ کو جیش عسرت کی تیاری کی ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں سواوٹ ان کے ساز و سامان کے ساتھ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔ حضور نے پھر ترغیب دی عثمان پھر کھڑے ہو گئے اور عرض کی آقا! میں تین سواوٹ مع ان کے ساز و سامان کے راہ خدا میں پیش کرتا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لا رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں۔ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں۔ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۷۰۰ باب فی مناقب عثمان بن عفان)

الحديث الحادی عشر بعد اربعمائة : عن عبد الرحمن بن جناب بمثله خرجہ احمد۔

حدیث 411۔ اسی کی مثل امام احمد نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (مسند امام احمد: ج ۲، ص ۲۴، رقم: ۱۶۶۹۶)

الحديث الثانی عشر بعد اربعمائة : عن عبد الرحمن بن سمرة قال جاء عثمان بن

عفان بالف دينار في مكة حين جهز جيش العسرة فنثرها في جهره صلى الله عليه وسلم فرايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقلبها في جهره ويقول ما ضر عثمان ما عمل بعد اليوم خرجه الترمذی و قال حسن غریب و اورد هذه الاحادیث الاربعة الطبری فی الرياض النضرة۔

حدیث 412۔ حضرت عبد الرحمن بن سمره رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے "جیش العسرة" لشکر تیار کیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے کر آئے اور انہیں حضور علیہ السلام کے دامن میں ڈال دیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان دیناروں کو اپنی جہول میں لٹٹے جاتے اور فرماتے جاتے آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس پر کچھ ضرر نہیں۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ان چاروں احادیث کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۲۰۵)

الحديث الثالث عشر بعد اربعمائة : عن عبد الرحمن بن سمره بمثله اخرجه الحاكم وصححه واورده في تذكرة القاری۔

حدیث 413۔ اسی کی مثل حاکم نے انہیں سے روایت کی اور اسے صحیح کہا اور اس کو تذکرۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۳۵۵۳، ج ۳ ص ۱۰۰ اقال امام ذہبی: صحیح)

حدیث 414۔ اسی کی مثل امام احمد نے انہیں سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام بار بار یہ فرماتے رہے۔ (الریاض النضرة ج ۱ ص ۲۰۵)

الحديث الرابع عشر بعد اربعمائة : عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم الى عثمان في جيش العسرة فبعث اليه عثمان بعشرة الالى دينار فصبت بين يديه فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقول بيده و يقلبها ظهر البطق و يقول غفر الله لك يا عثمان ما اسررت و ما عملت و ما هو

کائن الی یوم القیامۃ وما یشالی ما عمل بعدھا خرجه الملاء فی سیرتہ۔
 حدیث 414۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”حضور علیہ السلام نے عیش العشرۃ کی تیاری کے
 سلسلہ میں حضرت عثمان کی طرف پیامبر بھیجا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دس ہزار دینا بھجوا
 دیئے۔ یہ دینار حضور علیہ السلام کے سامنے ڈال دیے گئے تو رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے ہاتھ سے الٹ
 پلٹ کرنے لگے اور فرمانے لگے۔ اے عثمان! اللہ تمہیں بخش دے تو قیام قیامت تک ظاہر باطن کوئی
 بھی عمل کرو، پرواہ نہیں۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایات کیا۔ (تاریخ ابن عساکر
 ج ۶۵ ص ۳۹)

الحديث الخامس عشر بعد اربعمائة:-----

حدیث 415-----

الحديث السادس عشر بعد اربعمائة: عن حذيفة رضي الله تعالى عنه بمثله
 خرجه الفضائلي۔

حدیث 416۔ اسی کی مثل فضائی نے روایت کی۔ (تاریخ ابن عساکر ج ۶۵ ص ۳۹)

الحديث السابع عشر بعد اربعمائة: عن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدت
 الدار حين اشرف عليهم عثمان فقال انشدكم بالله من شهد بيعة الرضوان اذ
 بعثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المشركين اهل مكة فقال هذه يدى
 وهذه يد عثمان فبايع لى فانتشده رجال خرجه احمد فى ضمن حديث طويل۔

حدیث 417۔ امام احمد نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت عامر بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ
 سے روایت کی انہوں نے فرمایا ”میں دار عثمان کے پاس حاضر تھا جب انہوں نے اوپر سے جھانک
 کر لوگوں سے فرمایا تھا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ بیعت رضوان میں کون حاضر تھا کہ جب رسول
 اللہ ﷺ نے مجھے مشرکین مکہ کے پاس بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے

سبحر حضور علیہ السلام نے میرے لئے بیعت کی۔ تو اس پر لوگوں نے سختی کا اظہار کیا۔ (سند امام احمد: ۴۲۰)

سند حضرت عثمان بن عفانؓ

الحديث الثامن عشر بعد اربعمائة : عن ثمامة بن حزن القشيري بنحوه خرجه الدارقطني وزاد في بعض طرقة انشدكم بالله هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوجني احدى بنتيه بعد الاخرى فارضاني ورضي عني قالوا اللهم -

حدیث 418۔ اسی کی مثل دارقطنی نے انہیں سے روایت کی اور بعض روایتوں میں یہ زائد کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کے بعد دوسری کا نکاح بھی مجھ سے کیا مجھے بھی راضی کیا اور مجھ سے راضی بھی ہوئے۔ لوگوں نے کہا ”اللهم یا اللہ۔ (سنن دارقطنی: ج ۳ ص ۴۹۶ باب وقف المساجد و الرقایات)

الحديث التاسع عشر بعد اربعمائة : عن سالم بن عبد الله بن عمر في ضمن حديث طويل قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بايع الناس تحت الشجرة كان بعث عثمان في مزية و كان في حاجة الله و حاجة رسول الله و حاجة المؤمنين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ان يميني يدي و شمالي يدي عثمان ف ضرب بشماله على يمينه و قال هذه يد عثمان و اني قد بايعت له ثم كان من شأن عثمان في البيعة الثانية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجل من اهل مكة يا فلان الا تبيعني دارك ازيدها في المسجد الكعبة ببیت اضمنه لك في الجنة فقال الرجل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم مالي بنيت غيره فان انا بعتك داري لا يويني و ولدي بمكة شيء قال لا بل يعني دارك ازيدها في مسجد الكعبة ببیت اضمنه لك في الجنة فقال الرجل والله مالي الى ذالك

فبلغ ذاك عثمان و كان الرجل صديقاً له في الجاهلية فاتاة فلم يزل به عثمان حتى اشترى منه دارة بعشرة الاف دينار ثم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم بلغنى انك اردت من فلان دارة لتزيدها في مسجد الكعبة ببیت تضمنه له في الجنة و انما هي دارى فهل انت اخذها ببیت تضمنه له في الجنة قال نعم فاخذها منه و ضمن له بيتاً في الجنة و اشهد له على ذالك المومنين ثم كان من جهازه جيش العسرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان غزا غزوة تبوك فلم يلق من غزاة من غزواته ما لقي فيها من المخصة والظماء و قلة الظهر فبلغ ذالك عثمان فاشترى قوتا و طعاما و ادسا و ما يصلح لرسول الله صلى الله عليه وسلم و لا صحابه فجهز اليه بعيرا فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى سواء قد اقبل قال هذا قد جاءكم بخير فاي نخت الركاب و وضع ما عليها من الطعام و الادم و ما يصلح لرسول الله صلى الله عليه وسلم و اصحابه فرفع يديه الى السماء فقال اللهم اني قد رضيت عن عثمان فارض عنه ثلث مرات ثم قال يا ايها الناس ادعوا لعثمان فدا له الناس جميعا مجتهدين و نبيهم صلى الله عليه وآله وسلم معهم ثم كان من شان عثمان ان النبي صلى الله عليه وسلم زوجه ابنته فماتت فجاء عثمان و عمر رضى الله تعالى عنهما عند النبي صلى الله عليه وسلم جالس فقال يا عمر اني خاطب فزوجني ابنتك فسمعه النبي صلى الله عليه وسلم فقال خطب اليك عثمان ابنتك زوجني ابنتك و انا زوجه ابنتي فتزوج النبي صلى الله عليه وسلم ابنة عمر و زوج عثمان ابنته فهذا ما كان من شان عثمان اخرجه ابو الحسن القزويني الحاكمي .

حدیث 419۔ ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لی اس وقت حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا ہوا تھا اور حضرت عثمان کا یہ سفر اللہ و رسول اور مومنین کی خاطر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے فرمایا سنو! یہ میرا ہاتھ ہے اور بائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر بائیں ہاتھ دائیں پر رکھ کر فرمایا۔ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور تحقیق میں نے عثمان کے لئے بیعت کی ہے۔ پھر بیعت ثانیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے ایک مکی شخص سے فرمایا اے فلان! کیا تم اپنا گھر مجھے بیچ نہیں دیتے کہ میں اسے کعبۃ اللہ میں شامل کر دوں اور اس کے بدلے جنت میں تمہارے لئے ایک گھر کا نامن بن جاؤں۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا در کوئی گھر نہیں ہے اگر میں اسے آپ کے ہاتھ بیچ دوں تو مکہ میں کوئی بھی مجھے اور میرے بال بچوں کو رہنے کا گھر نہ دے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ تم مجھے یہ بیچ دو کہ میں اسے مسجد کعبہ میں داخل کروں اور اس کے بدلے جنت میں تمہارے لئے ایک گھر کا نامن بنوں۔ اس شخص نے عرض کی قسم بخدا میں ایسا نہ کر سکوں گا۔ یہ بات حضرت عثمان کو معلوم ہوئی اور زمانہ جاہلیت میں یہی شخص حضرت عثمان کا دوست بھی تھا۔ آپ اس کے پاس آئے اور اس کو قائل کرتے رہے آخر کار آپ نے دس ہار دینار کے عوض وہ گھر اسے خرید لیا پھر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (عرض گزار ہوئے) اور عرض کی آقا! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے توسیع کعبہ کے پیش نظر فلاں شخص سے اس کا گھر خریدنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اور اس کے بدلے آپ اسے ایک جنتی گھر کی ضمانت دیتے ہیں۔ اب وہ گھر میرا ہے کیا آپ جنتی گھر کے بدلے اسے قبول فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ”ہاں“ پھر آپ نے وہ گھر لے لیا اور اس کے بدلے اس شخص کو جنتی گھر کی ضمانت بھی عطا فرمائی اور اس پر مسلمانوں کو گواہ بھی بنا لیا۔ پھر جب حبش العصرۃ کا موقع آیا تو چونکہ غزوہ تبوک یہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں سے ایسا غزوہ تھا کہ جتنی اس میں کھانے، پینے اور راشن کی کمی واقع ہوئی تھی

کسی اور میں نہ ہوئی تھی جب حضرت عثمان کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے سامان غذا کھانا، سالن اور حضور علیہ السلام اور صحابہ کی حاجت کی اشیاء خرید کر ایک قافلہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجا رسول اللہ ﷺ نے جب آنے والا قافلہ دیکھا تو اپنے صحابہ سے فرمایا یہ تمہارے پاس خبر لے کر آتا ہے۔ پھر سواریاں بٹھا دی گئیں اور سامان راشن اتار لیا گیا پھر حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو جانب آسمان اٹھا دیا اور تین دفعہ یہ دعا کی۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اسے سے راضی ہو جا پھر لوگوں کو فرمایا تم سب بھی عثمان کے لئے دعا کرو پھر سب نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر ان کے لئے خوب دعا کی۔ حضرت عثمان کی شان یہ بھی تھی کہ حضور علیہ السلام نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح ان سے کیا پھر جب وہ فوت ہو گئیں تو حضرت عثمان بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے جہاں پہلے سے حضرت عمر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عثمان نے کہا اے عمر! میں آپ کو پیغام نکاح دیتا ہوں کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو عمر سے فرمایا عثمان نے آپ کو آپ کی بیٹی کے لئے پیغام نکاح دیا ہے۔ آپ اپنی بیٹی میرے عقد میں دے دیجئے اور میں اپنی صاحبزادی عثمان کے عقد میں دے دیتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنت عمر کو اپنے عقد میں لیا اور اپنی صاحبزادی کو حضرت عثمان کے عقد میں دے دیا۔ یہ سب حضرت عثمان کی شان تھی۔ ﷺ رضی اللہ عنہم۔ اس کو ابوالحسن قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔ (فضائل صحابہ امام احمد: ۷۸۲، ج ۱ ص ۲۸۳)

الحديث العشرون بعد اربعائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببيعة الرضوان كان عثمان بن عفان رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهل مكة قال فبايع الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عثمان في حاجة الله وحاجة رسوله فضرب باحدى يديه على الاخرى وكانت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم لعثمان خيرا له من ايديهم لانفسهم خرجه الترمذي وقال حسن غريب -

حدیث 420۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم فرمایا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے قاصد بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی فرماتے ہیں آپ علیہ السلام نے پھر لوگوں سے بیعت لی اور فرمایا: بیشک عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ حضور علیہ السلام کا جو ہاتھ حضرت عثمان کے لئے تھا وہ ان کے لئے لوگوں کی نسبت لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور حسن غریب کہا۔ (سنن ترمذی: ۷۰۲: ۳ باب فی مناقب عثمان بن عفان، ضیاء المختارہ: ۲۴۰: ۷)

الحديث الحادى والعشرون بعد اربعائة : عن عثمان بن عفان قال بيعة الرضوان فى و ضرب لى رسول الله صلى الله عليه وسلم بشماله على يمينه و شمال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير عن يمينى قال القوم فى حديثهم بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قيل هذا عثمان قد جاء فقطع رسول الله صلى الله عليه وسلم البيعة خرجة الخيشمة بن سليمان فى فضائل عثمان رضى الله تعالى عنه۔

حدیث 421۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیعت رضوان میرے لئے ہوئی تھی اور میرے لئے ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنا بائیں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا بائیں ہاتھ میرے دائیں سے بہتر ہے۔ ایک قوم نے اپنی حدیث میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہی تشریف فرما تھے جب کہا گیا کہ عثمان آگئے میں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیعت کو ختم فرما دیا۔ اس کو خیشمہ بن سلیمان نے فضائل عثمان میں روایت کیا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ (تاریخ دمشق ج ۵ ص ۳۹)

الحديث الثانى والعشرون بعد اربعائة : عن اياس بن سلمة عن ابيه ان النبى

صلی اللہ علیہ وسلم بايع لعثمان فضرب احدى يديه على الاخرى فقال الناس
هنيئا لابى عبد الله الطواف بالبيت امنًا فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو
مكث كذا ما طاف حتى اطواف خرجه ابن الضحاك في الأحاديث والهنائي۔
حدیث 422۔ حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے راوی کہ نبی کریم علیہ افضل
الصلوة والتسليم نے حضرت عثمان کے لئے بیعت لی اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا لوگوں نے
کہا ابو عبد اللہ کو امن و امان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو نبی کریم علیہ
السلام نے فرمایا ”اگرچہ عثمان مکہ میں کتنی ہی دیر رہیں جب تک میں طواف نہ کروں گا وہ کبھی نبی
طواف نہ کریں گے۔ اس کو ابن ضحاك نے ”الاحادیث والمثنائی“ میں روایت کیا ہے۔ (الاجاد
المثنائی: ۱۳۵، ومن ذکر ذی النورین حضرت عثمان بن عفانؓ)

الحديث الثالث والعشرون بعد اربعمائة: عن عثمان بن موهب عن عبد الله بن
عمر في ضمن حديث طويل قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان الى
مكة فكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم بيده اليمين هذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هذه
لعثمان ثم قال ابن عمر اذهب بها الآن معك خرجه البخاري۔

حدیث 423۔ ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت عبد اللہ بن موهب نے حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بجا
تو آپ کے جانے کے بعد بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔ حضور علیہ السلام نے اپنے دائیں ہاتھ کے
بارے میں فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کے
لئے ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۸)

الحديث الرابع والعشرون بعد اربعمائة: عن عثمان بن موهب عن عبد الله بن

عمر بنحوہ خرجه الترمذی۔

حدیث 424۔ اسی کی مثل انہیں سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۷۰۶ باب فی مناقب عثمان بن عفان قال امام ترمذی: ہذا حدیث حسن صحیح)

الحديث الخامس والعشرون بعد اربعائة: عن عثمان بن موهب عن عبد الله بن عمر بنحوہ خرجه ابو الخير القزويني الحاكمی۔

حدیث 425۔ اسی کی مثل انہیں سے ابو الخیر قزوینی حاکمی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔ (فضائل صحابہ ج ۱ ص ۳۵۶)

الحديث السادس والعشرون بعد اربعائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا بنا نعد عثمان بن عفان قلنا اعليل يا رسول الله قال نعم فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم واتبعناه حتى اتى منزل عثمان فاستاذن فاذن له فدخل فدخلنا فوجد عثمان مكبوكا على وجهه فقال صلى الله عليه وآله وسلم مالك يا عثمان لا ترفع راسك فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اني استحيي يعني من الله تعالى قال ولم ذالك قال اخاف ان يكون على غضبانا فقال له النبي صلى الله عليه وسلم الست حافير رومة و مجهز جيش العسرة والزائد في مسجدي و باذل المال في رضي الله تعالى انك نور اهل السماء و مصباح اهل الارض و اهل الجنة خرجه الملاء حدیث 426۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا چلو عثمان بن عفان کی عیادت کر آئیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ بیمار ہیں؟ فرمایا ہاں پھر حضور علیہ السلام اٹھے اور ہم بھی آپ کے پیچھے ہو لئے یہاں تک عثمان کے گھر تک پہنچے حضور علیہ السلام نے اجازت چاہی نیکل نے اجازت دی حضور علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ کے پیچھے داخل ہو گئے۔

حضرت عثمان منہ کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عثمان! کیا بات ہے کہ آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے عرض کی آقا! مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی میں اپنے اداہ اللہ کی ناراضی سے ڈرتا ہوں۔ فرمایا ”کیا آپ بیرودہ کے کھودنے والے نہیں؟ جیش عسرت کے تیار کرنے والے نہیں؟ میری مسجد کی توسیع کرنے والے نہیں؟ اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والے نہیں؟ آپ تو آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ ہیں۔ اس کو ملاء نے روایت کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۲۰۹)

الحديث السابع والعشرون بعد اربعمائة : عن زيد بن اسلم عن ابيه قال شهدت عثمان يوم حوصر ولو القى حجر لم يقع الا على راس رجل فرايت عثمان اشرف من الخوخة التي يلي مقام جبرئيل الى الناس وقال الطلحة انشدك الله اتذکر يوم كنت انا وانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في موضع كذا وكذا ليس معه من اصحابه غيري وغيرك قال نعم فقال لك رسول الله صلى الله عليه وسلم يا طلحة انه ليس من نبي الا ومعه من اصحابه رفيق في الجنة فان عثمان معي رفيق في الجنة قال طلحة اللهم نعم ثم انصرف خرجه احمد۔

حدیث 427۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے راوی۔ انہوں نے فرمایا: جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ (بخاری) کی کیفیت یہ تھی کہ اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ (بجائے زمین کے گرنے کے) کسی نہ کسی آدمی کے سر میں ہی لگتا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقام جبریل سے متصل کھڑکی سے لوگوں کو دیکھا اور فرمایا اے ابو طلحہ! تمہیں اللہ کی قسم (بتاؤ) تمہیں وہ دن یاد ہے جب میں اور آپ فلاں فلاں مقام پر حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے ہمارے علاوہ اور صحابہ بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا تھا اے ابو طلحہ! ہر نبی کے اصحاب

میں سے کوئی نہ کوئی اس کا جنتی رفیق ہوتا ہے اور میرے جنتی رفیق عثمان ہیں۔ ابو طلحہ نے کہا ہاں مجھے یاد ہے پھر حضرت عثمان لوٹ گئے رضی اللہ عنہم۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۵۵۲ مسند حضرت عثمان بن عفان)

الحديث الثامن والعشرون بعد اربعمئة : عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي رفيق و رفيق عثمان ولم يقل في الجنة خروجه الترمذي -

حدیث 428۔ امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کو کوئی نہ کوئی رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس میں جنت کے الفاظ نہیں ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۹۸ باب فی مناقب حضرت عثمان بن عفان)

الحديث التاسع والعشرون بعد اربعمئة : عن طلحة بن عبيد الله مرفوعاً بنحوه خروجه الحافظ ابو القاسم في الموافقات -

حدیث 429۔ اسی کی مثل انہیں سے حافظ ابو القاسم نے موافقات میں روایت کی ہے۔ (فضائل صحابہ: ۶۱۶ ج ۱ ص ۴۰۱)

الحديث الثلاثون بعد اربعمئة : عن الحسن بن علي رضي الله تعالى عنهما قال رايته رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام متعلقاً بالعرش ثم رايته ابا بكر آخذاً بحقوى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم رايته عمر آخذاً بحقوى ابي بكر ثم رايته عثمان آخذاً بحقوق عمر ثم رايته الدم منصباً من السماء الى الارض فحدث الحسن بهذا الحديث وعنده ناس من الشيعة فقالوا ما رايته علياً قال ما كان احد الى ان اراده بحقوى النبي صلى الله عليه وسلم من علي رضي الله تعالى عنه ولكن انما هي رؤيا فقال ابو مسعود عقبة بن عمرو انكم

لتجدون على الحسن في رؤيا رآها لقد كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن في غزاة قد اصحاب المسلمين جهد حتى عرفت الكابة في وجوه المسلمين والفرح في وجوه المنافقين فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك قال والله لا تغيب الشمس حتى ياتيكم الله برزق فعلم عثمان ان الله ورسوله يصدقان فوجه راحلته فاذا هو باربعة عشر راحلة فاشتراها وما عليها من الطعام فوجه منها سبعا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ووجه سبعا الى اهله فلما رأى المسلمون العير قد جاءت عرف الفرع في وجوههم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا فقالوا ارسل به عثمان هدية لك قال فرايته رافعا يديه يدمو لعثمان ما سمعته يدعوا لاحد قبله ولا بعده اللهم اعط عثمان وافعل لعثمان رافعا يديه حتى رايت بياض ابطينه خرجه القزويني الحاكمي-

حدیث 430۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ عرش کو تھامے ہوئے ہیں اور ابو بکر حضور علیہ السلام کا دامن تھامے ہوئے ہیں اور عمر حضرت ابو بکر کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ اور حضرت عثمان، حضرت عمر کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ پھر میں نے خون دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف اُنڈیلے گیا ہے۔ حضرت حسن نے یہ بیان کہا تو آپ کے پاس کچھ شیعوں لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کیا آپ نے حضرت علی کو نہ دیکھا فرمایا حضرت علی سے بڑھ کر مجھے کسی اور کو دامن مصطفیٰ تھامے ہوئے دیکھنا محبوب نہیں لیکن خواب یہی ہے جو بیان ہوا۔ تو حضرت ابو سعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ حضرت (علی) حسن رضی اللہ عنہ کے خواب کے بارے ان پر چڑھائی کر رہے ہو حالانکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ایسے غروب میں تھے جس میں مسلمانوں کو اتنی مشقت کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ ان کے چہروں سے نقاہت (ناراضی)

نہی) اور منافقین کے چہروں میں بشارت نظر آتی تھی جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو فرمایا قسم بخدا غروب آفتاب سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں رزق سے نواز دے گا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ اللہ و رسول عروبل و علی رضی اللہ عنہ صدقے کا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی سواری کو لے کر چلے تو چودہ سواریاں ان پر موجود سامان غزا کے ساتھ خرید لیں۔ ان میں سے سات رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیج دیں اور سات اپنے اہل کو بھیج دیں۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ قافلہ آسمیا ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی آقا! عثمان نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ ابو مسعود نے فرمایا پھر میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان کے لئے ایسی دعا کر رہے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد حضور علیہ السلام کو کسی اور کے لئے ایسی دعا کرتے نہ سنا۔ آپ کہہ رہے تھے اے اللہ! عثمان کو یہ عطا کر دے، عثمان کے لئے یہ کر دے اور ہاتھ اتنے اٹھائے ہوئے تھے کہ میں نے آپ کی بغل کی سفیدی تک کو دیکھ لیا اس کو قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔ (فضائل مجاہدہ: ۲۸۷، معجم الکبیر: ۲۷۵۹)

الحديث الحادى والثلاثون بعد اربعمائة: عن الحسن بن على قال ما كنت لا تأتلى بعد رؤيا رأيتهما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واضعا يده على العرش ورايت ابا بكر واضعا يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ورايت عمر واضعا يده على منكب ابي بكر ورايت عثمان واضعا يده على منكب عمر ورايت وما دونه فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان يطلب الله ما دبه فرجه الديلمي في كتابه للتعق.

برٹ 431۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں اپنے اس خواب کے بعد کہ جس میں میں رسول اللہ ﷺ کو عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرت ابوبکر کو حضور کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اور

حضرت عمر کو حضرت ابو بکر کے کندھے پر (ہاتھ رکھے ہوئے) اور حضرت عثمان کو حضرت عمر کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا اور ان کے بعد میں نے خون دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے تو جواب یہ حضرت عثمان کا خون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے اپنا قصاص طلب کر رہا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ اس کو دیکھنے نے اپنی کتاب ”المُنْتَقَى“ میں روایت کیا۔ (المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی: ۱۳۱۲)

الحديث الثانی والثلاثون بعد اربعمئة : عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اول اللیل الی ان طلع الفجر یدعوا لعثمان بن عفان یقول اللهم عثمان رضیت عنہ فارض عنہ خرجہ الحافظ ابو الحسن الخلعی -

حدیث 432۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رات کے ابتدائی حصے سے لے کر پھوٹنے تک حضور علیہ السلام کو دیکھتا رہا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی اسے راضی ہو جا۔ اس کو ابوالخلعی نے روایت کیا۔ (امالی ابن سمعون: ۳۸)

الحديث الثالث والثلاثون بعد اربعمئة : عن ابی سعید بن الخدری بنحوہ خرجہ صاحب الصفوة -

حدیث 433۔ اسی کی مثل صاحب صفوی نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر ص ۵۴، مشیخۃ الانبوی: ۱۵۹)

الحديث الرابع والثلاثون بعد اربعمئة : عن ابی سعید فی قوله تعالیٰ اللہ ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی الایمان نزلت فی عثمان وعبدالرحمن بن عوف فاتا عثمان فجهز جيش العسرة وسبیلہ رومة قال ابو سعید فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافعاً یدیه یدنو

عثمان يقول يا رب رضيت عن عثمان فارض عنه فما زال رافعا يديه حتى طلع الفجر اوردة..... في تفسيرة

حدیث 434۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ”الذین ینفقون اموالہم الی قولہ منا ولا اذی ترجمہ کنز الایمان۔ وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دئیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیک (انعام) ان کے رب کے پاس ہے۔

حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوا۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ”جیش العسرة“ تیار کیا اور بیر رومہ جاری کیا۔ ابوسعید نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا آپ ہاتھ اٹھائے ہی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی رضی اللہ عنہ اس کو وادہی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا۔ (الریاض المنضر ص ۲۱۰)

الحديث الخامس والثلاثون بعد اربعمئة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها في تجهيز جيش العسرة في ضمن حديث طويل قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المسجد و رفع يديه وقال اللهم قد رضيت عن عثمان فارض عنه اللهم قد رضيت عن عثمان فارض عنه اللهم قد رضيت عن عثمان فارض عنه خرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقي في الاربعين -

حدیث 435۔ جیش العسرة کی تیاری والی طویل حدیث کے ضمن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کو نکلے اپنے ہاتھوں کو اٹھا لیا اور کہنے لگے۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اس کو ابو القاسم دمشقی

نے ”الاربعةین“ میں روایت کیا ہے۔ (المخلصیات: ۲۷۳۰، فضائل صحابہ: ۷۸۴)

الحديث السادس والثلاثون بعد اربعمائة : عن ليث بن ابي سالم قال اول من خبص الخبيص في الاسلام عثمان بن عفان قدمت عليه غير يحمل الدقيق والعسل فخلط بينهما وبعث به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى منزل ام سلمة فلما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمت بين يديه فاكل فاستطا به فقال من بعث بهذا فقالت عثمان يا رسول الله قال اللهم ان عثمان ترضاك فارض عنه خرجه خيشمة في فضائله۔

حدیث 436۔ حضرت لیث بن ابی سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے کھجور اور شہد کا طوہ بنایا وہ حضرت عثمان ہیں اور وہ یوں کہ ان کے پاس آٹا اور شہد لدا ہوا تھا لہذا آیا انہوں نے ان دونوں چیزوں کو ملا کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ام سلمہ کے گھر بھیج دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہ مخلوط آپ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے تناول کیا اور بہت پسند فرمایا۔ پھر پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے؟ سیدہ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ! عثمان نے تو آپ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! عثمان نے مجھے راضی کیا ہے تو بھی اسے سے راضی ہو جا۔ رضی اللہ عنہما۔ اس کو خیشمہ نے اپنی ”فضائل“ میں روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۲۴۴)

الحديث السابع والثلاثون بعد اربعمائة : عن يوسف بن سهل بن يوسف الانصاري عن ابيه عن جده قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال في خطبته اللهم ارض عن عثمان بن عفان خرجه خيشمة في فضائله ايضاً۔

حدیث 437۔ حضرت سیدنا یوسف بن سہل بن یوسف انصاری اپنے والد گرامی اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں یہ دعا کی اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جا۔ (ایضاً) (شعب الایمان ج ۵ ص ۹۸، رقم: ۵۹۳۲)

الحديث الثامن والثلاثون بعد اربعمئة : عن جابر بن عطية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غفر الله لك يا عثمان ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفيت وما ابديت وما هو كائن الى يوم القيامة خرجه البغوى في مجموعه۔

حدیث 438۔ حضرت جابر بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے سری و اعلانی، مخفی، ظاہری اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا سب کچھ بخش دیا ہے۔ اس کو بغوی نے اپنی ”مجمع“ میں روایت کیا۔ (فضائل صحابہ: ۸۵۳، الشریعة الآیری: ۱۲۸۵)

الحديث التاسع والثلاثون بعد اربعمئة : عن جابر بن عطية مرفوعاً بنحوه اخرجه ابن عرفة العبدی وقال وما كان وما هو كائن و اورد هذه الاحاديث الستة والعشرين الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 439۔ اسی کی مثل انہیں سے ابن عرفہ عبدی نے روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ تھا ان 26 حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (جزء ابن عرفہ: ۲۸)

الحديث الاربعون بعد اربعمئة : عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم يموت عثمان يصلى عليه ملائكة السماء قلت يا رسول الله عثمان خاصة او الناس عامة قال عثمان خاصة خرجه الحافظ الدمشقي۔

حدیث 440۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوتا سنا کہ جس دن عثمان کی وفات ہوگی آسمان کے فرشتے ان پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی آقا! کیا

اس میں عثمان خاص ہیں یا یہ لوگوں کو عام ہیں فرمایا۔ عثمان خاص ہیں۔ اس کو حافظ دمشقی نے روایت کیا۔ (فضائل خلفاء راشدین ابو نعیم: ۲۳۸)

الحديث الحادى والاربعون بعد اربعمئة : عن جابر بن عبد الله قال بينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفر من المهاجرين منهم ابو بكر وعمر و عثمان و على رضى الله تعالى عنهم و طلحة و الزبير و عبد الرحمن بن عوف و سعد ابن ابى وقاص فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لينهض كل رجل منكم الى كفوة ونهض النبي صلى الله عليه وسلم الى عثمان فاعتنقه وقال انت وليي في الدنيا والآخرة خرجه الخجندی فی الاربعين۔

حدیث 441۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہاجرین صحابہ کے ایک گروہ میں تھے۔ جس میں حضرت ابو بکر و عمر و علی و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عون و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے ہر شخص اپنے کفو کے پاس جائے اور رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان کے پاس چلے گئے اور انہیں گلے سے لایا اور فرمایا عثمان! تم دنیا و آخرت میں میرے ولی ہو، اسے خجندی نے اپنی کتاب الاربعین میں روایت کیا ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۲۰۵۱)

الحديث الثانى والاربعون بعد اربعمئة : عن جابر بن عبد الله بنحوه خرجه الملاء في سيرته ۔

حدیث 442۔ اسی کی مثل ملاء نے اپنی سیرت میں انہیں سے روایت کی۔ (الریاض النضرہ: ص ۲۱۱)

الحديث الثالث والاربعون بعد اربعمئة : عن جابر بن عبد الله بنحوه خرجه الحافظ ابن عبيد و اورده هذه الاحاديث الاربعة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 443۔ اسی کی مثل حافظ ابو عبید نے بھی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان چاروں حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۲۱۱)

الحديث الرابع والاربعون بعد اربعمئة : عن ابن ابي حازم قال جاء رجل الى علي ابن الحسين فقال ما كان منزل ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كمنزلهما منه الساعة اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد واورده السيوطي في تاريخ الخلفاء -

حدیث 444۔ حضرت ابن ابی حازم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ کی نظر میں کیا مقام تھا۔ فرمایا وہی مقام تب تھا جواب ہے (یعنی قربت) اس کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کیا اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (کتاب الزہد: ۱۱۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

الحديث الخامس والاربعون بعد اربعمئة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى امن هو قانت آناء الليل مساجدا و قائما يحذر الآخرة و يرجو ارحمة ربه قال نزلت في عثمان خرجه الواحدی -

حدیث 445۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان امن هو قانت الخ ترجمہ نماز الایمان یا وہ جو رات کی گھڑیوں میں مسجد میں قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے اور آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی امید کرتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوا ہے اس کو واحدی نے روایت کیا ہے۔ (ابواب النزول ص ۲۷۷)

الحديث السادس والاربعون بعد اربعمئة : عن ابن عمر بمثله خرجه الحاكمي حدیث 446۔ اسی کی مثل انہیں سے حاکمی نے روایت کی ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۲۱۲)

الحديث السابع والاربعون بعد اربعمئة : عن ابن عمر بمثله ايضاً خرجه

الفضائلی -

حدیث 447۔ اسی کی مثل انہیں سے فضائی نے روایت کی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۶)

الحديث الثامن والاربعون بعد اربعمائة : عن ابن عباس في قوله تعالى هل يستوى هو ومن يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم قال عثمان خرجه البخاري -

حدیث 448۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان : ترجمہ کیا وہ اور وہ جو عدل کا حکم کرتا ہے، آپس میں برابر ہیں اور وہ میدھی راہ پر ہے۔ حضرت عثمان کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ اس سے حضرت عثمان مراد ہیں۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۰۳۹)

الحديث التاسع والاربعون بعد اربعمائة : عن النزال عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال حين استخلف عثمان استخلف خير من بقي و لم نال خرجه خيشمة بن سليمان -

حدیث 449۔ حضرت نزال حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا گیا تو یہ دیگر میں سے سب سے اچھے کو خلیفہ بنایا گیا۔ اس کو خیشمہ بن سلیمان نے روایت کیا۔ (من حدیث خیشمہ ص ۱۲۲، شرح اصول الاعتقاد: ۲۵۵۵)

الحديث الخمسون بعد اربعمائة : عن النزال عن ابن مسعود بمثله خرجه القلعي -

حدیث 450۔ اسی کی مثل انہی سے قلعی نے روایت کی ہے۔ (المدخل الی السنن الکبریٰ: ۷۵)

الحديث الحادی والخمسون بعد اربعمائة : عن النزال عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه بمثله ايضاً خرجه صاحب الصفوة و اورد هذه الاحاديث السبعة

الطبري في الرياض النضرة-

حدیث 451۔ اسی کی مثل انہیں سے صاحب صفوہ نے روایت کی ہے اور ان سات حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (فضائل صحابہ: ۷۴۷)

الحديث الثاني والخمسون بعد اربعمئة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه انه قال لما بويع عثمان امرنا خير من بقي ولم نال اخرجه الحاكم-

حدیث 452۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو یہ موجودہ لوگوں میں سے سب سے بہتر تھے جو ہمارے امیر بنے، اس کو غنیمہ بن یلمان نے روایت کیا ہے۔ (المعجم الكبير: ۸۸۴۲، ج ۹ ص ۱۷۰)

الحديث الثالث والخمسون بعد اربعمئة: عن ابن مسعود بمثله اخرجه ابن سعد واوردہما السيوطي في تاريخ الخلفاء-

حدیث 453۔ اسی کی مثل ابن سعد نے انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں روایتوں کو علامہ بیوٹی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ ابن سعد ج ۳ ص ۶۳)

الحديث الرابع والخمسون بعد اربعمئة: عن عبد الرحمن بن عوف انه قال لعلي بعد ان شاور الصحابة اى فى استخلاف عثمان اى رايتم القوم لا يعدلون بعثمان احدا فلا تجعلن عليك حجة خرجه القلعي-

حدیث 454۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خلافت عثمان کے بارے صحابہ سے مشورہ کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میں نے لوگوں کو دیکھ لیا ہے وہ کسی کو بھی عثمان کا ہمسر نہیں سمجھتے لہذا آپ کے خلاف کوئی دلیل ہرگز قائم نہ کی جائے گی۔“ (کہ سب متفق ہیں)۔ اس کو قلعی نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ مدینہ لابن شہ ج ۳ ص ۹۳۰)

الحديث الخامس والخمسون بعد اربعمئة: عن ابن عباس رضي الله تعالى

عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يشفع عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه يوم القيامة في سبعين الفا عند الميزان من امتي ممن استوجبوا النار خرجه الملاء في سيرته

حدیث 455۔ ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا بروز قیامت میزان کے پاس میری امت کے ستر ہزار ایسے افراد کے حق میں عثمان کو شفع بنایا جائے گا جو جہنم کو خود پر لازم کر چکے ہوں گے۔ (الریاض البیضاء ص ۲۱۴)

الحديث السادس والخمسون بعد اربعمئة : عن ابي امامة الباهلي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل بشفاعته رجل من امتي الجنة مثل احد الحيين رببعة ومضر فقييل و كانوا يرون ان ذالك الرجل عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه خرجه الملاء في سيرته۔

حدیث 456۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا: "میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی تعداد کے برابر لوگ جنت پائیں گے۔ کہا گیا ہے کہ صحابہ اس شخص سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لیا کرتے تھے۔ (ایضاً) (الشريعة لأجری: ۱۲۸۳)

الحديث السابع والخمسون بعد اربعمئة : عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يشفع عثمان يوم القيامة في مثل رببعة ومضر خرجه المحاكمي

حدیث 457۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عثمان قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی تعداد میں لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۴۳۹)

الحديث الثامن والخمسون بعد اربعمئة : عن الحسن مرفوعاً بمثله خرجه القزويني۔

حدیث 458۔ اسی کی مثل قزوینی نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (فضائل صحابہ: ۸۶۶)

الحديث التاسع والخمسون بعد اربعمئة : عن مسلم بن يسار رضي الله تعالى عنه قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى عثمان فقال شبيهه بابراهيم صلى الله عليه وسلم وان الملائكة لتستحي منه خرجه المخلص الذهبي۔

حدیث 459۔ حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کو دیکھا تو فرمایا یہ ابراہیم کے مشابہ ہیں اور فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں رضی اللہ عنہ۔ اس کو مخلص ذہبی نے بھی روایت کیا ہے۔ (المخلصیات: ۲۱۷۲، ج ۳ ص ۱۲۰)

الحديث الستون بعد اربعمئة : عن مسلم بن يسار بمثله خرجه البغوی فی الفضائل واورده هذه الاحاديث السبعة الطبري فی الرياض النضرة۔

حدیث 460۔ اسی کی مثل بغوی نے ”فضائل“ میں انہیں سے روایت کی ہے۔ ان ساتوں حدیثوں کو تبریزی نے ریاض النضرة میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۹۶)

الحديث الحادي والستون بعد اربعمئة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها قال لهما ماتت خديجة جاءت خولة بنت حكيم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله الا تزوج قال ومن قالت ان شئت بکرا وان شئت ثيبا فقال ومن البكر ومن الثيب قالت اما البكر فابنة احب خلق الله اليك عائشة بنت ابي بكر واما الثيب فسودة بنت زمعة وقد امننت بك واتبعتك ثم ذكرت قصة تزويجها اخرجه الطبراني وغيره واورده الزرقاني فی شرح المواهب اللدنية۔

حدیث 461۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو خول بنت حکیم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اتنا! کیا آپ نکاح نہ فرمائیں گے؟ فرمایا کس سے؟ عرض کی چاہیں تو باگرہ سے چاہیں تو ثیبہ سے فرمایا یا کرہ کون ہے؟ اور ثیبہ کون ہے؟ عرض کی باکرہ تو وہ جو خلق خدا میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی عائشہ بنت ابی بکر اور ثیبہ سودا بنت زبیعہ ہے۔ پھر سیدہ نے اپنے اور سیدہ سودا کے نکاح کا قصہ بیان کیا۔ اس کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے شرح مواہب اللدنیہ میں بیان کیا۔ (المعجم الکبیر: ۷۵ باب حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق)

الحديث الثاني والستون بعد اربعمئة: عن عمر رضي الله تعالى عنه انه قال حين طعن ان استخلف فقد استخلف من هو خير مني يعني ابا بكر وان اترككم فقد ترككم من هو خير من ورسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجہ البخاری۔

حدیث 462۔ امام بخاری نے روایت کیا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر تو میں اپنا کوئی خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ بنایا تھا اور اگر تمہیں ایسے ہی چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں بغیر خلیفہ کے چھوڑا تھا۔ (بخاری: ۷۲۱۸)

الحديث الثالث والستون بعد اربعمئة: عن عمر بمثله اخرجہ مسلم۔
حدیث 463۔ اسی کی مثل انہیں سے امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۲۳)
الحديث الرابع والستون بعد اربعمئة: عن محمد بن سعد بن ابی وقاص انه قال لابیہ سعد اکان ابو بکر الصديق اولكم اسلاما قال لا ولكن كان خيرا اسلاما اخرجہ ابن عساکر بسند جيد۔

حدیث 464۔ حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص سے پوچھا۔ کیا حضرت ابوبکر آپ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے تو انہوں نے فرمایا نہیں لیکن ان کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا رضی اللہ عنہم۔ اس کو ابن عساکر نے منہج سے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۵)

الحديث الخامس والستون بعد اربعمئة: عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما كان يوم احد انصرف الناس كلهم عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فكننت اول من دفى اخرجہ الہیثم بن کلیب فی مسندہ مع تمة۔ حدیث 465۔ ہیشم بن کلیب نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جب احد کے دن سب لوگوں حضور سے دور ہو گئے تو میں پہلا شخص تھا جو فادار رہا۔ (تاریخ دمشق ج ۲۵ ص ۷۵)

الحديث السادس والستون بعد اربعمئة: عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس وقال ان امن الناس على في صحبته وماله ابوبكر اخرجہ البخاری۔ حدیث 466۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”بلاشبہ رفاقت و مال کے حوالے سے لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔ رضی اللہ عنہ (بخاری)۔ (صحیح بخاری: ۶۶ باب الخوة المکر فی المسجد)

الحديث السابع والستون بعد اربعمئة: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجہ مسلم و اورد هذه الاحاديث الستة السيوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 467۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی انہیں سے روایت کی ہے اور ان چھ احادیث کو

امام بیوٹی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۲ کتاب فضائل صحابہ)؛

الحديث الثامن والستون بعد اربعائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقي -

حدیث 468۔ اسی کی مثل حافظ ابو القاسم دمشقی نے بھی انہیں سے روایت کی ہے۔ (امالی ابن

بشران: ۱۱۴۸)

الحديث التاسع والستون بعد اربعائة : عن ابي المعلى زيد بن لوزان ان رسول

الله صلى الله عليه وسلم قال ان من امن الناس على ابو بكر خرجه الترمذی -

حدیث 469۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو المعلى زيد بن لوزان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا بے شک لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ

ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۵۹)

الحديث السبعون بعد اربعائة : عن ابي المعلى مرفوعاً بمثله خرجه الحافظ

الدمشقي -

حدیث 470۔ اسی کی مثل انہیں سے حافظ دمشقی نے روایت کی ہے۔ (الرياض النضرۃ ص ۵۹)

الحديث الحادی والسبعون بعد اربعائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من امن الناس علينا في نفسه وذات

يده ابو بكر خرجه صاحب فضائل ابي بكر رضي الله تعالى عنه و اورد هذه

الاحادیث الاربعة الطبری فی الرياض النضرۃ -

حدیث 471۔ صاحب فضائل نے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام نے

فرمایا ”ہم پر اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے

ابو بکر میں رضی اللہ عنہ۔ ان چاروں حدیثوں کو امام طبری رحمہ اللہ نے رياض النضرۃ میں بیان کیا

ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۵۹)

الحديث الثاني والسبعون بعد اربعمائة : عن معاذ بن جبل رضى الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم لما اراد ان يسرح معاذاً الى اليمن استشار ناساً من اصحابه منهم ابو بكر وعمر و عثمان و علي و طلحة و الزبير و اسيد بن حصير فتكلم القوم كل ناس برأيه فقال ما ترى يا معاذ قلت ارى ما قال ابو بكر رضى الله تعالى عنه فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله ان الله يكره فوق سمائه ان يخطأ ابو بكر اخرجه الطبراني۔

حدیث 472۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے انیس یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے کچھ صحابہ سے مشورہ کیا جن میں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و اسید بن حصیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ تو ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کر دی پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا معاذ! آپ کیا کہتے ہیں؟ تو میں نے عرض کی میری وہی رائے ہے جو حضرت ابو بکر کی ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اپنے آسمان سے پار اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ ابو بکر خطا کرے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ (المعجم الکبیر: ۲۴، ج ۲۰ ص ۶۷)

الحديث الثالث والسبعون بعد اربعمائة : عن معاذ بنحوه رواه الحارث بن ابی امامة في مسنده و اورد هذه الاحاديث الثلاثة السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 473۔ اسی کی مثل حارث بن ابی امامہ نے اپنی سند میں روایت کی ہے۔ ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (بغیۃ الباعث ج ۲ ص ۸۸۶، رقم: ۹۵۶)

(اس مقام پر مخطوط میں حدیث نمبر: ۴۷۴ موجود نہیں ہے مگر تسلسل کے لیے حدیث کا رقم وہی رکھا گیا ہے۔)

الحديث الرابع والسبعون بعد اربعمائة : عن معاذ بنحوه اخرجه ابن شاهين و

اورده ابن حجر فی الصواعق المحرقة ثم قال ورواة هذا المتن ثقة انتہی -
 حدیث 474۔ اسی کی مثل ابن شاکین نے بھی اس سے روایت کی ہے اور اسے ابن حجر نے صواعق
 محرقة میں بیان کیا اور فرمایا اس متن کے راوی ثقہ ہیں انتہی۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۰۳۔ شرح مذاہب
 اہل سنہ: ۱۰۸)

الحديث الخامس والسبعون بعد اربعمئة : عن سهل بن سعد الساعدي قال
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يكره ان يخطأ ابو بكر اخرجه
 الطبراني في الاوسط واورده السيوطي في تاريخ الخلفاء ثم قال ورجاله ثقة۔
 حدیث 475۔ حضرت سهل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ
 کو ابو بکر کا خطا کرنا پسند ہے رضی اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور سیوطی نے تاریخ
 الخلفاء میں بیان کر کے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مسند الشافعی: ۱۳۴۱، تاریخ الاوسط: ۳۹۴۹)

الحديث السادس والسبعون بعد اربعمئة : عن عبد الرحمن بن عوف بن ابی
 لیلی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صعد المنبر ثم قال ان افضل هذه الامة بعد
 نبیہا ابو بکر فمن قال غیر هذا فهو مفتر علیہ ما علی المفتری اخرجہ ابن
 عساکر۔

حدیث 476۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف بن ابی لیلی نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر
 چڑھ کر فرمایا ”بلاشبہ اس امت میں اور بعد نبی امت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سب سے افضل
 حضرت ابو بکر ہیں۔ جو اس کے علاوہ کا قائل ہو اس پر بہتان تراشیوں والی حد ہے، اسی کوڑے۔ اس کو
 ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۴۳)

الحديث السابع والسبعون بعد اربعمئة : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 قال قلت یا رسول الله ای الرجال احب الیک قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر

ابن الخطاب واورد ہذا بین الحدیثین السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 477۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا ابوبکر میں نے عرض کی پھر کون فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما۔ ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۴)

الحديث الثامن والسبعون بعد اربعمئة : عن عبد الله بن شقيق قال قلت لعائشة رضي الله تعالى عنها اى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ابوبكر قلت ثم من قالت ثم عمر قلت ثم من قالت ابو عبيدة بن الجراح اخرجه النسائي۔

حدیث 478۔ حضرت عبد اللہ بن شقیق فرماتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کو اپنے اصحاب میں سب سے زیادہ کس سے محبت تھی۔ تو انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکر سے میں نے کہا پھر کس سے؟ فرمایا عمر سے میں نے کہا پھر کس سے فرمایا ابوعبیدہ بن جراح سے رضی اللہ عنہم۔ اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (فضائل صحابہ للنسائی: ۷۰)

الحديث التاسع والسبعون بعد اربعمئة : عن عبد الله بن شقيق قال قلت لعائشة رضي الله تعالى عنها بمثله اخرجه الحاكم وصححه۔

حدیث 479۔ اسی کی مثل حاکم نے بافادہ تصحیح میں روایت کی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۶) قال امام ذہبی: علی شرط البخاری ومسلم۔

الحديث الثمانون بعد اربعمئة : عن عبد الرحمن بن غنم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا بى بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما لو اجتمعما فى مشورة ما خالفتما اخرجه احمد۔

حدیث 480۔ حضرت عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخین سے

فرمایا "اگر تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاؤ تو میں کبھی اس کا خلاف نہ کروں۔ اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی۔ (مسند امام احمد: ۱۸۰۲۳)

الحديث الحادى والثمانون بعد اربعمئة : عن البراء بن عازب مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانى -

حدیث 481۔ اسی کی مثل براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (المعجم الاوسط: ۷۹۵)

الحديث الثانى والثمانون بعد اربعمئة : عن انس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لا رجوا منى فى حبهما لابي بكر و عمر رضى الله تعالى عنهما ما ارجوا به فى قول لا اله الا الله اخرجه ابن عساكر -

حدیث 482۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے ابو بکر و عمر سے محبت کرنے میں اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جس ثواب کی لا الہ الا اللہ کہنے میں امید رکھتا ہو۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۹۶)

الحديث الثالث والثمانون بعد اربعمئة : عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما الكى ابا بكر اول من يدخل الجنة من امتى اخرجه ابو داؤد -

حدیث 483۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر بیشک میری امت میں سے آپ سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔ اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۳۶۵۲ باب فی الخلفاء)

الحديث الرابع والثمانون بعد اربعمئة : عن ابى هريرة مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم وصححه -

حدیث 484۔ اسی کی مثل حاکم رحمۃ اللہ نے انہی سے باقاعدہ تصحیح روایت کی ہے۔ (مترک حاکم: ۴۴۴۴ ذکر مناقب سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، قال امام ذہبی: علی شرط البخاری وسلم)

الحديث الخامس والثمانون بعد اربعمئة: عن عمر رضي الله تعالى عنه انه قال انه لم يرد خيرا قط الا سبقه اليه ابو بكر خرجه البزار في ضمن حديث طويل وورد هذه الاحاديث الثمانية السيوطي في تاريخ الخلفاء -

حدیث 485۔ امام بزار رحمۃ اللہ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا میں نے جب بھی کسی خیر کا ارادہ کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں مجھ پر بقت لے گئے۔ ان آٹھوں حدیثوں کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (النتہ ابن ابی عاصم: ۲۴۳، ج ۲ ص ۵۷۹)

الحديث السادس والثمانون بعد اربعمئة: عن ربيعة الاسلمی قال جرى بيني وبين ابى بكر كلام فقال لي كلمة كرمتها وندم ابو بكر فقال لي يا ربيعة رد علي مثلها حتى يكون قصاصا قلت لا افعل قال لتقولن اولا سقدين عليك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت ما انا بفاعل فانطلق ابو بكر وجاء ناس من اسلم فقالوا لي رحم الله ابا بكر رضي الله تعالى عنه في اى شىء سعدى عليك وهو الذى قال لك ما قال فقلت اتدرون من هذا هذا ابو بكر الصديق رضى الله تعالى عنه هذا اثنین و هذا روضة للمسلمين اياكم لا يلتفت فبراكم تنصروني عليه فيغضب فيأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيغضب لغضبه فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيغضب لغضبه فيغضب الله لغضبهما فيهلك ربيعة وانطلق ابو بكر فتبعته وحدى حتى اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فحدثه الحديث كما كان فرفع رأسه الى فقال يا

ربیعة ما لك و للصدیق فقلت یا رسول الله كان كذا و كذا فقال لینكلمه
كرهتها فقال لی قل كما قلت حتی یكون قصا ما فابیت فقال رسول الله صلی
الله علیه وسلم لا ترد علیه ولكن قل غفر الله لك یا ابا بكر فقلت غفر الله لك
یا ابا بكر اخرجه احمد و اورده السیوطی فی تاریخ الخلفاء وقال سندہ حسن۔

حدیث 486۔ حضرت ربیعہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اور حضرت ابو بکر کے درمیان
کچھ بات ہوئی اور انہوں نے مجھے کوئی ایسی بات کہی جس کو میں نے ناپسند کیا تو حضرت ابو بکر نام
ہو گئے اور مجھے فرمایا ربیعہ اپنی بات تین بار مجھے کہتا کہ بدلہ ادا ہو جائے میں نے کہا اس ایسا نہ کروں گا
فرمایا یا تو تم یہ کہو گے یا پھر میں تمہارے خلاف رسول اللہ سے مدد مانگوں گا میں نے کہا میں ایسا
کرنے والا نہیں ہوں تو حضرت ابو بکر چلے گئے، پھر میرے پاس قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ آئے اور
کہنے لگے اللہ ابو بکر پر رحم کرے یہ کس چیز میں آپ کے خلاف حضور سے مدد مانگتے جا رہے ہیں حالانکہ
انہوں نے خود بھی آپ کو مذکورہ بات کہی ہے؟ تو میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہیں یہ ابو بکر صدیق
میں ثانی اثنین ہیں۔ مسلمانوں میں بزرگی والے ہیں جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اپنے خلاف میری مدد
کرتا ہو ادب کھیں تو ناراض ہو کر رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں پھر ان کی ناراضی کے سبب حضور
بھی ناراض ہو جائیں۔ پھر ان دونوں کی ناراضی کی بناء پر اللہ بھی ناراض ہو جائے اور ربیعہ ہلاک
ہو جائے۔ پھر میں اکیلا ہی حضرت ابو بکر کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور
سارا معاملہ عرض کر دیا حضور علیہ السلام نے اپنا سر میری طرف اٹھا کر فرمایا ربیعہ! تمہارا اور ابو بکر کا کیا
معاملہ ہے؟ میں نے عرض کی آقا! پھر یہ بات ہو رہی تھی کہ انہوں نے مجھے کوئی ناپسند بات کہدی پھر
فرمانے لگے جو میں نے کہا ہے وہی آپ بھی مجھے کہہ دیں تاکہ بدلہ ہو جائے تو میں نے انکار کر دیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ربیعہ! تم ابو بکر کو وہ بات نہ کہو بلکہ یوں کہہ دو اسے ابو بکر! اللہ تمہیں بخش دے“
تو میں نے کہا اے ابو بکر! اللہ تمہیں بخش دے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ اور امام

بیوٹی رحمة اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کر کے فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔ (مند امام احمد: ۵۶۷۷ باب حدیث امیر بن کعب)

الحديث السابع والثمانون بعد اربعمئة: عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حب ابى بكر وعمر ايمان وبغضهما كفر اخرجہ ابن عساکر

حدیث 487۔ ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۳۱)

الحديث الثامن والثمانون بعد اربعمئة: عن رجل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خصال الخير ثلاثمائة وستون خصلة فقال ابوبكر رضي الله تعالى عنه يا رسول الله لي منها شيء قال كلها فيك فنهى لك يا ابا بكر اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 488۔ ابن عساکر ایک شخص سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ان میں سے میرے اندر بھی کوئی موجود ہے؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں مبارک ہو تمہارے اندر تو ناری کی ساری موجود ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۰۲)

الحديث التاسع والثمانون بعد اربعمئة: عن سليمان بن يسار مرسلًا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خصال الخير ثلاثمائة وستون خصلة اذا اراد الله بعبد خيرا حصل فيه خصلة منها يدخل بها الجنة قال ابوبكر رضي الله تعالى عنه يا رسول الله افى شيء منها قال نعم جمعا من كل اخرجہ ابن ابى الدینا فی مکارم الاخلاق۔

حدیث 489۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مرسلہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیر کی تین سواٹھ خصلتیں ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک خصلت اس کے اندر رکھ دیتا ہے جس کے مدقے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے کیا؟ تو فرمایا ہاں تم میں تو ساری ہی پائی جاتی ہیں اس کو ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں روایت کیا ہے۔ (مکارم الاخلاق: ۲۹)

الحديث التسعون بعد اربعمئة : عن سليمان بن يسار مرسله مرفوعاً بمثله
اخرجه ابن عساكر -
حدیث 490۔ اسی کی مثل انہیں سے ابن عساكر نے مرسلہ مرفوعہ روایت کی ہے۔ (تاریخ ابن عساكر ج ۳۰ ص ۱۰۳)

الحديث الحادى والتسعون بعد اربعمئة : عن انس رضى الله تعالى عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حب ابى بكر وشكره واجب على كل امتى
اخرجه ابن عساكر -

حدیث 491۔ ابن عساكر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا اور ان کا شکر یہ ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۳۱)
الحديث الثانى والتسعون بعد اربعمئة : عن سهل بن سعد مرفوعاً بمثله
اخرجه ابن عساكر ايضاً و اورد هذه الاحاديث الستة السيوطى فى تاريخ
الخلفاء -

حدیث 492۔ اسی کی مثل ابن عساكر نے حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان چھ احادیث کو امام ہیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۳۲)

الحديث الثالث والتسعون بعد اربعمئة: عن انس مرفوعاً بنحوه بدون لفظ شكره اخرجه الحافظ السلفی فی مشيخته و اوردا بن حجر فی الصواعق المحرقة

حدیث 493۔ اسی کی مثل حافظ سلفی نے اپنی ”مشيخته“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بس اس میں شکر کے الفاظ نہیں ہیں۔ ابن حجر نے اسے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۳۳)

الحديث الرابع والتسعون بعد اربعمئة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم يحاسبون الا ابى بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن عساكر -

حدیث 494۔ ابن عساکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب کا حساب لیا جائے گا۔“ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۵۲)

الحديث الخامس والتسعون بعد اربعمئة: عن عمر رضي الله تعالى عنه قال لو وزن ايمان ابى بكر بايمان اهل الارض لرجح بهم اخرجه البيهقي في شعب الايمان -

حدیث 495۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تمام اہل زمین کے اعمال کے مقابلے میں تولایا جائے تو سب پر غالب آجائے۔ اس کو بیہقی نے شعب الايمان میں روایت کیا ہے۔ (شعب الايمان: ۳۶)

الحديث السادس والتسعون بعد اربعمئة: عن عمر رضي الله تعالى عنه قال ان ابا بكر كان سابقا مبرزاً اخرجه ابن ابي خيثمة -

حدیث 496۔ ابن ابی خيثمة سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ”ابوبکر رضی اللہ عنہ (نیکوں میں)

بہت بہت کرنے والے تھے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۹)

الحديث السابع والتسعون بعد اربعمئة: عن عمر ممشله خرجه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد-

حدیث 497۔ اسی کی مثل عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کی ہے۔ (کتاب الزہد لامام احمد ج ۱ ص ۱۱۱)

الحديث الثامن والتسعون بعد اربعمئة: عن عمر رضى الله تعالى عنه قال لودت انى شعرة فى صدر ابى بكر اخرجه مسدد فى مسنده-

حدیث 498۔ مسدد نے اپنی مسند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا مجھے پسند ہے کہ کاش میں ابو بکر کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ۶۵۳۳ کتاب علامات النبوة)

الحديث التاسع والتسعون بعد اربعمئة: عن عمر قال قد كان ابو بكر اطيب من ريح المسك اخرجه ابو نعیم-

حدیث 499۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو بکر مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ (تثبیت الامامة وترتیبہ الخلفاء لابن نعیم: ۵۵)

الحديث البوفى للخمسائة: عن عبد الرحمن بن ابى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه قال حدثني عمر ابن الخطاب رضى الله تعالى عنه انه ما سابق ابابكر الى خير قط الا سبقه به اخرجه ابن عساكر و اورد هذه الاحاديث السبعة السيوطى فى تاريخ الخلفاء له-

حدیث 500۔ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر نے فرمایا مجھے حضرت عمر بن خطاب نے بیان کیا کہ وہ بھی کسی خیر میں حضرت ابو بکر پر بہت نہ پاسکے۔ مگر حضرت ابو بکر اس خیر میں ان پر سابق رہے۔ رضی

اللہ مخمس۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور ان ساتوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۹۸)

الحديث الحادي بعد خمسمائة: عن عبد الرحمن بن ابي بكر عن عمر بمثله اخرجه البزار في ضمن حديث طويل واورده ابن حجر في الصواعق المحرقة۔
حدیث 501۔ ایک طویل حدیث کے ضمن میں اسی کی مثل امام بزار رحمہ اللہ نے انہی سے روایت کیا ہے جس کو ابن حجر نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۰۸)

الحديث الثاني بعد خمسمائة: عن الربيع بن انس قال مكتوب في الكتاب الاول مثل ابي بكر الصديق مثل القطر اينما يقع نفع اخرجه ابن عساکر۔
حدیث 502۔ ابن عساکر ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا پہلی کتابوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس بارش کی مثل لکھا ہوا تھا کہ جو جہاں بھر سے نفع دے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۸)

الحديث الثالث بعد خمسمائة: عن الربيع بن انس قال نظرنا في صحابة الانبياء فما وجدنا نبيا كان له صاحب مثل ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 503۔ ابن عساکر انہیں سے راوی فرمایا ہم نے انبیاء سابقین علیہم السلام کے صحابہ میں نظر کی تو کسی نبی علیہ السلام کی کوئی صحابی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثل نہ پایا۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۸)

الحديث الرابع بعد خمسمائة: عن ابي حصين قال ما ولد لآدم في ذريته بعد النبيين والمرسلين افضل من ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه ولقد قام ابو بكر رضي الله تعالى عنه يوم الردة مقام نبي من الانبياء اخرجه ابن

عسا کر۔

حدیث 504۔ ابن عساکر حضرت ابو حصین رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ذریت آدم میں۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام ک بعد ابو بکر سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔ بیشک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مرتد ہونے کے دن ایک نبی علیہ السلام کی مثل کردار ادا کیا۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۹۵)

الحديث الخامس بعد خمسمائة : عن جبیر بن مطعم قال اتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان ترجع اليه فقالت ارايت ان جئت ولم اجدك كأنها تقول الموت قال ان لم تجدني فاتي ابا بکر رضي الله تعالى عنه اخرجه البخاری۔

حدیث 505۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں (کسی کام سے) حاضر ہوتی۔ حضور علیہ السلام نے اسے لوٹ جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نے عرض کی اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو موجود نہ پاؤں تو کیا کروں؟ تو کیا کہ وہ اس سے حضور علیہ السلام کی وفات مراد لے رہی تھی۔ فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آجانا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۵۹)

الحديث السادس بعد خمسمائة : عن جبیر بن مطعم بمثله اخرجه مسلم۔
حدیث 506۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۶ باب فی فضائل ابی بکر الصديق)

الحديث السابع بعد خمسمائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال بعثني بنوا المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان سله الى من ندفع صدقاتنا بعدك فأتيتهم فسألته فقال الى ابی بکر اخرجه الحاكم وصححه۔

حدیث 507۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بنو مصطلق نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کو ادا کریں۔ میں نے حاضر ہو کر پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر کو۔ اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے بافادہ تصحیح روایت کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۲، ۱۹، قال الذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

الحديث الثامن بعد خمسمائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال جاءت امرأة الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تسأله شيئاً فقال لها تعودين فقالت يا رسول الله عليك الصلوة والسلام ان عدت فلم اجدك تعرض فقال ان جئت فلم تجدني فاتي ابا بكر رضي الله تعالى عنه فانه الخليفة من بعدى اخرجه ابن عساکر -

حدیث 508۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے فرمایا ابھی لوٹ جاؤ۔ عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو تشریف فرمانہ پاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا کہ میرے بعد وہ خلیفہ ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۲۱)

الحديث التاسع بعد خمسمائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه ادعى الى اباك واخاك حتى اكتب كتابا فاني اخاف ان يمتني من ويقول قائل انا اولي ويأتي الله والمؤمنون الا ابا بكر اخرجه مسلم -

حدیث 509۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض کی حالت میں مجھے فرمایا: اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھلاؤں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا

کرنے والا تمنا کرے گا اور کوئی کہنے والا کہے گا کہ میں زیادہ حقدار ہوں حالانکہ اللہ اور مومنین ابو بکر کے علاوہ کا انکار کر دیں گے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۷)

الحديث العاشر بعد خمسمائة: عن عائشة بنحوه خرجه البخاری۔
حدیث 510۔ اسی کی مثل انہیں سے امام بخاری رحمۃ اللہ نے بھی روایت کی ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۲۱۷)

الحديث الحادی عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ احد بعدی ثم قال دعیہ معاذ اللہ ان یختلف المومنون فی ابی بکر اخرجه احمد وغیره من طرق اورد هذه الاحادیث العشرة السیوطی فی تاریخ الخلفاء لکن حدیث البخاری لم یورده هو بل اورده الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 511۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں مجھے فرمایا۔ میرے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر کو بلاؤ تاکہ میں ابو بکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ میرے بعد اس سے کوئی اختلاف نہ کرے پھر فرمایا: ان کو بلاؤ اللہ کی پناہ اس سے کہ مومن حضرت ابو بکر کے بارے اختلاف کرنے لگیں۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے کئی مسندوں سے روایت کیا اور ان دس حدیثوں کی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا سوا حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ کے۔ اسے محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

(مسند امام احمد: ۲۳۱۹۹، فضائل صحابہ: ۲۲۶)

الحديث الثانی عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انها قالت و

کاراساء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذالك لو كان وانا حي فاستغفر
 لک و ادعوا لک فقالت عائشة و اثکلاء والله انی لاظنک تحب مرني ولو کان
 ذالك لظلمت آخر يومک معتر ما ببعض ازواجک فقال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم بل انا وارساء لقد هببت و اردت ان ارسل الی ابی بکر و ابنه و
 (عنه) ان يقول القائلون او يتمني المتمنون ثم قلت یا بى الله و يدفع المومنون
 و يدفع الله و یا بى المومنون اخرجه البخاری

قالہ 512۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کی (کہ حضور علیہ السلام کے ایام آخری میں) سیدہ عائشہ
 رحمہ اللہ عنہا نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہائے! میرے آقا! اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ تو
 معذرت ہے کہ کچھ ہو چکا ہوتا میں تو ابھی زندہ ہوں میں آپ کے لئے دعائے استغفار کرتا ہوں پھر سیدہ
 عائشہ نے کہا ہائے مصیبت اللہ کی قسم میرے خیال میں آپ میری موت کے خواہاں ہیں قسم بخدا اگر
 یورہ آپ کی وفات) ہو چکی ہوتی تو آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی کسی زوجہ (یعنی میرا) بھی انتقال ہو چکا
 ہوتا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں نے ارادہ کیا کہ پیغام بھیج کر حضرت ابو بکر اور اس
 میرے بیٹے کو بلاؤں اور تحریر لکھ دوں کہ کہنے والا یا تمنا کرنے والا اس کے خلاف نہ کرے پھر میں نے سوچا
 اس کہ ابو بکر کے علاوہ کا اللہ انکار فرمادے گا اور مومن اسے دور کر دیں گے یا مومن انکار کر دیں گے اور
 بارہ اسے دور کر دے گا۔ (صحیح بخاری: ۵۶۶۶)

الحديث الثالث عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لما
 بركى بقل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لعبد الرحمن بن ابي بكر ابتنى
 مكتف او لوح اكتب لابي بكر كتابا بالاختلاف عليه فلما ذهب عبد الرحمن
 ب: ٦ يقوم قال ابي الله والمومنون ان يخسف على ابي بكر خرجه احمد -

قالہ 513۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے

عبدالرحمن بن ابوبکر سے فرمایا: میرے پاس کوئی ہدی یا تحفہ لے کر آؤ تاکہ میں ابوبکر کے لئے اسے
نوشتہ لکھ دوں جس پر اختلاف نہ ہو جب حضرت عبدالرحمن جانے لگے تو فرمایا اللہ اور مومنین نے ابوبکر پر
اختلاف ہونے کا انکار کیا ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔

(مسند امام احمد: ۲۴۱۹۹)

الحديث الرابع عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لما
كان وجع رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي قبض فيه قال ادعوا لي ابا بكر
فلنكتب لكيلا يطمع في الامر طامع او يتمنى متمن ثم قال يا ابي الله ذاك
والمؤمنون الا ان يكون الا ان يكون ابي بكر خروجه في الفضائل وقال اسناد
صحيح على شرط الشيخين۔

حدیث 514۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کا مرض مرض الموت تھا تو آپ
نے فرمایا میرے پاس ابوبکر کو بلاؤ کہ میں تحریری وصیت لکھ دوں تاکہ بعد میں اس معاملے میں کوئی
لاجع کرنے والا لاجع نہ کرے اور کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے پھر فرمایا اللہ اور مومنین
نے اس کا انکار کر دیا ہے سو اس کے کہ ابوبکر ہوں۔ اس کو لغوی نے فضائل میں روایت کر کے فرمایا
اس کی اسناد شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ (فضائل صحابہ: ۲۰۵)

الحديث الخامس عشر بعد خمسمائة: عن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال في شكايته التي توفي فيها يا عائشة ادعي لي عبد
الرحمن بن ابي بكر حتى اكتب لابي بكر كتابا لا يختلف عليه بعدى معاذ الله ان
يختلف على ابي بكر احد من المؤمنين خروجه في الفضائل وقال غريب واورد
هذه الاحاديث الاربعة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 515۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات پر

عائشہ سے فرمایا عبد الرحمن بن ابوبکر کو بلاؤ تاکہ میں ابوبکر کے لئے ایسی وصیت لکھ دوں جس پر
میرے بعد اختلاف نہ ہو اللہ کی پناہ کہ کوئی مسلمان حضرت ابوبکر پر اختلاف کرے۔

اس کو بھی صاحب فضائل ہی نے روایت کیا اور غریب کہا ان چاروں حدیثوں کو طبری نے ریاض
نضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین امام ابو نعیم: ۱۷۳)

الحديث السادس عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اشتد وجعه قال ايتوني بدواة و كاتب
وليقة وقرطاس اكتب لابي بكر كتابا ان لا يختلف عليه الناس ثم قال معاذ
الله لا يختلف الناس على ابي بكر اخرجه البزار و اورد السيد محمد البرزنجي في
نواقض الروافض

حدیث 516۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کے درد میں شدت ہو گئی تو فرمایا
میرے پاس کاغذ، دوات اور کاتب، ذکر میں ابوبکر کے لئے ایسی تحریر لکھوا دوں جس پر لوگ اختلاف
نہ کریں پھر فرمایا اللہ کی پناہ کہ لوگ ابوبکر پر اختلاف کریں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو حافظ بزار رحمۃ اللہ نے
روایت کیا ہے اور سید محمد برزنجی رحمۃ اللہ نے ”نواقض الروافض“ میں ذکر کیا ہے۔

(مسند بزار: ۲۳۴)

الحديث السابع عشر بعد خمسمائة: عن ابي موسى الاشعري رضي الله تعالى عنه
قال مرض النبي صلى الله عليه وسلم فاشتد مرضه فقال مروا ابا بكر
فليصل بالناس قالت عائشة يا رسول الله انه رجل رقيق اذا قام مقامك لم
يستطع ان يصل بالناس فقال مري ابا بكر فليصل بالناس فعادت فقال مري
ابا بكر فليصل بالناس فانكن صواحب يوسف فاتاة الرسول فصلي بالناس
في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه البخاري۔

حدیث 517۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام مریض ہوتے پھر آپ کا مرض بڑھ گیا تو فرمایا ابو بکر کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ رقیق القلب شخص ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز پڑھائیں پائیں گے تو آپ نے فرمایا تم ابو بکر کو لوگوں کی نماز پڑھانے کا کہہ دو سیدہ نے پھر وہی بات کہیں فرمایا تم ابو بکر کو کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم عورتیں تو یوسف بنیٰ ہمنشین ہو پھر قاصد نے حضرت ابو بکر کو پیغام دیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی مبارک زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری: ۶۷۸ باب اہل العلم والفضل الحق بالامانة)

الحديث الثامن عشر بعد خمسمائة: عن ابي موسى الاشعري رضي الله تعالى عنه بنحوه اخرجه مسلم۔

حدیث 518۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۴۲۰)

الحديث التاسع عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها بنحوه حدیث 519۔ اور اسی کی مثل سیدہ عائشہ سے مروی ہے۔ (صحیح مسلم: ۴۱۸)

الحديث العشرون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه بنحوه حدیث 520۔ اسی کی مثل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (نوادر اصول: ۱۲۱۱)

الحديث الحادي والعشرون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنها بنحوه۔

حدیث 521۔ اسی کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۲۳۵ باب ماجاء فی صلاۃ رسول اللہ ﷺ)

الحديث الثاني والعشرون بعد خمسمائة: عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى

عنہما بنحوہ۔

حدیث 522۔ اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۸۷۴)

الحديث الثالث والعشرون بعد خمسمائة: عن عبد الله بن زمعة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرهم بالصلوة وكان ابو بكر رضي الله تعالى عنه غائبا فتقدم عمر رضي الله تعالى عنه فصلى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا لايأبى الله والمسلمون الا ابا بكر يصلى للناس ابو بكر رضي الله تعالى عنه۔

حدیث 523 حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کا حکم دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں نہیں اللہ اور مسلمان ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۰۰ باب فی اختلاف ابی بکر)

الحديث الرابع والعشرون بعد خمسمائة: عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحوہ۔

حدیث 524۔ اسی کی مثل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ (الریاض النضر: ص ۱۷۰)

الحديث الخامس والعشرون بعد خمسمائة: عن حفصة رضي الله تعالى عنها بنحوه و اورد هذه الاحاديث التسعة السيوطي في تاريخ الخلفاء وقال وهذا الحديث اى حديث امر ابى بكر بالصلوة للناس متواتر ورد من حديث على ابن ابى طالب و ابى موسى الاشعري و عائشة و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عبد الله بن زمعة و ابى سعید و حفصة وقد سقت طرقهم في رسالتی فی

الاحاديث المتواترة انتهی -

حدیث 525 بھی اسی کی مثل یہ حصہ رضی اللہ عنہا سے ہے اور ان نوحدیثوں کو امام سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث جس میں حضرت ابو بکر کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا گیا ہے یہ متواتر ہے۔ کیونکہ یہ حدیث حضرت علی، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عائشہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن زمعہ، حضرت ابوسعید اور حضرت حصہ رضی اللہ عنہم کی روایتوں سے مروی ہے اور میں نے ان سب کی سندیں اپنے رسالے احادیث متواترہ میں بیان کر دی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۸)

قلت وقد منا حديث علي رضي الله تعالى عنه نقلًا عن تاريخ الخلفاء في القسم الاول وقال السيوطي في تاريخ الخلفاء وابن حجر في الصواعق قال العلماء في هذا الحديث اوضح دلالة على ان الصديق افضل الصحابة على الاطلاق و احقهم بالخلافة ولولا هم بالامامة قال الاشعري قد علم بالضرورة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر الصديق رضي الله تعالى عنه ان يصلي بالناس مع حضور المهاجرين والانصار مع قوله يوم القوم اقرؤهم لكتاب الله فدل على انه كان اقرأهم اى اعلمهم بالقرآن انتهى. وقد استدل الصحابة انفسهم بهذا على انه احق بالخلافة منهم عمرو علي رضي الله تعالى عنهما انتهى كلامهما -

(مصنف فرماتے ہیں) ہم قسم اول میں اس حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث تاریخ الخلفاء سے نقل کر چکے ہیں اور امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء (تاریخ الخلفاء ص ۶۰) اور ابن حجر مکی نے صواعق المحرقة (الصواعق المحرقة ص ۶۰) میں لکھا ہے کہ علماء نے فرمایا اس حدیث میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضرت صدیق مطلقاً صحابہ میں افضل خلافت کے سب سے بڑھ کر حقدار اور امامت کے سب سے زیادہ لائق تھے۔ اشعری نے فرمایا ”یہ معاملہ بدیہی طور پر معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مہاجرین اور انصار صحابہ کے ہوتے ہوئے میدانِ عدالت اکبر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا اور پھر حضور کا یہ فرمان کہ قوم کی امامت وہ کرے جو ان میں کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جناب صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ کتاب الہی کے قاری یعنی جاننے والے تھے۔ اتنی۔ اور تحقیق صحابہ نے خود۔۔ جناب صدیق کے سب سے زیادہ حقدار خلافت ہونے پر اسی سے استدلال کیا ہے جن میں سے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ اتنی کا مہم۔

الحديث السادس والعشرون بعد خمسمائة : عن سهل بن سعد قال كان قتال بين بني عمرو بن عوف فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فاتاهم بعد الظهر ليصلح بينهم وقال يا بلال از حضرت الصلوة ولم آت فمر ابا بكر فليصل بالناس فلما حضرت صلوة العصر اقام بلال الصلوة ثم ابا بكر فصلى اخرجه احمد۔

حدیث 526۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عمرو بن عوف قبیلے والوں کے مابین کوئی جھگڑا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو آپ ظہر کے بعد ان کے پاس تشریف لائے تاکہ ان کی صلح کرادیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر میں نماز کے وقت نہ آسکوں تو حضرت ابو بکر صدیق کو لوگوں کی امامت کا کہہ دینا پھر جب نماز عصر کا وقت آیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اوقات بھی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۲۲۸/۱۶)

الحديث السابع والعشرون بعد خمسمائة : عن سهل بن سعد بمثله اخرجه ابو داود

حدیث 527۔ اسی کی مثل امام ابو داؤد رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۹۳۱، قال محقق شعیب الارنؤط: اسنادہ صحیح)

الحديث الثامن والعشرون بعد خمسمائة: عن محمد بن الزبير قال ارسلني عمر بن عبد العزيز الى الحسن البصري ليسأله من اشياء فحبته فقلت له استقي فيما اختلف فيه الناس هل كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استخلف ابا بكر رضي الله تعالى عنه فاستوى الحسن رضي الله تعالى عنه قاعدا فقال او في شك هو لا ابا لك اي والله الذي لا اله الا هو لقد استخلف ولهو كان اعلم بالله واتقى له واشتد له مخافة من ان يموت عليها لو لم يؤمره اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 528۔ حضرت محمد بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پس چند باتیں پوچھنے کے لئے بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ان مسائل کے حوالے سے ارشاد کیجئے۔ جن میں لوگ مختلف ہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ تو حضرت حسن سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا تمہارا باپ نہ ہو یہ کوئی شک کی بات ہے۔ ہاں قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور ضرور ابو بکر اللہ تعالیٰ کا بہت علم رکھنے والے اس کے لئے بہت پرہیز گاری اختیار کرنے والے تھے اور اگر حضور علیہ السلام نے انہیں یہ حکم نہ دیا ہوتا تو وہ حالت خلافت پر وفات پانے سے اللہ کا بہت خوف رکھنے والے تھے۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۹۷)

الحديث التاسع والعشرون بعد خمسمائة: عن الزعفراني قال سمعت الشافعي يقول اجمع الناس على خلافة ابي بكر رضي الله تعالى عنه وذلك انه اضطر الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يجدوا تحت اديم السماء خيرا من ابي بكر رضي الله تعالى عنه فولوه رقابهم اخرجه البيهقي۔

حدیث 529۔ امام بیہقی حضرت زعفرانی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جمیع الناس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا۔

اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت ابو بکر پر سب لوگوں کا اجماع ہے اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ مجبور ہو گئے اور انہیں آسمان کے نیچے ابو بکر سے افضل کسی کو نہ پایا تو پھر انہیں کو اپنی گردنوں کا دل بنا دیا۔

(معرفۃ السنن والاثار: ۵۳ باب ما یستدل به علی صحۃ الاعتقاد والشافعی)

الحديث الثلاثون بعد خمسمائة: عن ابراهيم قال لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى عمر رضى الله تعالى عنه ابا عبيدة بن الجراح فقال ابسط يدك فلا بايعك فانك امين هذه الامة على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابو عبيدة لعمر رضى الله تعالى عنه ما رايت لك فهة قبلها منذ اسلمت اتبا يعنى وفيكم الصديق و ثانى اثنين اخرجه ابن سعد و اورد هذه الاحاديث الخمسة السيوطى فى تاريخ الخلفاء قال والفهة ضعت الراى -

حدیث 530۔ حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے تو حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس آئے اور کہا اپنے ہاتھ پھیلائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں گا کیونکہ آپ کو زبان مصطفیٰ سے اس امت کے امین ہونے کا لقب ملا ہے، تو حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر سے کہا میں جب سے اسلام لایا ہوں اس سے پہلے آپ کی کبھی اتنی کمزور رائے نہیں دیکھی کیا آپ مجھ سے بیعت کریں گے۔ حالانکہ تمہارے اندر صدیق اور ثانی اثنین موجود ہیں ﷺ اور نبی اللہ غنم۔ اس کو ابن سعد نے روایت کیا اور ان پانچوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (الریاض النضرہ ص ۲۲۰)

الحديث الحادى والثلاثون بعد خمسمائة: عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه قال لما بومع ابو بكر راي من الناس بعض الاتغباض فقال يا ايها الناس ما يمنعكم الست احقكم بهذا الامر الست اول من اسلم الست

الست فذکر خصلاً اخرجه ابن عساکر -

حدیث 531۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو آپ نے کچھ لوگوں کو زکتے ہوئے پایا تو فرمایا اے لوگو! تمہیں کوئی چیز روک رہی ہے کیا میں اس کا تم سب سے زیادہ حقدار نہیں ہو کیا میں سب سے پہلا مسلمان نہیں ہوں کیا میں یہ نہیں ہوں کیا میں یہ نہیں ہوں۔ پھر یوں آپ اپنی متعدد خصلتیں بیان کیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۷)

الحديث الثاني والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی سعید بنحوہ اخرجه ابن حبان -

حدیث 532۔ اسی کی مثل حافظ ابن حبان نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۸۶۳)

الحديث الثالث والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ و قال ابن عمر و ما نزل بالناس امر قط فقالوا و قال الا نزل القرآن علی نحو ما قال العبر عمر اخرجه الترمذی و اورد هذه الاحادیث الثلاثة السيوطی فی تاریخ الخلفاء -

حدیث 533۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا لوگوں پر جب بھی کوئی معاملہ پڑا تو انہوں نے اپنی بات کہی اور حضرت عمر نے اپنی بات کہی۔ مگر حضرت عمر کے قول پر قرآن نازل ہو گیا۔ ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۸۲ باب فی مناقب حضرت عمر بن خطاب)

الحديث الرابع والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بنحوه اخرجه احمد واورد ابن حجر في الصواعق المحرقة۔

حدیث 534۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت بیان کی اور ابن حجر نے اسے صواعق المحرقة میں بیان کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۵۱۳۵)

الحديث الخامس والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يقول ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر يقول به اخرجه ابن ماجة۔

حدیث 535۔ امام ابن ماجة حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے زبان عمر پر حق رکھ دیا ہے۔ وہ حق کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

(سنن ابن ماجة: ۱۰۸، قال محقق شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، تاریخ المعرفین ج ۱ ص ۴۱۶)

الحديث السادس والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجه الحاکم وصححه واورده هذين الحديثين السيوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 536۔ اسی کی مثل امام حاکم نے بافادہ تصحیح انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۵۰۱ باب من مناقب امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب، قال امام الذہبی: علی شرط مسلم)

الحديث السابع والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بنحو مثله اخرجه احمد۔

حدیث 537۔ اسی کی مثل امام احمد نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(مسند امام احمد: ۲۱۵۴۲)

الحديث الثامن والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجه ابو داؤد و اورد هذين الحديثين ابن حجر في الصواعق المحرقة -

حدیث 538۔ اسی کی مثل امام ابو داؤد رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو ابن حجر نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۲۹۶۲)

الحديث التاسع والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ اخرجه احمد

حدیث 539۔ امام احمد حضرت ابو ہریرہ سے راوی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے قلب و لسان پر حق جاری کر دیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۹۲۱۳، ج ۱۵ ص ۱۱۷ مسند ابی ہریرہ)

الحديث الاربعون بعد خمسمائة : عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجه البزار و اورد هذين الحديثين السيوطي في تاريخ الخلفاء - حدیث 540۔ اسی کی مثل بزار نے انہیں سے روایت کی اور ان دونوں روایتوں کو حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا۔ (مسند بزار: ۷۶۲۱، ج ۱۴ ص ۱۲۲)

الحديث الحادی والاربعون بعد خمسمائة : عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجه ابو يعلى -

حدیث 541۔ اسی کی مثل ابو یعلیٰ نے انہی سے روایت کی۔ (المقصد العلیٰ فی زوائد مسند ابی یعلیٰ ج ۲ ص ۱۱۳۱، مناقب حضرت عمر بن خطاب)

الحديث الثاني والاربعون بعد خمسمائة : عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرفوعاً بمثله اخرجه الحاکم و اورد هذین الحدیثین ابن حجر فی الصواعق المہرقة۔

حدیث 542۔ اسی کی مثل حاکم نے بھی انہی سے روایت کی اور ان دونوں روایتوں کو ابن حجر نے صواعق مہرقة میں ذکر کیا ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۳)

الحدیث الثالث والاربعون بعد خمسائة: عن عمر ابن الخطاب مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی۔

حدیث 543۔ اسی کی مثل طبرانی نے ابھی انہی سے روایت کی ہے۔ (المعجم الاوسط: ۶۶۹۲)

الحدیث الرابع والاربعون بعد خمسائة: عن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی ایضاً۔

حدیث 544۔ اسی کی مثل امام طبرانی نے حضرت بلال سے (بھی روایت کی ہے)۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۵۴۳، رقم: ۱۰۷۷۷)

الحدیث الخامس والاربعون بعد خمسائة: عن معاویہ بن ابی سفیان مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی ایضاً۔

حدیث 545۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۳۱۲، رقم: ۷۰۷۷۷)

الحدیث السادس والاربعون بعد خمسائة: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی ایضاً و اورد هذه الاحادیث الاربعة السيوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 546۔ اسی کی مثل امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اور ان چاروں روایتوں کی علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بھی بیان کیا ہے۔ (المعجم الاوسط: ۹۱۳۷)

الحديث السابع والاربعون بعد خمسمائة: عن ابي بن كعب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يضافحه الحق عمر رضى الله تعالى عنه و اول من يسلم عليه و اول من ياخذ بيده فيدخله الجنة اخرجه و اورد هذه الاحاديث صاحب تذكرة القارى ثم قال المراد انه اول من يدخل الجنة بعد ابي بكر رضى الله تعالى عنه بقريئة الاحاديث السابقة فى اوليته ابي بكر رضى الله تعالى عنه انتهى -

حدیث 547۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”وہ پہلا شخص جس سے حق مصافحہ کرے گا سلام کرے گا اور ہاتھ پکڑ کر داخل جنت کرے گا، عمر رضی اللہ عنہ۔ ہے۔ ان احادیث کو صاحب تذکرۃ القاری نے ذکر کیا اور کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ پہلا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد داخل جنت ہو گا ان کثیر احادیث کی وجہ سے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولیت پر گور چکی ہیں۔ انتہی۔ (سنن ابی ماجہ: ۱۰۴ باب فضائل حضرت عمر)

الحديث الثامن والاربعون بعد خمسمائة: عن ابي بن كعب مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم -

حدیث 548۔ اسی کی مثل حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (متدرک حاکم: ۲۴۸۹)

الحديث التاسع والاربعون بعد خمسمائة: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عمر سراج اهل الجنة اخرجه البزار -

حدیث 549۔ امام بزار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ اہل جنت کو چراغ ہیں۔ (مسند بزار ج ۳ ص ۱۷۴، رقم: ۲۰۵۲)

الحديث الخمسون بعد خمسمائة: عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عساکر -

حدیث 550۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۶۷، رقم: ۹۶۷۰)

الحديث الحادى والخمسون بعد خمسمائة: عن الصعب بن جثامة مرفوعاً بمثله
اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 551۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے صعّب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۶۷)

الحديث الثانى والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه
قال جبرئيل عليه السلام الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال اقرأ عمر
السلام واخبره ان غضبه عز ورضا حكم اخرج الطبراني فى الاوسط واورد
هذه الاحاديث الخمسة السيوطى فى تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 552۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ مصطفیٰ
میں حاضر ہوئے اور عرض کی عمر کو سلام پہنچائے اور کہیے کہ ان کا غصہ سختی اور ان کی رضا حکمت ہے۔ اس کو
طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور ان پانچوں حدیثوں کو علامہ بیہقی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں
بیان کیا ہے۔ (المجم الاوسط: ۶۲۹ ج ۶ ص ۲۴۲)

الحديث الثالث والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما
بمثله اخرج الحكيم الترمذى فى نوادر الاصول۔

حدیث 553۔ اسی کی مثل حکیم ترمذی نے انہیں سے نوادر الاصول میں۔ (نوادر الاصول: ۲۵۹ عن
حضرت انس بن مالک)

الحديث الرابع والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما
بمثله اخرج ايضا فى المختارة واوردهما ابن حجر فى الصواعق المحرقة۔

حدیث 554۔ اسی کی مثل امام ضیاء الدین مقدسی نے ضیاء المختارہ میں میں روایت کیا ہے اور ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اسے صواعق المحرقة میں بیان کیا ہے۔

(الضیاء المختارہ ج ۱۰ ص ۱۲۷، رقم: ۱۲۷)

الحديث الخامس والخمسون بعد خمسمائة: عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله باهى باهل عرفة عامة و باهى بعمر خاصة اخرجه الطبراني في الاوسط۔

حدیث 555۔ امام طبرانی نے کتاب الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرفہ پر عام عمومی اور حضرت عمرؓ پر خاص خصوصی فخر فرمایا ہے۔ (المجم الاوسط ج ۲ ص ۶۱، رقم: ۱۲۵۱)

الحديث السادس والخمسون بعد خمسمائة: عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الطبراني في الاوسط قال السيوطي واسناده حسن۔ حدیث 556۔ اسی کی مثل طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ (المجم الاوسط: ۶۷۲۶)

الحديث السابع والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه الطبراني في الكبير و اورد هذه الاحاديث الثلاثة السيوطي في تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 557۔ اسی کی مثل طبرانی ”کبیر“ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(المجم الكبير ج ۱۱ ص ۱۸۲، رقم: ۱۱۳۳۰)

الحديث الثامن والخمسون بعد خمسمائة: عن الفضل بن عباس رضي الله تعالى

عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحق بعدى مع عمر رضى الله تعالى عنه حيث كان اخرجه الطبرانى۔

حدیث 558۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”حق میرے بعد عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں رضی اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔

(المعجم الكبير ۱۸ ص ۲۸۰، رقم: ۷۱۸ باب عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس عن الفضل)

الحديث التاسع والخمسون بعد خمسمائة : عن الفضل ابن عباس رضى الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الديلمى واوردهما السيوطى فى تاريخ الخلفاء حدیث 559۔ اسی کی مثل دہلی نے انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(نوادراصول: ۱۲۲۳، الدہلی ج ۲ ص ۴۱۴، رقم: ۷۱۸، ۷۱۹)

الحديث الستون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان عمر رضى الله تعالى عنه معى وانا معه والحق بعدى مع عمر حيث كان اخرجه الطبرانى۔

حدیث 560۔ امام طبرانی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں اور حق میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ (المعجم الكبير ج ۱۸ ص ۲۸۰، رقم: ۲۱۸)

الحديث الحادى والستون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عدى۔

حدیث 561۔ اسی کی مثل ابن عدی نے مرفوعاً انہیں سے روایت کی ہے۔ (الکامل فی الضعفاء

الرجال ج ۵ ص ۲۴۶ باب عبد اللہ بن لہیة عن عقبہ)

الحديث الثانی والستون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الصدق بعدى مع عمر حيث كان اخرجه ابن النجار و اورد هذه الاحاديث الثلاثة ابن حجر المكي فى الصواعق المحرقة -

حدیث 562۔ ابن نجار حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سچائی میرے بعد عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں رضی اللہ عنہ ان تینوں حدیثوں کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۸۱)

الحديث الثالث والستون بعد خمسمائة : عن ابى بكر الصديق رضي الله تعالى عنه انه قال ما على ظهر الارض رجل احب الى من عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن عساكر -

حدیث 563۔ ابن عساکر جناب صدیق رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا مجھے روئے زمین پر عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۸۳)

الحديث الرابع والستون بعد خمسمائة : عن ابى بكر رضي الله تعالى عنه انه قيل له ما تقول فى مرضه ما تقول لو بك وقد وليت عمر رضي الله تعالى عنه قال اقول له وليت عليهم خيرهم اخرجه ابن سعد -

حدیث 564۔ ابن سعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ان سے کہا گیا آپ اپنے مرض کے دنوں میں اپنے رب سے کیا عرض کرتے تھے جبکہ آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ولی بنا چکے تھے تو فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا تھا میں نے لوگوں پر ان میں سے سب سے بہتر کو ولی بنا دیا ہے۔ (الطبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱۹)

الحديث الخامس والستون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال

ما رايت احدا قط بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قبض احمد ولا
اجود من عمر رضى الله تعالى عنه اخرجه ابن سعد۔

حدیث 565۔ ابن سعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا "میں نے رسول اللہ ﷺ کی
وفات ظاہری کے بعد کبھی کسی کو عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حمد الہی اور سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۹۵؛ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۵۶)

الحديث السادس والستون بعد خمسمائة : عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال
كان علم الناس مرة سومافي حجر عمر رضى الله تعالى عنه۔
حدیث 566۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کا علم عمر رضی اللہ عنہ کی جھولی میں جمع تھا
(الریاض النضر ص ۲۸۳)

الحديث السابع والستون بعد خمسمائة : عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه
قال اذا ذكر الصالحون فحي هلا بعمر ان عمر رضى الله تعالى عنه كان اعلما
بكتاب الله وافقهنا للدين الله اخرجه الطبراني۔
567۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب نیکوں کا ذکر ہو تو حضرت عمر کا تذکرہ بھی ضرور کیا
کر دے وہ ہم میں کتاب اللہ کے زیادہ جاننے والے اور دین خداوندی کے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ رضی
اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ (المعجم الکبیر: ۸۸۰۷)

الحديث الثامن والستون بعد خمسمائة : عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه
بمثله اخرجه الحاكم۔

حدیث 568۔ اسی کی مثل انہیں سے امام حاکم نے بھی روایت کی ہے۔

(متدرک حاکم: ۲۵۲۲)

الحديث التاسع والستون بعد خمسمائة : عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما

انه سئل عن ابي بكر رضى الله تعالى عنه فقال كان كالخير كله و سئل عن عمر رضى الله تعالى عنه فقال كان كالطير الحذر الذي يرى امات له بكل طريق شر كما يأخذه و سئل عن علي رضى الله تعالى عنه فقال علي بحر حلما و حزما و علما و نجدة اخرجه في الطيوريات -

حدیث 569۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جناب صدیق کے حوالے سے پوچھا گیا تو فرمایا وہ تو کلی طور پر خیر تھے پھر حضرت عمر کی بابت سوال ہوا تو فرمایا ”عمر اس محتاط پرندے کی طرح تھے جو (پہلے سے ہی) جو جاتا ہو کہ ہر راستے میں اسے پکڑنے والے شکاری موجود ہیں (اس وجہ سے بچ کر گزرتا ہوں) پھر جناب علی کے بارے پوچھنے پر فرمایا علی علم، احتیاط، علم اور بلندی کا سمندر تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ اس کو طوریات میں بیان کیا گیا ہے۔

(الطیوریات ج ۳ ص ۱۳۸۴)

الحديث السبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه قال قال فضل عمر ابن الخطاب الناس بأربع بذكر الاسرى يوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالى لولا كتاب من الله سبق الآية و يذكر الحجاب امر نساء النبي صلى الله عليه وسلم ان يحتجبن فقالت له زينب و انك تحكم علينا يا ابن الخطاب و الوحي ينزل في بيوتنا فانزل الله تعالى و اذا سألتهم عن متاعا فسئلوهن الآية و بدعوة النبي صلى الله عليه وسلم اللهم ايد الاسلام بعمر رضى الله تعالى عنه و براهيه في ابي بكر رضى الله تعالى عنه كان اول من بايعه اخرجه احمد -

حدیث 570۔ امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ”عمر بن خطاب کو چار باتوں کی بناء پر لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔

(۱)۔ بدر کے دن آپ نے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

”لولا كتاب من الله۔۔ الخ“۔ ترجمہ کنز الایمان۔ اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اسے مسلمانوں نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

(۲)۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردہ کرنے کا کہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا اے ابن خطاب! آپ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ وحی تو ہمارے اپنے گھر میں نازل ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”واذا سالتموهن متاعا۔۔ الخ“۔ ترجمہ کنز الایمان۔ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے تقویت عطا فرما۔

۴۔ آپ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں پہل کرنے کی وجہ سے۔

(مسند امام احمد: ۴۳۶۲ مسند عبد اللہ بن مسعود)

الحديث الحادى والسبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنهما
اخرجه البزار -

حدیث 571۔ امام بزار نے اسی کی مثل حضرت ابن مسعود ہی سے۔ (زوائد بزار: ۲۵۰۵)

الحديث الثانى والسبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه
بمنه اخرجه الطبرانى -

حدیث 572۔ انہیں سے امام طبرانی رحمہما اللہ نے بھی روایت کی ہے۔

(المعجم الكبير ج ۵ ص ۱۶۷، رقم: ۸۸۲۸)

الحديث الثالث والسبعون بعد خمسمائة: عن سفیان الثوري قال من زعم ان
علياً رضى الله تعالى عنه كان احق بالولاية من ابى بكر رضى الله تعالى عنه و
عمر رضى الله تعالى عنه فقد خطأ ابا بكر وعمر والمهاجرين والانصار رضى الله

انه سئل عن ابي بكر رضى الله تعالى عنه فقال كان كالخير كله وسئل عن عمر رضى الله تعالى عنه فقال كان كالطير الحذر الذي يرى امات له بكل طريق شر كما يأخذ وسئل عن علي رضى الله تعالى عنه فقال علي بحر حلما و حزما و علما ونجدة اخرجه في الطيوريات۔

حدیث 569۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جناب صدیق کے حوالے سے پوچھا گیا تو فرمایا وہ تو کلی طور پر خیر تھے پھر حضرت عمر کی بابت سوال ہوا تو فرمایا ”عمر اس محتاط پرندے کی طرح تھے جو (پہلے سے ہی) جو جانتا ہو کہ ہر راستے میں اسے پکڑنے والے شکاری موجود ہیں (اس وجہ سے بچ کر گزرتا ہوں) پھر جناب علی کے بارے پوچھنے پر فرمایا علی علم، احتیاط، علم اور بلندی کا سمندر تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ اس کو طوریات میں بیان کیا گیا ہے۔

(الطیوریات ج ۳ ص ۱۳۸۴)

الحديث السبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه قال فضل عمر ابن الخطاب الناس بأربع بذكر الاسرى يوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالى لولا كتاب من الله سبق الآية ويزكر الحجاب امر نساء النبي صلى الله عليه وسلم ان يحتجبن فقالت له زينب و انك تحكم علينا يا ابن الخطاب و الوحي ينزل في بيوتنا فانزل الله تعالى و اذا سألتهم عن متاعا فسئلوهن الآية و بدعوة النبي صلى الله عليه وسلم اللهم ايد الاسلام بعمر رضى الله تعالى عنه و برايه في ابي بكر رضى الله تعالى عنه كان اول من بايعه اخرجه احمد۔

حدیث 570۔ امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ”عمر بن خطاب کو چار باتوں کی بناء پر لوگوں پر فضیلت ماحصل ہے۔

(۱)۔ بدر کے دن آپ نے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

"لولا کتاب من اللہ۔۔۔ الخ" ترجمہ کنز الایمان۔ اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

(۲)۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردہ کرنے کا کہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا اے ابن خطاب! آپ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ وحی تو ہمارے اپنے گھر میں نازل ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "واذا سالتموهن معاً۔۔۔ الخ" ترجمہ کنز الایمان۔ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔
۳۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے تقویت عطا فرما۔

۴۔ آپ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں پہل کرنے کی وجہ سے۔
(مسند امام احمد: ۴۳۶۲ مسند عبد اللہ بن مسعود)

الحديث الحادى والسبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنهما
اخرجه البزار -

حدیث 571۔ امام بزار نے اسی کی مثل حضرت ابن مسعود ہی سے۔ (زوائد بزار: ۲۵۰۵)

الحديث الثانى والسبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه
بمشه اخرجه الطبرانى -

حدیث 572۔ انہیں سے امام طبرانی رحمہما اللہ نے بھی روایت کی ہے۔

(المعجم الكبير ج ۵ ص ۱۶۷، رقم: ۸۸۲۸)

الحديث الثالث والسبعون بعد خمسمائة: عن سفیان الثوري قال من زعم ان
علياً رضى الله تعالى عنه كان احق بالولاية من ابى بكر رضى الله تعالى عنه و
عمر رضى الله تعالى عنه فقد خطأ ابابكر وعمر والمهاجرين والانصار رضى الله

تعالیٰ عنہم۔

حدیث 573۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے گمان کیا کہ حضرت علی شہین سے بڑھ کر خدمت کے حقدار تھے۔ اس نے شہین مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو غلط کہا۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۳۰ باب فی التفضیل)

الحديث الرابع والسبعون بعد خمسمائة : عن شريك قال ليس يقدم علياً

رضي الله تعالى عنه علي ابی بکر و عمر رضي الله تعالى عنهما احد فيه خير۔

حدیث 574۔ حضرت شریک نے فرمایا کوئی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہین پر خیر میں مقدم نہیں کر سکتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

الحديث الخامس والسبعون بعد خمسمائة : عن ابی امامة تدرون من ابو بکر و

عمر رضي الله تعالى عنهما هما ابو الاسلام و امه۔

حدیث 575۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جانتے ہو ابو بکر و عمر کون ہیں؟ ابو بکر و عمر اسلام کے مائی باپ ہیں رضی اللہ عنہما۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

الحديث السادس والسبعون بعد خمسمائة : عن جعفر الصادق رضي الله تعالى

عنه انا بريئ من ابا بکر و عمر رضي الله تعالى عنهما الا بخير و اورد هذه

الاحاديث الاربعة عشر السيوطي في تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 576۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ میں اس سے بری ہوں جو شہین کا بڑا ذکر

کے مگر جو اچھا ذکر کے میں اس کے ساتھ ہوں۔ ان چودہ حدیثوں کو امام سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء

میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

الحديث السابع والسبعون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عمر بن ابان الجعفي

قال قال لي خالي حسين الجعفي تدري لم سمتي عثمان ذا النورين قلت لا قال

لم يجمع بين ابنتي نبي منذ خلق الله آدم الى ان تقوم الساعة غير عثمان رضي الله تعالى عنه فلذلك سمى ذا النورين اخرجه البيهقي في سنته۔

حدیث 577۔ بیہقی اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔ تب سے لے کر قیام قیامت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے حصے میں کسی نبی علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں نہ آئیں اور نہ آئیں گی۔ یہ مرتبہ بھی انہیں کو ملا یہی وجہ ہے کہ انہیں ذوالنورین کا لقب دیا گیا ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ۷ ص ۷۳، رقم: ۱۳۸۰۹)

الحديث الثامن والسبعون بعد خمسمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها لما زوج ابنته ۱. كلثوم لعثمان قال لها ان بعلك اشبه الناس بمجدك ابراهيم و ابيك محمد صلى الله عليه وسلم عليهما اخرجه ابن عدي۔

حدیث 578۔ ابن عدی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو فرمایا لوگوں میں سے تمہارے شوہر تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد حضرت محمد ﷺ کے بہت مشابہ ہیں۔ (اکامل ابن عدی فی الضعفاء: ۲۹۶ باب عمرو بن صالح)

الحديث التاسع والسبعون بعد خمسمائة: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا نشبہ عثمان بابينا ابراهيم اخرجه ابن عدي۔

حدیث 579۔ ابن عدی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم عثمان

رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(الکامل ابن عدی فی الضعفاء: ۱۲۹۴)

الحديث الثمانون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عساكر -

حدیث 580۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۲۸)

الحديث الحادی والثمانون بعد خمسمائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال اول من هاجر من المسلمين الى الحبشة باهله عثمان بن عفان فقال النبي صلى الله عليه وسلم صحبهما الله ان عثمان لاول من هاجر الى الله باهله بعد لوط اخرجه ابو يعلى واورد هذه الاحاديث الخمسة السيوطي في تاريخ الخلفاء له -

حدیث 581۔ ابو یعلیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا مسلمانوں میں وہ پہلے شخص جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ جانب حبشہ ہجرت کی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ ان دونوں (میاں بیوی) کو دوست رکھے کیونکہ عثمان حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ ان پانچوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے اپنے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(متدرک حاکم: ۶۸۴۹)

الحديث الثانی والثمانون بعد خمسمائة : عن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان عثمان لاول من هاجر باهله الى الله بعد لوط اخرجه الطبراني واورده ابن حجر في الصواعق المحرقة -

حدیث 582۔ (اسی کی مثل) امام طبرانی رحمۃ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ

نے فرمایا بیشک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ اس کو ابن حجر نے صواعق المحرقة میں بیان کیا۔ (المعجم الكبير ج ۱ ص ۹۰، رقم: ۱۲۳، الاحاد والثنائی ج ۱ ص ۱۲۳، رقم: ۱۲۳)

الحديث الثالث والثمانون بعد خمسمائة: عن اسماء بنت ابى بكر رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال حين هاجر عثمان بريقة والذي نفسى بيده انه لاول من هاجر بعد ابراهيم ولوط صلى الله عليهما وسلم اخرجه صاحب تاريخ دمشق ووردة صاحب تذكرة القارى في تذكرته۔
حدیث 583۔ صاحب تاریخ دمشق حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ جب حضرت عثمان نے حضرت رقیہ کو لے کر ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط علیہما السلام کے بعد یوں ہجرت کی ہے۔ اس کو صاحب تذکرۃ القاری نے اپنے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۷۸)

الحديث الرابع والثمانون بعد خمسمائة: عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال عثمان من اشبه اصحابي خلفاً اخرجه ابن عساكر حدیث 584۔ ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ میرے صحابہ میں سے خلیف ہونے میں میرے زیادہ مشابہ ہیں۔

(تاریخ دمشق ج ۳ ص ۹۷)

الحديث الخامس والثمانون بعد خمسمائة: عن عصبه بن مالك قال لما ماتت ام كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت عثمان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم زوجوا عثمان لو كان لي ثلاثة لزوجته وما زوجته الا بالوحي من

اللہ تعالیٰ اخرجہ الطبرانی واورد ہذا میں الحدیثین السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ حدیث 585۔ امام طبرانی حضرت عصفہ بنت مالک رضی اللہ عنہا سے راوی انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں وفات پا گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کا نکاح کرادو اگر میری کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان کے عقد میں دے دیتا اور میں نے اپنی پہلی بیٹیوں کے نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عثمان کے حق میں وحی آنے پر کئے تھے۔ ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۷ ص ۱۸۴، رقم: ۴۹۰)

الحديث السادس والثمانون بعد خمسمائة: عن جعفر الصادق انه قال ما ارجوا من شفاعاة على رضى الله تعالى عنه الا وانا ارجوا من شفاعاة ابى بكر رضى الله تعالى عنه مثله ولقد ولاني مرتين اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 586۔ امام طبرانی حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ”جنت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی بھی اتنی ہی امید رکھتا ہوں اور تحقیق وہ میرے دو مرتبہ ولی ہوئے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۴۶)

الحديث السابع والثمانون بعد خمسمائة: عن عبد الله بن جعفر بن ابى طالب قال ولنا ابو بكر الصديق فخير خليفة ارحم بنا واحناة علينا اخرجہ الدارقطني حدیث 587۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے خلیفہ بنے تو وہ سب سے اچھے خلیفہ تھے ہم پر بہت رحم و شفقت کرنے والے تھے۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔ (الشریعة لأجری: ۱۱۸۷)

الحديث الثامن والثمانون بعد خمسمائة: عن عبد الرزاق انه قال افضل الشيخين تفضيل على رضى الله تعالى عنه اياهما على نفسه والا لهما فضلتها

کفی بی وزرا ان احبه ثم اخالفه و اورد هذه الاحاديث الثلاثة ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة۔

حدیث 588۔ حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں شیخین کو مولا علی پر اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ خود مولیٰ علی نے انہیں اپنے اوپر فضیلت دی ہے اگر وہ انہیں فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا میرے گنہگار ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ میں حضرت علی سے محبت بھی کروں اور پھر ان کی مخالفت بھی کروں رضی اللہ عنہ۔ ان تینوں حدیثوں کو ابن حجر مکی نے صواعق المحرقة میں بیان کیا ہے۔ (المعجم ابن المقرئ: ۳۵۱)

الحديث التاسع والثمانون بعد خمسمائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر رضي الله تعالى عنه مني وانا منه و ابو بكر اخي في الدنيا والآخرة اخرجه الديلمي۔

حدیث 589۔ امام بیہقی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوں اور یہ میرے دنیا و آخرت کے بھائی ہیں۔ (البیہقی ج ۱ ص ۳۳۷، رقم ۱۷۸۰)

الحديث التسعون بعد خمسمائة : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اتاني جبرئيل عليه السلام فاخذ بيدي فاراني باب الجنة الذي يدخل منه امتي فقال ابو بكر رضي الله تعالى عنه وددت اني كنت معك حتى انظر اليه فقال اما انك يا ابا بكر اول من يدخل الجنة من امتي اخرجه ابو داود۔

حدیث 590۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میرے پاس جبریل آئے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل

جنت ہوگی۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تو میں بھی اسے دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! تم تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۵۲ باب فی الخلفاء)

الحديث الحادى والتسعون بعد خمسمائة : عن سمرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا أول الرؤیا رؤیا الصالحة حظہ من النبوة اخرجه الطبرانی۔

حدیث 591۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک ابو بکر نبوت کے جسے نیک خوابوں کی تعبیر بیان کرتے ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۷ ص ۲۶۰، رقم: ۷۵۷)

الحديث الثانى والتسعون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا بی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت صاحبی علی الحوض و صاحبی فی الغار و مونسى فی الغار اخرجه الترمذی وحسنه و اورد هذه الاحادیث الاربعة ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 592۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”ابو بکر! آپ میرے حوض اور غار کے ساتھی اور غار کے مونس بھی ہیں۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے بافادہ تحسین روایت کیا اور ان چاروں حدیثوں کو ابن حجر نے صواعق محرقة میں بیان کیا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۷۰ باب فی مناقب حضرت ابی بکر و عمر)

الحديث الثالث والتسعون بعد خمسمائة : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً بنحوہ اخرجه عبد اللہ بن احمد و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 593۔ اسی کی مثل عبد اللہ بن احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور علامہ سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۷۴، رقم: ۳۳۸۵)

الحديث الرابع والتسعون بعد خمسمائة: عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما لاحد عندنا يد الا وقد كافيناها ما خلا ابابكر رضي الله تعالى عنه فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة وما نفعتني مال احد قط ما نفعتني مال ابى بكر رضي الله تعالى عنه ولو كنت متخذنا احدا خليلا لا اتخذت ابابكر خليلا الا و ان صاحبكم اى محمد صلى الله عليه وسلم خليل الله اخرجه الترمذى -

حدیث 594۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم پر جس کا بھی احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا سو ابوبکر کے کہ ان کے احسان کا بدلہ روز قیامت اللہ ہی چکائے گا اور جو نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا وہ کسی کے مال نے نہ دیا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنو کہ تمہارے صاحب حضرت محمد علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں۔

(سنن ترمذی: ۳۶۶۱)

الحديث الخامس والتسعون بعد خمسمائة: عن ابى بكر الصديق رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى الغار يا ابابكر رضي الله تعالى عنه ما ظنك باثنين الله ثالثهما اخرجه البخارى -

حدیث 595۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غار میں انہیں فرمایا اے ابوبکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جن کا تیسرا اللہ ہے اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۴۶۶۳)

الحديث السادس والتسعون بعد خمسمائة: عن ابی بکر مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم۔

حدیث 596۔ اسی کی مثل امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(صحیح مسلم: ۲۳۸۱ باب فی فضائل ابی بکر الصدیق)

الحديث السابع والتسعون بعد خمسمائة: عن ابی بکر مرفوعاً بمثله اخرجه احمد۔

اور حدیث 597۔ امام احمد نے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

(مندانام احمد ج ۱ ص ۱۹۰، رقم: ۱۱)

الحديث الثامن والتسعون بعد خمسمائة: عن ابی بکر مرفوعاً بمثله اخرجه الترمذی۔

اور حدیث 598۔ امام ترمذی نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(سنن ترمذی: ۳۰۹۶ باب سورة التوبة)

الحديث التاسع والتسعون بعد خمسمائة: عن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا كان يوم القيامة نادى مناد لا يرفعن احد من هذه الامة كتابه قبل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 599 حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس امت کا کوئی بھی فرد ہرگز اپنا نامہ اعمال نہ اٹھائے۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۱۰)

الحديث الموفى للمستمائة: عن المقدم قال استب عقيل بن ابی طالب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فاعرض عقیل منہ وشکاۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الناس فقال الا تدعون لی صاحبی ما شأنکم وشانہ فواللہ ما منکم رجل الا علی بابہ بیت ظلمۃ الا باب ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ علی بابہ النور ولقد قلت کذبت وقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقت وامسکنم الاموال وجاء الی بمالہ کلہ وخذلتونی فانہ واسانی واتبعنی اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 600۔ حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر کے ساتھ تلخ کلامی ہوئی تو حضرت عقیل نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں شکایت کی حضور علیہ السلام کمرے ہو گئے اور فرمایا کہ میرے لئے میرے صاحب (ابوبکر) کو چھوڑ نہیں سکتے تمہارا اور ابوبکر کا کیا معاملہ ہے۔ اللہ کی قسم تم میں سے ہر شخص کے دروازے پر اندھیرا ہے سو ابوبکر کے تم نے میری (اولاً) تکذیب کی اور ابوبکر نے تصدیق کی تم نے اپنا مال روکے رکھا۔ ابوبکر نے سارا مجھ پر خرچ کر دیا تم نے مجھے رسوا کیا۔ ابوبکر نے میری مدد اور پیروی کی۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۱۰)

الحديث الحادی بعد ستائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما نفعني مال قط ما نفعني مال ابی بکر فبکی ابو بکر وقال هل انا ومالي الا لك يا رسول الله اخرجه ابو يعلى۔

حدیث 601۔ امام ابو یعلیٰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے کبھی کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اور میرا مال سب آپ ہی کا ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ ج ۷ ص ۳۹۱، رقم: ۴۴۱۸)

الحديث الثاني بعد ستمائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله .

حدیث 602۔ اسی کی مثل حضرت ابن عباس۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۰)

الحديث الثالث بعد ستمائة : عن انس مرفوعاً بمثله .

حدیث 603۔ اسی کی مثل حضرت انس۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۲)

الحديث الرابع بعد ستمائة : عن جابر بن عبد الله مرفوعاً بمثله .

حدیث 604۔ اسی کی مثل حضرت جابر بن عبد اللہ۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۰۵)

الحديث الخامس بعد ستمائة : عن ابي سعيد بن الخدري رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله و اورد هذه الاحاديث الاثني عشر ابن حجر في الصواعق المحرقة .

حدیث 605۔ اسی کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ان بارہ حدیثوں کو ابن حجر رحمۃ اللہ نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۱)

الحديث السادس بعد ستمائة : عن ابن المسيب مرسلًا مرفوعاً بنحوه وزاد وكان صلى الله عليه وسلم يقضى في مال ابي بكر كما يقضى في مال نفسه اخرجه الخطيب و اورد هذا ابن حجر في الصواعق ايضاً .

حدیث 606۔ اسی کی مثل خطیب نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مرسلہ روایت کی ہے اس میں یہ زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ اسے ابن حجر نے صواعق المحرقة میں ذکر کیا ہے۔

(نفحائل صحابہ: ۳۶، الصواعق المحرقة ص ۲۱۳)

الحديث السابع بعد ستمائة : عن زيد بن ارقم قال اول من صلى مع النبي صلى

اللہ علیہ وسلم ابو بکر واورده ابن حجر فی الصواعق المحرقة بصحته۔
 حدیث 607۔ ابن جریر نے صواعق المحرقة میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے تصحیح کے ساتھ حدیث
 روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلے نماز پڑھنے والے شخص حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ ہیں۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۱۲)

الحديث الثامن بعد ستمائة: عن الشعبي قال سألت ابن عباس اى الناس كان
 اول اسلاما قال ابو بكر الصديق رضى الله تعالى عنه انه تسمع قول حسان
 شعر

اذا تذكرت شجوا من اخي ثقة

فاذكر اخاك ابا بكر بما فعلا

خير البرية اتقاها واعدلها

الا النبي واوفاهما بما حملا

والثاني التالى المحمود مشهده

واول الناس منهم صدق الرسلا

اخرجه الطبرانى فى الكبير

حدیث 608۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگوں میں سب
 سے پہلے کون اسلام لایا، آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ کیا آپ نے حضرت حسان کا یہ
 قول نہیں سنا ”جب ہم کسی بہادر بھائی کی مقتدیا یاد کرو تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اچھے کارناموں پر انہیں
 بھی یاد کرو تو جو نبی کریم ﷺ کے بعد خلق میں بہتر، سب سے بڑے متقی، سب سے اعلیٰ عادل اور اپنی
 ذمہ داریوں کو خوب پورا کرنے والا ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بعد دوسرے ہیں، آپ ﷺ کے پیرو
 ہیں، آپ کا مزار قابل شائش ہے اور لوگوں میں سے اول رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے والے

ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۲۲ ص ۴۰۳، رقم: ۱۰۰۸)

الحديث التاسع بعد ستمائة: عن الشعبي عن ابن عباس بمثله اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد واوردهما السيوطي في تاريخ الخلفاء -

حدیث 609۔ اسی کی مثل حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے انہیں زوائد الزہد میں روایت کیا ہے۔ ان دونوں روایات کو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں بھی بیان کیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۴، رقم: ۳۳۸۸۵)

الحديث العاشر بعد ستمائة: عن سعد بن ابی وقاص انه اسلم قبل ابی بکر رضي الله تعالى عنه اكثر من خمسة قال ولكن خیرنا اسلاما وورده ابن حجر في الصواعق المحرقة وقال صح هذا عن سعد بن ابی وقاص

حدیث 610۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانچ سے کچھ زائد افراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے لیکن حضرت ابو بکر کا اسلام ہم سے بہتر تھا۔ حافظ ابن حجر مکی نے صواعق المحرقة میں بیان کر کے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث صحت کے ساتھ مروی ہے۔ (معرفۃ الصحابہ امام ابو نعیم ص ۲۶)

الحديث الحادی عشر بعد ستمائة: عن ابی الدرداء رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا باللذين من بعدي ابی بکر و عمر رضي الله تعالى عنهما فانهما جبل الله المهدود من تمسك بهما فقد تمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها اخرجه الطبرانی -

حدیث 611۔ امام طبرانی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرنا کہ یہ دونوں اللہ کی لمبی رسی ہیں۔ جس نے انہیں تھاما اس نے زلٹنے والی مضبوط رسی کو تھاما۔ (مسند شامین للطبرانی ج ۲ ص ۵۷، رقم: ۹۱۳)

الحديث الثاني عشر بعد ستمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال نعم الرجل ابو بكر رضي الله تعالى عنه و نعم الرجل عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه النسائي -

حدیث 612۔ امام نسائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین آدمی ابو بکر صدیق ہیں اور انکے بعد بہترین آدمی عمر ہیں۔

(سنن نسائی الکبریٰ: ۸۱۷۳)

الحديث الثالث عشر بعد ستمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن ماجة -

حدیث 613۔ اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(سنن ترمذی: ۳۷۹۵ باب مناقب حضرت معاذ بن جبل)

الحديث الرابع عشر بعد ستمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه البخاري في تاريخه و اورد هذه الاحاديث الخمسة ابن حجر في الصواعق المحرقة -

حدیث 614۔ اسی کی مثل امام بخاری نے اپنی تاریخ میں انہیں سے یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ان پانچوں روایتوں کو ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الکبیر لامام بخاری: ۲۰۸۱ ترجمہ: حضرت ثابت بن قیس بن شماس الانصاری)

الحديث الخامس عشر بعد ستمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله ايدني بأربعة وزراء اثنين من اهل السماء جبرئيل و ميكائيل عليهما السلام و اثنين من اهل الارض ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما اخرجه الطبراني -

حدیث 615۔ امام طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چاروزیروں کے ذریعے تقویت عطا فرمائی ہے۔ دو آسمانوں میں ہیں یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں۔ اور دو زمین والوں میں سے ہیں یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (المعجم الکبیر ج ۱۱ ص ۱۷۹، رقم: ۱۱۴۲۲)

الحديث السادس عشر بعد ستمائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حدیث 616۔ اسی کی مثل ابو نعیم نے طلیۃ الاولیاء میں انہیں سے روایت کی ہے۔

(طلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۶۰)

الحديث السابع عشر بعد ستمائة : عن ابي ذر رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لكل نبى وزيرين وزير اى و صاحب اى ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 617۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک ہر نبی کے دو وزیر ہیں اور میرے وہ وزیر اور ساتھی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۶۲)

الحديث الثامن عشر بعد ستمائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لا رجوا لامتى فى حبهم لا بى بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما ما ارجوا فى قول لا اله الا الله اخرجہ عبد الله بن احمد فى زوائد الزهد۔

حدیث 618۔ امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے میں اسی اجر کی امید

کرتا ہوں، جس کی ”لا الہ الا اللہ“ کہنے میں رکھتا ہوں۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۸)

الحديث التاسع عشر بعد ستمائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لم اعقل ابوي قط الا وهما يدينان الدين ولم يمر علينا يوم الا يأتينا فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار بكرة وعيشا اخرج به البخاري و اورد هذه الاحاديث الخمسة ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة -

حدیث 619۔ امام بخاری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے جب سے ہوش بنبھالا اپنے والدین کریمین کو دینداری پایا اور رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ ان پانچوں حدیثوں کو علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۲۹۷)

الحديث العشرون بعد ستمائة : عن الشعبي رضي الله تعالى عنه قال قال خص الله تعالى ابا بكر الصديق رضي الله تعالى عنه هاربع خصال لم يخص بها احدا من الناس سماه الصديق ولم يسم احدا الصديق غيره وهو صاحب الغار مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفيقه في الهجرة وامره رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة والمسلمون شهودا اخرج به ابن عساكر -

حدیث 620۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب صدیق اکبر کو چار ایسی خصلتوں سے خاص کیا کہ ان سے کسی اور کو خاص نہ کیا۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بس آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی کا نہ رکھا اور یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں اور یہ کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ہجرت کے رفیق ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی موجودگی میں آپ کو نماز پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۶۶)

الحديث الحادی والعشرون بعد ستمائة : عن الشعبي بمثله اخرج به الدينوري

فی المجالسة۔

حدیث 621۔ اسی کی مثل انہیں سے امام الدینوری نے ”المجالسة“ میں روایت کی ہے۔

(المجالسة وجواهر العلم: ۲۸۱۵)

الحديث الثاني والعشرون بعدستمائة: عن ابن المسيب قال كان ابو بكر رضي الله تعالى عنه من النبي صلى الله عليه وسلم مكان الوزير يشاوره في جميع اموره وكان ثانيه في الاسلام و ثانيه في الغار و ثانيه في العرش يوم بدر و ثانيه في القبر ولم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقدم عليه احدا اخرجه الحاكم واورده هذه الاحاديث الثلاثة السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 622۔ امام حاکم رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس میب رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ جناب صدیق نبی علیہ السلام کے وزیر ہونے کے حیثیت رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ اپنے تمام امور میں ان سے مشورہ فرماتے تھے۔ آپ (حضور علیہ السلام) عارساتان بدر اور مزار مبارک میں حضور مید عالم ﷺ کے ثانی میں رسول اللہ ﷺ نے آپ پر کسی کو کبھی مقدم نہیں فرمایا۔ رضی اللہ عنہ۔ ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۴۴۰۸)۔

الحديث الثالث والعشرون بعدستمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال لما اسلم عمر رضي الله تعالى عنه نزل جبرئيل عليه السلام فقال يا محمد لقد استبشر اهل السما۔ باسلام عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن ماجة۔

حدیث 623۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، اوی فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے کر آئے تو حضرت جبریل نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ عمر کے اسلام لانے پر آسمان والے خوشی منا رہے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۰۳۰ باب قبل حضرت عمر بن خطاب)

الحديث الرابع والعشرون بعد ستمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
بمثله اخرجه الحاكم -

حدیث 624۔ اسی کی مثل امام حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(متدرک حاکم: ۳۴۹۱، تاریخ المدینۃ لابن شہیر ۲ ص ۶۵۹)

الحديث الخامس والعشرون بعد ستمائة: عن ابي بكر الصديق رضي الله تعالى
عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما طلعت الشمس على خير من عمر
اخرجه الترمذي -

حدیث 625۔ امام ترمذی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا ”عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی شخص پر سورج طوع نہیں ہوا۔

(سنن ترمذی: ۳۶۸۳ باب فی مناقب حضرت عمر بن خطاب)

الحديث السادس والعشرون بعد ستمائة: عن ابي بكر الصديق مرفوعاً بمثله
اخرجه الحاكم -

حدیث 626۔ اسی کی مثل امام حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (متدرک حاکم: ۳۵۰۸)

الحديث السابع والعشرون بعد ستمائة: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اشد امتي حياء عثمان بن عفان رضي الله
تعالى عنه اخرجه ابو نعيم في الحلية -

حدیث 627۔ ابو نعیم نے علیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا ”میری امت میں سب سے زیادہ با حیا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء ص ۵۶)

الحديث الثامن والعشرون بعد ستمائة: عن ابي امامة ان رسول الله صلى الله

عليه وسلم قال ان اشد هذه الامة بعد نبیہا حياء عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجه ابو نعیم و اورده هذه الاحادیث الستة فی الصواعق المحرقة

حدیث 628۔ امام ابو نعیم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں بعد نبی امت ﷺ کے سب سے زیادہ باحیا عثمان بن عفان ہیں۔ ان چھ حدیثوں کو صواعق محرقة میں ذکر کیا ہے۔

(فضائل خلفاء الراشدين لابن نعیم ج ۱ ص ۳۸، رقم: ۲۸)

الحديث التاسع والعشرون بعد ستمائة : عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال عثمان بن عفان ويعني في الدنيا ويعني في الآخرة اخرجه ابو يعلى۔ حدیث 629۔ امام ابو یعلیٰ حضرت با جبر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں میرے ولی ہیں۔ (مسند ابی یعلیٰ: ۲۰۵۱)

الحديث الثلاثون بعد ستمائة : عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي خليل في امته و ان خليلي عثمان بن عفان اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 630۔ ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کی امت میں اس کا ایک خلیل ہوتا ہے اور میرے خلیل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۲۵)

الحديث الحادي والثلاثون بعد ستمائة : عن طلحة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي رفيق في الجنة و رفيقي فيها عثمان اخرجه الترمذی۔

حدیث 631۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ حضرت طحطاوی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی علیہ السلام کے لئے جنت میں ایک رفیق ہے اور میرے جنت میں رفیق عثمان (بن عفان رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۹۸، باب فی مناقب حضرت عثمان بن عفان)

الحديث الثاني والثلاثون بعد ستمائة: عن ابن عباس عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنهم مرفوعاً بمثله أخرجه ابن ماجة۔
حدیث 632۔ اسی کی مثل ابن ماجہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔
(سنن ابن ماجہ: ۱۰۹، باب فضل حضرت عثمان)

الحديث الثالث والثلاثون بعد ستمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليدخلن بشفاعتي عثمان رضي الله تعالى عنه سبعون الفا كلهم قد استوجبوا النار بغير حساب أخرجه ابن عساکر۔
حدیث 633۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عثمان کی شفاعت سے ضرور ستر ہزار ایسے افراد بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے جو خود کو آگ کا مستحق بنا چکے ہوں گے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۱۲۳)

الحديث الرابع والثلاثون بعد ستمائة: عن أبي الدرداء قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذا قبل ابو بكر رضي الله تعالى عنه فسلم وقال اني كان بيني وبين عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه شيء فاسرعت اليه ثم ندمت فسألته ان يغفر لي فابي علي فاقبلت اليك فقال يغفر الله لك يا ابا بكر رضي الله تعالى عنه يغفر الله لك يا ابا بكر رضي الله تعالى عنه يغفر الله لك يا ابا بكر رضي الله تعالى عنه ثم ان عمر رضي الله تعالى عنه ندم فاتي منزل ابي بكر فلم يجد فاتي النبي صلى الله عليه وسلم فجعل وجه النبي يتحمر حتى اشفق ابو

حدیث 634۔ حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر آئے اور سلام عرض کیا پھر کہا۔ آقا! میرے اور عمر کے درمیان کوئی معاملہ تھا میں نے اس میں جلدی کی پھر میں نادم ہوا اور ان سے کہا کہ وہ مجھے معاف کر دیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا ہے اب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! اللہ آپ کو بخش دے۔ اے ابو بکر! اللہ آپ کو بخش دے۔ اے ابو بکر! اللہ آپ کو بخش دے۔ ادھر حضرت عمر نادم ہو کر کاشانہ ابو بکر پر پہنچے لیکن انہیں وہاں موجود نہ پا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہونے لگا یہاں تک کہ حضرت ابو بکر ڈر کر اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادتی میری طرف سے تھی زیادتی میری طرف سے تھی۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم نے تکذیب کی اور ابو بکر نے تصدیق کی۔ ابو بکر نے اپنے جان و مال سے میری مدد کی، تو کیا تم میرے لئے میرے صاحب کو چھوڑنے والے ہو؟ کیا تم میرے لئے میرے صاحب کو چھوڑنے والے ہو؟ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہما کو ایذا نہ دی گئی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے اور ان چھ حدیثوں کو صواعق محرقہ میں بیان کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۶۱)

الحديث الخامس والثلاثون بعد ستمائة: عن مجمع بن يعقوب الانصارى عن

ابیہ قال ان كانت حلقة رسول الله صلى الله عليه وسلم تشتبك حتى تصير كالاسوار وان مجلس ابا بكر رضي الله تعالى عنه منها بفار يخ ما يطمع فيه احد من الناس فاذا جاء ابي بكر رضي الله تعالى عنه جلس ذالك المجلس واقبل عليه النبي صلى الله عليه وسلم بوجهه والقي حديثه اليه وسمع الناس اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 635۔ امام ابن عساکر حضرت مجمع بن یعقوب انصاری اور وہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حلقے والے ایسے مل کے بیٹھتے جیسے راز دار ہوتے ہیں لیکن اس حلقے میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی ہوتی وہاں بیٹھنے کی کوئی طمع نہ کرتا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آتے اور وہاں بیٹھ جاتے پھر حضور علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہوتے انہیں اپنی حدیث سناتے اور لوگوں کو بھی سناتے۔ (تاریخ دمشق ج ۲۶ ص ۳۲۲)

الحديث السادس والثلاثون بعد ستمائة : عن الزهري حدثني انس بن مالك قال لما بويع ابو بكر في السقيفة وكان الغد جلس ابو بكر على المنبر فقام عمر فتكلم قيل ابي بكر رضي الله تعالى عنه فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الله قد جمع امركم على خيركم صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين اذ هما في الغار فقوموا فبايعوا فبايع الناس ابا بكر بيعة العامة بعد بيعة السقيفة اخرجه ابن اسحاق في سيرته ۔

حدیث 636۔ ابن اسحاق اپنی ”سیرت“ میں امام زہری سے راوی انہوں نے فرمایا مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب سقیفہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور اگلے دن آپ منبر پر طوہ افروز ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ سے پہلے ہی گفتگو شروع کر دی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا۔ اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے کو تم

سے پہلے بہتر شخص پر جمع کر دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صاحب ہیں اور غار میں ثانی اثنین تھے اٹھو اور ان کی بیعت کرو پھر لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور یہ بیعت سقیفہ کے بعد عام بیعت ہوئی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ۲ ص ۶۶۰ باب خطبۃ عمر قبل ابی بکر عند الشعبۃ العامۃ)

الحديث السابع والثلاثون بعد ستمائة: عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکاً فجا قط الا سلک فجا غیر فجا فخرجہ البخاری۔

حدیث 637۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ شیطان جب بھی تمہیں کسی رستے میں ملا اپنا رستہ بدل گیا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۲۹۳)

الحديث الثامن والثلاثون بعد ستمائة: عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ مسلم۔

حدیث 638۔ اسی کی مثل انہیں سے امام مسلم رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے۔

(صحیح مسلم: ۲۳۹۶)

الحديث التاسع والثلاثون بعد ستمائة: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلكم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانه عمر ای ملہمون اخرجہ البخاری۔

حدیث 639۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بیشک تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہو تو وہ عمر ہے۔“ مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل میں اچھی بات ڈال دی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۴۶۹)

الحديث الرابعون بعد ستمائة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان يفرق من عمر اخرجه ابن عساكر -

حدیث 640۔ ابن عساکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بیشک شیطان عمر سے ڈرتا ہے رضی اللہ عنہ۔" (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۸۲)

الحديث الحادى والاربعون بعد ستمائة: عن بريدة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان ليفرق منك يا عمر اخرجه احمد -

حدیث 641۔ امام احمد رحمۃ اللہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاروق سے فرمایا۔ اے عمر! بیشک شیطان آپ سے ڈرتا ہے رضی اللہ عنہ۔

(مسند امام احمد: ۲۹۸۹ باب حدیث حضرت بریدہ الالمی)

الحديث الثانى والاربعون بعد ستمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما في السماء ملك الا وهو يوقر عمر ولا في الارض بشيطان الا وهو يفرق من عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن عساكر واورد هذه الاحاديث الثمانية السيوطى فى تاريخ الخلفاء -

حدیث 642۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب فاروق کی بابت فرمایا۔ آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمر کی عزت نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمر سے خوف نہ کھاتا ہو رضی اللہ عنہ۔ ان آٹھوں حدیثوں کو امام سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴ ص ۸۵)

الحديث الثالث والاربعون بعد ستمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عدى -

حدیث 643۔ اسی کی مثل ابن عدی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی

ہے۔ (الکامل ابن عدی ج ۸ ص ۶۶، رقم: ۱۸۳۱ ترجمہ موسیٰ بن عبد الرحمن الشافعی)

الحديث الرابع والاربعون بعد ستمائة: عن ابي بن كعب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي جبرئيل عليه السلام ليبكي الاسلام على موت عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه الطبراني -

حدیث 644۔ امام طبرانی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل نے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام ضرور روئے گا۔
(المعجم الكبير ج ۱ ص ۶۷، رقم: ۶۱)

الحديث الخامس والاربعون بعد ستمائة: عن ابي سعيد بن الخدري رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابغض عمر فقد ابغضني ومن احب عمر فقد احبني وان الله باهى الناس عشية عرفة عامة وباهى العمر خاصة وانه لم يبعث الله نبيا الا كان في امه محدث و ان يكن في امتي منهم احد فهو عمر قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف محدث قال تكلم الناس الملائكة على لسانه اخرجه الطبراني في الاوسط و اورد هذه الاحاديث الثلاثة صاحب تذكرة القاري في تذكرته وقال بعد اخراج هذه الحديث الا خيرا سنادا حسن -

حدیث 645۔ امام طبرانی نے ”الاوسط“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عمر سے بغض رکھا تحقیق اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت بیشک اس نے مجھ سے محبت کی اور عرفہ کی شام اللہ تعالیٰ نے دیگر لوگوں پر عام اور عمر پر خاص طور پر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پھر نبی علیہ السلام کی امت میں کوئی محدث ہوتا تھا ان میں سے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے لوگوں کے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیسے محدث ہیں؟ فرمایا ایسے

کہ عمر کی زبان پر ملائکہ لوگوں سے کلام کرتے ہیں رضی اللہ عنہ۔ ان تینوں حدیثوں کو صاحب تذکرۃ القاری نے اپنی ”تذکرہ“ میں روایت کیا اور آخری حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۷ ص ۱۸، رقم: ۶۷۲۶)

الحديث السادس والاربعون بعد ستماية: عن ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه انه لما ثقل و استخلف عمر رضي الله تعالى عنه قال اللهم استخلفت عليهم خيرا اهلك اخرجه الترمذی فی ضمن حدیث طویل۔

حدیث 646۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرض بڑھ گیا اور آپ نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کی اے اللہ! میں نے لوگوں پر تیرے اہل (خاص بندوں) میں سے سب سے بہتر کو خلیفہ بنا دیا ہے۔ (مسند اسحاق بن راہویہ: ۲۱۴۶)

الحديث السابع والاربعون بعد ستماية: عن طلحة بن عبید الله رضي الله تعالى عنه قال كان عمر رضي الله تعالى عنه ازهدنا في الدنيا وارغبنا في الآخرة۔

حدیث 647۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر ہم میں سب سے زیادہ دنیا چھوڑنے اور آخرت سے دل جوڑنے والے تھے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۸۸)

الحديث الثامن والاربعون بعد ستماية: عن سعد بن ابی وقاص رضي الله تعالى عنه قال قد علمت باي شيء فضلنا عمر كان ازهدنا في الدنيا

حدیث 648۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خوب علم ہے کہ ہم نے حضرت عمر کو (دیگر) پر کیوں فضیلت دی ہے۔ اس لئے کہ وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے۔ (اخبار اصہبان: ۲۰۳ ترجمہ احمد بن سعید بن حریر)

الحديث التاسع والاربعون بعد ستماية: عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه ان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا عثمان هذا جبرئیل علیہ السلام ینخبرنی ان اللہ جل شانہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیة وعلی مثل صحبتها اخرجہ ابن ماجة و اورد هذه الاحادیث الاربعة صاحب تذكرة القاری فی تذکرہ۔

حدیث 649۔ امام ابن ماجہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان سے فرمایا اے عثمان! مجھے جبریل علیہ السلام نے تمہارے بارے خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت رقیہ کے مہر کی مثل اور انہیں جنتی رفاقت کے اعتبار سے تمہارا نکاح حضرت ام کلثوم سے کر دیا ہے۔ ان چاروں حدیثوں کو صاحب تذکرہ القاری نے اپنی ”تذکرہ“ میں بیان کیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۱۰، باب فضل عثمان)

الحديث الخمسون بعد ستمائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها لما ماتت خديجة رضي الله تعالى عنها جاءت خولة بنت حكيم امرأة عثمان بن مظعون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله الا تزوج فقال ومن قالت ان شئت بكر اوله ان شئت ثيبا فقال ومن البكر ومن الثيب قالت اما البكر فابنت احب خلق الله اليك عائشة بنت ابي بكر رضي الله تعالى عنهما و اما الثيب فسودة بنت زمعة قد آمنت بك واتبعك ثم ذكرت قصة تزويجها اخرجہ احمد۔

حدیث 650۔ امام احمد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ خولہ بنت حکیم (رضی اللہ عنہما) حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئیں اور عرض کی کیا اب آپ نکاح نہ فرمائیں گے؟ فرمایا کس سے؟ عرض کی چاہیں تو باکرہ سے چاہیں تو ثیبہ سے۔ فرمایا ثیبہ کون ہے اور باکرہ کون ہے؟ عرض کی باکرہ تو وہ بیٹی جو خلق خدا میں آپ کو

سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر اور ثیبہ سودہ بنت زمعہ ہے کہ آپ پر ایمان لا کر آپ کی پیروی کی ہے۔ پھر سیدہ نے اپنا اور سیدہ سودہ دونوں کا قصہ نکاح بیان کیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۲۵۷۹)

الحديث الحادى والخمسون بعد ستمائة: عن عائشة رضى الله تعالى عنها بمثله
اخرجه ابن ابى عاصم الزرقانى فى شرح المواهب اللدنية و اورد هذين
الحديثين -

حدیث 651۔ اسی کی مثل ابن ابی عاصم زرقانی رحمۃ اللہ نے انہیں سے شرح المواهب اللدنیہ میں روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو بیان فرمایا ہے۔

(الاحاد والمثنائ لابن ابی عاصم: ۳۰۰۶)

الحديث الثانى والخمسون بعد ستمائة: عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال اتانى جبرئيل فاخذ بيدي فارانى باب الجنة
الذى يدخل منه امتى فقال ابو بكر رضى الله تعالى عنه وددت انى كنت معك
حتى انظر اليه فقال اما الك يا ابا بكر اول من يدخل الجنة من امتى اخرجه
الحاكم واورده ابن حجر المكي فى الصواعق المحرقة -

حدیث 652۔ امام حاکم رحمۃ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
”میرے پاس جبرئیل آئے پھر میرا ہاتھ پکڑ کر (لے گئے) اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے
میری امت داخل جنت ہوگی حضرت ابو بکر نے عرض کی آقا میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ
ہوتا تاکہ اسے دیکھ لیتا فرمایا ابو بکر! آپ تو میری امت میں سب سے پہلے داخل جنت ہونگے رضی اللہ
عنہ۔ اسے ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق محرقة میں بیان کیا ہے۔

(مستدرک حاکم: ۴۴۴۴، قال امام الذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

(کتاب کی باب دوم کی ۶۵۳ روایات میں حدیث نمبر ۴۷۴: مخطوط میں درج نہیں ہے، لہذا کتاب میں قسم دوم کی احادیث میں 652 احادیث نقل کیں گئی ہیں۔)

قلت فجميع هؤلاء الذين ذكرنا في هذا القسم الثاني روايتهم هذه الاحاديث في الآثار سوى ما ذكرنا سابقا عن علي رضي الله تعالى عنه ما بين مرفوع و موقوف و اثر مائة و تسعة نفر منهم سبعة و ستون صحابيا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و رضي عنهم و هم ابو بكر الصديق و عمر ابن الخطاب و عثمان بن عفان و عبد الله بن عمر و ابو سعيد الخدري و جابر بن عبد الله و ابو حنيفة و انس بن مالك و ابو هريرة و سلمان بن يسار و ابو الدرداء و عمرو بن العاص و ابنه عبد الله بن عمرو و عائشة ام المومنين و ابن مسعود و بلال بن رباح الموذني و سعد بن ابى وقاص و عبد الرحمن بن ابى بكر عمر و واثي بن كعب و جندب و معاوية بن ابى سفيان و ابو المعلى زيد بن لوازن و سهل بن سعد و معاذ بن جبل و عتبة بن عامر و طلحة بن عبيد الله و ابو ذر الغفاري و عمار بن ياسر و حفصة ام المومنين و اسعد بن ذرارة و سلمة بن الاكوع و الزبير بن العوام و ابنه عبد الله بن الزبير و حسان بن ثابت و عبد الله بن عباس و اخوة الفضل بن عباس و ابو امامة الباهلي و ابو بكرة الثقفي و سمرة و جر و ابو عبيدة بن الجراح و ابو رشيع الكعبي و عبد الرحمن بن غنم و الحسن بن علي و اخوة الحسين بن علي رضي الله تعالى عنه و ابو موسى الاشعري و عبد الله بن خطيب و ابو اروى الدوسي و البراء بن عازب و حذيفة ابن اليمان و كعب بن ابى مالك و ابو واقد الليثي و عمران بن حصين و عبد الرحمن بن خباب و عبد

الرحمن بن سمرة ويوسف الانصارى وربيعة الاسلمى وعبد الرحمن بن ابي بكر
الصديق و جبير بن مطعم و عبد الله بن زمعة والصعب بن جثامة الليثي و
المقدام بن معديكرب و زيد بن ارقم ويعقوب الانصارى والدجمع رضى الله
تعالى عنهم ومنهم اثنان و اربعون من التابعين ومن بعدهم و هم سوار بن
عبد الله و ميمون بن مهران و الزهرى و الحسن البصرى و جبير بن نفير و سعيد
ابن المسيب و ثابت بن الحجاج و بريد و سفيان الثورى و عامر بن شراحيل
المعروف بالشعبى و شريك و لليت بن سعد و جابر بن عطية و محمد النفس
الزكية و على بن الحسين زين العابدين و ابنه محمد الباقر و ابنه جعفر الصادق
و عبد الله بن الحسن المثنى و سالم بن عبد الله بن عمر و مالك بن انس و سهل
بن عبد الرحمن بن عوف و محمد بن الحنفية و عبد المطلب و عبد الله بن ابي
مليكة و طارق و سليمان بن يسار و عصبة بن مالك و خالد الاسدى و ثمامة بن
حزن القشيري و اسلم مولى عمر ابن الخطاب و ليث بن ابي سالم و ابن ابي
حازم و مسلم بن يسار و الربيع بن انس و ابو حصين و محمد بن الزبير
و الزعفرانى و ابراهيم التيمى و ابو اسامة و حسين الجعفى و عبد الرزاق و على
بن الموفق رحمهم الله تعالى - و رواية ابن الموفق مشتملة على الرؤيا النبى
الكريم صلى الله عليه وسلم فى هذه المسئلة ولا شك ان رؤياة صلى الله عليه
وسلم رؤيا حق و صواب لا يخالفها الا مبتدع اعمى الهوى قلبه و معاند اهلكه
عنادة و ظاهر انه اذا ضم عدد الصحابة و هم سبعة و ستون الى عدد التابعين و
من بعدهم و هم اثنان و اربعون صنارت الرواة كلهم سوى على رضى الله
تعالى عنه و الرواة عنه مائة و تسعة نفر و قد منا فى القسم الاول من هذين

القسمين ان جميع الرواة لهذا الامر عن علي رضي الله تعالى عنه ممن اطلعنا على رواياتهم ثلاثة وخمسون نفرا رضي الله تعالى عنهم اجمعين -

تبصرة قد عرفت ان نفس الاحاديث والآثار التي اوردناها في القسم الاول عن علي رضي الله تعالى عنه مائتان وستة وثمانون على عدد آيات سورة البقرة وان الاحاديث والآثار التي اوردناها في القسم الثاني عن غير علي رضي الله تعالى عنه ستمائة وثلاثة وخمسون فاذا ضم ما في القسم الاول الى ما في القسم الثاني صارت كلها تسعمائة وتسعة وثلثين حديثا واثرا ومع ذلك فجميع الاحاديث والآثار التي ذكرنا في هذين القسمين فهو بنذرة يسيرة مما ذكر في كتب الحديث في هذا الباب اذ لم استوجب انا كتب الحديث كلها ولا يوجد عندي جميع كتب الحديث فكيف يمكن لي استيعابها فمن وجد شيئا غير هذا فليدريجها في هذه الرسالة جزاءه الله تعالى منا وعن سائر المسلمين خير الجزاء والويل كل الويل لمن رأى الاحاديث والآثار البالغة لهذه الكثرة واطلع عليها ثم خالفها يهوى نفسه ولم يستحي عن الله تعالى ولا عن رسوله صلى الله عليه وسلم -

تبصرة اخرى قد عرفت ان ما ذكرنا من الاحاديث والآثار الشريفة في هذين القسمين فبعضها قد ذكر فيها افضلية الشيخين علي سائرهم وبعضها قد ذكر في افضلية الثلاثة علي رضي الله تعالى عنه وسائر الصحابة رضي الله تعالى عنهم وبعضها قد ذكر فيها افضلية الاربعة علي سائر الصحابة وكل هذه الاحاديث ترد ردا عظيما على من قال بافضلية علي رضي الله تعالى عنه على ابي بكر الصديق او علي الشيخين او على الثلاثة رضي الله تعالى عنهم

کصاحب الرسالة المردودة وسائر من وافقه في هذا القول فتدبر۔

مصنف فرماتے ہیں یہ تمام افراد 109 کی تعداد میں ہیں جن کی احادیث و آثار کو ہم نے دوسری قسم میں بیان کیا ہے اور یہ علاوہ ہیں اس کے جو ہم نے پہلے (قسم اول) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع و موقوف حدیثیں اور آثار روایت کی تھیں۔ ان 109 میں 67 افراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں رضی اللہ عنہم۔ اور وہ یہ ہیں: ابو بکر صدیق۔ عمر بن خطاب۔ عثمان بن عفان۔ عبد اللہ بن عمر۔ ابو سعید خدری۔ جابر بن عبد اللہ۔ ابو جحیفہ۔ انس بن مالک۔ ابو ہریرہ۔ سلمان بن سیار۔ ابو درداء۔ عمرو بن عاص۔ انکے بیٹے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔ أم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ابن مسعود۔ حضرت بلال بن رباح مؤذن۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ عبد الرحمن بن عمرو۔ ابی بن کعب۔ جندب۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ ابو المعلى زید بن لوزان۔ سہل بن سعد۔ معاذ بن جبل۔ عقبہ بن عامر۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ ابوذر غفاری۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ أم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا۔ اسعد بن زرارہ۔ سلمہ بن روع۔ زبیر بن عوام۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر۔ حسان بن ثابت۔ عبد اللہ بن عباس۔ ان کے بھائی فضل بن عباس۔ ابو امامہ باہلی۔ ابو بکر تاشقعی۔ سمرۃ۔ جد۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ ابو ریح کعبی۔ عبد الرحمن بن غنم۔ حسن بن علی۔ ان کے بھائی حسین بن علی۔ ابو موسیٰ اشعری۔ عبد اللہ بن جعفر طیار۔ زید بن ابی اوفی۔ زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن خطیب۔ ابو اروی دوسی۔ براء بن عازب۔ خدیفہ بن یمان۔ کعب بن ابی مالک۔ ابو واقد لیلی۔ عمران بن حصین۔ عبد الرحمن بن خباب۔ عبد الرحمن بن سمرۃ۔ یوسف انصاری۔ ربیعہ سلمی۔ عبد الرحمن بن ابی بکر۔ جبیر بن مطعم۔ عبد اللہ بن زمعہ۔ صعب بن جثامہ لیلی۔ مقدم بن معدی کرب۔ زید بن ارقم۔ یعقوب انصاری مجمع کے والد رضی اللہ عنہ۔ انہی 100 میں اور بیالیس افراد تابعین اور ان کے بعد والے ہیں تفصیل یہ ہے:۔ سوار بن عبد اللہ۔ سمون بن مہران۔ زہری، حسن بصری۔ جبیر بن نفیر۔ سعید بن مسیب۔ ثابت بن حجاج۔ برید۔ سفیان ثوری۔ عمار بن شراحیل المعروف مام شعی۔ شریک۔ لیث بن سعد۔ جابر بن عطیہ۔ محمد زکیہ النفس۔ علی بن حسین زین العابدین۔ ان کے

بیٹے محمد باقر۔ ان کے بیٹے جعفر صادق۔ عبد اللہ بن حسن مثنیٰ۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر۔ مالک بن انس۔ سہل بن عبد الرحمن بن عوف۔ محمد بن حنفیہ۔ عبد المطلب۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ۔ طارق۔ سلیمان بن یسار۔ عصمۃ بن مالک۔ خالد اسدی۔ ثمامہ بن حزن قیسری۔ اسلم مولیٰ عمر بن خطاب۔ لیث بن ابی سالم۔ ابن ابی حازم۔ مسلم بن یسار۔ ربیع بن انس۔ ابو حصین۔ محمد بن زبیر۔ زعفرانی۔ ابراہیم تمیمی۔ ابواسامہ۔ حمین جعفی۔ عبد الرزاق بن یحییٰ۔

علی ابن موفی رحمۃ اللہ کی اس بارے میں روایت رسول اللہ ﷺ کے خواب پر مشتمل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ کا خواب حق و صحیح ہے۔ اس کا انکار کوئی بدعتی دل کا اندھا ہٹ دھرم اپنی شفقت کے ہاتھوں مرنے والا ہی کر سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب 67 صحابہ کو تابعین و مابعد سے ملا یا جائے گا تو یہ سارے علاوہ حضرت علی اور ان کے راویوں کے 109 افراد ہوں گے اور ہم پہلی قسم میں یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات روایت کرنے والے کہ جن کی روایتوں پر ہم مطلع ہوئے تھے 53 افراد ہیں رضی اللہ عنہم۔

تبصرہ۔ آپ جان چکے ہیں کہ پہلی قسم میں ہم نے جو حدیثیں اور آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں۔ وہ سورۃ بقرہ کی آیات کی تعداد پر 286 ہیں اور دوسری قسم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ دیگر سے ہماری ذکر کردہ روایتوں کی تعداد 653 ہے۔ اور جب پہلی اور دوسری قسم کو ملا یا جائے گا تو یہ کل 939 احادیث و آثار ہوں گے حالانکہ ان دونوں قسموں میں ہماری ذکر کردہ تمام روایتیں کتب حدیث میں اس حوالے سے وارد روایتوں کا ایک تھوڑا سا حصہ ہیں۔ کیونکہ میں نے تمام کتب حدیث کا احاطہ نہیں کیا اور ویسے بھی میرے پاس ساری کتابیں موجود بھی نہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ میں سب حدیثیں نکال سکوں ہاں جو کوئی بندہ خدا ان کے علاوہ روایتیں پائے وہ اس رسالے میں شامل کر دے۔ اللہ ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اور بڑی خرابی ہے اس کے لئے جو اتنی کثرت کو پہنچی ہوئی ان احادیث و آثار کو دیکھے ان پر مطلع بھی ہو پھر نفس کے پیچھے لگ کر ان کی مخالفت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ذرہ نہ شرمائے۔

تبصرہ۔ آپ جان چکے کہ مذکورہ دونوں قسموں میں ہم نے جو احادیث طیبہ اور آثار شریفہ ذکر کیے ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جن میں صرف میدان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر افضلیت مذکور ہے اور بعض میں شیخین دونوں کی تمام صحابہ پر افضلیت منقول ہے اور بعض میں خلفائے ثلاثہ کی افضلیت جناب علی رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ پر بیان کی گئی ہے اور بعض میں خلفائے اربعہ کی تمام صحابہ پر افضلیت کا بیان ہے۔ اور یہ تمام روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب صدیق یا شیخین یا خلفائے ثلاثہ پر افضلیت دینے والے کا ردِ بلیغ کرتی ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مخالف صاحب رسالہ مردودہ اور اس معاملے میں اس کی موافقت کرنے والا ہر شخص۔ فند بر۔ هذا تبصرۃ اخرى۔

ستپرات از افرام تهنیت و اسما

-: لوم

اعتراض۔

ان قيل ان كثيرا من الاحاديث التي ذكرته في القسمين موقوفات و موقوف لا يقوم به حجة عند بعض اهل السنة كالشافعية۔
 دونوں قسموں میں آپ کی مذکور کثیر حدیثیں موقوف ہیں اور بعض اہلسنت مثل علمائے شافعیہ کے نزدیک موقوف حجت نہیں۔

جواب۔

قلت عن هذا الجوبة اربعة: میں کہتا ہوں اس کے چار جواب ہیں۔
 الاول: ان كثيرا مما ذكر في القسمين مرفوعات بالصراحة فهي المدار عليها في الاستدلال۔

۱۔ مذکورہ روایتوں میں سے اکثر روایتیں صراحتہ مرفوع ہیں اور یہی ہمارا مدار استدلال میں۔ فلا نقص۔
 الثاني: ان بعضا من رواة الموقوف كان عمر وغيره صرحوا بان ما كنا نقول به من التخيير المذکور كان يبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا ينكره فهذا تصريح بكون تلك الموقوفات المروية عنهم مرفوعة۔

۲۔ موقوف روایتوں کے بعض راویوں مثل ابن عمر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ ہم جو افضلیت مذکورہ بیان کرتے تھے جب یہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوتی تو آپ علیہ السلام اس کا انکار نہ فرماتے۔ اور اس میں یہ تصریح ہے کہ ان صحابہ سے مروی موقوف روایتیں مرفوع ہی ہیں۔

الثالث: ان في رواية بعضهم كابن عمر كنا نخير بين الصحابة في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم و قول الصحابة بي كنا نفعل كذا في زمنه صلى الله عليه وسلم في حكم الرفع عند المحدثين بل قال كثير من المحدثين كالنسائي والدارقطني والحاكم وغيرهم ان قول الصحابي كنا نفعل كذا من

غير قوله في زمن النبي صلى الله عليه وسلم له حكم الرفع ايضا كما صرح به في شرح الالفية وشرح النخبة وغيرها۔

۳۔ حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ ہی کے مبارک زمانے میں بالترتیب افضلیت صحابہ بیان کرتے تھے۔ اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایسا کرتے تھے محدثین کے نزدیک حکم مرفوع میں ہے بلکہ کثیر محدثین مثلاً امام نسائی، دارقطنی اور امام حاکم وغیرہم رحمہم اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ صحابی کا بغیر زمانہ نبوی کو ذکر کیے صرف اتنا ہی کہنا کہ ہم یوں کیا کرتے تھے یہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس کی تصریح شروع الایضہ اور شروع الخبہ وغیرہا میں موجود ہے۔

الرابع: ان بیان الافضلية امر لا مدخل فيه للرأى والاجتهاد كما صرح به في المقاصد والموافق وغيرهما وقد تقرر عند المحدثين قاطبة ان ما لا مدخل فيه للرأى والاجتهاد فالموقوف فيه في حكم المرفوع وقد اشرنا الى هذا الجواب الاخير ايضا سابقا فاعرفه فانه ينفعك تبصرة اخرى۔

۴۔ مسئلہ افضلیت کے بیان میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں جیسا کہ مقاصد و موافق وغیرہما میں مصرح ہے۔ اور محدثین کے نزدیک یہ بات بھی پختگی کے ساتھ ثابت ہے کہ جس بات میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ موقوف بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ آخری جواب کی طرف ہم پہلے بھی اشارہ کر آئے ہیں اس کو پہچانویہ تمہارے لئے نافع ہے۔

اعتراض۔

ان قيل ان جميع ما اوردته من الاحاديث والآثار المرفوعة والموقوفة في هذين السمين فانت قد ادعيت و مولها الى حد التواتر لكنها لا تصل على حد التواتر على قول بعض العلماء لان رواة هذه الاحاديث سبعة وستون صحابيا

سوى على رضى الله تعالى عنه فكانوا ثمانية وستين صحابيا وقد قال بعض العلماء واهل العلم ان التواتر انما يحصل بخبر سبعين نفرا او بخبر ثمانين نفرا فكيف تصح منك هذه الدعوى۔

اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے دونوں قسموں میں بیان کی ہوئی روایات مرفوعہ و موقوفہ کے حد تواتر کو پہنچنے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ بعض علماء کے قول کے مطابق اس تعداد پر حد تواتر کو نہیں پہنچتیں ہیں کیونکہ ان احادیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اگر شمار کیے جائیں تو 67 ہیں اور اگر انہیں بھی شامل کریں تو 68 ہو جائیں گے۔ حالانکہ بعض علماء اور اہل علم کے قول کے مطابق تواتر ستر 70 یا اسی 80 راویوں کی خبر سے حاصل ہوتا ہے تو پھر آپ کا یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب۔

قلت الجواب عنه على وجوه ثلاثة۔

میں کہتا ہوں اس کا جواب تین طرح پر ہے۔

الاول: انه قد ذكر في رسالة الحافظ السيوطي المسماة بالازهار والمشاركة في الاخبار المتواترة و شرح النخبة و غيره ان المختار في حد التواتر ما كان رواية عشرة فصاعدا انتهى ولا شك في تواتر هذه الاحاديث على سدا القول المختار فلا يضرنا عدم حصول التواتر على القول الغير المختار۔

۱۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ کے رسالے الاظہار والمتاثرہ فی الاخبار المتواترہ اور شرح نخبة الفكر وغيرهما میں مذکور ہے کہ حد تواتر میں مختاری یہ ہے کہ دس یا اس سے زائد راوی ہوں۔ اتنی۔ اس قول مختار کے مطابق ان احادیث کے متواتر ہونے میں کچھ شک نہیں رہا۔ قول غیر مختار پر تواتر کا عدم حصول ہو تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

الثاني: انا قدمنا سابقا ان الرواة لهذه الاحاديث والآثار عن على رضى الله

تعالى عنه قريب من مائة و عشرين نفراً فيكون التواتر عن علي رضي الله تعالى عنه حاصلًا فيها على جميع الاقوال و يكفينا التمسك بذلك في هذه المسئلة۔

۲۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان احادیث و آثار کو روایت کرنے والوں کی تعداد تقریباً 120 ہے۔ اس اعتبار سے تمام اقوال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تواتر حاصل ہو جائے گا اور ہمیں اس مسئلے میں اسے دلیل بنانا کافی ہے فلا نقص علیہ۔

الثالث : انه قد حکم المحدثون بأن حدیث ان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة مروياً عن ستة عشر صحابياً رضي الله تعالى عنهم۔ قال خاتمة المحدثين الحافظ السيوطي في رسالته في الاحاديث المتواترة ان هذا الحديث اي حديث كونهما سيدى شباب اهل الجنة في الجنة متواتر وقد اقر بذلك اي بتواتره غير السيوطي حتى ان صاحب الرسالة المردودة بنفسه كان يقول بتواتره و كان يستدل به علي كونهما مقطوعاً لهما بالجنة و انا اقول بذلك ايضاً فنقول في الجواب له ولمن تابعه لا يخفى عليك انه كما ان هذا الحديث مروي عن ستة عشر صحابياً كذلك حديث تفضيل ابى بكر الصديق رضي الله تعالى عنه علي رضي الله تعالى عنه مروي عن اكثر من ستة عشر صحابياً كما سبق غير مرة فان حكمت الآن على ذلك الحديث بكونه متواتراً و استدلت به على كون الحسين رضي الله تعالى عنه مقطوعاً لهما بالجنة كما هو الحق الحقيقي بالقبول و كما كنت تقر بذلك سابقاً فلا بذلك ان تحكم على هذا الحديث بالتواتر ايضاً وان لم تحكم على ذلك بالتواتر ولا بالقطع ولا لم تحكم بكونهما مقطوعاً لهما بالجنة فلا كلام لنا معك فقد خرجت عن مقام

الانصاف حتما تبصرة اخرى-

۲۔ محدثین نے 16 صحابہ سے مروی حدیث ذیل الحسن والحسن سدا شباب اهل الجنة "کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔" پر تواتر کا حکم لگایا ہے۔ خاتم المحدثین حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنے رسالے "الاحادیث المتواترة" میں فرمایا حدیث مذکور متواتر ہے۔ امام سیوطی کے علاوہ اور محدثین نے بھی اس کے تواتر کو برقرار رکھا حتیٰ کہ خود ہمارا مخالف مردود رسالے والا اس حدیث کو متواتر کہتا اور اس سے حسین کریمین کے قطعی جنتی ہونے پر استدلال کرتا رہا ہے اور میں بھی اسی کا قائل ہوں۔ لیکن روایات مذکورہ کے حوالے سے اسے اور اس کے پیروں کا رد کو جواب یہ ہے کہ جیسے یہ حدیث سولہ صحابہ سے مروی ہے۔ ایسے ہی جناب صدیق کی حضرت علیؓ پر افضلیت والی حدیث 16 اسے بھی زائد صحابہ سے مروی ہے تو اگر تم اس حدیث کے متواتر ہونے اور اس سے حسین کریمین کے قطعی جنتی پر استدلال کروں (جیسا کہ یہی حق اور لائق قبولیت ہے) (جیسا کہ تم پہلے اس کا اقرار بھی کرتے تھے) تو تم پر لازم ہے کہ تفضیل ابی بکر والی حدیث کو بھی متواتر کہو اور اگر تم اس کو متواتر اور قطعی نہ کہو تو پھر حسین کریمین کے قطعی جنتی ہونے کا کیوں قول کرتے ہو؟ اب ہم تم سے کوئی گفتگو نہ کریں گے کہ آپ تو یقینی طور پر مقام انصاف سے ہی نکل گئے۔

اعتراض۔

ان قيل هذه الاحاديث والآثار التي اوردتموها في هذين القسمين ليست كلها صحيحة الاسناد فلا يصح منك الاستدلال بها على نفس الافضلية فضلا عن قطعيتها۔

اگر یہ کہا جائے کہ دونوں قسموں میں آپ کے بیان کئے ہوئے تمام احادیث و آثار کی اسناد صحیح نہیں۔ لہذا آپ کا تو نفس افضلیت پر استدلال کرنا صحیح نہیں چہ جائیکہ کہ آپ قطعیت پر استدلال کرتے پھر میں۔

جواب :-

قلت الجواب عن هذا على وجوه ثلاثة -
میں کہتا ہوں اس کے تین جواب ہیں۔

الاول : انه قد بلغت الصحاء والحسان منها مبلغا كثيرا يحصل به التواتر فعلیہا المدار فی افادة القطعية وما ذكرت الباقية الا للتقوية والتأييد كما هو عمل المحافظ ابي عبد الله محمد بن اسمعيل البخاری فی صحیحہ فی تأیید الصحاء بالمتابعات والشواهد الضعيفة -

۱۔ بلاشبہ ان میں کئی صحیح اور حسن روایتیں اس درجہ کثرت کو پہنچی ہوئی ہیں کہ جس سے تواتر حاصل ہو جاتا ہے اور اثبات قطعیت میں انہیں مدیثوں پر دار مدار ہے رہی بقیہ روایتیں تو وہ ہم نے تقویت و تائید کے لئے ذکر کیں ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں احادیث صحیحہ کی تائید میں متابعات اور شواہد ضعیفہ ذکر کئے ہیں۔

الثانی : انها لما بلغت رتبة التواتر قد تقرر فی علم الاصول انه لا يشترط فی الحديث المتواتر صحة سنده ولا عدالة رواية بل ولا الاسلام قال فی التلویج ان الاسلام وعدالة المخبر فی الخبر المتواتر ليس بشرط حتى لو اخبر جمع كثير من الكفار للساكنين ببلدة بموت ملكهم حصل لنا اليقين انتهى ومثله فی امداد الفتاح شرح نور الايضاح فی کتاب الصوم ۲۔ جبکہ یہ روایتیں رتبہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور علم اصول میں یہ بات مقرر ہے کہ حدیث متواتر کی سند میں صحت دانش کے روایتوں میں عدالت بلکہ اسلام بھی شرط نہیں ”تلویج“ میں فرمایا خبر متواتر میں مخبر کا مسلمان اور عادل ہونا شرط نہیں یہاں تک کہ اگر اپنے بادشاہ کے ملک میں رہنے والے کثیر کفار کی جماعت نے کوئی خبر دی تو ہمیں اس سے یقین حاصل ہو جائے گا حتیٰ لہذا ان روایتوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے اسی کی مثل

امداد الفتح شرح نور الایضاح کتاب الصوم میں بھی مذکور ہے۔

الثالث: انه قد تقرر فی علوم الحدیث ان الحدیث الضعیف اذا كثرت طرقه قویت وبلغت درجة الحسن وان الحدیث الحسن اذا كثرت طرقه قویت وبلغت درجة الصحة و نحن قد اكثرنا من الطرق للاحادیث الواردة فی الافضلیۃ فتقوی بعضها ببعض لا سیما وان كثيرا منها صحاۃ وحسان فی ذاتها لا حاجة لها الى التقویۃ بغيرها بل بتقوی غیرها بها كما لا یخفی تبصرة اخرى۔

۳۔ علوم حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب حدیث ضعیف کی سندیں کثیر ہو جائیں تو وہ قوی ہو کر درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے اسی طرح سندیں کثیر بڑھ جائیں تو حدیث حسن درجہ صحت کو پالیتی ہے۔ اور تحقیق ہم نے افضلیت سے متعلقہ حدیث کی کثیر سندیں بیان کی ہیں

جن میں بعض بعض سے تقویت پائیں گی۔ بالخصوص یہ کہ کثیر حدیثیں تو صحیح اور حسن لذاتہ ہیں انہیں غیر سے مدد لینے کی حاجت نہیں بلکہ ان غیر ان سے مدد لے کر قوی ہو جائیں گی۔ اور یہ کوئی پوشیدگی والی بات نہیں ہے۔ تبصرہ:-

تبصرة: اعتراض۔

ان قیل ان ما ذكرت انت فی القسمین السابقین من الاحادیث والآثار لدالة علی الافضلیۃ بالترتیب المتعارف بین اهل السنة والجماعة تعد فیها بعضا من الاحادیث محکوما علیها بالوضع فلا تكون هی حجة فی شیء من الاحکام و غیرها فلا ینفک ایرادها۔

اگر یہ کہا جائے کہ دونوں قسموں کی مذکورہ روایتیں جو اہل سنت و جماعت کے ہاں معروف ترتیب افضلیت پر دلالت کرنے والی ہیں ہو سکتا ہے۔ ان میں سے کسی پر حدیث موضوع ہونے کا حکم ہو تب تو یہ احکام وغیرہ کسی شے میں حجت ہی نہ رہیں گی لہذا انہیں بیان کرنے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

جواب۔

قلت لم اطلع انا على كون شيء منها محكوما بالوضع فان اطلع احد على كون طريق من هذه الطرق المذكورة في القسمين موضوعا فليستثن ذلك الطريق من جملة الطرق المذكورة بكثرتها جزاء الله تعالى على ذالك خير الجزاء واما كون بعض الطرق منها محكوما بضعفها فلا يضرنا ذلك اصلا لما قدمنا انفا ان ضعف و عدم عدالة رواته لا يوجب خللا في الحديث المتواتر فارجع اليه ان شئت تبصرة اخرى۔

میں کہتا ہوں میری اطلاع کے مطابق ان میں سے کسی بھی حدیث یہ موضوع ہونے کا حکم نہیں اگر کوئی شخص مذکورہ دونوں قسموں میں مذکورہ سندوں میں سے کسی سند کے موضوع ہونے پر مطلع ہو تو وہ اس سند کو جملہ اسناد مذکورہ کثیر سے مستثنیٰ کر دے۔ اللہ اسے اس عمل پر بہترین جزاء عطا فرمائے ہاں بعض سندوں پر حکم ضعف ہمیں بالکل نقصان دہ نہیں کہ ہم بھی ابھی بیان کر چکے کہ حدیث متواتر کے راویوں میں ضعف اور عدم عدالت کچھ خلل پیدا نہیں کرتے۔ تبصرہ۔

اعتراض۔

ان قيل قد عارض هذه الاحاديث والآثار التي ذكرتموها في هذين القسمين احاديث كثيرة وارادة في فضل سيدنا على رضي الله تعالى عنه فصيح قول من قال بالتعارض والاتعارضاتساويا فلا ترجيح لاحد الجانبين على الآخر۔

اگر یہ کہا جائے وہ حدیثیں اور آثار جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ وہ آپ کی مذکورہ روایتوں کے معارض ہیں لہذا قائل تعارض کا قول صحیح ہے اور جب یہ دونوں متعارض ہوں گی تو برابر ہوں گی اور جانبین میں سے کسی ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح حاصل نہ ہوگی۔ ان روایتوں میں سے بعض یہ ہیں۔

منہا قوله صلى الله عليه وسلم في وقت خروجه الى غزوة تبوك حين استخلف علياً رضي الله تعالى عنه كأنه على المدينة يا علي رضي الله تعالى عنه اما ترضي ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي اخرجه الامام البخاري في غزوة تبوك و مسلم في باب فضائل سيدنا علي رضي الله تعالى عنه عن سعد بن ابي وقاص رضي الله تعالى عنه -

۱۔ رسول اللہ کا وہ فرمان جسے امام بخاری رحمۃ اللہ نے باب فضائل سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں غزوہ تبوک کے حوالے سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ضمن میں روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک کو نکلے تو پیچھے اپنی جگہ پر جناب امیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور فرمایا "اے علی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہما السلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ومنہا قوله صلى الله عليه وسلم في شأن علي رضي الله تعالى عنه في غزوة خيبر سيفتح الله تعالى غدا على يد رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله اخرجه البخاري و مسلم عن سهل بن سعد وغيره -

۲۔ غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس شخص کے ہاتھ پر فتح دے گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کو بھی امام بخاری نے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے بھی سہل بن سعد اور ان کے علاوہ سے روایت کیا۔ رحمہم اللہ۔

ومنہما قوله صلى الله عليه وسلم في شأنه يوم غدیر خم و هو ما اخرجه احمد في المناقب عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فنزلنا بغدير خم فنروي فيها الصلوة جامعة و كسح

لرسول الله صلى الله عليه وسلم تحت شجرة فصلى الظهر واخذ بيدى على رضى الله تعالى عنه وقال: الستم تعلمون انى اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى قال فاخذ بيدى على رضى الله تعالى عنه وقال اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلقية عمر بعد ذلك فقال هنيئاً لك يا ابن ابى طالب اصبحت و امسيت مولى كل مومن و مومنة فهذا الحديث يدل على ان المراد بالمولى ههنا الاولى ليطابق مقدمة الحديث۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کا غدير خم کے موقع پر وہ فرمان ہے جسے امام احمد نے مناقب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ہم نے موضع غدير خم پر پڑاؤ کیا پھر وہاں عشاء ہوئی کہ نماز کی جماعت کھڑی ہونے کو ہے اور ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے لئے مصلیٰ بچھایا گیا آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اے لوگو! کیا تم جانتے نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حقدار ہوں۔ انہوں نے عرض کی کیوں نہیں پھر آپ نے مولیٰ علی کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کی! اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ اے اللہ! علی کو دوست رکھنے والے کو اپنا دوست رکھ اور علی سے عداوت رکھنے والے کو اپنا عداوت رکھ راوی نے فرمایا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملے اور کہا۔ اے ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو آپ کی تو ہر صبح اور ہر شام اس حال میں ہوتی ہے کہ آپ ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہوتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہاں مولیٰ سے مراد اولیٰ ہے (زیادہ حقدار ہے) تاکہ یہ حدیث کے اول جزء کے مطابق ہو جائے۔

و منها قوله صلى الله عليه وسلم لعلى رضى الله تعالى عنه انت اخى فى الدنيا والآخرة اخرجہ الترمذی عن ابن عمر و قال حسن غریب و اوردة البغوی فی

المصابيح في الحسان -

رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کو حسن غریب کہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علی! آپ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو بغوی نے مصابیح فی الحسان میں بیان کیا ہے۔

جواب:-

قلت الجواب عن جمیع ما ذكرت فی المعارضة علی وجهین اجمالی و تفصیلی اما الاجمالی فهو علی وجهین -

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں۔ آپ کے ذکر کیے ہوئے ان تمام معارضات کے جواب دو قسم پر ہے۔

۲۔ تفصیلی

۱۔ اجمالی۔

الوجه الاول: ان جمیع ما ذكرت ههنا بل و جمیع ما یوجد فی الكتب الاحادیث والآثار من فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مناقبه الصحیحة الثابتة فذلک کله من بیان الفضائل و المناقب لا من باب بیان الافضلیة اذ لم یرد فیها لفظ یدل علی الافضلیة بصیغة افعل التفضیل و ما یؤدی مؤداها اصلا کما ورد فی الاحادیث والآثار التي ذکرناها فی ذینک القسمین فلا تتحقق المعارضة ههنا قطعاً و لا یشک احد من اهل الدین فی وفور فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کثرت مناقبه و خصائصه و کونه افضل من جمیع الصحابة بعد الخلفاء الثلاثة رضی اللہ تعالیٰ عنہم کما انه لا یشک لاحد منهم فی کثرة فضائل الخلفاء الثلاثة و وفور مناقبهم و خصائصهم انما تكون هذه الاحادیث والآثار حجة وردا علی من ینکر فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و

مناقبہ و خصائصہ اصلاً کالخوارج الملحدین خذلہم اللہ تعالیٰ۔

اولاً احمالی۔ پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا اور اسی طرح وہ تمام صحیح ثابت روایتیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ ان سب کا تعلق فضائل و مناقب سے ہے نہ کہ باب افضلیت سے کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا لفظ اسم تفضیل یا اس کے قائم مقام کسی صیغہ سے وارد نہیں ہوا۔ جو افضلیت پر دلالت کرتا ہو۔ اس کے برخلاف ہم نے جو مذکورہ دونوں قسموں میں روایتیں ذکر کی ہیں۔ ان میں ایسے الفاظ موجود ہیں۔ تو یہاں تو قطعی طور پر معارضہ کا تحقق ہی نہیں ہوا۔ مزید یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وفود فضائل اور آپ کے مناقب و خصائص کے کثیر ہونے اور خلفائے ثلاثہ کے بعد آپ کے سب صحابہ سے افضل ہونے میں کسی دین دار کو شک نہیں جیسا کہ خلفائے ثلاثہ کے فضائل کی کثرت اور ان کے مناقب و خصائص کے توافر میں کسی کو شک نہیں لہذا یہ حدیثیں اور آثار تو اس شخص پر حجت بنیں گے اور اس کا رد کریں گے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب و خصائص کا سرے ہی سے منکر ہے۔ جیسا کہ خوارج ملحدین اللہ ان کو رسوا کرے۔

الوجه الثانی: ان هذا الامام الاكمل والهمام الاجمل علياً رضي الله تعالى عنه الذي كان مخاطباً بهذه الاحاديث و بنحوها و مراداً و كان باب مدينة العلم و من افهم الناس لم يفهم من هذه الاحاديث الواردة في فضله تفضيل نفسه علي ابى بكر الصديق رضي الله تعالى عنه و عمر رضي الله تعالى عنه و قد ثبت عنه قطعاً انه كان يفضلهما على نفسه و على سائر الامة و كفى به قدوة في هذا الباب التفضيل و هو اعلاء الصحابة الذين هم اعلم الناس بمهر و كلام الله تعالى و كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم اتفقوا كلهم او جمهورهم و ما شذ منهم الا قليل ان صح شذوذه علي ان افضل هذه الامة ابو بكر ثم عمر ثم

عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکفی بہم قدوة وما احسن ما قال حسان
 یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثلثة برزوا
 بفضلہم ابصرہم دینا اذا نشر وافلّس من مؤمن لہ بصرا ینکر تفضیلہم اذا
 ذکروا تساووا فلا فرقة فی حیاتہم واجتمعوا فی الممات اذا قبروا والاجوبة
 عن هذا الاشکال متعددة لکن هذان الجوابان مغینان لمن نور اللہ قلبہ بنور
 السنة۔

۲۔ یہ کہ یہ امام اکمل اور ہمام اجمل حضرت علی رضی اللہ عنہ جو ان روایات میں مخاطب اور مراد ہیں اور
 باب مدینہ العلم اور سمجھد از زمانہ ہیں یہ اپنی فضیلت میں وارد حدیثوں سے شیخین پر اپنی افضلیت نہ سمجھ
 سکے بلکہ اس کے برخلاف یقینی طور پر ان سے ثابت ہے کہ حضرت شیخین کو خود پر اور ساری امت پر
 فضیلت دیا کرتے تھے لہذا ہمیں اس مسئلہ تفصیل میں ان کی پیشوائی کافی ہے۔ اسی طرح صحابہ جو لوگوں
 میں سے کلام الہی اور کلام رسول کی مراد کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ وہ سب یا ان کے جمہور
 (علاوہ ان چند کے جو ان سے علیحدہ ہیں۔ جبکہ ان کی یہ علیحدگی صحیح طور پر ثابت ہو جائے)۔ تو اسی پر
 متفق ہیں کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت
 فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد جناب ذوالنورین اور ان کے بعد مولائے کائنات ہیں۔ اور ہمیں ان کی
 افتاء کافی ہے۔ حضرت حسان کے یہ اشعار کتنے اچھے ہیں جن میں وہ نبی اکرم اور آپ کے دونوں
 ساتھیوں صدیق و فاروق کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ ”یہ تینوں ہستیاں اپنے فضل کے ساتھ ظاہر ہوئیں۔
 جب دنیا میں پھیلے تو دین کو بڑی بصیرت سے چلایا وہ مومن نہیں جو صاحب بصیرت ہو کر ان کے ذکر
 کے وقت ان کی افضلیت کا انکار کرے۔ ان سرداروں کی زندگیوں میں کچھ فرق نہیں اور جب یہ قبر
 میں گئے تب بھی اکٹھے ہی رہے۔ اس اشکال کے اور بھی متعدد جوابات ہیں لیکن جس کے دل کو اللہ
 نے نور منت سے منور کیا ہے اسے یہ دو جواب ہی بس ہیں۔

و اما التفضيلي فنقول اما الجواب من الحديث الاول و هو حديث المنزلة فهو ان هذا الحديث و ان كان على الرأس و العين لكونه حديثاً صحيحاً في حد ذاته لكنه لا يدل على مدعى صاحب الرسالة المردودة القائل بأن علياً رضى الله تعالى عنه افضل الصحابة قاطبة بالفضل الكلى قطعاً و لفظ القطع و ان لم يصرح به عند ذكره لهذا الحديث لكنه ما صرح به فيما بعده حيث قال ان هذا الحديث قطعى فى افادة الفضل ظنى و حيث خصوص العام و نحن نتكلم على هذا الحديث فى انواع ثلاثة .

الاول : انه لا يفيد اثبات الافضلية بالفضل الكلى لعلى رضى الله تعالى عنه على الخلفاء الثلاثة رضى الله تعالى عنهم ولو على سبيل الظن .

الثانى : انه لا يفيد ما بطريق القطع .

الثالث : انه لا يفيد اوليته بالخلافة من الخلفاء الثلاثة كما توهمه الشيعة الشنيعة وهذا البيان الثالث استطردى و ان لم تكن هذه الرسالة موضوعة لبيان مسألة الخلافة بل لبيان مسألة الافضلية .

دوم تفصيلى

اب آئى تفصيلى جواب كى طرف تو ہم کہتے ہیں کہ پہلى حديث (حديث منزله) اگر چه كه حديث صحيح لذته ہونے كى وجہ سے ہمارے سر آنكھوں پر ہے لیکن یہ صاحب رسالہ مردود كے مدعا پر دلیل نہیں بن سكتى کہ اس كا یہ دعوى ہے کہ حضرت على تمام صحابہ سے كلى اور قطعى طور پر افضل ہیں اگر چه اس نے اس حديث كو ذكر كرتے ہوئے لفظ قطعیت كى صراحت نہیں كى لیکن بعد میں جہاں اس نے یہ کہا کہ یہ حديث فضل كا فائدہ دینے میں قطعى اور عام سے خاص كرنے كى حیثیت سے ظنى ہے وہاں اس نے اس كى صراحت كى ہے۔ ہم اس حديث پر تین طرح سے گفتگو كريں گے۔

۱۔ یہ حدیث خلفائے ثلاثہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی کو ثابت نہیں کرتی اگر چہ ظنی طور پر کیوں نہ ہو۔

۲۔ یہ اس موقف کا کچھ بھی قطعی فائدہ نہیں دیتی۔

۳۔ یہ خلفائے ثلاثہ کی نسبت حضرت علی کے زیادہ حق دار خلافت ہونے کا فائدہ بھی نہیں دیتی جیسا کہ شیعوں نے اس کا وہم کیا ہے۔ رسالہ ہذا اگرچہ کہ مسئلہ فضلیت کے موضوع پر ہے۔ معاملہ خلافت اس کا موضوع نہیں لیکن اس کو بھی یہاں وضاحت سے بیان کر دیا جائے گا۔

فاقول اما النوع الاول: فالوجوه تسعة بل هي اثني عشر وجها في الحقيقة كما تعرفه -

تفصیل: نوع اول کی نو بلکہ درحقیقت بارہ ۱۲ وجوہ ہیں۔ جیسا کہ آپ ابھی انہیں جان جائیں گے۔

الوجه الاول: ان صاحب الرسالة المردودة ادعى افضلية على رضي الله تعالى عنه معللا بانه صلى الله عليه وسلم اثبت له كلما كان ثابتا لهارون سوى النبوة ومنه الافضلية فهذا القول منه قول باطل لا اصل له اذ هو مبني على كون لفظ المنزلة بنفسه عاما ولم يقل به احد من علماء الاصول والفروع ولم يأت له بشاهد يشبته ولا بدليل يؤيده فهو قول صحت من عنده نفسه او ماخوذ من كلام الرافضة الباطلة وقياسه اياه على لفظ المثل و كاف التشبيه الذي ذهب بعض اهل العلم الى عمومها بناء على تقارب معناها لهما قياس فاسد اذ لا قياس في اللغة و عن هذا لم يقل احد من القائلين بعموم لفظ المثل و كاف التشبيعه بالعموم في كان التشبيه مع ان معناها مقارب لهما و كم من فرقا بين من و عن الجارتين مع ان معناها متقارب فاذا ثبت ان لفظ المنزلة ليس من الفاظ العموم لم يثبت العموم الذي ادعاه صاحب

الرسالة المردودة و بطل قوله من اصله بل كان هذا الكلام نظير قولنا زيد بمنزلة الاسد الا انه لا يفترس فان هذا القول يدل على ان زيدا مشابه للاسد في وصف الشجاعة فقط كما تقرر عند علماء البيان وغيرهم ولا يدل على العموم اعني على ان زيدا مشابه للاسد في كل وصف من اوصافه سوى الافتراس حتى في ان لزيد قوائم اربعا كالاسد وان له ذنبا مثل ذنب الاسد وان في فمه متحرا مثل متحرا الاسد وان عليه شعرا مثل شعر الاسد الى غير ذلك من الوجوه و ورود صورت الانشاء في هذا القول الا يدل على كونه متصلا فكذا في حديث المذکور لان الاتصال فرع العموم وسيات الجواب عن ورود صورت الاستثناء بوجه آخر ايضا كما متعرفه -

وجه (۱)۔ اس مردود رسالے والے نے افضلیت علی کے دعویٰ کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے نبوت سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ہر درجہ فضیلت ثابت کیا ہے اور یہی افضلیت ہے۔ اس کا یہ قول باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں کیونکہ اس کا مدار اس پر ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو جملہ مذکورہ کہ ”میری نسبت تمہارا درجہ یہ ہے بالعموم فرمایا ہو۔ حالانکہ علمائے اصول و فروع میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ پھر مدعی اس کو ثابت کرنے کے لئے گواہ بھی نہیں لایا ہے اور نہ ہی تقویت دینے کے لئے کوئی دلیل لایا ہے۔ تو یہ قول اس کی اپنی اختراع ہے یا پھر باطل رافضیوں کے کلام سے لیا گیا ہے۔ اور قربت معنی کی وجہ سے لفظ ”منزلت“ کو لفظ مثل اور کات تشبیہ (کہ بعض اہل علم ان کی عمومیت کے قائل ہیں) پر قیاس کرنا قیاس فاسد ہے۔ کہ لغت میں کوئی قیاس نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی نے لفظ مثل اور کات تشبیہ کے مطلقاً ہر جگہ عام ہونے کا قول کیا ہے۔ من جادہ اور عن جادہ کے درمیان کتنا فرق ہے اسے ہی دیکھ لیجئے حالانکہ معنی تو دونوں کا قریب قریب ہے۔ (لیکن کوئی بھی انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کرتا) تو ثابت ہو گیا کہ جب لفظ ”منزلت“ لفظ

عمومیت میں سے نہیں تو پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دعویٰ مذکور کسی کھاتے میں نہیں اور اس کا قول مذکور سرے سے ہی باطل ہے بلکہ یہ تو ہمارے اس قول کی نظیر ہو گا کہ ہم نہیں زید شیر کی طرح ہے بس چیر پھاڑ نہیں کرتا تو یہ قول اس پر دلیل ہے کہ زید شیر سے مشابہت صرف بہادری میں ہے جیسا کہ علمائے بیان وغیرہم کے نزدیک یہ بات ثابت ہے۔ اور یہ قول عمومیت پر دال نہیں یوں کہ سوا چیر نے پھاڑنے کے زید شیر کے ہر ہر وصف میں مشابہ ہو شیر کی طرح اس کی بھی چار ٹانگیں ہوں اس کی طرح اس کی بھی دم ہو اس کے منہ میں بھی اس کی طرح کا منخر ہو شیر کی مثل اس پر بھی بال ہوں اور دیگر اور چیزیں۔ رہا اس قول میں ورود استثناء تو وہ اتصال پھر دلیل نہیں ایسے ہی حدیث میں مذکور استثناء بھی اتصال پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ اتصال تو فرع ہے۔ جب عموم ہی نہیں تو اتصال کس طرح۔ عموم کی مزید اس صورت استثناء کا جواب آگے آئے گا۔

الوجه الثاني: انه لو استدلل هو على عموم لفظ المنزلة لا بنفسه بل بالنظر الى ان لفظ المنزلة اسم جنس اضعف فيعم من هذا الوجه -

وجہ (۲)۔ یہ کہ مخالف لفظ ”منزلة“ کی عمومیت پر استدلال اس نصف لفظ سے نہیں کرتا بلکہ اس اعتبار سے کرتا ہے کہ ”منزلة“ اسم جنس ہے جو دیگر منازل (مراتب) کی طرف بھی مضاف ہے لہذا یہ عام ہو گا۔

قلنا قد احباب عنه الملا سعد التفتازاني في شرح المقاصد بان لا نسلم لفظ المنزلة المضاف المنازل كلها بل غاية الاسم المفرد المضاف الاطلاق وربما يقال انه معهود معين كغلام زيد انتهى -

تو ہم کہتے ہیں کہ اس کا جواب ملا سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح مقاصد میں یوں دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہم تسلیم ہی نہیں کرتے کہ لفظ ”منزلة“ کی اضافت و نسبت ”تمام مراتب کی طرف ہے بلکہ یہ اسم مفرد ہے، اور اسم مفرد مضاف (اضافت والا مفرد) زیادہ سے زیادہ مطلق ہوتا ہے اور بسا اوقات یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے وہ معهود معین یعنی جانا پہنچانا تعین شدہ ہے جیسے یہ کہنا زید کا غلام ”اٹھی“۔

فعلى هذين الوجهين بطل استدلال صاحب الرسالة المردودة على العموم من اصله اذ المطلق يصدق عن فرد ما فبطل قوله اثبت له كل ما كان ثابتاً لهارون آة كما لا يخفى ولو سلم انه ليس بمطلق بل هو معرفة لضافته الى المعرفة فقد قامت القرائن ههنا على تعيينه ولا معهوديته وهو ان المراد بالمنزلة منزلة الاستخلاف في غزوة تبوك على المدينة ايام تبوك ومن المقرب في الاصول ان الحمل على المعهود المعين اقوى واقدم من الحمل على الاستغراق والعموم وان فرض قابلية المحل للعموم خصوصاً فيما نحن فيه لعدم قابلية المحل للعموم فيه اصلاً كما سيأتى بيانه وقال العلامة الاصفهاني في شرح الطوابع لا نسلم ان اهل الجنس كلفظ المنزلة اذا عرى عن موجبات التعريب ولفظ كل يعم بل هو من قبيل الاسماء المطلقة الصالحة لكل واحد على سبيل البدل والا لم يبق فرق بين المطلق والعام والظاهر ان معناه تشبيهه على رضى الله تعالى عنه بهارون في الاخوة والقرابة انتهى۔

اب ان دنوں وجہوں پر مخالف کا استدلال عمومیت جو سے کٹ گیا کیونکہ مطلق تو کسی بھی فرد پر صادق آجاتا ہے۔ لہذا مخالف کا یہ کہنا کہ ”حضور علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام والی تمام فضیلتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت کی ہیں۔ باطل ہو گیا (اور یہ مخفی نہیں) اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ مطلق نہیں بلکہ معرفہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہے تب بھی اس کے مہود و متعین ہونے پر یہاں قرائن موجود ہیں اور وہ یہ کہ یہاں ”منزلہ“ سے مراد غزوہ تبوک کے دنوں میں مدینہ پر رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ بننے کی منزلت ہے اور اصول میں یہ بات مقرر ہے کہ حکم کو معهود و معین پر محمول کرنا استغراق و عموم پر محمول کرنے سے مقدم ہے۔ اگر چہ محل کے لئے عموم کی قابلیت فرض کر لی جائے بالخصوص جس بحث میں ہم ہیں۔ اس میں تو استغراق و عموم پر حمل درست ہی نہیں کیونکہ اس میں محل

کے لئے عموم کی بالکل قابلیت نہیں ہے۔ مزید اس کا بیان آگے آئے گا۔ اور علامہ اصفہانی نے شرح الطوالع میں فرمایا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اسم جنس عام ہوتا ہے (جیسا کہ لفظ منزلۃ) جبکہ اس کو اسباب تعریف سے خالی کر دیا جائے اور اسی طرح لفظ کل (بلکہ یہ اسمائے مطلقہ میں سے ہوتا ہے کہ برہیل بدلیت ہر فرد پر صادق آسکتا ہے ورنہ تو مطلق و عام کے درمیان کچھ فرق ہی باقی نہ رہے گا اور ظاہر ہے کہ یہاں پر نبی کریم علیہ السلام نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے وہ اخوت و قرابت میں ہے۔ اتھی۔

الوجه الثالث: انه لو استدلل على العموم بدليل ورود الاستثناء المتصل الذي هو للاصل في باب الاستثناء. قلنا قد اجاب عنه السعد التفتازاني في شرحه على المقاصد بأنه ليس الاستثناء المذكورة اخراجا لبعض افراد المنزل بل منقطع بمعنى لكن على ما لا يخفى على اهل العربية فلا يدل على العموم كيف ومن منازل هارون الاخوة في النسب ولم يثبت لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہی۔

وجہ (۳)۔ اگر مخالف کی وجہ استدلال ورود استثناء متصل ہو جو کہ باب استثناء میں اصل ہے تو ہم کہیں گے کہ اس کا جواب بھی علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح مقاصد میں دے دیا ہے اور وہ یہ کہ استثناء مذکورہ ”منزلۃ“ کے بعض افراد کو خارج کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ لگن کے معنی میں مستثنیٰ منقطع ہے اور یہ عمومیت پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ کسی عرب دان پر مخفی نہیں مزید یہ کہ یہاں عمومیت مراد لینا کیونکر ممکن ہے کہ جناب ہارون علیہ السلام کے مراتب میں تو نسبی اخوت بھی ہے اور مولائے کائنات کے لئے تو یہی وہ ہے ہی نہیں اتھی۔

الوجه الرابع: انهم لو استدلو بان لفظ المنزلۃ يعم المنازل كلها فنقول انه لو كان لفظ المنزلۃ يعم المنازل كلها لكان استخلاف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مشابہا لاستخلاف ہارون من کل وجه و لیس كذلك فقد ثبت ان استخلاف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المدینة فی غزوة تبوک لم یکن علی عسکر من المسلمین بل علی النساء والصبیان اذ کل من کان قادرا علی الخروج من الرجال من المؤمنین لم یتخلف عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی هذه الغزوة حتی قیل ان قد اجتمع معہ فی هذه الغزوة ثلاثون الفا و قیل سبعون الفا ولم یتبق بالمدينة من الرجال المؤمنین الا عاص او معذورة لهذا جعل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتبکی و یقول استخلفنی فی النساء والصبیان کما رواہ مسلم فی صحیحہ بخلاف استخلاف ہارون فانہ کان علی جمیع عسکرہ موسیٰ ولم یخرج موسیٰ معہ الی الطور من تمام عسکرہ الذی ہو قدر ستمائة الف الا سبعین رجلا کما صرح بہ فی الکتاب العزیز فعلم ان لفظ المنزلة لا دلالة له علی العموم اصلا۔

وجہ (۴)۔ اگر مخالف یہ استدلال کرے کہ لفظ "منزلة" ہی تمام مراتب کو شامل ہے تو ہم کہیں گے اگر لفظ "منزلة" تمام مراتب کو شامل ہو تو حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا من کل الوجوہ (کلی طور پر) حضرت ہارون کو خلیفہ بنانے کی طرح ہوگا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علیؓ غزوہ تبوک کے دنوں میں مدینہ میں مسلمانوں کے لشکر پر نہیں بلکہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنائے گئے تھے اور اس غزوہ میں جو بھی مسلمان مرد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے جانے پر قادر تھا وہ چلا گیا تھا پیچھے نہ رہا تھا۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ 30000 تیس ہزار افراد حضور علیہ السلام کے ساتھ گئے اور ستر ہزار کا قول بھی کیا گیا ہے۔ مومن مردوں میں سے مدینہ میں صرف معذور یا عاصی افراد ہی رہے تھے اور کوئی نہ تھا جسکی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رو دیے تھے اور کہا تھا کہ مجھے حضور علیہ السلام نے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا دیا ہے۔ جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ تو تھا

اختلاف علی اب ذرا حضرت ہارون علیہ السلام کا خلیفہ بننا بھی دیکھتے۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کل لشکر پر خلیفہ تھے اور موسیٰ علیہ السلام اپنے چھ لاکھ کے لشکر میں سے صرف 70 ہزار افراد کو اپنے ساتھ کوہ طور پر لے کر گئے تھے جیسا کہ کتاب عزیز قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دونوں میں کس قدر فرق ہے پتہ چلا کہ لفظ ”منزلۃ“ کی عمومیت پر کچھ بھی دلالت نہیں ہے۔

الوجه الخامس : بان قول صاحب الرسالة المردودة و صما كان ثابتا لهارون عليه السلام من المنازل انه كان افضل من مع موسى عليه السلام من اصحابه فضلا كلياً واكثرهم ثواباً عند الله من كل وجه -

وجہ (۵) - مخالف کا یہ کہنا ہے کہ میدان ہارون علیہ السلام کے فضائل میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام اصحاب سے کلی طور پر افضل اور اللہ کے ہاں ان میں من کل الوجہ سب سے زیادہ ثواب والے تھے۔

قلنا هذا الكلام ممنوع لان الظاهر من كلامه انه ان اراد بالفضل العلي معني العموم و ان هارون ازيد من اصحاب موسى و جميع امته في كل فرد فرد من الفضائل فهذا غير صحيح في حق هارون اصلاً فلا يصح في حق علي رضي الله تعالى عنه حتماً اذ قد يحصل لبعض افراد الامة بعض الفضائل التي لا توجد في النبي كمرتبة الشهادة مثلاً الموجودة في بعضهم لم توجد في هارون عليه السلام وان اراد بالفضل الكلي الفضلية المطلقة المراد بها الفرد الكامل اعني اكثرية الثواب عند الله بالنسبة الى جميع تلك الامة فهو لم يثبت في حق هارون عليه السلام بسبب هذا الحديث بل بسبب كونه نبياً رسولا والرسول افضل من غير الرسول بهذه الفضيلة ولكن لم توجد وصف النبوة والرسالة في علي رضي الله تعالى عنه فكيف يثبت له الفضل الكلي بهذا

المعنى على جميع الامة مع عدم ثبوت هذا الوصف له وان كان هو افضل الامة بعد الخلفاء الثلاثة بشهادة سائر الاحاديث التي اوردناها في القسمين السابقين ولا كلام فيه -

ہم کہتے ہیں کہ کلام ممنوع ہے کیونکہ اگر تو اس نے یہاں عمومی معنی کے ساتھ فضیلت کلی مراد لی ہے یوں کہ حضرت ہارون جناب موسیٰ علیہما السلام کے تمام اصحاب اور ان کی ساری امت سے ہر ہر فضیلت میں زائد ہوں تو ان کے حق میں بالکل یہ صحیح نہیں لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی یقیناً ایسا استدلال صحیح نہیں کیونکہ بعض امتوں کے نصیبے میں کوئی ایسی فضیلت بھی ہو سکتی ہے جو نبی کے حق میں نہ پائی جائے۔ مثال کے طور پر مرتبہ شہادت ہے کہ بعض امتوں کے حق میں تو موجود تھا لیکن جناب ہارون علیہ السلام کے حق میں نہیں تھا۔ اور اگر اس نے فضیلت کلی سے فضیلت مطلقہ کا ارادہ کیا ہے کہ جس فرد کا مل (یعنی یہ کہ نسبت دیگر ساری امت کے جناب ہارون علیہ السلام کا ثواب اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ہے) مراد ہے تو یہ فرد کامل (اکثریت ثواب) حضرت ہارون کے حق میں اس حدیث کے سب سے نہیں بلکہ ان کے نبی مرسل ہونے کی وجہ سے ثابت ہے اور رسول اس فضیلت کی وجہ سے غیر رسول سے افضل ہوتا ہے لیکن حضرت علی کے حق میں تو نبوت و رسالت کے اوصاف نہیں پائے جاتے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ اس اعتبار سے تمام امت پر ان کی افضلیت ثابت ہو جائے حالانکہ یہ وصف ان کے لئے ثابت ہی نہیں اگرچہ کہ وہ خلفاء خنفسہ کے بعد دیگر ساری امت سے افضل ہیں جس پر ہماری ذکر کی ہوئی حدیثیں گواہ ہیں اور اس میں کوئی کلام بھی نہیں ہے۔

الوجه السادس : انالو تنزلنا وسلمنا العموم في المنازل فلا شك انه يصير مخصوصاً معيناً بمعونة المقام اذ المقام استخلاف على رضي الله تعالى عنه على المدينة خاصة في ايام تبوك بدليل سباق الحديث فعن سعد بن ابى وقاص رضي الله تعالى عنه قال خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابن

ابن طالب رضى الله تعالى عنه فى غزوة تبوك فقال يا رسول الله اتخلفنى فى النساء والصبيان قال اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى .
 اخرجه مسلم وفى رواية عن سعد ايضاً خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فى غزوة تبوك علياً رضى الله تعالى عنه على اهله و امره بالاقامة فيهم فارجف المنافقون على على رضى الله تعالى عنه وقالوا ما خلفه الا استثقلاً قال فاخذ على رضى الله تعالى عنه سلاحه ثم خرج حتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو نازل بالجرف فقال يا نبي الله زعم المنافقون انك خلفته لانك اتقثقلتني وتبععت منى فقال كذبوا ولكنى خلفتك لما تركت ورأى فاجع فاخلفنى فى املئ واهلك فلا ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى فقد ظهر من سباق هذين الحديثين وغيرهما ان استخلاف على رضى الله تعالى عنه كان على المدينة خاصة فى ايام تبوك فكان نصاصريحاً فى ان المراد بالعام ههنا هذا الفرد الخاص فلم يكن شاملاً لمادة الافضلية قطعاً كما توهمه صاحب الرسالة المرودة غلطاً بطل قوله واستدل له حتماً وحزماً .
 وهذا الذى ذكرناه بالنظر الى نفى دلالة هذا الحديث على الافضلية واما بالنظر الى عدم دلالته على اولية الخلافة له بعد النبي صلى الله عليه وسلم فنقول يدل على ذلك سياق الحديث كما ذكرنا ويدل عليه ايضاً تشبيهه صلى الله عليه وسلم له بهارون فى استخلاف موسى اياه عليهما السلام حين ذهب الى الطور فانه لما رجع موسى الى قومه انتهيامر الاستخلاف بالرجوع ورجع هارون الى حالته الاولى فكذلك على رضى الله تعالى عنه كان خليفة له صلى الله عليه وسلم على اهل المدينة ايام اشتغاله بتبوك فلما رجع منه انتهى

امر الاستخلاف ورجع على رضى الله تعالى عنه الى حالته الاصلية لما عرف ان نفاذ امر التائب ينتهى الى حضور المنوب منه -

فكان معنى الحديث انت منى بمنزلة هارون من موسى فى امر الخلافة على المدينة فى ايام تبوك وقد وقع مثل هذا الاستخلاف عنه صلى الله عليه وسلم مرات كثيرة فى غزوات عديدة و عمرات متعددة فانه كلما كان يخرج الى غزوة او حج او عمرة كان يستخلف واحد من اصحابه على المدينة صيانة لاهلها عن الخلل و شر الاعداء فاستخلف فى بعضها زيد بن حارثة وفى بعضها ابن ام مكتوم وفى بعضها غيرهما وقد استخلف على المدينة حين ذهابه الى غزوة بدر بالبابة بن عبد المنذر و غزوة بنى المصطلق اباذر الغفارى و غزوة ذى امر عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه و غزوة قينقاع بشر بن المنذر وفى سائر خرجاته غيرهم بل انه صلى الله عليه وسلم فى ايام حجة الوداع الذى هو آخر خرجاته كلها و متاخر عن غزوة تبوك قد استخلف على المدينة صحابيا غير على رضى الله تعالى عنه وهو ابو دجانة الساعدى الانصارى الخزرجى و اسمه سماك بن خرشبة وهو مشهود بكينة وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسل عليا رضى الله تعالى عنه قبيل حجة الوداع على اليمن بل قد قال الشامى فى سيرته انه صلى الله عليه وسلم استخلف ابن ام مكتوم على المدينة فى خرجاته ثلثة عشر مرة انتهى . وكان هذا الاستخلاف يدل على الخلافة البعدية فضلا عن اوليتها لكان كلهم بتحقيق ذلك لا سيما ابن ام مكتوم الذى استخلفه ثلثة عشر مرة ولا سيما ولا سيما ابو دجانة الذى استخلفه فى آخر خرجاته والتالى باطل فالمقدم مثله -

وجہ (۶)۔ اگر ہم بریںیل تنزل مان بھی لیں کہ یہاں عموم مراتب ہے۔ تب بھی اس میں شک نہیں کہ دلالت مقام کی وجہ سے یہ مخصوص و معین ہو بھی جائے گا کیونکہ مقام یہاں یہ ہے کہ خاص تبوک کے دنوں میں جناب امیر کو مدینہ پر خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس پر دلیل اس حدیث کا سابق ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر جناب علی کو اپنے پیچھے مدینہ کا خلیفہ بنایا تو انہوں نے عرض کی آقا! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علیہما السلام و رضی اللہ عنہ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل پر خلیفہ بنایا اور ان کی دیکھ بھال کرنے کا حکم دیا تو منافقین جناب علی پر بہتان باندھنے لگے کہ حضور نے انہیں بوجھ سمجھتے ہوئے مدینہ کا خلیفہ بنا دیا ہے۔ سعد فرماتے ہیں حضرت علی نے اپنے ہتھیار لئے اور یہاں تک کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام اس وقت مقام ”بحرف“ میں تشریف فرما تھے حضرت علی نے عرض کی اے اللہ کے نبی! منافقین تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھ کر اور مجھ سے تنگ آ کر خلیفہ بنا دیا ہے فرمایا انہوں نے جھوٹ کہا میں نے تو تمہیں اپنے پیچھے والوں کے لئے خلیفہ بنایا ہے جاؤ اور میرے اور اپنے اہل میں میری نیابت ادا کرو کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہ ہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی (علیہما السلام و رضی اللہ عنہ)۔

ان دونوں اور اس طرح کی دیگر حدیثوں کے سابق سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدینہ پر خلیفہ بننا خاص تبوک کے دنوں میں تھا۔ اور یہ اس حوالے سے نص صریح ہے کہ یہاں پر عام سے مراد یہ فرد خاص ہے تو قطعی طور پر یہ مادہ افضلیت کو شامل نہ ہوگی۔ جیسا کہ اس مردود رسالے والے کو غلطی لگی اور وہم ہوا ہے لہذا اس کا قول و استدلال حتماً یقیناً باطل ہے۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس اعتبار سے ہے کہ اس حدیث کی افضلیت پر دلالت نہیں رہا۔ موقف کہ اس حدیث سے جناب علی کا بعد رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑھ کر حقدار خلافت ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ تو سنیہ ہم اس کی تفصیل میں کہتے ہیں کہ اس پر سیاق حدیث دلالت کرتا ہے (جیسا کہ ہم ذکر کر چکے) اور اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب علی کو جناب ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو ہ طور پر گئے تو پیچھے انہیں خلیفہ بنا کر گئے تھے لیکن جب واپس اپنی قوم کی طرف آئے تو لوٹنے کی وجہ سے وہ نیابت ختم ہو گئی اور حضرت ہارون اپنی پہلی ہی حالت پر آ گئے ایسے ہی حضرت علی حضور علیہ السلام کے پیچھے آپ کے غزوہ تبوک میں مشغول ہونے کے دنوں میں اہل مدینہ پر خلیفہ تھے پھر جب حضور واپس آئے تو نیابت ختم ہو گئی اور حضرت علی اپنی حالت اصل پر لوٹ آئے کہ ابھی ابھی معلوم ہو چکا کہ اصل کے لوٹنے پر نائب کے حکم کا نفاذ ختم ہو جاتا ہے۔

اب اس حدیث اُنت منی بمنزلة هارون من موسى کا معنی یہ ہوگا کہ مدینہ پر نائب بننے کا معاملہ صرف ایام تبوک میں تھا۔ اور بلاشبہ اس طرح تو حضور علیہ السلام نے متعدد غزوات اور متعدد عمروں میں بہت دفعہ کئی صحابہ کو خلیفہ بنایا ہے۔ آپ علیہ السلام جب بھی کسی غزوے و حج یا عمرے کو جاتے تو اپنے کسی صحابہ کو مدینہ پر خلیفہ بنا دیتے تاکہ اہل مدینہ کا کوئی معاملہ وغیرہ بگڑنے اور دشمن کے شر سے حفاظت کا سامان ہو۔ برا اوقات آپ علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اسی طرح بعض دفعہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نیابت دی اور بعض اوقات ان کے علاوہ اور صاحب بھی حضور علیہ السلام کے خلیفہ بنتے رہے کہ جب آپ علیہ السلام غزوہ بدر کو گئے تو حضرت ابولبابہ بن عبد المنذرؓ کو اور غزوہ بنی مصطلق کو جاتے ہوئے حضرت ابوذر غفاریؓ کو اسی طرح غزوہ ذی امر کو تشریف لے جاتے ہوئے حضرت عثمان بن عفانؓ اور غزوہ قینقار کے موقع پر حضرت بشر بن منذرؓ کو خلیفہ بنایا رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح اپنے دیگر اسفار میں ان کے علاوہ کو بھی خلیفہ بنایا۔ حضور علیہ السلام نے پھر سفر کے موقع پر کسی نہ کسی کو خلیفہ بنایا بلکہ حجة الوداع جو آپ کا سب سے آخری اور غزوہ تبوک کے بھی بعد کا

سفر تھا اس وقت آپ نے جناب علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی حضرت ابو جہلہ ساعدی انصاری خزر جی مکی سماک بن خربہ جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں انہیں مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ حجۃ الوداع سے کچھ پہلے حضور علیہ السلام نے جناب امیر کویمن کا خلیفہ بنا کر روانہ کر دیا تھا۔ ثانی نے اپنی ”سیرت“ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ ۱۳ مرتبہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنے سفروں میں پیچھے خلیفہ بنایا ہے۔ انتہی۔ اب اگر یہ خلیفہ بنانے کا عمل خلافت اولیت پر دلالت کرنا تو عجبا خلافت بعدیت پر بھی دلالت کرتا ہوتا تو یہ سب خلفائے مصطفیٰ اس کے مستحق ہو چکے ہوتے بالخصوص ابن ام مکتوم۔ کہ حضور علیہ السلام نے انہیں تیرہ ۱۳ مرتبہ اپنا خلیفہ بنایا اور بالخصوص حضرت ابو جہلہ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے سب سے آخری سفر میں انہیں نائب بنایا تھا۔ جب تالی باطل ہے تو مقدم بھی باطل ہے۔

اعتراض۔

ان قیل یشکل هذا الجواب بما تقرر فی علم الاصول ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص لسبب۔

اگر اس جواب پر یہ اشکال کیا جائے کہ علم اصول میں یہ طے ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں ہوتا (اور یہاں اس کے برخلاف ہے)۔

جواب۔

قلنا قد افدناک فی الوجوه الثلاثہ۔

الاول : ان لفظ المنزلۃ لا عموم فیہ اصلا ولو تنزلنا وسلمانا فیہ العموم فظاهر ان المقرر عنہ الشافعیۃ عکس هذه القاعدة وهو ان العبرة لخصوص السبب لا لعموم اللفظ کہا اذا اشتري شيئاً بالدرهم المطلقة فانه يتصرف الى الدرهم المعروفة في نقد ذلك البلاء و کہا اذا قال احد بغيرة تعال تغد

معی فقال ان تغدیت فعبدی حر ولم یقل معک فان الحلف ینصرف الی التغدی معه فی ذالک الوقت لا الی تغدی مع غیرہ ولا الی تغدی معه فی وقت آخر وکما اذا قال احد لغيره اتغتسل اللیلة عن جنابة فقال ان اغتسلت فعبدی حر ولم یقل اللیلة ولا عن جنابة فانه ینصرف الی الاغتسال فی هذه اللیلة عن جنابة حتی لو اغتسل فی غیر تلك اللیلة او فی تلك اللیلة لا عن جنابة فانه لا یحنت وهذا لان دلالة الحال صارت مخصصة للجواب بالسؤال السابق کذا فی فصول البدائع الشمس القتاری والتحریر لابن الهمام و غیرهما من کتب الاصول والفروع فکذا فیما نحن فیہ لما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلعتک علی المدینة فی غزوة تبوک واستعصب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ التخلف عن مصاحبته صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتخلفنی فی النساء والصبیان فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسی فقد دلت هال هذا الکلام وحال المتکلم من الجانبین علی ان تشبیه بهارون مخصوص بهذا الامر الخاص اعنی استخلافه علی المدینة فی ایام تبوک ولا یسری الی غیر المدینة ولا الی غیر ایام تبوک ولو فی حیاته صلی اللہ علیہ وسلم فضلا عما بعد وفاته کما ان استخلاف هارون کان مخصوصا بکونه علی بنی اسرائیل ایام ذهاب موسی الی الطور ولا یسری الی غیر بنی اسرائیل ولا الی غیر ایام ذهابه الی الطور ولو فی حیاة موسی علیہ السلام فضلا عما بعد وفاته و ذالک کله اظهر من ان ینفی -
تو ہم کہیں گے کہ ہم پہلی تین وجوہ میں یہ ثابت کر آئے ہیں۔

نمبر ۱۔ کہ لفظ منزلة میں یہاں اصلاً عموم ہے ہی نہیں چلوا اگر ہم اس میں عموم مان بھی لیں تب بھی ظاہر

ہے کہ شوافع کے نزدیک تو اس قاعدے کا برعکس معتبر ہے یعنی ان کے نزدیک اعتبار مخصوص سبب کا ہے عموم لفظ کا نہیں ہے۔ لہذا ان پر تو اس سے کوئی اشکال ہے ہی نہیں، رہے احناف تو وہ اگرچہ اس قاعدے کے قائل ہیں لیکن تین مقامات ایسے ہیں جن کا وہ اس سے استثناء کرتے ہیں۔

ان میں سے پہلا یہ ہے کہ جب تخصیص پر حال و مقام کی دلالت و قرینہ موجود ہو تو وہاں مخصوص سبب کا اعتبار ہوتا ہے عموم لفظ کا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کسی نے کوئی شے مطلق دراحم کے بدلے خریدی تو یہاں وہی درہم مراد ہوں گے جو اس شہر کی معروف نقدی ہے۔ اسی طرح جب ایک نے دوسرے کو کہا آؤ میرے ساتھ دن کا کھانا کھاؤ اس نے آگے سے کہا اگر میں کھانا کھاؤں تو میرا غلام آزاد۔ اب اس نے یہ نہیں کہا کہ تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں تو غلام آزاد لیکن اس کے باوجود کھانا کھانے کی صورت میں غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہاں یہ حلف اسی کے ساتھ اسی وقت میں کھانا کھانے کی طرف لوٹے گا کسی اور وقت یا کسی اور شخص کے ساتھ کھانا کھانا یہاں مراد نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک نے دوسرے سے کہا کیا تم آج رات جنابت کا غسل کرو گے۔ اس نے کہا اگر میں غسل کروں تو میرا غلام آزاد۔ اب یہاں بھی اس نے آج رات اور جنابت سے غسل کرنے کا نہیں کہا لیکن اس کے باوجود غسل کرنے کی صورت میں غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہاں خاص اسی رات میں غسل جنابت مراد ہے۔ یہاں تک اگر اس نے کسی اور رات میں یا اسی رات میں بغیر جنابت کے غسل کیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں دلالت حال بطور قرینہ صارفہ موجود ہے۔ جو جواب کو سوال سالب ہی کے ساتھ خاص کر رہی ہے۔ جیسا کہ شمس الدین الفناریؒ کی فصول البدائع اور ابن حمام رحمۃ اللہ کی التحریر اور ان کے علاوہ دیگر کتب اصول و فروع میں موجود ہے۔ اسی طرح جو ہماری بحث ہے اس میں بھی جب نبی مکرم ﷺ نے مولائے کائنات سے فرمایا کہ میں نے غزوہ تبوک جانے کے لئے آپ کو مدینہ کا خلیفہ بنایا ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کی رفاقت و معیت سے پیچھے رہنا دشوار لگا تو عرض کی آقا! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنائے جا رہے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا علی! کیا آپ اس بات پر

راخی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ تو یہاں پر کلام اور ہر دو متکلم کی حالت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ جناب امیر کی تشبیہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ خاص اس معاملے میں تھی کہ غزوہ تبوک کے ایام میں آپ کو مدینہ پر خلیفہ بنایا گیا ہے مزید دیگر ایام کہ تبوک کے علاوہ ہوں یا کوئی اور شہر کہ علاوہ مدینے کے ہوں اس کو یہ تشبیہ تو حیات جان کائنات ﷺ میں بھی شامل نہیں چہ چائیکہ کہ آپ علیہ السلام کی رحلت ظاہری کے بعد اسے ثابت کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت بنی اسرائیل کے ساتھ خاص تھی اور وہ بھی تب جب موسیٰ علیہ السلام سوتے طور تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ اور کسی قوم یا اور دنوں کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بھی شامل نہیں چہ چائیکہ کہ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد ثابت ہو اور یہ سب باتیں کوئی جھپٹنے کی نہیں بلکہ بہت واضح ہیں۔

الثانی : ما اذا كان السبب المذكور في السؤال مؤثرا في الجواب فانه يستثنى من هذه القاعدة اعني قولهم العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب عند الحنفية ما وغيرهم كما افاده العلامة شمس الدين القتاري في فصول البدائع ولا شك ان فيما نحن فيه كذا الك اذ عدم رضاء علي رضي الله تعالى عنه بعد تخليفه صلى الله عليه وسلم اياه واستصعابه التغلف عن مصاحبته له ايام غزوة تبوك سبب مؤثر في قوله صلى الله عليه وسلم له بعدة انت مني بمنزلة هارون من موسى فلا ريب انه تخصيص بهذا السبب بلا خلاف۔

نمبر ۲۔ یہ کہ جب سوال میں مذکور سبب جواب میں مؤثر ہو گا تو ایسا جملہ مذکورہ قاعدہ کہ بعض خفیہ اور دیگر کے نزدیک ہے کہ اعتبار خصوص سبب کا نہیں عموم لفظ کا ہوتا ہے۔ مستثنیٰ ہو جائے گا۔ جیسا کہ مولانا شمس الدین فاری نے ”فصول البدائع“ میں یہ بات بیان فرمائی ہے اور کوئی شک نہیں کہ ہم بھی ایسے ہی مسئلے پر کلام کر رہے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا چکے اس کے باوجود وہ

ایام تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت نہ ملنے پر درد و دشواری محسوس کر رہے ہیں تو یہی سبب ہے کہ حضور علیہ السلام نے پھر ان کی تسکین قلبی کے لئے فرمایا علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہو جو جناب ہارون کو حضرت موسیٰ علیہما السلام سے تھی۔ تو بلا اختلاف کوئی شک نہ رہا کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سبب مذکور کے ساتھ خاص ہے۔

الثالث: ما اذا كان السبب المذكور في السؤال مؤثرا في الجواب فانه يستثنى من هذه القاعدة اعني قولهم العبرة لعبوم اللفظ لا لخصوص السبب عند الحنفية ما وغيرهم كما افادته العلامة شمس الدين القتاري في فصول البدائع ولا شك ان فيما نحن فيه كذلك اذ عدم رضا علي رضي الله تعالى عنه بعد تخليفه صلى الله عليه وسلم اياه واستصعابه التخلف عن مصاحبته له ايام غزوة تبوك سبب مؤثر في قوله صلى الله عليه وسلم له بعدة انت مني بمنزلة هارون من موسى فلا ريب انه تخصيص بهذا السبب بلا خلاف۔

نمبر ۳۔ یہ کہ علامہ شمس الدین قتاری رحمۃ اللہ نے اپنی بدائع میں یہ بات بھی بیان فرمائی ہے کہ جب کوئی جواب اپنے ماقبل سوال کا جزو واقع ہو تو وہ جواب غیر مستقل ہوتا ہے اور بلا خوف اپنے ماقبل سبب خاص کے تابع ہوتا ہے۔ جیسے وہ جواب جو ”فا“ جزائیہ سے ملا ہوا ہو مثلاً کہا جاتا ہے ما بال من واقع فی نہار رمضان عامدا افیقاً فلیکفر۔ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے رمضان کے دنوں میں جان بوجھ کر اپنی بیوی سے قربت کی۔ تو کہا جائے گا وہ کفارہ ادا کرے۔ اسی طرح زنی ماعز نے زنا کیا تو انہیں رجم کیا گیا ”سھی فجد وہ بھول گیا تو اس نے سجدہ سہو کیا ان کا کلام ختم ہوا۔

و معلوم ان فيما نحن فيه كذلك اذ وقع الجواب جزاء السؤال السابق معه كانه صلى الله عليه وسلم قال له لما استصعب انت تخلفك عن مصاحبتي

اعطیتک هذه الموتیة الكاملة الذی هو قیامک مقامی کقیام ہارون مقام موسی و ذکر الفاء تمثیل و الا فالمدار علی الشرط والجزاء دون الفاء مع ان الفاء موجودۃ ایضاً فی روایۃ ابن اسحق المتقدم ذکرہا فی قوله صلی اللہ علیہ وسلم فاخلفنی فی اہلی و اہلک

مصنف فرماتے ہیں۔ ہماری گفتگو بھی اسی موضوع کی ہے کیونکہ یہاں پر بھی جواب سوال مذکور کی جزا واقع ہوا ہے وہ یوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا ”جب آپ کو مجھ سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو جاؤ میں نے آپ کو یہ مرتبہ کاملہ دیا کہ (ان دنوں میں) آپ کا قیام میرے ہی مقام میں ہو گا جیسا کہ حضرت ہارون کا (ان دنوں) قیام حضرت موسی علیہما السلام کے مقام میں تھا۔ اور ”قا“ کا ذکر بطور مثال کے ہے دگر نہ اصل دار و مدار شرط جزاء پر ہے اور وہ ”قا“ کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ یہاں پر تو ابن اسحق کی پیچھے گزری ہوئی روایت میں ”قا“ بھی موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا: ”فاخلفی فی اہلی و اہلک“ علی! میرے اور اپنے اہل میں میرے نائب بن کر رہو۔

و کذا لک الجواب الثالث یفارق الجواب الثانی المذکور قبلہ من وجہین احدهما ان الجواب الثانی محله الجواب المستقل کما افادہ فی فصول البدائع سابقاً و سیاقاً والجواب الثالث عدوہ جواباً غیر مستقل کما صرح بہ فیہ ایضاً و ثانیہما ان الجواب الثالث اعم مما قبلہ اذا الشیء الواقع جزاء رہما یکون الشرط الواقع قبلہ مؤثراً و رہما لا یکون مؤثراً کقوله تعالی فاذا فرغت فانصب ولی ربک فارغب و کقولنا ان اکرم متنی فانت اہل لذلك و ان اہنتنی فانت قادر علی ذلک فتدبر و تذکر و کن علی بصیرۃ مما ذکرنا تعرف الحق الحقیقی بالقبول واللہ تعالیٰ هو المأمول والمسئول۔

یہاں پر یہ وضاحت کر دوں کہ جواب نمبر ۲ اور نمبر ۳ ایک نہیں بلکہ ان میں دو وجہ سے فرق ہے۔

۱۔ جواب ۲ کا محل مستقل ہے جیسا کہ فصول البدائع میں اسے یا قاً سابقاً بیان کیا ہے جبکہ تیسرے جواب کو علماء نے غیر مستقل شمار کیا ہے۔ اس کی صراحت بھی فصول میں ہے۔

۲۔ یہ کہ (تیسرا) جواب اپنے ما قبل سے اعم ہے کیونکہ یہ ایک بطور جزاء واقع ہونے والی شے ہے اور اسے پہلے واقع ہونے والی شرط اس میں برا اوقات موثر ہوتی ہے اور برا اوقات نہیں بھی ہوتی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

”فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَالْيَ رَبِّكَ فَانصَبْ“۔

تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعائیں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔ ترجمہ کنز الایمان اسی طرح ہمارا یہ قول ”انا اکر متنی فانت اهل لذلک وان اهنتنی فانت قادر علی ذلک“۔ اگر تم میری عبت کرو تو تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے اور اگر اہانت کرو تو قادر ہو کر کر سکتے ہو۔ ہماری باتوں میں تدبیر کیجئے نصیحت لیجئے اور بصیرت کے ساتھ دیکھے ان شاء اللہ آپ لائق قبول حق کو پہچان جائیں گے۔ امید عرض تو اللہ تعالیٰ ہی سے ہے (پوری کرے آمین)

الوجه السابع: ان ارادة معنى الافضلية الكلية لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمعنى العموم من هذا الحديث لا يصح قطعاً لمخالته صرائح الاحادیث المتواترة والاجماع المتقدم ذكرهما المفيدین للقطع ولا شك ان الظني لا يقادم القطعي۔

وجہ (۷)۔ یہ کہ اس حدیث سے عمومیت کا معنی لے کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی مراد لینا قطعاً درست نہیں کہ یہ قطعیت کا فائدہ دینے والی مذکورہ احادیث متواترہ اور اجماع کے مخالف ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ظنی قطعاً کا مقابل نہیں بن سکتا۔

الوجه الثامن : ان من الدلیل علی عدم صحۃ ارادۃ هذا المعنی من هذا الحدیث ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع کمال علمہ و فضلہ و معرفتہ بدقائق العربیۃ فضل ابابکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی نفسه و صرح بنفی افضلیۃ نفسه علیہما عند عامۃ الخلق و علی رد من الاشہاد و فی اثناء خطبۃ علی منبر الکوفۃ کما صرحت بہ بغض الاحادیث السابقۃ المذکورۃ فی القسمین السابقین ولا خفاء انہ کان ذالک فی ایام خلافتہ اذ لم یدخل هو رضی اللہ تعالیٰ عنہ الکوفۃ قبل ایام خلافتہ کما قدمنا من الزرقانی شارح مواہب اللدنیۃ ناقلا عن الحافظ جلال الدین السیوطی و اما ما اجاب عنہ و بہ الشیعۃ الشنیعۃ عنہ بأن تفضیل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ للشیخین علی نفسه کان تقیۃ و خوفا فقد اجبنا عن دعویٰ هذه التقیۃ الشقیۃ بما لا مزید علیہ فی آخر القسم الاول من القسمین المذکورین فی الاحادیث المقدم ذکرہا اوسط الرسالة -

وجہ (۸)۔ مذکورہ افضلیت مراد لینے کی عدم صحت پر دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وجود کمال علم و فضل اور دقائق عربی کی معرفت رکھنے کے شیخین کو خود پر فضیلت دی اور عام خلق خدا کے سامنے برسر منبر دوران خطبہ شیخین پر اپنی افضلیت کی صراحت نہ کی جیسا کہ مذکورہ دونوں قسموں میں گزرنے والی بعض مدیثوں میں بھی اس کی صراحت ہے۔ اور اس میں بھی کوئی خفاء نہیں کہ یہ اعلان حق آپ نے اپنی خلافت کے دوران بھی فرمایا کیونکہ ہم پیچھے علامہ زرقانی شارح مواہب اللدنیۃ نے علامہ سیوطی سے نقل کیا تھا ان کے حوالے سے یہ ذکر کر آئے ہیں کہ حضرت علی قبل خلافت کوفہ میں داخل ہی نہیں ہوتے خلیفہ بنتے کے بعد نبیؐ وہاں تشریف فرما ہوئے اور راہہ جواب جو شیعہ نے دیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بطور تقیۃ ڈرتے ہوئے کہا تھا تو اس دعویٰ تقیۃ شعیہ پر بھی قسم اول کے آخر

میں ہم اتنی سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں جس پر مزید کلام کی حاجت نہیں۔ (اس کا جواب وہیں دیکھ لیا جائے۔)

الوجه التاسع : ان صاحب الرسالة المردودة او غيره من الشيعة ان اخذوا افضلية على الله تعالى عنه بالفضل الكلي او اوليته خلافته من هذا الحديث بسبب ما وقع فيه من تشبيهه بهارون الذي هو نبي مرسل كموسى عليهما السلام كقوله تعالى فقولوا انا رسل ربك۔

وجہ (۹)۔ اگر مذکور صاحب رسالہ مردودہ یا اس کے علاوہ شیعہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی اور سب سے زیادہ تقداری خلافت کی دلیل اس تشبیہ کو بنائیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حدیث مبارکہ میں حضرت ہارون نبی مرسل کو جناب موسیٰ علیہ السلام سے دی گئی ہے جیسا کہ ان دونوں صاحبوں کی رسالت کو اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

”فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ“ ترجمہ کنزالایمان۔ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔

فالجواب عنه على ثلاثة وجوه وكل من هذه الوجوه الثلاثة وجه برأسه فاذا ضمبشاها الى الوجوه التسعة المذكورة سابقا صارت الوجوه اثني عشر وجهها كما لا يخفى۔

تو (ہم کہیں گے) ہماری جانب سے اس کا جواب تین وجہ پر ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک وجہ مستقل ہے جب ہم انہیں مذکورہ نو وجوہات کے ساتھ ملائیں گے تو یہ مکمل بارہ ۱۲ وجوہات ہو جائیں گی۔ کمالا بخفی۔

اما اولاً فبان هذا لا يسلم افضليته على الشيخين او على احدهما او على الخلفاء الثلاثة لما قدمنا ان مثل هذا من باب بيان الفضيلة لا الافضلية لا

نعدام صيغة افعل التفضيل فيه۔

نمبر ۱۔

یہ تشبیہ شیخین دونوں یا ان میں سے ایک یا تینوں خلفائے ثلاثہ پر کسی بھی فضیلت کو مستلزم نہیں وجہ ہم پہچھے بیان کر آئے ہیں کہ یہ بیان فضیلت ہے، بیان افضلیت نہیں۔ کیونکہ یہاں مستلزم افضل التفضیل کا صیغہ نہیں ہے۔

و اما ثانيا فبانہ قد ذكر الحافظ ابو العباس الخرائفي في كتابه منهاج الاستقامة ما حاصله ان تشبيه الشيء بالشيء يكون بحسب ما دل عليه السياق ولا يقتضي المساواة في كل شيء فكذلك على رضى الله تعالى عنه ههنا انما هو بمنزلة هارون فيما دل عليه السياق وهو استخلافه في معنيه كما استخلف موسى هارون عليهما السلام وهذا الاستخلاف ليس من خصائص على رضى الله تعالى عنه

نمبر ۲۔

یہ کہ اس حوالے سے حافظ ابو العباس خرائفی نے اپنی کتاب منهاج الاستقامة میں جو کلام کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شے کی دوسری شے سے تشبیہ اس لحاظ سے ہوتی ہے جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہو نہ یہ کہ ہر ہر شے میں معادلات کی مقتضی ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں پر بھی حضرت علی حضرت ہارون کے مرتبے میں صرف اسی لحاظ سے ہیں۔ جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کا حضور علیہ السلام کے بعد مدینہ پر خلیفہ بننا ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ بنے تھے اور خلیفہ بننا کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں سے تو نہیں ہے۔

واما ثالثا فبان مثل هذا التشبيه وقع على وجه اتم واكمل من هذا في شان

ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما وهو ما ثبت في الاحاديث الصحيحة من قول النبي صلى الله عليه وسلم في حديث الاسارى لما استشار ابا بكر و اشار بالقداء واستشار عمر ف اشار بالقتل قال اخبركم عن صاحبكم مثلك يا ابا بكر كمثل ابراهيم اذ قال فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم وكمثل عيسى اذ قال ان تعذبهم فاعذبهم فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم وكمثل عيسى اذ قال ان تعذبهم فاعذبهم فانه مني ومن عصاني فانك انت العزيز الحكيم ومثلك يا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا ومثل موسى اذ قال ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم. فوقع في هذا الحديث تشبيه تشبيه ابي بكر بابراهيم وعيسى وتشبيه عمر بنوح وموسى عليهم الصلوة والسلام ولا خفاء ان هذه الاربعة افضل من هارون لانهم اصحاب الكتب واولو العزم من الرسل هارون ليس كذلك فلا شك ان التشبيه بهم اجل و اكمل من التشبيه بهارون فلو ثبت الافضلية الكلية او الخلافة الاولى لعلی رضي الله تعالى عنه من ذلك التسبيه لثبت لابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما من هذه الاحاديث هذان الامر ان على وجه اتم و اكمل وقد روى عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلی رضي الله تعالى عنه يا ابا الحسن منزلة ابي بكر عندي كمنزلتي من ربي اخرجه الهلاء في سيرته واوردة الطبري في رياضته ومعلوم ان هذا التشبيه اكمل و اتم من جميع التشبيهات السابقة لما فيه من تشبيه ابي بكر سيد المرسلين وافضل عباد الله اجمعين صلوات الله وسلامه عليه الى يوم الدين باعتبار

المنزلة لا سيما مع ما فيه من اضافة منزلته الى رب العالمين عز وجل -

نمبر ۳۔

یہ کہ اس کی مثل تشبیہ اس سے بڑھ کر بروہ اتم و اکمل جناب صدیق کی شان میں بھی وارد ہوئی ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ قیدیوں والی حدیث میں جب حضور علیہ السلام نے حضرت صدیق سے مشورہ کیا تو انہوں نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی رائے پیش کی حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے قتل کرنے کا مشورہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا میں تمہیں تمہارے ان دونوں صاحبوں کے بارے خبر دیتا ہوں اے ابو بکر! آپ تو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی مثل ہیں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی تھی۔ فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور الرحيم۔ ترجمہ: اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھے سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم۔ ترجمہ: اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے گا تو وہ تیرے بندے ہی ہیں اور اگر بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔ اور اے عمر! آپ جناب نوح اور موسیٰ علیہ السلام کی مثل ہیں کیونکہ نوح علیہ السلام کی عرض یہ تھی!

”رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا“۔

ترجمہ: اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام کا کہنا تھا!!

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو مٹا دے ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ جب تک درد ناک عذاب نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔

اس حدیث میں جناب ابو بکر کو حضرت ابراہیم و عیسیٰ اور جناب عمر کو حضرت نوح و موسیٰ علیہم السلام درخی اللہ عنہما سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ یہ چاروں انبیاء میدانہارون سے افضل ہیں کیونکہ یہ

صاحبان کتب اور رمل اولو العزم ہیں جب کہ حضرت ہارون علیہ السلام ایسے نہیں۔ کوئی شک نہیں کہ حضرت ہارون کی نسبت ان بزرگوں سے تشبیہ دینا زیادہ بزرگی و کمال کا باعث ہے۔ تو اگر اس تشبیہ کی بناء پر حضرت علی کے کلی افضلیت اور اولین حق خلافت ثابت ہو سکتا ہے تو پھر ان احادیث سے یہ دونوں چیزیں شیخین کے لئے بروجہ اتم و اکمل ثابت ہوں گی پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوالحسن! ابو بکر کا مقام میرے نزدیک ایسے ہے جیسے میرا مقام میرے رب کے نزدیک ہے (اس کو ملاء نے اپنی "سیرت" میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے اپنی ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔)

یہ بالکل واضح ہے کہ یہ تشبیہ سابقہ تمام تشبیہات سے کامل اور تمام ہے کیونکہ اس میں باعتبار منزلت حضرت ابو بکر کو تمام بندگان خدا میں سب سے افضل ہستی حضور سید المرسلین (صلوات اللہ وسلامہ علیہ الی یوم الدین قیامت تک ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو) سے تشبیہ دی گئی ہے پھر مزید یہ کہ اس میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی منزلت کو رب العلمین عروجل کی طرف منسوب کیا ہے (اور ابو بکر کو اپنی طرف تو ان کی کتنی بلند شان ہوئی)۔

اعتراض۔

فان قيل تشبيهه ابي بكر بابراهيم وعيسى في الرحمة على العباد ورقة قلبه و تشبيهه عمر بنوح و موسى في الشدة والصلابة وعدم الرقة يقتضيه سياق الحديث بالياء المثناة التحية لافي غيرهما۔

اگر یہ کہا جائے کہ سياق حدیث کا تقاضا یہ ہے حضرت ابو بکر کی تشبیہ حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ بندگان خدا پر مہربان اور رفیق القلب ہونے میں ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی حضرت نوح و موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ تشبیہ شدت و سختی اور عدم رقت میں ہے۔ ان دو باتوں کے علاوہ کوئی اور تشبیہ نہیں ہے (تو اس سے افضلیت کیسے ثابت ہوئی)۔

جواب:-

قلنا كذلك تشبيهه على في استخلافه على المدينة أيام تبوك وقع بهارون في استخلافه على قوم موسى أيام ذهابه إلى الطور كما يقتضيه سياق الحديث بالوحدة و سائر القرائن الدالة على ذلك على ما قدمنا مفصلاً بل وهذا الحديث الأخير الذي أورده عن ابن عباس في شأن أبي بكر وقع فيه التشبيه مطلقاً وليس فيه سباق أو سياق يقيده بشيء من القيود كما لا يخفى -

تو ہم کہیں گے کہ ہم اس سے افضلیت ثابت کر ہی نہیں رہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ ایسا ہی معاملہ حضرت علی کی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ وہ یوں کہ جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے دنوں میں ان کی قوم پر خلیفہ بنے تھے۔ ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور علیہ السلام کے غزوہ تبوک پر جانے کے دنوں میں آپ علیہ السلام کے خلیفہ بنے تھے اور یہی سابق حدیث اور اس پر دلالت کرنے والے ان تمام قرآن کا تقاضا ہے جن کو ہم پیچھے تفصیلاً ذکر کر آئے ہیں۔ بلکہ یہ آخری حدیث جو ہم نے حضرت ابو بکر کی شان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے اس میں تو تشبیہ مطلق ہے اس میں کوئی سیاق و سباق نہیں کہ جس نے حدیث کو کسی قید سے مقید کیا ہو۔ کمالاً بخفی۔

اعتراض:-

فان قيل قد ذكرتم في بعض رسائلكم ان لفظ المثل وكاف التشبيه يوجبان العموم عند ابي حنيفة حتى فزعتم على ذلك ثبوت الاسلام الذي بقوله للمسلم انا مثلک فينبغي ان تقولوا بالعموم ههنا ايضاً۔

اگر ہم سے یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنے بعض رسائل میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک لفظ ”مثل“ اور کاف تشبیہ عموم کو ثابت کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس پر یہ مسئلہ بھی متفرع کیا

کہ اگر کسی ذمی نے کسی مسلمان کو کہا انا مثلک کہ میں تمہاری مثل ہوں تو اس کا اسلام ثابت ہو جائے گا۔
لہذا آپ کو چاہیے کہ آپ یہاں عمومیت کا قول کریں۔

جواب۔ قلنا: ما بینہما عظیم من وجوہ ثلاثہ
ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں مسئلوں کے درمیان تین وجہ سے فرق عظیم ہے۔

الاول: ان ما ذکرنا من العموم فی مسئلۃ الاسلام فانما هو فی لفظ المثل
وكان التشبیہ کما قد صرح بوجود العموم فیہما عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ
بذالک فی کتب الاصول دون لفظ المنزلۃ ولا قیاس فی اللغۃ کما قد منا
مفصلا۔

الثانی: ان لفظ المثل ونحوہ اختلف العلماء فی عمومہ فقال بعضهم بعمومہ
وقال الجمهور بعدمہ وقد تقرر فی کتب الفقہ انہ اذا کان فی اللفظ وجوہ عشرۃ
او مائۃ توجب عدم الاسلام و وجہ واحد یوجب ثبوت الاسلام فانه یرجح
جانب الاسلام کما صرح بہ فی شرف النبوة وذخیرۃ الناظر وغیرہما وقالوا
ان الروایۃ الضعیفۃ فی باب الاسلام ترجح علی القویۃ فیعمل بہا عملاً بترجیح
الاسلام ما امکن فحکمنا ہناک بالاسلام بناء علی قول ذالک البعض
ترجیحاً لجانب الاسلام لانه یعلموا ولا یعلی و اما ہنا فالمقام مقام
الاستدلال علی الافضلۃ ولا ترجیح مثله فی القول بأفضلیۃ علی رضی اللہ
تعالی عنہ علی ابی بکر او علی الخلفاء الثلاثۃ بل الامر بالعکس فلا ضرورۃ
فیہ الی ترک قول الجمهور۔

الثالث: اما ما حکمنا فی لفظاً مثلاً بالعموم الا عند اطلاق لفظ المثلیۃ
وعدم تصییدہ بشیء من القیود غیر الاسلام حتی لو قال الذمی لمسلم انا

مثلك في الشباب و الشيخوخة و امثال ذلك فقد قلنا فيه انه لا يصير مسلماً و ما نحن فيه من هذه القبيل اذ سباق الحديث مصرح بأن تشبيهه على رضى الله تعالى عنه بهارون مقيد بخلافته على المدينة في ايام تبوك لا غير فلا يصح القول فيه بالعموم اصلاً ولا سبيل له قطعاً و هذا اوضح الاجوبة و اقواها۔

۱۔ یہ کہ ہم نے مسئلہ اسلام میں جو عمومیت ذکر کی ہے وہ لفظ مثل اور کاف تشبیہ کے حوالے سے ہے نہ کہ لفظ "منزلہ" کے حوالے سے اور اصول کی کتابوں میں مصرح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ان دونوں لفظ مثل اور کاف تشبیہ عمومیت پائی جاتی ہے۔ لفظ منزلہ کو ان پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ لغت میں قیاس نہیں چلتا اس پر ہم پیچھے تفصیلاً کلام کر آئے ہیں۔

۲۔ یہ کہ لفظ مثل اور اس طرح کے دیگر الفاظ کی عمومیت کے حوالے سے علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اسی کے قائل ہیں لیکن جمہور اس سے منع کرتے ہیں۔ اور کتب فقہ میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ جب کسی لفظ میں دس یا سو وجوہ عدم اسلام کو ثابت کرنے والی ہوں اور ایک وجہ موجب اسلام ہو تو جانب اسلام کو ترجیح دی جائے گی (جیسا کہ شرف النبوة اور ذخیرۃ النازرہ وغیرہم میں اس کی تصریح ہے) اور علماء نے یہ بھی فرمایا کہ اثبات اسلام کے حوالے سے اثبات کی ضعیف روایت عدم اثبات کی قوی روایت پر راجح ہوگی اور حتی الامکان اسلام کو ترجیح دینے کے لئے اسی پر عمل کیا جائے گا تو یوں ہم نے بعض کے قول کی بنیاد پر وہاں اسلام کا حکم دیا تاکہ جانب اسلام کو ترجیح ہو کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے۔ مغلوب نہیں ہوتا اور رہا یہاں کا معاملہ تو یہ مقام توافضلیت پر استدلال کا مقام ہے اور یہاں حضرت ابو بکر یا غلفائے شمشہ پر تفضیل علی کے قول کو مثل مذکور کوئی ترجیح نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے لہذا یہاں قول جمہور کو ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

۳۔ یہ کہ ہم نے جو "انا مثلك" میں عمومیت کا حکم لگایا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ مثلیت بالکل مطلق

ہو اور اسلام کے علاوہ کسی اور شے سے مقید نہ ہو یہاں تک کہ اگر ذمی نے مسلمان کو کہا انا مثلک فی الشباب والشیوخۃ کہ میں جوانی یا بڑھاپے میں تمہاری مثل ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا اور جس مسئلے میں ہماری گفتگو چل رہی ہے وہ اسی قید و تقید کے قبیل سے ہے کیونکہ سابق حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت علیؑ کی حضرت ہارون سے تشبیہ توک کے دنوں میں مدینہ پر خلیفہ بننے کے ساتھ مقید ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور شے میں نہیں لہذا اس میں عمومیت کا قول کرنا بالکل صحیح نہیں اور اس کی قطعاً کوئی راہ نہیں۔ یہ واضح اور قوی ترین جواب ہے۔ (نوع اول ختم ہوئی)۔

واما النوع الثانی فی وجوہ ثلاثہ۔

نوع ثانی۔ اس میں تین وجوہ ہیں۔

الاول: انا لو تنزلنا وسلمنا دلالة هذا الحديث ای قوله صلى الله عليه وسلم انت مني بمنزلة هارون من موسى علی العموم فی المنازل فلا شک انه من خبر الأحاد ظنی اجماعاً ولا یفید القطع قطعاً فبطلاً بأفادته القطع اصلاً۔

اگر ہم بر سبیل تنزل (یعنی نرمی کی راہ اختیار کرتے ہوئے) مان بھی لیں کہ حدیث "انت مني بمنزلة هارون و موسى" کی عموم مراتب پر دلالت ہے تب بھی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد بالاجماع ظنی ہے۔ قطعیت کا بالکل فائدہ نہیں دیتی لہذا مخالف کا قول قطعیت سے ہی باطل ٹھہرا۔

الثانی: ان لفظ المنزلة بعد فرض العموم فی لا شک فی کونہ کون دلالتہ لیست بقطعية لمخالفتہ بقول الجمهور القائلین بأن اداة التشبيه لا عموم له فثل هذا لا یكون قطعياً۔

اگر فرض کیا کہ لفظ منزلة میں عموم ہے لیکن اس میں تو شک نہیں کہ اس کی دلالت ظنی ہے کیونکہ یہ جمہور

کے مخالف ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ حرف تشبیہ میں کوئی عموم نہیں۔ لہذا ایسی اختلافی صورت قطعی نہ ہوگی۔

الثالث: انه قد ذکر العصد فی الموافق و ابید الشریف فی شرحہ ما حاصلہ انہ ان فرض ان الحدیث یعم المنازل کلہا کان عاماً مخصوصاً لان من منازل ہارون کونہ اخا نسبياً لموسی علیہما الصلوٰۃ والسلام و العام المخصوص لیس بحجۃ فی الباقی او ہو حجة ضعيفة انتہی ای فبطل القول بقطعیۃ علی قول الكل مع انه لم يحتف هذا الظنی بالقرائن الدالة علی قطعیۃ بل احتف بالقرائن الدالة علی عکسہ و ایضاً لم یرد علی موافقتہ حدیث متواتر ولا اجماع حتی یصیر یسببہ هذا الضعیف قویاً والظنی قطعياً۔

۳۔ اس حوالے سے تو عضد الدین نے موافق اور سید شریف نے اپنی شرح (رحمہما اللہ) میں جو بیان فرمایا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمام مراتب پر حدیث کی عمومیت کو فرض کر بھی لیا جائے تب بھی یہ ایرا عام ہوگا جس سے بعض کو خاص کر لیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے مراتب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نسبی بھائی تھے (جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ایرا نہیں) اور خاص کیا ہوا عام بقیہ میں حجت نہیں رہتا یا ہو بھی تو ضعیف حجت ہوتا ہے۔ اتنی ان کا کلام ختم ہوا۔ یعنی سب کے قول پر اس کو قطعی کہنا باطل ٹھہرا۔

واما النوع الثالث: فلو جوه احد عشر اما الوجوه الستة منها هي المذکورة فی النوع الاول من هذه الانواع الثلاثة اعنی الوجوه الستة الاول منها فان کلا منها کما یفید عدم دلالة هذا الحدیث علی ثبوت الافضلیۃ الکلیۃ لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا الک یفید عدم دلالتہ علی اولیتہ للمخلافۃ بآدنی تأمل۔

نوع الثالث۔ مزید یہ کہ یہ دلیل ظنی قطعیت پر دلالت کرنے والے قرآن کو نہیں بلکہ اس کے برعکس قطعیت پر دلالت کرنے والے قرآن کو شامل ہے۔ اس کی موافقت پر کوئی حدیث متواتر یا اجماع بھی نہیں ہے کہ جس کے سبب سے یہ ضعیف قوی اور ظنی قطعی ہو جائے۔ نوع ثالث۔ اس میں گیارہ وجوہ ہیں چھ تو وہی جو نوع اول میں پہلی چھ مذکور ہیں کہ یہ ساری کی ساری جیسے اس بات کا فائدہ دیتی ہیں کہ یہ حدیث افضلیت کلی پر دلیل نہیں ایسے ہی ادنیٰ تا مل کے ساتھ حضرت عائشہ کے اولین حقدار خلافت نہ ہونے پر دلیل نہیں ہے۔

الوجه السابع : ان لو تنزلنا وفرضنا ان في لفظ المنزلة عموما في المنازل كلها وانه يشمل الخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم فانما يصح ذالك لو وجدت تلك الخلافة البعدية في المشية به ولا ريب ان الخلافة بعد موسى لم توجد في هارون عليهما الصلوة والسلام اذ هو اقدم مات قبل موسى بنحو اربعين سنة كما في شرح البخاري للقسطلاني في باب غزوة تبوك من كتاب المغازي وبه صرح الشيخ عبد الحق الدهلوي في شرحه على المشكوة وانما قام مقام موسى بعد وفاته يوشع بن نون عليهما الصلوة والسلام فالشي الذي لم يوجد في المشبه به اصلا لا يصح الحكم بوجوده في المشبه اخذا من التشبيه قطعاً وهذا نظير قول الذي لذي انا مثلك فانه لا يصير مسلماً بالاتفاق لعدم وجود وصف الاسلام في المشبه به قطعاً وهو ايضاً نظير قولك زيد كالاسد في الشجاعة فانه تشبيه لزيد بالاسد في الشجاعة خصوصاً كما هو معلوم في العرف والمحاورة مذکور في علم البيان لكن لو فرض العموم في وجه التشبيه فلا شك انه لا يعم وصفاً ما ليس في المشبه به اصلاً وذلك مثل كون الاسد ذاتمانية قوائمه او كونه ناطقاً او كونه متكلماً بالعربية الى غير

ذلک وما نحن فیہ من ہذا القبیل و ہذا اوضح الاجوبۃ المذکورۃ فی ہذا النوع واقواہا ویؤید ہذا الجواب ما اوردہ الحافظ المحب الطبری فی ریاضہ النضرۃ حیث قال ولا اشعار فی ہذا الحدیث بما بعد الوفاۃ بنفی ولا باثبات بل نقول لو حمل علی ما بعد الوفاۃ لم یصح کون علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ ہارون من موسیٰ لانتفاع بعدہ یوشع بن نون انتہی ما فی الریاض۔

وجہ (۷)۔

اگر ہم فرض کر بھی لیں کہ لفظ ”منزلۃ“ میں تمام مراتب کی عمومیت ہے اور یہ نبی کریم علیہ السلام کے بعد خلافت کو شامل ہے تو یہ صحیح تو اس وقت ہی ہوگا جبکہ مشبہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) اس میں بھی ایسی خلافت پائی جائے حالانکہ بعد موسیٰ علیہ السلام کے خلافت ہارون کے نہ ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ میدنا ہارون علیہ السلام تو جناب موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے ہی وفات پا گئے تھے جیسا کہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ کی شرح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی شرح مشکوٰۃ میں اس کی تصریح موجود ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے قائم مقام حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہوئے تھے۔ تو ایک وہ چیز جو مشبہ بہ میں سرے سے موجود ہی نہیں صرف تشبیہ کا سہارا لے کر اس کو مشبہ (جس کو توجہ دی گئی ہے) میں ثابت کرنا قطعاً درست نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ ایک ذمی دوسرے ذمی سے کہے ”انا مثلک“ میں تیرے جیسا ہوں تو بالاتفاق وہ مسلمان تو نہ ہوگا کیونکہ مشبہ یہ میں وصف اسلام قطعاً طور پر موجود ہی نہیں اسی طرح تمہارا یہ کہنا کہ زید بہادری میں شیر کی مانند ہے تو یہ زید کی شیر کے ساتھ تشبیہ خاص بہادری میں ہے (نہ کہ عام) جیسا کہ عرف و محاورۃ میں بھی یہ معلوم ہے اور علم بیان (بلاغت) میں بھی مذکور ہے۔ پھر اگر وجہ تشبیہ (جس بات میں تشبیہ دی جا رہی ہے اس) میں عمومیت کو فرض کر لیا جائے تب بھی شک نہیں کہ یہ اس وصف کو

شامل نہ ہوگا جو مشبہ بہ میں اصلاً موجود ہی نہیں وگرنہ تو یہ بھی صحیح ہوگا کہ شیر آٹھ ٹانگوں والا ہو گفتگو کرنے والا یا عربی وغیرہ دیگر زبانیں بولنے والا ہو (حالانکہ ایسا نہیں اس مشبہ بہ شیر میں یہ چیزیں نہیں پائی جاتیں) اور ہمارا مسئلہ مجوزہ بھی اسی قسم کا ہے۔ یہ جواب اس نوع میں مذکورہ جوابات میں سے واضح اور قوی ترین ہے اس کی تائید ریاض النضرۃ میں موجود محب طبری کی یہ عبارت بھی کرتی ہے، فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں وفات مصطفیٰ کے بعد نفی خلافت یا اثبات کسی کی خبر نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں اگر اس کو مابعد الوفات پر محمول کریں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا حضور ﷺ سے بمنزلہ ہارون من موسیٰ ہونا صحیح نہ رہے گا کیونکہ بعد وفات خلیفہ ہونا حضرت ہارون میں موجود نہیں ہے وہ وفات پا چکے تھے کیونکہ بعد موسیٰ علیہ السلام وہ نہیں بلکہ حضرت یوشع بن نون علی السلام آپ کے خلیفہ تھے اتھی۔

اعتراض۔

ان قيل مدعانا ليس ثبوت اولية الخلافة البعدية لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بهذا الحديث بل انما المدعى اثبات استحقاقه لاولية الخلافة البعدية اگر آپ کہیں کہ ہمارا دعویٰ یہ نہیں کہ اس حدیث سے جناب علی رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ حق خلافت ثابت ہے بلکہ ہمارا مدعی یہ ہے کہ اس حدیث سے جناب علی رضی اللہ عنہ کا خلافت کے لئے اولین مستحق ہونا ثابت ہے۔

جواب۔

قلت الاستحقاق بمعنى كونه هو صاحب الحق بحيث لا يجوز صرف الاستخلاف عنه الى غيره مع وجوده ان ادعيت انه مدلول عليه بهذا الحديث فلا شك ان هذا الاستحقاق ليس مبنيًا على وجوده في المشيبه به وليس فليس وان ادعيت ان ذالك الاستحقاق مدلول عليه بحديث آخر فهات به حتى نتكلم عليه كما قيل ثبت العرش ثم انقش۔

ہم کہتے ہیں (کہ) استحقاق کا معنی بھی یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے ایسے حقدار ہیں کہ آپ کے ہوتے ہوئے غیر کو خلیفہ بنانا صحیح نہیں۔ پھر اگر آپ یہ دعویٰ کریں کہ مذکورہ استحقاق پر یہ حدیث دلیل ہے تو کوئی شک نہیں کہ یہ بھی ثابت ہو گا جب مشبہ بہ یعنی حضرت ہارون میں بھی یہ امر پایا جائے گا جب وہاں نہیں ہے تو یہاں بھی نہیں ہو گا۔ اور اگر آپ کا دعویٰ یہ ہو کہ یہ استحقاق کسی دوسری حدیث سے ثابت ہے تو لے آؤ ہم اس پر بھی کلام کر لیں گے۔ جیسے کوئی کہے کہ عرش موجود تھا پھر پھٹ گیا تو اسے دلیل تو دینی پڑے گی۔

الوجه الثامن : انه لو كان هذا الحديث متقضياً لوقوع الخلافة البعدية لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لكان اخباراً آمنه صلى الله عليه وسلم بوقوعه ولو وقع كما اخبر المخبر الصادق صلى الله عليه وسلم وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحى فلما لم يقع ذلك علم انه ليس مراد النبی صلى الله عليه وسلم.

وجہ (۸)۔

اگر اس حدیث کا تقاضا یہ ہو کہ یہ خلافت اولین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے واقع ہو گئی تو گویا حضور علیہ السلام کی طرف سے اس کے وقوع کی خبر دی گئی ہے اب اگر تو یہ حضور مجز صادق علیہ السلام کہ جو بغیر وحی کے اپنی خواہش نفس سے کچھ کہتے ہی نہیں، کی خبر کے مطابق واقع ہو جاتی تو فیہما لیکن جبکہ اس کا وقوع نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ مراد تھی ہی نہیں۔

الوجه التاسع : انک لو قلت ثبت استخلافه لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المدینة فی غزوۃ تبوک ولم ينقل بمنزله له عنها والاصل ابقاء ما كان علی ما كان ما لم یبدل دلیل علی خلافة.

وجہ (۹)۔

اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایام تبوک میں مدینہ پر خلیفہ بننا تو ثابت ہے لیکن یہ

کہیں بھی منقول نہیں کہ حضور علیہ السلام نے آپ کو معزول بھی کیا ہوا اور قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز جس حالت پر ہو وہ اسی پر باقی رہتی ہے تا وقتیکہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

جواب:-

قلنا الجواب عن ذالک علی وجہ خمسة۔

الاول: ما قد علم من الشرع ان نفاذ حکم التائب ينتهي بحضور المنوب عنه فكان هذا الاستخلاف مقيدا بمدة ذهابه صلى الله عليه وسلم الى غزوة تبوك ولم يقيد ينتهي بتمام المدة وليس الاستخلاف استخلاف مؤبدا ولا مطلقا عن قيد المدة حتى يرد عليه مثل هذا.

الثاني: ما قد مناه من ان سياق هذا الحديث مصرح بان هذا الاستخلاف كان مقيدا لا مطلقا۔

الثالث: ان قول علي رضي الله تعالى عنه ان خلفني على النساء والصبيان مقارفا لكمال الحنون والبكاء يرد قول الشيعة ان استخلافه كان مؤبدا اذ قد علم منه ان استخلافه ما كان على الرجال بل على النساء والصبيان ودعو التأييد انما ينفع اذا كان الاستخلاف على الرجال ايضاً على وجه العہوم الا في مثل هذا الاستخلاف ولئن قالت الشيعة نحن فهمنا مزارد النبي صلى الله عليه وسلم ولم يفهمه علي رضي الله تعالى عنه او قالوا نحن اعلم بمرادة صلى الله عليه وسلم وافهم له من علي رضي الله تعالى عنه فذاك قول باطل لا يقبله احد من اهل الدين.

الرابع: لما افادة الاصفهاني في شرح الطوابع من انه لو كان هذا الاستخلاف مطلقا عن قيد المدة لم يلزم منه استخلافه بعد موته كما ان قول موسى

لہارون و اخلفنى فى قومى من غير تقييد بالمدّة لم يلزم منه استخلافه له بعد موته فان قوله اخلفنى ليس فيه صيغة لعموم اللازمة بحيث يقتضى الخلافة فى كل زمان ولهذا الوجود كل احد و كيلا فى حال حيواته على اموره فانه لا يلزم من ذلك استمرار توكلية له بعد موته انتهى وهذا ظاهر لا مزية فيه.

الخامس : انه لو كان مثل هذا الاستخلاف موجبا للخلافة البعدية لكان زيد بن حارثة و ابن ام مكتوم و غيرهما ممن استخلفهم النبى صلى الله عليه وسلم حال غزواته احقاء بالخلافة البعدية كعلى رضى الله تعالى عنه ولم يقل بذلك احد من اهل السنة والجماعة ولا من الشيعة ولا من غيرهم.

ہم کہتے ہیں اس کے پانچ جواب ہیں۔

۱۔ شریعت میں یہ بات معروف و مشہور ہے کہ اصل کے آجانے پر نائب کے حکم کا نفاذ ختم ہو جاتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کا جناب امیر کو خلیفہ بنانا اتنی ہی مدت کے ساتھ مقید تھا جب تک آپ غزوہ تبوک تشریف لے گئے تھے اور مدت پوری ہونے پر امر مقید ختم ہو جاتا ہے (لہذا حضور کے آنے پر یہ خلافت مقیدہ ختم ہو گئی) اور یہ نیابت دینا کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو دائمی طور پر ہو اور مدت کی قید سے مطلق ہو یہاں تک کہ اس پر مذکورہ اشکال وارد ہو سکے۔

۲۔ وہ جو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ سیاق حدیث اس بات کی صراحت کر رہا ہے کہ یہ نیابت (ایک خاص وقت کے ساتھ) مقید تھی مطلق نہ تھی۔

۳۔ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتہائی غمگین ہو کر اور اشکباری کی حالت میں حضور علیہ السلام سے یہ عرض کرنا آقا! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر نائب بنا کر جا رہے ہیں؟ یہ شیعوں کے قول کہ "یہ خلافت دائمی تھی" کی تردید کرتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ یہ خلافت مردوں پر نہیں بلکہ عورتوں

اور بچوں پر ہے۔ اور دائمی خلافت کا دعویٰ تو تب مفید ہوتا جب آپ مردوں پر بھی عام خلیفہ ہوتے حالانکہ ایسا نہیں۔ پھر اگر شیعہ کہیں کہ حضور علیہ السلام کی مراد تو ہم ہی نے سمجھی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تو سمجھی ہی نہیں یا اپنی نسبت ہم حضور علیہ السلام کی مراد کو زیادہ جاننے اور سمجھنے والے میں تو یہ ایسا قول باطل ہے۔ کوئی بھی دیندار سے قبول نہیں کرے گا۔!

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

لا نسلم أن هارون عليه السلام كان بحيث لو بقي لكان خليفة لموسى عليه السلام. قوله: لأنه استخلفه. فلو لا يجوز أن يقال: إن ذلك الاستخلاف كان إلى زمان معين. فأنه في ذلك الاستخلاف بانتهاء ذلك الزمان. وبالجملة: فهم مطالبون بأقامة الدليل على لزوم النقصان عند انتهاء هذا الاستخلاف. بل هذا بالعكس. أولى. لأن من كان شريك الإنسان في منصب ثم يصير نائباً له و خليفه له. كان ذلك يوجب نقصان حاله. فأذا أزيلت تلك الخلافة زال ذلك النقصان. وعاد ذلك الكمال.

سلمنا: أن هارون كان بحيث لو عاش. لكان خليفة له بعد وفاته. لكن لم قلت: إن قوله: إن من بمنزلة هارون من موسى. يتناول جميع المنازل. ودليل الاستثناء معارض بحسن الاستفهام وحسن التقسيم وحسن ادخال لفظي الكل والبعض عليه.

ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اگر حضرت ہارون حیات رہتے تو ضرور حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوتے۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ نے ان کو خلیفہ بنایا اور اگر وہ ان کو معزول کرتے تو یہ بات حضرت ہارون کے حق میں امانت سمجھی جاتی۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ان (اہل تشیع) کی یہ بات ہم نہیں تسلیم کرتے۔ پس یہ جائز نہیں کہ کہا جائے کہ بے شک ان کی خلافت معین مدت تک تھی۔ زمانے تک اتہا کے ساتھ یہ خلافت بھی ملتی ہوگی۔

غلام کلام ہے کہ وہ نقصان (کی) کے لازم ہوتے یہ اقامت دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس خلافت کے اتہا کے وقت بلکہ اس کا الٹ تو زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ بے شک وہ شخص جو کسی منصب میں انسان کا شریک تھا پھر وہ اس کا نائب اور خلیفہ ہو گیا۔ یہ تو حالت نقصان کو ثابت کرتا ہے۔ پس جب خلافت ختم ہو گئی تو یہ نقصان بھی زائل ہو گیا اور رسالہ لوٹ آیا۔ ہم کو یہ بات تسلیم ہے کہ بے شک حضرت ہارون اگر زندہ ہوتے تو وہ ضرور حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوتے لیکن تم (اہل تشیع) یہ کیوں نہیں کہتے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ جمع منازل کو شامل ہے۔ اور استثناء کی دلیل تو حسن استفہام کے بھی معارض اور حسن تقسیم کے بھی معارض ہے اور لفظ کل اور بعض کے اس پر داخل ہونے کے حسن کے بھی معارض ہے۔ (الاربعین فی اصول الدین ج ۲ ص ۳۰۰)

۴۔ وہ جو امام اصفہانی نے شرح طوابع میں بیان کیا کہ اگر یہ نیابت قیامت سے مطلق بھی ہوتی تب بھی کہ اس سے یہ لازم نہ آتا حضور علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امر خلافت سونپ دیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے بغیر مدت کسی قید کے فرمایا تھا "اخلفی فی قومی" میری قوم میں میرے نائب بن جاؤ تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ جناب موسیٰ نے اپنے وفات کے بعد کے لئے بھی انہیں خلیفہ قرار دے دیا کیونکہ ان کے قول اخلفی میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو لازمی عموم پر ایسے دلالت کرتا ہو کہ ہر ہر زمانے میں ان کی خلافت کا مقتضی ہو یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کسی کو اپنے کاموں کا وکیل بنائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد وفات بھی وہ اس کا وکیل ہی رہے گا۔ اتھی۔ یہ ظاہر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

۵۔ اگر اس کی مثل نیابت دینا رحلت شریف کے بعد کی خلافت اولین کو ثابت کرنے والا ہو تب تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت زید بن حارثہؓ، ابن ام مکتومؓ اور ان کے علاوہ دیگر افراد جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے غزوات کے دوران اپنا خلیفہ بنایا سب کے سب اس خلافت کے حقدار ٹھہریں گے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں نہ کوئی اہلسنت و جماعت میں سے نہ فرقہ شیعہ میں سے اور نہ کوئی اور۔

الوجه العاشر ان هذا الحديث لو كان مقتضيا لاولية الخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم لفهم منه ذالك المهاجرون والانصار رضى الله تعالى عنهم الذين هم اعرف بلسان العب و اسرار كلام النبي صلى الله عليه وسلم من الشيعة وغيرهم ولما اجمعوا على مخالفة قوله صلى الله عليه وسلم ولكن على رضى الله تعالى عنه نازعهم بهذا الحديث واحتج عليهم بذلك لكونه راي انهم يعصون الله و رسوله ولما بايع ابا بكر رضى الله تعالى عنه لانه اسد من اسود الله عز وجل فلا يمكن ان يكتهم الحق لمخافة احد لا سيما على قول

الشيعة القائلين بعصمته رضى الله تعالى عنه ولم يقع شيء من ذلك فظهر ان المراد بالحديث ليس ذلك.

وجه (۱۰)۔

اگر اس حدیث کا تقاضا رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت اولین کا اثبات ہوتا تو شیعوں سے بڑھ کر عربی زبان اور کلام نبی کے اسرار و رموز کو خوب پہچاننے والے مہاجرین و انصار صحابہ اسے سمجھ چکے ہوتے اور فرمان رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر کبھی اتفاق نہ کرتے (اور اگر بالفرض ایسا ہوتا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو اللہ و رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ کر ضرور ان سے مقابلہ کرتے اور یہ حدیث ان پر بطور حجت پیش کرتے اور کبھی بھی حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کرتے کیونکہ آپ اللہ کے شہروں میں سے ایک شیر ہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ کسی سے ذکر آپ حق چھپا لیتے بالخصوص شیعوں کے قول کے مطابق (تو ضرور جو انمردی کا مظاہرہ کرتے) کہ ان کے نزدیک جناب علی معصوم ہیں۔ جب مذکورہ باتوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوا تو واضح ہو گیا کہ حدیث کی یہ مراد ہی نہیں تھی۔

الوجه الحادى عشر : ما قاله الملا على قارى رحمه الله فى شرحه على المشكوة انالو سلمنا ان هذا الحديث دل على ثبوت الخلافة لعلى رضى الله تعالى عنه فلا ينافى ذلك ثبوت الخلافة له بعد خلافة الخلفاء الثلاثة اذ لا دليل فيه على اولية الخلافة اصلا فيكون محلها ما وقعت فيه ظاهرا انتهى . محصله و الى هنا تم الكلام على حديث المنزلة

وجه (۱۱)۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مشکوٰۃ میں فرمایا اگر ہم مان بھی لیں کہ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ثبوت خلافت ہے تو یہ اس کے منافی نہیں کہ اس کا ثبوت خلفائے ثلاثہ کے بعد ہے کیونکہ اولیت پر اصلاً کوئی دلیل نہیں ہے لہذا اس کا وہی مقام محل ہو گا جس میں یہ ظاہراً

واقع ہوئی ہے اتھی۔ یہاں تک حدیث ”منزلہ“ پر گفتگو مکمل ہوئی۔

و اما الجواب عن الحديث الثاني فهو ان قوله رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله من باب الفضيلة وليس فيه بيان الافضلية وقد اثبت رسول الله صلى الله عليه وسلم رتبة المحبة لكثير من الصحابة رضي الله تعالى عنه حتى قال في حق زيد بن حارثة وابنه انه لمن احب الناس الى وان ابنه اسامة لمن احب الناس الى بعده اخرجه البخاري ومسلم عن عبد الله بن عمر وقال في شان الحسينين الكريمين رضي الله تعالى عنهما اللهم اني احبهما فاحبهما واحب من يحبهما اخرجه الترمذي عن اسامة بن زيد رضي الله تعالى عنه وقال في شان فاطمة الزهراء رضي الله تعالى عنها هي احب اهل بيتي الى اخرجه الترمذي عن اسامة ايضاً وقال في شان عائشة الحمير رضي الله تعالى عنها هي احب الناس الى اخرجه البخاري وغيره وقال صلى الله عليه وسلم لمعاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه والله يا معاذ اني احبك اخرجه ابو داود والنسائي وقال صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يحب اربعة واخبرني انه يحبهم على رضي الله تعالى عنه و ابو ذر و المقداد و سلمان رضي الله تعالى عنهم اخرجه الترمذي عن بريدة وهكذا اطلق لفظ المحبة على كثير من سواهم فلم يصح ان يكون فيه دلالة على الافضلية كما لا يخفى وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احب الناس من الرجال الى ابوبكر ثم عمر رضي الله تعالى عنهما كما اخرجه البخاري ومسلم كلاهما عن عمرو بن العاص ومن المعلوم ان لفظ الاحب الذي هو افعّل التفضيل ازيد من لفظ المحبة۔

دوسری حدیث پاک کا جواب۔ اب آئیے دوسری حدیث مبارکہ کے جواب کی طرف توجہ

اللہ ﷺ کا یہ فرمان حضرت علی کے بارے میں کہ ”وہ ایسا شخص ہے جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول بھی اسے اپنا محبوب رکھتے ہیں“۔ یہ باب فضیلت سے ہے۔ اس میں افضلیت کا بیان نہیں ہے۔ اور رتبہ محبت تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کثیر صحابہ کلمتے بیان فرمایا ہے یہاں تک کہ بخاری و مسلم میں موجود حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق حضرت زید بن حارثہؓ اور ان کے بیٹے حضرت امامہ کے بارے فرمایا: زید مجھے لوگوں میں محبوب ترین ہے اور ان کے بعد ان کے بیٹے سے مجھے بہت محبت ہے۔ اسی طرح ترمذی شریف میں موجود حضرت امامہ بن زید کی روایت کے مطابق حنین کریمین کی شان کے متعلق حضور علیہ السلام نے اللہ سے یہ دعا کی۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت فرما۔ اسی طرح ترمذی میں انہیں سے وارد سیدہ فاطمہ کی شان میں یہ حدیث ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا فاطمہ میرے اہل بیعت میں سے مجھے محبوب ترین ہے۔ اسی طرح بخاری وغیرہ میں ہے کہ سیدہ عائشہ کی شان میں فرمایا یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اسی طرح ابو داؤد و نسائی میں ہے کہ آپ نے سیدنا معاذ بن جبل سے فرمایا۔ اے معاذ! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں مزید یہ کہ ترمذی میں حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اللہ تعالیٰ نے چار بندوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی ان سے محبت کرتا ہے وہ حضرت علیؓ، ابو ذرؓ، مقدادؓ اور سلمان فارسیؓ ہیں۔ جل جلالہ وکلی ﷺ و رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح اور بھی کثیر صحابہ پر حضور علیہ السلام نے لفظ محبت کا اطلاق فرمایا ہے لہذا اس سے افضلیت پر دلیل پکڑنا صحیح نہیں۔ کمالاً بخفی۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ مردوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ابو بکر ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں یہ حضرت عمرو بن عاص سے مروی اور بخاری میں موجود ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ لفظ احب (جو شیخین کی شان

میں ہے) اسلام تفضیل کا صیغہ ہے اور اس میں لفظ محبت کی نسبت معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے۔!

و اما الجواب عن الحديث الثالث وهو قوله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاة فعلى مولاة في حديث غدير خم فعلى وجوه سبعة.

۱۔ امام زین الدین عبدالرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کے احب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر افضلیت دی جائے۔

(اسامة) ابن زید بن حارثة (احب الباس) من موالی (الی) و كونه اجهم اليه لا يستلزم تفضيله على غيره. (التيسير بشرح جامع الصغير جلد ۱ صفحہ 289)

یعنی کی اسامہ بن زید کا تمام لوگوں سے محبوب ہونا ان کے موالی سے انکی غیر پر تفضیل کو مستلزم نہیں ہے۔
ثانیاً: نیز اجماعیت سے کسی غیر سے افضلیت کا اثبات بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصریح سے ثابت ہے کہ۔ احب الناس (الی) ولا يعارضه ان غيره افضل منه۔

(فيض القدير للمناوي، حرف الهمزة، جلد۔ 4631 تحت 964)

یعنی مجھے لوگوں میں وہ سب سے زیادہ محبوب ہیں کسی غیر کے افضل ہونے کے معارض نہیں ہے۔
نیز اگر اجماعیت کو افضلیت کی علت تسلیم کر لیا جائے تو حضرت اسامہ بن زیدؓ کا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہونا لازم آئے گا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”احب اهل الى من قد انعم الله عليه و انعمت عليه اسامة بن زيد قال ثم من قال ثم علي بن ابي طالب.“ (سنن ترمذی، باب مناقب اسامہ بن زیدؓ جلد 5 ص 678 رقم 3819 :)

یعنی میرے اہل بیت میں سے وہ زیادہ محبوب ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور میں نے بھی انعام کیا وہ اسامہ بن زیدؓ میں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون آپؐ نے فرمایا علیؓ بن ابی طالبؓ جو کہ کسی صورت میں بھی فریقین کیلئے قابل قبول نہیں ہے۔

اس کے علاوہ سرکارِ دہ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا العارض صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کیلئے فرمایا۔

والدي نفسي بيده انكم احب الناس الي مرتين. (صحیح البخاری جلد 5 ص 32۔ 3786)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو۔

اجماعیت سے اگر افضلیت کا اثبات ہو تو پھر تمام مہاجرین صحابہ پر انصاری صحابہ کرام کی افضلیت لازم آئے گی۔ لہذا اثبات ہوا کہ احب سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

الاول : انه قال صاحب المواقف وشارحه ان صحة هذا الحديث ممنوع كيف ولم ينقله اكثر اصحاب الحديث كالبخارى ومسلم واهلهم وقد طعن فيه بعض من كبار المحدثين كالحافظ ابى داؤد والسجستاني و ابى حاتم الرازى وغيرهما ودعوى الشيعة انه حديث متواتر مكابرة محضة انتهى ما فى المواقف و شرحه.

الثانى : ان علياً رضى الله تعالى عنه لم يكن يوم الغدير مع النبى صلى الله عليه وسلم فانه كان باليمن قاله صاحب المواقف فكيف يصح هذا الحديث مع ما فيه من التصريح بقوله فاخذ بيد على رضى الله تعالى عنه الى آخره. قلت وفى هذا الجواب نظر لان علياً رضى الله تعالى عنه انما كان فى اليمن قبل حجة الوداع وقصة غدير خم انما وقعت حين مرجعه صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ولم يثبت انه صلى الله عليه وسلم اعاد علياً رضى الله تعالى عنه الى اليمن بعد حجة الوداع نعم لو ثبت ذلك او ثبت ان قصة غدير خم كان قبل حجة الوداع لكان هذا الجواب صحيحاً فتدبر.

الثالث : انه لاختفاء ان المراد بلفظ الهولى المحبوب او المنصور دون الاولى بقرينة قوله صلى الله عليه وسلم بعدة اللهم وال من والاه وعاد من عاداه.

الرابع : ان هذا اللفظ من المدايح والفضائل وليس فيه بيان الافضية ولهذا قال صلى الله عليه وسلم لزيد بن حارثة رضى الله تعالى عنه انت اخونا ومولينا اخرج البخارى فلو كان لفظ الهولى يدل على اولية الخلافة لكان زيد افضل الصحابة كلهم واقدمهم فى الخلافة وهو غير صحيح قطعاً.

الخامس : انه قال فى المواقف و شرحه انه لو سلم ان هذا الحديث صحيح فاكثروا

رواته لم يرووا مقدمة الحديث وهي الست اولى بكم من انفسكم فلا يصح ان يتمسك بها في ان المولى بمعنى الاولى انتهى اى لان مخالفة الاكثر في لفظ او حديث يوجب الشذوذ فيه والشاذ لا يكون صحيحاً ولهذا شرطوا في الحديث الصحيح ان لا يكون شاذاً كما في النخبة وشرحها.

السادس: انه قال في الموافق وشرحه ايضاً ان مفعلاً بمعنى افعل لم يذكره احد من الائمة العربية والاستعمال ويدل ايضاً على ان المولى ليس بمعنى الاولى جواز ان يقال هو اولى من كذا دون مولى من كذا ويقال اولى الرجلين او الرجال انتهى ونحوه في شرحه الطوالع للقاضى البيضاوى.

السابع: انه قال صاحب الموافق وشارحه ايضاً انه لو سلم ان المولى بمعنى الاولى فلا نسلم ان المراد الاولى بالتصرف والتدبير بل يجوز ان يراد الاولى في امر من الامور كما قال الله تعالى ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه و اراد الاولوية في الاتباع والاختصاص والقرب منه لا في التصرف فيه ويقول التلامذة نحن اولى باسئادنا ويقول الاتباع نحن اولى بسلطاننا ولا يريدون الاولوية في التدبير والتصرف بل في امر ما ولصحة الاستفسار اذ يجوز ان يقال في اى شىء هو اولى في تصرفه او محبته او التصرف فيه ولصحة التقسيم بان يقال كون فلان اولى بزيد اما في نصرته و اما في ضبط امواله و اما في تدبيرة والتصرف فيه وحينئذ لا يدل الحديث على امامة على رضى الله تعالى عنه انتى ما في الموافق وشرحه.

تیسری حدیث پاک کا جواب۔ حدیث۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے موقع پر

فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اس کے مخالفین کو سات جوابات ہیں۔

جوابات:-

اس کے مخالفین کو سات جوابات ہیں۔

۱۔ یہ کہ صاحب موافق اور شارح موافق نے اس حدیث کے صحیح ہونے کا انکار کیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ اکثر اصحاب حدیث مثل بخاری و مسلم اور ان جیسے اور دیگر محدثین نے اسے روایت بھی نہیں کیا اور بعض بکبار محدثین جیسے حافظ ابو داؤد سجستانی اور ابو حاتم رازی وغیرہما نے تو اس میں طعن بھی کیا ہے اور شیعوں کا اس حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ محض مکارہ ہے۔ انتہی۔

۲۔ ایک جواب صاحب موافق نے یہ دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غدر خم کے دن نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ ہی نہیں تھے کیونکہ آپ اس وقت یمن میں تھے تو پھر کیونکر یہ حدیث صحیح ہو سکتی ہے حالانکہ اس میں صراحت ہے کہ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا آخر تک۔ مصنف فرماتے ہیں: کہتا ہوں اس جواب میں نظر ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں حجۃ الوداع سے پہلے تھے اور غدر خم کا واقعہ تو حضور علیہ السلام کے حجۃ الوداع سے لوٹنے کے بعد پیش آیا ہے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ حضور علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ یمن بھیجا ہو۔ ہاں اگر یہ ثابت ہوتا یا واقعہ غدر خم کا حجۃ الوداع سے پہلے ہونا ثابت ہوتا۔ تب یہ جواب صحیح ہوتا قدر۔

۳۔ یہ کہ اس میں کوئی خفا نہیں لفظ مولیٰ محبوب و منصور کے معنی میں ہے اولیٰ کے معنی میں نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کا یہ قول اے اللہ! جو بھی علی کو دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اسے دشمن رکھ اس جواب پر قرینہ دلیل ہے۔

۴۔ یہ لفظ مولیٰ مدحت و فضیلت کے معنی میں ہے اس میں افضلیت کا بیان نہیں۔ یہی وجہ ہے (بخاری شریف میں موجود ہے) کہ حضور علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

تھا۔ اے زید! آپ ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہیں تو اگر لفظ مولیٰ اولین حق خلافت پر دلیل ہوتا تو حضرت زید خلافت کے حوالے سے تمام صحابہ سے افضل اور مقدم ہوتے اور یہ قطعاً صحیح نہیں۔

۵۔ موافق و شرح موافق میں فرمایا اگر اس حدیث کا صحیح ہونا مان بھی لیا جائے تو اکثر راویوں نے حدیث کا ابتدائی حصہ حضور علیہ السلام کا فرمان ”الست اولیٰ بکم من انفسکم“ کہ کیا میں تم سے زیادہ تمہاری جانوں کا مالک نہیں ہوں؟ روایت نہیں کیا۔ لہذا مولیٰ کو اولیٰ کے معنی میں ثابت کرنے کے لئے اس حدیث کو دلیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ انتھی۔ (ان کا کلام ختم ہوا)۔ مصنف فرماتے ہیں کیونکہ لفظ حدیث میں اکثر روایات کی مخالفت حدیث میں شذوذ ثابت کرتی ہے اور شاذ حدیث صحیح نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے محدثین نے حدیث صحیح کی تعریف میں شرط لگائی ہے کہ وہ شاذ نہ ہو۔ عیدما کہ نخبہ اور اس کی شروحات میں اس کا بیان ہے۔

۶۔ موافق اور اس کی شرح میں ہی یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ مولیٰ بروزن مفعول بمعنی افعلاً آتا ہوا یا ائمہ عرب و ائمہ استعمال میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا اور مولیٰ کے اولیٰ کے معنی میں نہ ہونے پر مزید دلیل یہ ہے کہ یوں تو کہا جاتا ہے اولیٰ من کذا افلاں سے زیادہ حقدار لیکن یوں نہیں کہا جاتا مولیٰ من کذا اسی طرح اولیٰ الرطلین اور الرجال دو مردوں یا سب مردوں سے زیادہ مستحق کہا جاتا ہے (لیکن اس کے برعکس مولیٰ میں ایسا نہیں کہا جاتا) انتھی۔ اسی کی مثل جواب موافق کی شرح جواب قاضی بیضاوی کی تصنیف شرح طوالع میں بھی ہے۔

۷۔ صاحب موافق و شارح موافق نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ مولیٰ اولیٰ کے معنی میں ہے تو ہم یہ نہیں جانتے کہ یہاں تدبیر و تصرف میں اولویت مراد ہے بلکہ یہ کسی بھی چیز میں ہو سکتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اِنَّ اَوَّلٰى النَّاسِ بِاَبْنُوْهِیْمَ لِلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ“۔ ترجمہ: کنز الایمان۔ بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے۔ اب

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع و اختصاص اور آپ کے قرب میں اولویت کا حصول مراد ہے نہ کہ آپ کی ذات میں تصرف کرنا مراد ہے۔ شاگرد کہہ دیا کرتے ہیں یہ استاد کے زیادہ حقدار ہیں اسی طرح پیروکار کہتے ہیں ہم اپنے بادشاہ کے زیادہ حقدار ہیں تو وہاں تدبیر و تصرف میں اولویت مراد نہیں ہوگی بلکہ اس سے کوئی بھی کام مراد لیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اس کے ذریعے سوال کرنا بھی صحیح ہے کہا جاتا ہے فلاں کس چیز کا زیادہ حقدار ہے کسی کے تصرف کا یا اس کی محبت کا یا پھر اس کی ذات میں تصرف کرنے کا۔ اسی طرح اسے بطور تقسیم استعمال کرنا بھی صحیح ہے کہا جاتا ہے فلاں زید کا زیادہ حقدار ہے۔ یا تو اس کی مدد کرنے میں یا اس کا مال لینے میں یا پھر اس کی ذات میں تدبیر و تصرف کرنے میں (جب اتنے سارے محامل موجود ہیں) تو اس وقت یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل نہیں بن سکتی۔ موافق و شرح موافق کی عبارت ختم ہوتی ہے۔

واما الجواب عن الحديث الرابع : وهو قوله صلى الله عليه وسلم انت اخي فقد اثبت النبي صلى الله عليه وسلم اخوته لابي بكر رضي الله تعالى عنه حيث قال ولكنه اخي وصاحبي كذا اخرجه البخاري عن ابن عباس ومسلم عن عبد الله بن مسعود وقال صلى الله عليه وسلم ايضاً ابو بكر اخي في الدنيا والآخرة اخرجه الحافظ السلفي عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه واورده المحب الطبري في الرياض النضرة وقال صلى الله عليه وسلم في شان سيدنا ابي بكر رضي الله تعالى عنه ايضاً ولكنه اخي وصهري ووزير و في شان عثمان رضي الله تعالى عنه حيث قال عثمان اخي ورفيقي في الجنة اوردهما التفتازاني في شرح المقاصد وقد اثبت صلى الله عليه وسلم ذلك لزيد بن حارثة كما قدمنا نقلاً عن صحيح البخاري ولم يقل احد من اهل السنة المرضية ولا من الشيعة بافضلية عثمان وزيد بن حارثة رضي الله تعالى عنه على جميع الصحابة

بناءً على لفظ الاخ الواردة في شأنهما فلا دلالة في هذه الرواية كلها على
افضلية علي رضي الله تعالى عنه على ابي بكر رضي الله تعالى عنه قطعاً فظهر ما
زعمت الشيعة الشنيعة من تفضيل علي رضي الله تعالى عنه على ابي بكر رضي
الله تعالى عنه او من معارضة الاحاديث الواردة في فضلها و تبعهم صاحب
الرسالة المردودة فذلك كله باطل حتماً تبصرة اخرى.

جوتھی حدیث کا جواب۔

حدیث یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "آپ میرے بھائی ہیں۔
اپنی اخوت تو حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کے لئے بھی ثابت کی ہے بخاری میں حضرت ابن
عباس اور مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا "لیکن ابوبکر
میرے بھائی اور میرے ماتھے میں۔ اسی طرح حافظ سلفی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی
ہے جس کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر دنیا
و آخرت میں میرے بھائی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح علامہ نقاشانی رحمہ اللہ نے شرح مقاصد میں ذکر کیا
کہ حضور علیہ السلام نے شان ابوبکر میں فرمایا: لیکن ابوبکر میرے بھائی سسر اور وزیر ہیں" اور حضرت
عثمان کے بارے فرمایا "عثمان جنت میں میرے بھائی اور ساتھی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح زید بن
حارثہ کی فضیلت میں وارد حدیث ہم صحیح بخاری کے حوالہ سے پیچھے نقل کر چکے ہیں تو جب مذهب محبوب
اہلسنت و جماعت اور فرقہ شیعہ میں سے کوئی حضرت عثمان و حضرت زید کی شان میں وارد لفظ "بھائی"
کی بنا (وجہ) پر انہیں تمام صحابہ سے افضل نہیں مانتا تو پھر ان تمام روایات میں جناب علی کی جناب
صدیق پر افضلیت کی بھی قطعاً کوئی دلیل نہیں رضی اللہ عنہما۔ یہاں سے شیعہ کے جناب علی کو جناب
صدیق پر افضل ماننے اور ان دونوں صاحبوں کی شان میں وارد ہونے والی حدیثوں کو آپس میں
معارض گمان کرنے اسی طرح ان کے پیرو ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردود کے تمام تمسکات کے

بارے واضح ہو گیا کہ یہ سب کچھ حتمی طور پر باطل ہے۔ تبصرہ۔

فان قيل اذا لم يكن في هذه الاحاديث ما يعارض الاحاديث الواردة في
افضلية ابي بكر رضى الله تعالى عنه لعدم وجود صيغة افعال التفضيل وما
يؤدى مؤداها فيها فقد ورد في شان على رضى الله تعالى عنه احاديث عديدة
بصيغة افعال التفضيل ايضاً وح يثبت المعارضة منها قوله صلى الله عليه
وسلم حين اهدى اليه طير مشوى اللهم ائتني باحب خلفك اليك ياكل معي
هذا الطير ف جاء على رضى الله تعالى عنه فاكل معه اخرجه الترمذى عن انس بن
مالك والاحب الى الله تعالى اكثر ثواباً وهو معنى الافضل

اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ چلیں یہ احادیث تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں وارد
ہونے والی احادیث کے معارض نہیں کیونکہ ان میں اسم تفضیل یا اس کے قائم مقام کوئی صیغہ وارد
نہیں لیکن متعدد حدیثیں ایسی بھی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں افضل التفضل کے صیغے سے
بھی وارد ہوتی ہیں۔ لہذا اب تو معارضہ پایا جائے گا ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام
کے پاس بھنے ہوئے پرندے کا گوشت لایا گیا تو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔ اے اللہ اپنی
مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اسے کھائے تب حضرت علی
آگئے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ اسے تناول کیا۔ اس کو امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہاں پر احب سب سے بڑھ کر محبوب ہونے سے مراد اللہ کے ہاں سب سے

بڑھ کر ثواب والا ہونا ہے اور اسی کو افضلیت کہتے ہیں۔

جواب۔

قلت: الجواب عنه من وجوه تسعة.

الاول: ان هذا الحديث موضوع كذا قال الحافظ ابن الجوزي في كتاب الموضوعات له والحافظ ابو العباس الحراني في كتابه منهاج الاستقامة.

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ وهو التمسك بخبر الطير، فالاعتراض عليه: أن نقول: قوله: بأحب خلقك، يحتمل أحب خلق الله في جميع الامور، أو يكون أحب خلق الله في شيء معين. والدليل على كونه محتملا لهما: أنه يصح تقسيبه اليهما. فيقال: أما يكون أحب خلقه اليه في الامور، أو يكون حب خلقه اليه في هذا الامر الواحد. وما به الاشتراك غير ما به الاشتراك. وغير مستلزم له. فاذن هذا اللفظ لا يدل على كونه أحب الى الله تعالى في جميع الامور فاذن هذا اللفظ لا يدل الا على أنه أحب في بعض الامور. وهذا يفيد كونه أزيد ثوابا من غيره في بعض الامور، ولا يمتنع كون غيره أزيد ثوابا منه في أمر آخر. فثبت: أن هذا لا يوجب التفضيل. وهذا جواب قوي۔ (الاربعين في اصول الدين ج ۲ ص ۳۱۶)

ترجمہ: حدیث طیر سے استدلال چکونے پر اعتراض یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان باحب خلقک میں یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق تمام امور میں زیادہ محبوب ہے یا کسی معین چیز میں اس حدیث کے محتمل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کی ان دونوں احتمالوں کی طرف تقسیم صحیح ہے۔ تو پس کہا جائے گا کہ وہ مخلوق سے تمام امور میں زیادہ محبوب ہیں یا اس ایک امر میں؟ اور اس میں وجہ اشتراک کیا ہے؟ اس وجہ اشتراک کے ماسواء جو کہ اسے مستلزم نہ ہو۔ بتا تو ایسا لفظ۔ اللہ تعالیٰ کے تمام امور میں زیادہ محبوب ہونے پر دلالت نہیں کرے گا تو پھر یہ لفظ صرف بعض امور میں زیادہ محبوب ہونے پر دلالت کرے گا۔ اور یہ لفظ باحب خلقک صرف ان کے بعض امور میں زیادتی ثواب کا فائدہ کرے گا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ (حضرت علی المرتضیٰ) کا غیر آپ سے بعض دوسرے امور میں از روئے ثواب زیادہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث طیر سے استدلال تفضیل کو ثابت نہیں کرتا۔ اور یہ بڑا قوی و مضبوط جواب ہے۔

الثاني: انا لو تنزلنا وفرضنا ان هذا الحديث ليس بموضوع فلا شك في ضعفه كما صرح به العلامة محمد بن طاهر الفتني في كتاب الموضوعات له والحديث الضعيف لا يكون حجة في الاحكام لا سيما في هذا المقام لكونه مما لا يدرك بالراى واجتهاد العلماء.

الثالث: انا لو تنزلنا وفرضنا عدم ضعفه ظاهرا فلا شك في ضعفه باطنا لوجود علة قاذحة خفية فيه موجبة لضعفه وذلك لان لفظ خلقك عم يشتمل الانبياء والمرسلين ولم يرو نص خاص في هذا الحديث يخص به هذا العموم كما ورد النص الخاص في احاديث افضلية ابي بكر رضى الله تعالى عنه من قوله الا النبيين والمرسلين وما في معناه وقد قام الاجماع على افضلية الانبياء والمرسلين على غيرهم فكان هذا اى مخالفة هذا الحديث للاجماع مع عدم ورود النص المخصص فيه مما يوجب وهنا وقد ما باطنا في ثبوته.

الرابع: انا لو تنزلنا وفرضنا عدم ضعف هذا الحديث ظاهرا وباطنا فلا نسلم ان الاحب مرادف الافضل يدل عليه قوله صلى الله عليه وسلم افضل الذكر لا اله الا الله احب الكلام الى الله تعالى سبحانه الله وبمحمد روى شطر الاول منه الترمذى والنسائى وصحح الحاكم وابن حبان عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه وروى شطر الثانى منه مسلم في صحيحه عن ابي ذر رضى الله تعالى عنه ولهذا قال العلامة السيوطى النووى في شرحه على مسلم في تفسير قوله صلى الله عليه وسلم لها سئل عن الناس اى الناس احب اليك قال عائشة قلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال عمر الحديث اخرجه البخارى ومسلم كلهما عن عمرو بن العاص رضى الله تعالى عنه. ما حاصله انه

لا يلزم من كون عائشة رضى الله تعالى عنها احب اليه ان تكون افضل وكذلك لا يلزم من كون ابيها رضى الله تعالى عنه احب اليه ان يكون افضل من عمر رضى الله تعالى عنه وانما ثبت كونه افضل بدلائل اخرى مما ورد فيه لفظ الافضل او الخیر صریحاً ما انتهى وقال العلامة شيخ عبدالحق الدهلوی فی شرحه علی المشكورة ما لفظه ان الكلام فی الصحابة انما هو فی الافضلية بمعنى كثرت الثواب عند الله تعالى و الاحبة غيرها كما هو القول المشهور عن العلماء فی الفرق بین الاحبية والافضلية انتهى.

الخامس: انا لو سلمنا مراد فتها فقد عارضه ما هو اقوى منه وهو قوله صلى الله عليه وسلم احب الرجال الى ابوبكر ثم عمر كما قدمنا انفا عن صحيح البخاري ومسلم ولا خفاء ان الاحب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الاحب الى الله سبحانه وتعالى.

جواب

میں کہتا ہوں اس کے فوجواب ہیں۔

۱۔ حافظ ابن جوزی نے اپنی کتاب ”موضوعات“ میں اور حافظ ابوالعباس حرائی نے دینی کتاب ”منہاج الاستقامت“ میں اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

۲۔ برسیل تنزل بالفرض اگر موضوع نہ بھی ہو تو اس کے ضعیف ہونے میں تو شک ہی نہیں جیسا کہ اس کی صراحت علامہ محمد بن طاہر پٹنی نے اپنی کتاب ”موضوعات“ میں کی ہے۔ اور حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں بالخصوص اس مقام میں کہ جہاں رائے واجتہاد سے مذکورہ مسئلہ معلوم ہی نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ (برسیل) چلویہ بھی مانا کہ ظاہر آیہ حدیث ضعیف نہیں لیکن باطناً اس کے ضعیف ہونے

میں کچھ شبہ نہیں کیونکہ اس میں ایک ممنوع اور پوشیدہ علت ہے جو اس کے ضعف کو ثابت کر رہی ہے وہ یہ کہ اے اللہ! تیری مخلوق کے الفاظ عام میں انبیاء و مرسلین کو بھی شامل ہیں۔ اور اس حدیث میں کوئی خاص لفظ بھی نہیں جس کے سبب یہ عمومیت خاص ہو سکے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد ہونے والی احادیث میں الانبیاء والمرسلین اور اسی طرح کے دیگر الفاظ وارد ہیں۔ اور اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے علاوہ سب پر افضل ہیں۔ پس یہ حدیث اجماع کے مخالف ہوگی مزید یہ کہ اس میں کسی لفظ مخصوص کا نہ ہونا اس کی کمزوری اور اس کے ثابت ہونے میں ایک باطنی ممانعت کو ثابت کر رہا ہے۔

۴۔ اگر ہم یہ بھی جان لیں اور فرض کر لیں کہ یہ حدیث ظاہر أو باطناً دونوں طرح ضعیف نہیں ہے تب بھی ہم یہ نہیں مانتے کہ لفظ (احب) لفظ افضل کے مترادف اور قائم مقام ہے اس پر دلیل ترمذی، نسائی، حاکم بافادہ تصحیح اور ابن حبان کی روایت ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”افضل ذکر“ لا اله الا الله“ ہے اور مسلم کی روایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب سے احب (پند بات) سبحان اللہ و بحمدہ کہنا ہے۔ (یہاں افضل اور احب کا فرق سمجھیے)۔ اسی وجہ سے علامہ نووی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مسلم میں بخاری و مسلم شریف میں عمرو بن عاص کی اس حدیث کے تحت (کہ جب حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے فرمایا عائشہ عرض کی گئی مردوں میں سے فرمایا ان کے باپ عرض کی گئی پھر کون فرمایا حضرت عمر) فرمایا کہ حضرت عائشہ کے حضور علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ افضل بھی ہوں۔ اسی طرح ان کے باپ (حضرت ابو بکر) کا حضور علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہونا حضرت عمر سے افضل ہونے کو لازم نہیں بلکہ آپ کی افضلیت دوسرے دلائل سے ثابت ہے جن میں لفظ افضل اور لفظ خیر صراحۃ وارد ہوئے ہیں اتنی۔ اور علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ صحابہ میں گفتگو افضلیت کے حوالے سے ہے اور

افضلیت کا معنی اللہ کے ہاں زیادہ ثواب والا ہونا ہے۔ اور اصحیت (زیادہ پسندیدہ ہونا) افضلیت کا غیر ہے۔ جیسا کہ افضلیت اور اصحیت کے درمیان فرق کا قول علماء کی طرف سے مشہور و معروف ہے۔

۵۔ پھر اگر ہم ان کی مرادفت و مطابقت مان بھی تب بھی اس سے قوی دلیل اس کے معارض ہے اور وہ بخاری و مسلم میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے ”مردوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں رضی اللہ عنہما اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ جو رسول اللہ کو زیادہ محبوب ہو گا وہی اللہ کو بھی زیادہ محبوب ہو گا۔

اعتراض۔

فان قيل قد نفيت المعارضة سابقا بين هذه الاحاديث والاحاديث الواردة في شان على رضي الله تعالى عنه وقد اثبتتها ههنا فكيف هذا الجمع
پھر اگر کہا جائے کہ آپ نے ابھی تو پیچھے دونوں صاحبوں کی شان میں وارد ہونے والی روایات کے درمیان معارضہ ہونے کی نفی کی تھی اور یہاں آپ نے معارضہ ثابت کر دیا ہے تو یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں؟

جواب

قلت: قد نفيناها هناك بمعنى المساواة الموجبة لساقط الحكمي واثبتناها ههنا بمعنى كون احد جانبيها وهو الحكم بأفضل سيدنا ابي بكر رضي الله تعالى عنه ارجح واقوى من الجانب الآخر فلا منافاة... فتدبر.
ہم کہتے ہیں وہاں جو ہم نے نفی کی تھی وہ معنی مساوات کے اعتبار سے کی تھی کہ جو مساوات تساوی علمی کو ثابت کرنے والی تھی اور یہاں ہم نے جو اثبات کیا ہے وہ جانہین میں سے ایک کے ثابت ہونے کے متعلق ہے اور وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا حکم دوسری جانب سے زیادہ راجح اور زیادہ قوی ہے۔

السادس : انه لو سلم مرادفة الاحب و الافضل فقد قال التفتازاني في شرح المقاصد ان قوله احب خلقك اليك يحتمل تخصيص ابى بكر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منه عملاً بإدلة افضليتهما انتهى

۶۔ احب و افضل کی مرادفت کو تسلیم کرنے کا ایک جواب علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح مقاصد میں یہ دیا ہے کہ اس صورت میں حضور علیہ السلام کا فرمانا (احب خلقک) حضرت علی سے شیخین رضی اللہ عنہم کی تخصیص کا احتمال رکھے گا ان دلائل کی بناء پر جو شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت کے حوالے سے وارد ہوئے ہیں۔

قلت : و يؤيده ما تقدم من حديث الصحيحين ان احب الرجال الى ابوبكر ثم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و يؤيده ايضاً ما روى عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الناس الى ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على اخرجه الديلمي في الفردوس الاعلى مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اس کی تائید صحیحین کی مذکورہ حدیث سے ہوتی ہے کہ مردوں میں مجھے سب سے محبوب ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ مزید اس کی تائید حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جسے دیلمی نے ”فردوس علی“ میں روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے لوگوں میں سب سے محبوب ابوبکر ہیں اور ان کے بعد عمر ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہم۔

السابع : ان بعد تسليم المرادفة جميع الاحاديث الواردة في افضلية ابى بكر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم المتقدم ذكرها يكون تفسيراً لهذه الاخبية لاتحاد معنى اللفظين بعد تسليم المرادفة فيثبت منك الاحاديث الكثيرة غاية الكثرة ان احببة على رضی اللہ تعالیٰ عنہ متأخرة عن احببة

خلفاء الثلاثة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما لا یخفی

۷۔ تسلیم مرادفت کے بعد وہ تمام احادیث جو خلفائے ثلاثہ کی افضلیت میں وارد پہلے گزر چکی ہیں وہ اس حدیث میں وارد احبیت کی تفسیر ہو جائیں گی کیونکہ جب مراد حب مان لیں گے تو دونوں لفظوں کا معنی متحد ہو جائے گا۔ لہذا ان کثیر احادیث سے ثابت ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احبیت خلفائے ثلاثہ کی احبیت کے بعد ہے (کیونکہ وہ اس کی تفسیر کر دیں گی)۔ کمالاً بخفی۔

الثامن: مآقال الفضیل فی الموافق والسید لشریف فی شرحہ ما یحصلہ ان هذا اللفظ لا یفید کونہ احب الیہ فی کل شیء لصحة التقسیم وادخال لفظ الكل والبعض الا بری انه یصح ان یقسم ویقال احب خلفۃ الیہ ما فی کونہ اقضى الخلق او فی کونہ اصلتہم او فی کونہ اجمالہم مواد فی کونہ اشجعہم وادفعہم للكفار او فی کذا او فی کذا او کذا لک یصح ان یتفسر ویقال احب خلفہ الیہ فی کل شیء او فی بعض الاشیاء وکجاز ان یکون اکثر ثوابا فی شیء دون شیء الاخر فلا یدل علی الافضلّية مطلقا انتہی

۸۔ وہ ہے جو شیخ عضد الدین نے موافق اور سید شریف رحمہما اللہ نے اس کی شرح میں بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ (احب) جناب امیر کے ہر ہر شے میں محبوب اکبر ہونے کو مفید نہیں کہ اس کو تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے اور لفظ کل اور بعض سے اس کی تفسیر بھی کی جاسکتی ہے (کیا دیکھتا نہیں) کہ اس کو تقسیم کر کے یوں کہنا صحیح ہے کہ وہ سب سے زیادہ محبوب مخلوق میں سب سے اچھے فیصل ہونے میں ہیں یا صادق ہونے میں ہیں یا خوبصورت ہونے میں ہیں یا بہادر ہونے میں ہیں یا کفار پر غالب آنے میں ہیں یا اس چیز میں ہیں وغیر ذلک اسی طرح کل اور بعض سے اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ وہ مخلوق میں ہر شے میں زیادہ محبوب ہیں یا بعض اشیاء میں زیادہ محبوب ہیں اسی طرح یہ کہنا بھی جائز ہوگا کہ وہ ایک شے میں زیادہ ثواب والے ہوں لیکن دوسری میں نہ ہوں۔ لہذا

یہ علی الاطلاق یہ افضلیت پر دلیل نہیں آتی۔

التاسع : انه یحتمل احب خلقک الیک فی ان یاکل معی هذا الطیر قالہ العلامة المحقق التفتازانی فی شرح المقاصد۔

۹۔ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح مقاصد میں فرمایا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اے اللہ اس بندے کو بھیج کر جو اس پرندہ کو میرے ساتھ کھانے میں تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تبصرة اخرى ان قيل تدرى بعض الاحاديث سوى هذه المتقدم في شان سيدنا علي كرم الله وجهه بنت خير ايضا و لا شكر ان لفظ صيغة افعل الفتحيل فيكون نضا في مدعى الشيعة الشيعة و صلعب الرسالة المردودة فهي تكون معارضة لما قدمت من احاديث سيدنا ابي بكر رضي الله عنه بلفظ فعل وما يودي مؤداها منها قوله ﷺ ان اخي و وزيرى و خليفتى من اهلى و خير امن اترك ايدي و يقضى دينى و ينجز موعدى على رضى الله عنه اخرجه ابن حبان عن انس و منها قوله ﷺ خير من اخلفه بعدى على اخرجه ابن الجوزى و ابن حبان عن سلمان الفارسى و منها قوله ﷺ على خير البشر فمن ابى فقد كثر اخرجه الخطيب البغدادى عن جابر و الحاكم عن ابن مسعود رضى الله عنه و منها قوله ﷺ على خير البرية اخرجه ابن عدى عن ابي سعيد۔

تبصرہ۔ اعتراض۔

اگر کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں مذکورہ احادیث کے علاوہ کچھ اور احادیث لفظ خیر کے ساتھ بھی وارد ہوئی ہیں اور لفظ ”خیر“ کے افضل التفضیل ہونے میں کوئی شک نہیں لہذا اس طرح کی احادیث شیعہ اور ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردودہ کے دعویٰ میں نص ہوں گی اور سیدنا

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں افضل اور اس کے قائم مقام الفاظ کے ساتھ وارد ہونے والی جو حدیثیں آپ پہلے ذکر کر آئے ہیں یہ ان کے معارض ہوں گی۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جسے ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”میرے بھائی دو وزیر میرے اہل میں سے میرے خلیفہ۔ میرے بعد والوں میں سب سے بہتر جو میرے دین کو ادا کریں گے اور میرے وعدے کو پورا کریں گے وہ حضرت علی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح ایک حدیث پاک یہ ہے جسے ابن جوزی اور ابن حبان نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”میں جن کو اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں گا ان میں سب سے بہتر حضرت علی ہیں“ رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح خطیب بغدادی کی روایت حضرت جابر سے اور حاکم کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”علی خیر البشر میں جن نے اس کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔“ اسی طرح ابن عدی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”علی رضی اللہ عنہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔“

قلت لنا عن هذا الاحادیث جواب الاول اجمالی وجواب هذا الروایات موضوعة كلها ثم یصح شیء عند اهل العلم بالحديث و من اوردها من للمحدثین فانما اوردها بیان و منها و الموضوع امر باطل لا یصح بناء شیء من الاحکام الشرعیة علیه قطعاً الثانی تفضیلی وهو انا نقول اما الحديث الاول من هذا ما لاحادیث الاربعة قائماً رواه ابن حبان من رواية مظهر من سیمون الاکاف ثم قال ابن الحبان و مطر یروی الموضوعات من الثقات و کذا قال العلامة ابن العراق فی تنزیه الشریعة و قال الحافظ السیوطی فی کتابه المسمى بالالی المنوعة فی للاحادیث الموضوعة ناقلاً عن المیزان للحافظنا قد الرجال العلامة الذهبی رحمة الله و انما رواه مطر من هذا الحديث فهو

موضوع انتهى كلام الحافظ خامة المحدثين السيوطي لو تنزلنا و مسلمنا صحة هذا الحديث فقلوله ﷺ فيه خير من اترك بعدى يقضى ديني و ينجز وعدى ظاهر في تقييد الخيرة كونها في القضاء والانجاز فلا يكون من المدعى في شيء اذا المدعى اثبات الخيرة والافضلية في كثرة الثواب عند الله و نحوه كما قدمنا اوائل هذه الرسالة فارجع اليه ان شئت لو تنزلنا و قلنا ان هذا الحديث ليس بظاهر بل انه يحتمل فنقول يكفيننا هذا الاحتمال يقلع عرف الاستدلال فتدبر و تأمل اما الحديث منها فقد اخرج ابن الجوزي من طريق اسمعيل بن زياد ثم قال ابن الجوزي و اسماعيل و ضاع برجال اخرجه ابن حبان من طريق خالد بن عبيد العنكي قال ابن حبان و خالد هذا يروي نسخة موضوعة اى و هذا الحديث منها كذا قال العلامة ابن عراق في تنزيه الشريعة و اما الحديث الثالث فقد قال الحافظ السيوطي في الاكيه انه رواه الخطيب من طريق احمد بن نصر الذراع و هو رجال كذاب و اخرجه الحاكم من رواية ثلاثة في مسند واحد هم محمد بن شجاع الثلجي و حفص بن عمرو الكوفي و محمد بن علي بن عبد الواحد الجرجاني قال الحاكم فالثلجي كذاب و حفص ليس بيشيء و الجرجاني منهم و هو امام اهل التشيع في زمانه انتهى كلام السيوطي و قال العلامة علي بن محمد بن عراق الكناني في تنزيه ما الشريعة ان هذا الحديث باطل جلي بطلانه انتهى اما الحديث الرابع فقد قال العلامة بن عراق في تنزيه الشريعة ان في سنده احمد بن سالم باسمره و قد قال ابن حبان لا يحتج به يروي عن الثقات الطاووت قال و قال الذهبي في الميزان و يروي عن غير احمد بن سالم و هو كذب انتهى .

جواب:-

ہم کہتے ہیں ان احادیث کے دو جواب ہیں۔
پہلا اجمالی۔ دوسرا تفصیلی۔

اجمالی جواب:-

(اجمالی یہ کہ یہ ساری کی ساری روایتیں موضوع ہیں)۔ محدثین کے نزدیک ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں اور جن محدثین نے انہیں بیان کیا ہے انہوں نے اسی عرض سے کیا ہے کہ ان کا موضوع ہونا واضح ہو جائے اور موضوع ایک امر باطل ہے جس پر احکام شرعیہ کی بنیاد رکھنا قطعاً درست نہیں ہے۔

تفصیلی جواب:-

اب آئیے تفصیلی جواب سنیں کہ پہلی حدیث کو حافظ ابن حبان نے مطربن میمون سے روایت کیا پھر فرمایا مطرقہ ردایوں سے موضوع حدیثوں روایت کرتا ہے۔ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ نے تنزیہ الشریعہ میں یوں ہی فرمایا ہے در حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب الابی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ میں ناقد الرجال حافظ ”علامہ ذہبی رحمۃ اللہ کی المیزان“ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا اس حدیث کو مطربن میمون نے روایت کیا ہے اور یہ موضوع ہے۔ خاتم المحدثین علامہ سیوطی رحمۃ اللہ کا کلام ختم ہوا۔ اور اگر ہم اس حدیث کی صحت کو مان بھی لیں تب بھی حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ (کہ میرے بعد کے لوگوں میں وہ سب سے بہتر ہو گا جو میرے دین کو ادا کرے گا اور میرے وعدے کو پورا کرے گا) اس بات میں واضح ہیں کہ یہاں بہتری دین ادا کرنے اور وعدہ پورا کرنے سے مفید ہے لہذا اس سے دعویٰ بالکل ثابت نہ ہوا کیونکہ دعویٰ تو اللہ کے ہاں کثرت ثواب کی خیریت اور افضلیت کو ثابت کرتا ہے (اور وہ یہاں مفقود ہے) ہم اس کی تفصیل رسالے کے آغاز میں بیان کر چکے ہیں (چاہیں تو وہاں دیکھ لیں) اور اگر منزل اختیار کر کے یہ کہیں کہ یہ حدیث ظاہر نہیں بلکہ محتمل ہے تو ہم کہتے کہ آپ کے استدلال کی رگ کاٹنے کے لئے ہمیں یہ احتمال بھی کافی ہے۔ فدر۔

اسی طرح آپ کی دوسری حدیث ہے جس کو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ نے اسمعیل بن زیاد کی سند سے روایت کیا پھر کہا اسمعیل حدیثیں گھڑنے والے شخص تھا۔ اسی طرح حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ نے اسے خالد بن عبید عتکی کی سند سے روایت کیا پھر کہا یہ خالد موضوع نسخہ روایت کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ حدیث بھی موضوعات میں سے ہے جیسا کہ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ نے تنزیہ الشریعہ میں اس کو بیان کیا ہے رہی آپ کی تیسری حدیث تو اس کے بارے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے ”الآلی“ میں فرمایا کہ اس کو خلیب نے احمد بن نصر ذراع کی سند سے روایت کیا ہے اور احمد بن نصر بہت جھوٹا شخص ہے۔ حاکم نے اسے مسند میں تین سندوں سے روایت کیا ہے پہلی میں محمد بن شجاع شلمی دوسری میں حفص بن عمرو کو نی اور تیسری میں محمد بن علی بن عبد الواحد جرجانی ہے امام حاکم نے فرمایا: محمد بن شجاع شلمی بہت جھوٹا شخص ہے اور حفص تو کچھ بھی نہیں۔ رہا جرجانی تو یہ بھی انہیں میں سے ہے اور یہ اپنے زمانے میں شیعوں کا امام بھی تھا (علامہ سیوطی کا کلام ختم ہوا)۔ علامہ علی بن محمد عراق الکنتانی نے تنزیہ الشریعہ میں فرمایا یہ حدیث باطل ہے اس کا بطلان بالکل واضح ہے انتہی۔ اب آتے ہیں چوتھی حدیث کی طرف علامہ ابن عراق سے تنزیہ الشریعہ میں فرمایا اس کی سند میں ابوسمرہ احمد بن سالم ہے جس کے بارے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ نے فرمایا اس سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔ یروی عن الثقات البطلات اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ نے ”المیزان“ میں فرمایا یہ حدیث احمد بن سالم کے علاوہ سے بھی مروی ہے اور یہ جھوٹ ہے۔ انتہی۔

تبصرة اخر فيه قد ظهر هذا التحقيق ان الشيعة الشيعة و من وافقهم في مسئلة الافضلية كصاحب الرسالة المردودة انما ينوا غالب امورهم اما على مثل هذه الاحاديث الموضوعة التي لا اصل لها عند المحدثين كما بينا لك ههنا او على احاديث تدل على الفضيلة فقد دون الافضلية كما بنتهاك عليه مرارا وهذا من العجب العجائب.

تبصرہ ۵۔ ہماری اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ مسئلہ افضلیت میں ان شیعوں، ان کے موافقوں کے اکثر دلائل کا دار و مدار یا تو ان موضوع حدیثوں پر ہے جن کی محدثین کے نزدیک کوئی اصل ہی نہیں (جیسا کہ ہم یہاں واضح کر چکے) اور یا ہر ان حدیثوں پر ہے جو صرف فضیلت پر دلالت کرتی ہیں افضلیت پر نہیں کرتیں جیسا کہ ہم بار بار اس پر تنبیہ کر چکے ہیں اور یہ کتنے عجیب و غریب قسم کے دلائل ہیں۔

تبصرة اخر ان قيل بشكل على جميع ما ذكرته انت من الاحاديث في القسمين السابقين انها عليها و مررة اما بصيغة الافضل او الخير ونحوها وهذه الصمغ مطلقة لازمة فلا يكون دليل مدعى اهل السنة والجماعة اعز العبوم .
اعتراض۔

اگر ہمیں یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنی دونوں قسموں میں جتنی بھی روایتیں ذکر کی ہیں وہ سب کی سب یا تو لفظ افضل سے وارد ہیں یا فقط خیر سے یا پھر دیگر اور الفاظ سے اور یہ سارے کے سارے الفاظ مطلق ہیں عام نہیں ہیں لہذا اہل سنت و جماعت کے دعویٰ عمومیت پر تو کوئی دلیل نہیں ہے۔

قلت قد قدمنا من قبل ان ليس مدعى اهل السنة والجماعة العبوم حتى يرد عليهم الاشكال بذالك و حتى يزعمهم القبول بأفضلية الخلفاء الثلاثة على على رضی اللہ عنہ فی قرب القرابة و فی كونه من بنی ہاشم و فی اعطاء الراية يوم فتح خیبر و فی الاسخلاف على المدينة المشرفة فی غزوة تبوك و فی كونهم اقضى الامة الى غير ذالك من الفضائل الخصوصية بعلى رضی اللہ عنہ و لم يقل احد بذالك بل انما مدعاهم الافضلية المطلقة لا العامة لكون الالفظ المذكورة مطلقة لا عامة الا انه قد قامت القوائن القالية الحالية على ان المراد بالمطلق ههنا الفرد الكامل وهو اكثرية الثواب عند الله تعالى و

اکملیة القرب و الزلفی الہی اللہ لکنہم یستمنونہا ای الافضلیة المطلقة المحمولة علی الفرد کامل فی عرفہم افضلیة کلة لانہا لکونہا فردا کاملا کانہا کل الفضلیة و یستمنون ما سواد من افراد المطلقة فضیلة جزئیة و هذا منشأ غلط صاحب الرسالة المردودة حیث فہم من اطلاق لفظ الکلیة علیہا معنی العموم و انہا من کل فجہ والامر لیس کذا لک فان قلت ما القرائن علی ارادة الفرد کلامل من هذه الافضلیة ہنا قلت ہی امور اربعة۔

جواب۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم تو پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کا عمومیت کا دعویٰ تو ہے ہی نہیں جو ان پر یہ اشکال وارد ہو سکے یا یہ بات لازم آسکے کہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضور علیہ السلام کی قرابت میں قریب ترین ہونے یا بنی ہاشم میں سے ہونے یا روز خیر انہیں علم (جھنڈا) عطا کیا جانے یا غزوہ تبوک کے ایام میں مدینہ مشرفہ پر خلیفہ بنائے جانے یا امت میں حضور علیہ السلام کا دین ادا کرنے والا ہونے یا اس طرح کے دیگر فضائل کہ حضرت علی سے مخصوص ہیں۔ ان سب کے ہونے کے باوجود خلفائے ثلاثہ کو ان پر افضل کہتے ہیں۔ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے بلکہ اہلسنت کا دعویٰ افضلیت مطلقہ ہی کا ہے عامہ کا نہیں ہے۔ کیونکہ احادیث میں مذکور الفاظ مطلقہ ہی میں عامہ نہیں ہیں مگر یہ کہ یہاں پر (قوائین اور افعال کی روشنی میں) قالی اور حالی قرینے موجود ہیں جو اس بات پر دلیل ہیں کہ یہاں مطلق سے مراد فرد کامل ہے اور وہ اللہ کے ہاں زیادہ ثواب اور کامل قرب والا ہونا ہے لیکن اہلسنت اپنے عرف میں اس فرد کامل پر محمول ہونے والی افضلیت مطلقہ کو کلی افضلیت کا نام دیتے ہیں کیونکہ فرد کامل تمام فضائل کے قائم مقام ہوتا ہے اور جو اس کے علاوہ مطلق افراد ہیں انہیں فضلیت جزئیہ کہتے ہیں۔

صاحب رسالہ مردودہ کے اس اعتراض کا منشاء ہی غلط ہے کیونکہ اس نے افضلیت پر لفظ

کلیت کے اطلاق سے عمومیت من کل الوجود کا معنی سمجھایا حالانکہ حال اس کے خلاف ہے۔ پھر اگر آپ ہیں کہ یہاں اس افضلیت سے فرد کامل مراد لینے پر کیا دلائل ہیں تو سنئے اس کی چاد لیلیں ہیں۔

الاول ما ذكره العلامة العارف الشيخ عبد الرحمن الجامی فی الفوائد الضائية و العلامة التفتازانی فی مختصرة و مطولة و غیر هما ان المطلق ينصرف الى الفرد الكامل انتهى۔

اول۔ عالم عارف علامہ عبد الرحمن جامی نے فوائد ضائیہ میں اور علامہ تفتازانی نے اپنی مختصر۔ مطول اور ان کے علاوہ دیگر کتب میں بھی یہ قاعدہ ذکر فرمایا ہے کہ مطلق اپنے فرد کامل کی طرف ہی لوٹتا ہے۔ اتنی۔

الثانی ان الصحابی و التابعین رضی اللہ عنہ و کذا من بعدهم من العلماء الراسخین کلهم قد اجمعوا علی فهم هذا المعنی من اطلاق لفظ الافضل فی هذه الاحادیث الواردة فی الافضلية المطلقة حیث لم یقع النزاع بین احد من العلماء الا فی اکثرية الثواب عند الله و لم یقل احد بان ابا بکر رضی اللہ عنہ مثلاً افضل من علی و فی کل فرد فرد من الفضائل حتی یلزم القول بالعموم کہا تو ہم صاحب الرسالة المردودة و لم یقل احد ایضاً بان المراد باطلاق لفظ الافضل فی الاحادیث المذكورة و الاجماع الافضلية المطلقة المعبر عنها بالفضيلة الجزئية یعنی ای فرد منها من دون صرفه الی هذا الفرد الكامل ولهذا قام الاجماع علی جواز الوصف بالافضلية الجزئية لعلی رضی اللہ عنہ علی ابی بکر بل لغير بنی علی نبی ﷺ کالشهادة مثلاً حصلة لعثمان و علی رضی اللہ عنہما دون آدم الصفی و ابراهیم الخلیل علی نینا و علیہما الصلوة والسلام۔

دوم۔ صحابہ تابعین اور ان کے بعد علمائے راسخین تمام ہی نے افضلیت مطلقہ میں وارد ہونے والی احادیث میں لفظ افضل کے اطلاق سے یہی (ہمارے والا) معنی سمجھا ہے۔ اس حیثیت سے کہ علماء میں سے کسی کے درمیان بھی اکثریت ثواب والے معنی میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ حضرت ابو بکرؓ جناب علیؓ سے ہر ہر فضلیت میں افضل ہیں یہاں تک کہ عمومیت کا اعتراض وارد ہو سکے جیسا کہ اس مردود رسالے والا کو وہم ہوا ہے۔ اور اس کا بھی کوئی قائل نہیں کہ مذکورہ احادیث اور اجماع میں لفظ افضل کے اطلاق سے افضلیت مطلقہ بمعنی فضلیت جزئی مراد ہے یوں کہ کوئی بھی فرد فضلیت مراد لے لیا جائے۔ اور اسے فرد کامل کی طرف نہ پھیرا جائے۔ بنا بریں اس بات پر اجماع قائم ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کی جناب ابو بکرؓ پر افضلیت جزئی کی صفت بیان کرنا جائز ہے۔ بلکہ اس معنی میں تو ایک غیر نبی کو نبی پر فضلیت جزئی حاصل ہونا بھی اس اجماع میں داخل ہے مثلاً فضیلت شہادت ہے کہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو تو حاصل ہے لیکن جناب آدم صفی اور ابراہیم خلیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل نہیں۔

الثالث ان علیاً رضی اللہ عنہ بنفسه قد فهم هذا المعنى الذى فهمه اهل السنة والجماعة من اطلاق لفظ الافضل ونحوه و من تلك الاحاديث الناطقة بالافضلية التى رواها عن حضرت خير المرسلين ﷺ و على اله و صحبه اجمعين وهو من اعرف الناس بالعربية و من افصح العرب و اعلمهم باللغة العربية و الفنون العلمية و قال ﷺ فى حقه اقضاكم على رضى الله عنه و انه فهم هذا المعنى و قضى به حتى انه لو الكركما را شديدا على من فضله على ابى بكر و توعد بالعقوبة الشديدة و لو كان عرف هو ان المراد فى مثله الفضيلة الجزئية اعنى ما صدق عليه الفرد و المنتشر مما انكر ذالك اصلا اذلة فضائل كثيرة جزئية تخض به و لا توجد فى غيره اصلا و لو فهم المراد الافضلية العامة لانكر

على القائل بها انكار شديد اذلة فمن الفضائل الخصائص كثيرة فكيف يصح القول بنفي الافضلية عن علي رضي الله عنه واثباتها لابي بكر رضي الله عنه على وجه العموم فظهر هن للمراد ما ذكرنا۔

موم۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لفظ افضل وغیرہ اور ان احادیث افضلیت سے جو انہوں نے خیر المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہیں۔ یہی معنی سمجھا ہے جو اہلسنت وجماعت نے سمجھا ہے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ عام لوگوں کی نسبت عربی کے عارف کبیر فصیح العرب لغت عربیہ اور فنون علمیہ کے عالم عظیم ہیں جن کے بارے حضور علیہ السلام نے فرمایا علی تم میں فیصلہ کرنے کا زیادہ ملکہ رکھنے والے ہیں تو آپ نے یہی معنی سمجھا اور اسی کے ساتھ فیصلہ کیا یہاں تک کہ خود کو جناب ابو بکر پر افضلیت دینے والوں کا سختی سے انکار کیا اور ان کے لئے سخت سزا مقرر کی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس سے فضیلت جزیئی کسی بھی فرد پر صادق آسکتی ہے سمجھتے ہوتے تو کبھی بھی ایسوں کا انکار کرتے کیونکہ (فضائل جزئیہ تو) آپ کے اپنے فضائل جزئیہ کثرت سے ہیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں کسی اور میں بالکل نہیں پائے جاتے (لہذا انکار کی حاجت نہ ہوتی) اور اگر کوئی اس سے افضلیت عامہ مراد لیتا تو آپ اس کا ضرور انکار شدید کرتے کیونکہ آپ کے بھی فضائل خاصہ کثیر ہیں تو کیونکر صحیح ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت علی کی افضلیت بالکل نہیں ہے اور حضرت ابو بکر کے لئے علی العموم افضلیت ثابت ہے رضی اللہ عنہ۔ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ مراد وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

الرابع انه اذا اطلق الافضل او نحوه في عرف المسلمين من لدن القرن الاول ابى الان بان يقال فقد افضل من فلان فانهم لا يريدون بذلك الافضلية في المال ولا في الحسن وجمال ولا في كثرة الصلوة والصوم ولا عمال ولا في نظائر ما من الاشياء والامثال بل انما يريدون بذلك اكثرية الثواب عند الله تعالى وهذا ظاهر باهر لا ينزعه الامكابر او معاند فهذا العرف و

الاستعمال دليل قوى لصرف هذا المطلق شيئاً الى الفرد الكامل كما لا يخفى على ذوى الابصار فظهر هذه التحقيق امران خزعا ان صاحب الرسالة المردودة قد نسب الى اهل السنة دعوى منحوتة من عند نفسه وحى دعوى الافضلية على وجه العموم ومن كل وجه وهم برآء منها منها ان ما ذكر هو من الابردة على نفى العموم فانما ترجع فى كلها الى تك الدعوى المنحوتة من عند نفسه ولا يضر شىء منها لمدعى اهل السنة وفائدة عظيمة فكن على ما ذكر منها نفعك فيما بعد انشاء الله تعالى فصح بن حسن لاهل السنة والجماعة ان يقولوا نحن برآء منها نسبه الينا صاحب الرسالة المردودة فنحن نجيبه بمثل ما اجاب به رسول الله ﷺ كفار قريش حيث قال هم يشتمون من تموا وانا محمد ﷺ كما رواه البخارى وغيره.

چهارم۔ مسلمانوں کے عرف میں قرن اول سے لے کر اب تک جب بھی لفظ افضل وغیرہ بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں سے افضل ہے تو اس سے مراد مال و حسن و جمال نماز روزے کی کثرت یا اسی کے دیگر اعمال میں افضلیت مراد نہیں ہوتی بلکہ اس سے مراد اللہ کے ہاں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے۔ یہ ظاہر باہر ہے اس کا انکار کوئی معجز یا ہٹ دھرم ہی کر سکتا ہے۔ اور یہ عرف و استعمال اس بات پر دلیل قوى ہے کہ یہاں مطلق کو اس کے فرد کامل ہی کی طرف پھیرا جائے گا جیسا کہ نظر والوں پر مخفی نہیں۔

ہماری اس تحقیق سے دو باتیں سامنے آئیں۔

اول۔ یہ کہ صاحب رسالہ مردودہ نے اہلسنت و جماعت کی طرف اپنا گھڑا ہوا دعویٰ منسوب کیا اور وہ یہ کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ افضلیت عام اور من کل الوجوہ ہے حالانکہ اہلسنت اس سے بری ہیں۔

دوم: یہ کہ اس کے بعد مخالف نے غمومیت کی نفی پر جو اعتراض وارد کیا وہ اسی دعویٰ کی طرف لوٹتا ہے جو اس نے اپنا گھڑا ہوا اہلسنت کی طرف منسوب کیا ہے لہذا یہ اہلسنت کے صحیح دعویٰ کو بالکل مضر نہیں۔ یہ فائدہ عظیم ہے اس پر قائم رہو اللہ نے چاہا تو بعد میں بھی فائدہ دے گا۔ یہاں اہلسنت و جماعت کا یہ کہنا بہت خوب ہو گا کہ ہم اس بات سے بری ہیں جس کی نسبت ہماری طرف اس مردود رسالے والے نے کی ہے اور ہم اس کو ویرانی جواب دیتے ہیں جیسا رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش کو دیا تھا کفار قریش حضور علیہ السلام کو مذمم (بہت مذمت والا) کہہ کر اپنے تئیں توہین کرتے تھے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ تو کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہیں میں تو محمد (بہت تعریف والا) ﷺ ہوں۔ (اس کو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

تبصرة اخرى قد ذكر صاحب الرسالة المردودة ما حاصله ان ما ذكرتم من الاحاديث والآثار الكثيرة المتواترة الدالة على الترتيب المتعارف بين اهل السنة لانسلم ولا لتها على ذالك بل يجوز ان يكون والا على عكس مدعاكم و ذالك لاننا لانسلم كون كلمة ثم في هذه الاحاديث مستعجلة لدنو مدخولها عن المعطوف عليه لم لا يجوز ان تكون مفيدة لعلو رتبته عنه كما صرح به القاضي البيضاوي في قوله تعالى ثم كان من الذين امنوا العلو رتبة الايمان على رتبة الاطعام مع ان استعمال ثم في الرتبة مجاز وهو الملتزم في دليلكم انتهى

تبصرہ ۵۔

پھر ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردودہ نے یہ بھی کہا کہ آپ نے حد تو اتر کو پہنچی ہوئی جو کثیر احادیث اہلسنت کے ہاں معروف ترتیب پر بطور دلیل پیش کی ہیں ہم اس مسئلے پر ان کی دلالت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ تو آپ کے خلاف دعویٰ پر بھی دلیل بن سکتی ہیں۔ بایں معنی کہ ہم تسلیم نہیں کرتے

کہ ان احادیث میں لفظ ”ثم“ اپنے مدلول کے معطوف علیہ سے قریب ہونے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا یہ جناب علی کے جناب صلیت پر بلند مرتبہ ہونے کے معنی کو مقید ہو۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ نے اس فرمان الہی ”ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا“ کے تحت اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہاں ثم ایمان کے کھانا کھلانے پر بلند مرتبہ ہونے کے معنی میں مستعمل ہے مزید یہ کہ ”ثم“ کا استعمال ”مقام و مرتبہ“ کے بیان میں مجازی اور یہ مجاز آپ کی دلیل میں بھی پایا جا رہا ہے۔ اب ان باتوں کا کیا جواب ہے؟۔

جواب۔

فما الجواب عن هذا قلت الجواب عنه على وجوه تسعة۔
ہم کہتے ہیں اس کے نو جواب ہیں۔

الاول ان قوله افضل الناس او الامة ابو بكر قبل قوله ثم عمر و ما بعده كاف
لنا في الاستدلال على افضلية ابي بكر على علي رضي الله عنه فظهر ان اشكاله
باطل من اصله و ان دعواه غير صحيحة۔

۱۔ احادیث میں جناب عمر اور ان کے بعد والوں کی فضیلت پہلے جناب ابو بکر کے لئے
افضل الناس یا افضل الامت کے الفاظ ہونا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کی افضلیت کا استدلال کرنے
کے لئے ہمیں کافی ہیں۔ لہذا ظاہر ہو گیا کہ مخالف کا اشکال باطل اور دعویٰ غیر صحیح ہے۔

الثاني ان لفظة الافضل تنافي ارادة هذه الامعنى ههنا بخلاف الاية الكريمة
فانها ليس منها لفظة الافضل ولا ما يماثلها فيمكن فيها ارادة هذه المعنى
حتى لو قال قائل ان افضل الاعمال الاطعام ثم الايمان لم يصح يحمله على
التراقي من الادنى الى الاعلى بل لم يصح هذا الكلام اصلا كما لا يخفى۔

۲۔ لفظ افضل یہاں پر یہ (آپ والا) معنی مراد لینے کے منافی ہے ہاں آیت کریمہ میں

درست ہے کیونکہ وہاں افضل یا اس کی مثل کوئی اور لفظ ہے نہیں ہے لہذا وہاں صحیح ہے حتیٰ کہ اگر کوئی کہے کہ سب سے افضل عمل کھانا کھانا ہے پھر اس کے بعد ایمان لانا ہے تو ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی پر اس کو معمول کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ سرے سے یہ کلام ہی صحیح نہ ہوگا کمالات بخفی۔

الثالث ان قوله في كثير من الروايات افضل هذه الامة بعد نبيها ﷺ ابو بكر يرد هذا التاويل اذا الظاهر من البعدية الاتصال بين النبي ﷺ وبين ابي بكر و التاويل الذي ذكره يقتضى الانفصال بيتهما بواسطتين او بثلاث وسائط نعرف بذلك فساد هذا المعنى واختلال هذا المعنى۔

۳۔ اکثر روایات میں افضل هذه الامة بعد نبيها ابو بكر کہ اس امت میں بعد نبی علیہ السلام کے سب سے افضل ابو بكر ہیں۔ کا ہونا بھی اس تاویل کو رد کرتا ہے کیونکہ بظاہر اس بعدیت سے مراد نبی علیہ السلام اور جناب صدیق کے درمیان اتصال ہے جبکہ مخالف کی تاویل مذکور ان کے درمیان دو یا تین واسطوں کے انفصال کا تقاضا کرتی ہے (جو کہ صحیح نہیں) معلوم ہوا کہ یہ معنی فاسد و غلط ہے۔

الرابع انه لا خفاء في ان ثم ههنا معمول على المجاز اعني التراخي في الرتبة لعدم امكان الحنييفة اعني الراخي في الزمان الا انه قد قام الاجماع من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة الدين على ان المراد بالتراخي الرتبة ههنا احد سمييه وهو الترقى من الاعلى الى الادنى فما ذكره هذا القائل من جملة على العكس اعني التراقي من الادنى الى الاعلى فهو قول مخالف للاجماع۔

۴۔ اس میں خفاء نہیں کہ یہاں محل حقیقی یعنی زمانے کی تراخی کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے "ثم" محل مجازی یعنی رتبے کی تراخی پر معمول ہے مگر صحابہ تابعین اور ان کے مابعد ائمہ دین کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں تراخی کی دونوں قسموں (زمانہ اور رتبہ) میں سے اتنے رتبے کی تراخی اور یہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف ترقی ہے (جس میں کوئی حرج نہیں) اور جو مخالف نے اس کے برعکس یعنی ادنیٰ

سے اعلیٰ کی طرف ترقی ذکر کی ہے، یہ اجماع کے مخالف ہے۔

الخامس انا لو تنزلنا وفرضنا ان ثم ههنا بيان التراقي من الادنى الى الاعلى فلا خفاء انه يصير معنى الحديث حينئذ ان ابا بكر ادون من رتبة عمر و عثمان رضى الله عنهما و انهما افضل منه و ان عمر احط مرتبة من عثمان و ان عثمان افضل منه و هذا اى القول بكل واحد من هذه الامور الاربعة قول لم يقل به احد من لدن عهد رسول الله ﷺ الى يومنا هذا فضلا من ان يقول به احد من الصحابة و التابعين بل هذا قول لم يقل به احد من اهل السنة و الجماعة ولا من اهل البدعة كالروافضة و الخوارج و غيرهم۔

۵۔ اگر ہم تنزل اختیار کرتے ہوئے یہ فرض کر لیں کہ یہاں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے تو پھر کوئی شک نہیں کہ حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جناب ابو بکر کا مرتبہ حضرت عمر اور حضرت عثمان سے بھی کم ہے اور یہ دونوں ان سے زیادہ افضل ہیں اسی طرح حضرت عمر حضرت عثمان سے مرتبے میں کم اور عثمان ان سے افضل ہیں حالانکہ عہد نبوی سے لے کر آج تک کسی سے بھی ان باتوں میں سے کسی کا قول نہیں کیا چاہے جانشین صحابہ و تابعین ان کے قائل ہوں بلکہ اہلسنت تو اہلسنت کسی بدعتی رافضی اور فارسی وغیرہ نے بھی ان کا قول نہیں کیا۔

السادس انه قد وقع فى بعض الروايات الاحاديث المذكورة فى القسم الاول من القسمين السابقين هذا اللفظ عن على رضى الله عنه انه قال من فضلنى على ابى بكر و عمر رضى الله عنهما جلدته جلد المفترى و فى رواية عاقبته مثل حد الزانى فهذا برو هذا التاويل و يقلمه من الاصل و كذا كل ما كان من الاحاديث يشابهه فى معناه كما قدمنا فانه يرد هذا التاويل بلا ريب۔

۶۔ کتاب کی قسم اول میں بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ جس نے مجھے

شیخین پر فضیلت دی میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا دوسری روایت میں ہے اسے زانی کی سی سزا
 دوں گا یہ بھی اس تاویل کی تردید کرنا اور اس کی جزا کا دیتا ہے۔ یونہی اس کی ہم معنی دیگر تمام
 احادیث بھی اس معنی کا واضح رد کرتی ہیں۔

السابع انه يرد قول عمار المتقدم ذكره في القسم الثاني من القسمين
 السابقين من فضل علي ابى بكر و عمر رضى الله عنهما احد من اصحاب رسول
 الله ﷺ فقد ازورى على المهاجرين والانصار و اثني عشر الفا من اصحاب
 رسول الله ﷺ.

۷۔ اس کی تردید حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بھی ہو جاتی ہے جو کتاب کی قسم
 ثانی میں مذکور ہے فرمایا جس نے شیخین پر کسی صحابی کو فضیلت دی تو اس نے مہاجرین و انصار اور بارہ
 ہزار اصحاب رسول اللہ ﷺ پر بغاوت کی۔

الثامن انه قد تقدم في القسم الاول من القسمين السابقين الحديث الذي
 اخرجہ خيثمة بن سليمان و ابن الفطريف ثم اورد ما لمحب الطبرى و في
 رياض النضرة من ابن عمر هذا اللفظ انه قال كنا نقول في زمن رسول الله ﷺ
 خير الناس رسول الله ﷺ ثم ابو بكر ثم عمر و تقدم في القسم الاول من
 القسمين السابقين ايضا الحديث الذي اخرجہ ابن السمان في الموافقة ثم
 اورده صاحب الرياض النضرة عن علي هذا اللفظ و اعلموا ان خير الناس
 بينهم محمد ﷺ ثم ابو بكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ثم انا فهذان
 الحديثان فيهما ابلغ ردو اعظم دفع على قائل هذا القول اذ قوله هذا يقتنى ان
 يكون النبي ﷺ ادنى رتبة من الخلفاء الاربعة وهذا باطل قطعاً تقشعر منه
 الجلود المستلزم للباطل باطل.

۸۔ کتاب کی قسم اول میں دو محدثین حضرت خیر بن سلیمان اور ابن فطریف کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت گزر چکی جیسے محب طبری نے ریاض النضر ؎ میں بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے لوگوں میں سے سب سے بہتر خیر بن سلیمان کی ذات ہے پھر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہم اسی طرح قسم اول ہی میں وہ روایت بھی گزر چکی ہے جسے ابن السمان نے ”الموافقة“ میں روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضر ؎ میں بیان کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! یاد رکھو کہ لوگوں میں سب سے بہترین ان کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد حضرت عثمان اور پھر میرا مرتبہ ہے۔ اب یہ دونوں حدیثیں مذکورہ قول کے قائل کا رد مبلغ کر رہی ہیں کیونکہ اس شخص کا یہ قول تو تقاضا کر رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کا مرتبہ بھی نفاق سے اربعہ سے کم ہو اور یہ باطل قطعی ہے جس کو بولنے سے روٹ گئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جو باطل کو مستلزم ہو وہ خود بھی باطل ہوتا ہے۔

التاسع انه يرد هذا القول ايضاً حديث علي رضي الله عنه المتقدم في القسم الاول من القسمين السابقين فاسبق رسول الله ﷺ و علي ابو بكر رضي الله عنه و ثلث عمر الحديث اذ لو صح ما قاله صاحب الرسالة المردودة لم يصح كون ابي بكر مصلياً ولا كون عمر مثلثاً بل يصير علي رضي الله عنه مصلياً و عثمان مثلثاً وهو خلاف لفظ حديث علي رضي الله عنه المذکور.

۹۔ اس قول کی تردید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو کتاب کی قسم اول میں گزری فرمایا پہلے رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے پھر دوسرے نمبر پر حضرت صدیق اکبر تیسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ اگر صاحب رسالہ مردودہ کا قول مذکور صحیح ہو تو پھر حضرت صدیق کا دوسرے نمبر والا اور جناب فاروق کا تیسرے نمبر والا ہونا صحیح نہ رہے گا بلکہ یہ

ہو جائے گا کہ حضرت علیؑ دوسرے نمبر پر اور تیسرے نمبر پر حضرت عثمانؓ ہوں اور یہ حدیث مذکور کے الفاظ کے خلاف ہے (لہذا صحیح نہیں)۔

تنبيه ان من العجب العجائب افتخار صاحب الرسالة المردودة بمثل هذه الاقويل الباطلة التي لا يتفره بها عاقل فضل و عن فاضل فقولہ هذا كأنه مشابه بقول اليهود الذي كانوا يعرفون الكلم عن مواضعه نعوذ بالله من هذا الزبغ و الضلال و نسأل الله تعالى الهداية و خير المال و الاستشهاد بأية القران العظيم و انكان صحيحا في حد ذاته بالنظر الى موضع اخر لكنه لا يصح بالنظر الى هذه المواضع قطعاً و جتما لوجود هذا المقدار من المواضع فيه بخلاف الآية الكريمة فانها ليس فيها شيء من الموانع التي ذكرناها هنا فصح التاويل فيها بما اوله به البيضاوى كما لا يخفى

تنبيه:

انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردودہ کو ان باطل اقوال پر فخر ہے جنہیں ایک عالم فاضل شخص تو گنا ایک عاصی عقلمند بھی کہنے کے لئے تیار نہیں اس کا مذکورہ قول تو گویا اقوال یہود کی مثل ہے جو کلمات کو ان کی جگہوں سے پھر دیا کرتے تھے۔ اور قرآن عظیم کی آیت سے دلیل پکڑنا تو بہ اگرچہ فی نفسہ دیگر معاملات کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن ہمارے اس مقام مختلف فیہ میں اس کا یہ عمل قطعاً و حتماً صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں پر موانع کی ایک تعداد پائی جا رہی ہے۔ بخلاف آیت کریمہ کے کہ اس میں ہمارے ذکر کردہ موانع میں سے کوئی مانع بھی موجود نہیں لہذا اس کی جو قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ نے تاویل کی ہے وہ صحیح ہے۔ یہ مخفی نہیں۔

تبصرة اخرى ان قيل قد ذكر صاحب الرسالة المردودة ايضاً ما حاصله انه يشكل على جميع ما ذكرته من الاحاديث في القسمين السابقين الاثر الذي

اورده صاحب الرياض النضرة من عبد الله بن عمر المتوجه على جميع الادلة لتمسك بها على افضلية الثلاثة على على رضى الله عنه حيث روى عنه انه لما سئل بعد روايته الاحاديث التى فيها فضل الثلاثة بل فى بعض طرقها قوله ثم لا تفاضل بين اصحاب رسول الله ﷺ قيل و على قال و على رضى الله عنه من اهل البيت لا يقاس بهم على رضى الله عنه مع رسول الله ﷺ فى درجته ان الله عز وجل يقول والذين امنوا و اتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم فاطمة رضى الله عنها مع رسول الله ﷺ فى درجته و على رضى الله عنه مع فاطمة رضى الله عنها اخرجه على بن نعيم البصري انتهى ما فى الرياض وهذا صريح من ابن عمران علياً فى الفضائل لا يقاس بئر الصحابة فانه مع رسول الله ﷺ فى درجته و ثوابه ولنا احاديث الفضل انما هو فى افضلية بعضهم على بعض هذا حاصل ما ذكره صاحب الرسالة المردودة.

تبصير واعتراض

اگر کہا جائے ہمارے مخالف مذکور کا ایک اعتراض ہم پر اور بھی ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خلفاء ثلاثہ کی افضلیت کے ثبوت میں بطور دلائل آپ نے دونوں قسموں میں جتنی بھی احادیث ذکر کی ہیں ان سب پر اس اثر عبد اللہ بن عمرؓ سے اشکال وارد ہوتا ہے۔ جسے صاحب ریاض النضرة نے بیان کیا ہے روایت یہ ہے کہ جب حضرت ابن عمرؓ نے خلفائے ثلاثہ کی افضلیت والی احادیث روایت کیں تو ان سے پوچھا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا خلفائے ثلاثہ کے بعد دیگر اصحاب رسول کے حوالے سے افضلیت بیان نہ کی جائے اس پر کہا گیا کیا حضرت علی کی افضلیت بھی نہ بیان کی جائے تو آپ نے فرمایا علی تو اہلیت میں سے ہیں علی کو دیگر صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔ علی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضور کے درجے میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ“

ترجمہ : اور وہ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہیں آپ کے درجے میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ اتھی۔ یہاں حضرت ابن عمر نے صراحت کر دی ہے کہ فضائل میں جناب علی کو دیگر تمام صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہیں حضور علیہ السلام کے درجے اور ثواب میں ہیں اور رہی تمہاری احادیث افضلیت تو وہ تو بعض صحابہ کی بعض صحابہ پر افضلیت کے حوالے سے ہیں۔ یہ اس کے اعتراض کا خلاصہ ہے۔

قلت الجواب عنه من وجوه ثلاثة وعشرين

الاول ان صاحب الرياض النظر لم يرد ذالك بسند معلوم لا بصحيحه ولا حسن ولا ضعيف بل انما اوردة بدون سنه و لم يوجد له في كتب الحديث المشهورة سند صحيح ولا حسن ولا ضعيف حقيقى اصلا اى ما علم ان رواية ضعيف فهو تعليق والتعليق في الحديث والاثر لا يكون حجة في اثبات الاحكام بل اذافأت الوسطة من السند ولو واحدة يحكم المحدثون عليه بالضعف وعن هذا حكموا بان الحديث المعلق والمرسل والمنقطع والمفصل كلها من قبيل الضعيف فلا معتبر بها في الاحكام اجماعا خلافا لحنفية في المرسل فقط وما نحن فيه من قبيل المعلق فلا معتبر به اجماعا لا سيما فيها حن فيه اذ لم يذكر صاحب الرياض النظر شيئا من الوسائط اصلا مع كونه بحسب التاريخ في سن يمكن ان يكون بينه وبين ابن عمر نحو اثنتي عشرة

واسطة او اقل او اكثر فكيف يصح الاحتجاج به نعم لو كان التعليق في كتاب التزم مصنفه الاقتصار على ايراد التعليق الصحيحة لكان ذالك حجة و لكن لا يوجد هذا الالتزام في كتاب من كتب الحديث المعلومة لنا الا في مؤطا مالك و الصحيحين فقط مع ان صحة التعليق المذكور في الصحيحين ايضا مقيدا بان يكون ذالك التعليق مذكورا فيها بصيغة الجزم لا بصيغة التمریض كما لا يخفى ان قيل لعل ما اورده صاحب الرياض النضرة من اثر ابن عمر يكون صحيحا في حد ذاته و ان لم تفضلي سند صحيح قلب الاحتمال لا ينفع في الاستدلال الا بربى ان الوفا من الاحاديث صحيحا المحدثون بناء على اسانيدھا الصّاح و الوفا منها ضعفوها بل حكموا بوضع جملة منها بناء على اسانيدھا اللائقة بذالك وقد قررنا ان الحديث بلا سند كبناء بلا ما من فلا يحكم عليها بصحة ولا نحن بل حكمه حكم الضعيف ما لم يوجد له سند يحتج به و يعتمد عليه اذ ما جعل سنده فهو ضعيف ضعيفا حكما و قد قال مسلم في مقدمة صحيحة الاسناد من الدين ولولا الاسناد لقال من شاء بما شاء.

جواب۔

میں کہتا ہوں اس کے 23 جوابات ہیں۔

۱۔ صاحب رياض النضرة نے اسے کسی سند معلوم سے بیان نہیں کیا نہ صحیح سے نہ حسن سے اور نہ ہی ضعیف سے بلکہ بغیر سند کے ہی ذکر کیا ہے اور حدیث کی مشہور کتابوں میں بھی اس کی کوئی سند صحیح یا حسن یا ضعیف حقیقی کہ جس کے راوی کا ضعیف ہونا معلوم ہو بالکل نہیں پائی جاتی ہے لہذا یہ تعلیق جوئی اور حدیث یا اثر میں تعلیق احکام کو ثابت کرنے کے لئے حجت نہیں بن سکتی بلکہ محدثین تو سند کا ایک واسطہ چھوڑنے پر بھی حدیث کے ضعیف ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے حدیث

معلق و منقطع و مرسل اور معضل سب کو ضعیف حدیث کے زمرے میں داخل کیا ہے فلہذا سواء ایک مرسل کے کہ حقیقہ کے نزدیک دلیل بن سکتی ہے۔ بقیہ قسمیں بالا جماع احکام میں معتبر نہیں ہیں اور جس حدیث کے بارے ہمارا کلام چل رہا ہے وہ معلق کے قبیل سے اور معلق بالا جماع معتبر نہیں بالخصوص ہماری مختلف فیہ حدیث کیونکہ صاحب ریاض النضرۃ نے اس میں سرے سے کوئی واسطہ ذکر کیا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر عمر کی تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہو سکتا ہے کہ صاحب ریاض اور حضرت ابن عمرؓ کے درمیان کم و بیش بارہ واسطے بنتے ہوں پھر اسے دلیل بنانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر یہ تعلیق کسی ایسی کتاب میں ہوتی جس کے مصنف نے خود پر صرف صحیح تعلیق کے بیان کرنے کو لازم کیا ہوتا تو یہ حجت بن سکتی تھی۔ لیکن ہماری معلومات کے مطابق سوا صحیحین منوطاً امام مالک کے جملہ کتب حدیث جو ہمیں معلوم ہیں ان میں سے کسی کتاب میں بھی التزام نہیں پایا جاتا اور صحیحین میں بھی جو تعلیقات مذکور ہیں ان میں بھی یہ شرط ہے کہ صیغہ معروف سے مذکور ہوں مجہول سے نہ ہوں۔ جیسا کہ مخفی نہیں اگر یہ کہا جائے کہ ہو سکتا ہے اثر مذکور فی نفسہ صحیح ہو اگرچہ ہم اس کی سند صحیح پر مطمع نہیں ہو پائے تو میں کہتا ہوں یہ احتمال استدلال کو نافع نہیں کیا ایسا نہیں کہ ہزاروں حدیثوں کو محدثین نے ان کی اسانید صحیحہ کی بنا پر صحیح کہا ہے اسی طرح ہزاروں حدیثیں ضعیف بھی قرار دی ہیں بلکہ محدثین نے تو احادیث کی ایک تعداد پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے وجہ یہی ہے کہ ان کی سندیں ہی ایسی تھیں معلوم ہوا کہ اصل بات سند کی ہے۔ اور محدثین کے ہاں یہ بات بھی مقرر ہے کہ حدیث بغیر سند کے ایسے ہی ہے جیسے عمارت بغیر بنیاد کے لہذا جب تک اس اثر کے کوئی مقابل استدلال اور قابل اعتماد سند مل نہ جائے اسے صحیح یا حسن نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس پر حدیث ضعیف ہونے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ جو بھی اس کی سند بنائی جائے گی وہ بھی حکماً ضعیف ہی ہوگی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح مقدمہ میں فرمایا اسناد دین سے ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے جی میں جو آتا وہ کہتا۔

الثانی انه لو قیل هب ان صاحب الرياض لم یذکر لهذا الاثر سند الکنه نسب

اخر اجه الى علي بن نعيم البصري فلعل ابن نعيم اورد له سند قلت الجواب عنه انك كيف علمت انه اورد له سند والاحتمال لا ينفع في الاستدلال كما فصلناه انفاً.

۲۔ اگر کہا جائے کہ صاحب ریاض نے اس کی سند تو بیان نہیں کی لیکن اس کی روایت کرنے کو علی بن نعيم بصری کی طرف منسوب کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس کی کوئی سند بیان کی ہو تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ علی بن نعيم نے اس کی کوئی سند بیان کی ہے (یہ تو صرف احتمال ہے اور مالانکہ) صرف (ایک) احتمال استدلال کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتا جیسا کہ ہم ابھی ابھی اس پر تفصیلاً کلام کر آئے۔

الثالث انا لو تنزلنا وفرضنا ان ابن نعيم البصري اورد له في كتابه سنداً فكتابہ ليس من مشاہیر کتب الحدیث بل ہو مثل کتب الواریخ یسمی مصنفها عند المحدثین بحاطی اللیل والنفل التاریخی لا یکون محتجابه ولا معتمدا علیہ۔

۳۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ ابن نعيم بصری نے اپنی کتاب میں اس کی سند ذکر کی ہے تو بھی ان کی کتاب کوئی مشہور کتب حدیث میں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ کتب تاریخ کی مثل ہے اور کتب تاریخ کے مصنفین کو محدثین کے ہاں حاطب الیل کہا جاتا ہے اور نقل تاریخی قابل حجت و لائق نہیں۔

الرابع انا لو سلمنا وجود سند له في كتاب ابن نعيم البصري وفرضنا ان كتابه من مشاہیر کتب الحدیث فنقل الكلام الى سند اثر ابن عمر المذكور هل هو صحيح او حسن او ضعيف فان ثبت ضعفه بدون وجه الانقطاع فلکلام فيه مثل الكلام الذي مضى في الضعف بالانقطاع لان الحديث الضعيف لا يحتج به في الاحكام سواء كان ضعفه من جهة الانقطاع او

غیرہ کما هو المقدر فی علوم الحدیث۔

۴۔ پھر اس کتاب کو کتب مشہورہ میں سے مان کر اثر مذکور کی سند پر صحیح، حسن یا ضعیف ہونے کے حوالے سے کلام کیا جائے پھر اس کا ضعف بغیر انقطاع کے ثابت ہو جائے تب بھی اس میں ویسا ہی کلام ہے جیسا انقطاع والی حدیث ضعیف کے حوالے سے گزرا ہے کیونکہ حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں بن سکتی خواہ ضعف بوجہ انقطاع ہو یا کسی اور سبب سے ہو۔ جیسا کہ علوم حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے۔

الخامس انه لو ثبت كون ذالك السند غير ضعيف فلبين هل هو حسن او صحيح فان كان حسنا فلا معارضة بينه وبين الاحاديث الصحيحة الكثيرة المروية في الصحاح الستة وغيرها بل البالغة بكثرتها حد التواتر الثی قدمنا ذكر ما مفصلة في القسمين السابقين من هذه الرسالة اذ لا معارضة بين الحسن والصحيح كما لا معارضة بين الراجح والارجح لا فيما اذا بلغت الاحاديث الصحاح حد التواتر

۵۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حدیث ضعیف نہیں تو پھر بیان کیا جائے کہ حسن ہے یا صحیح ہے اگر تو حسن ہے تو پھر اس کے درمیان اور ان کثیر صحاح ستہ وغیرہ کی ان احادیث کثیرہ متواترہ صحیحہ جنہیں ہم رسالے کی دونوں قسموں میں بیان کر آئے ہیں ان کے درمیان کوئی معارضہ نہیں کیونکہ حدیث حسن اور صحیح کے درمیان معارضہ نہیں ہوتا جیسا کہ صرف راجح اور زیادہ راجح کے درمیان کوئی معارضہ نہیں ہوتا خصوصاً یہ احادیث کہ حد تواتر کو پا چکی ہیں۔

السادس انه لو ثبت صحة الاثر المذكور فلبين ان هل هو على شرط البخاري اور مسلم او ليس على شرطهما فان لم يكن على شرطهما فلا معارضة بينه وبين ما هو على شرطهما او شرط احدهما في الصحة على ما صحه

جوابہ۔

۶۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اثر مذکور صحیح ہے تو بیان کیا جائے کہ آیا وہ بخاری و مسلم کی شرط پر ہے یا نہیں بصورت ثانی اس کے درمیان اور ان احادیث کے درمیان جو صحت میں بخاری و مسلم یا کسی ایک کی شرط پر ہیں ان کے درمیان کوئی معارضہ نہیں۔

السابع انه لو فرض انه ثبت صحته على شرطهما او على شرط احدهما فلا تعارض بينه وبين ما في الصحيحين منهما بل نصحاح السنة و بين ها من كتب الحديث الكثيرة كما هو مقرر عند اهل الحديث۔

۷۔ چلو فرض کیا کہ یہ بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر ہے جب بھی اس میں اور ان احادیث میں کہ عین بخاری و مسلم میں موجود ہیں بلکہ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ کثیر کتب حدیث میں موجود ہیں کوئی تعارض نہیں ہے جیسا کہ محدثین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے۔

الثامن انه لو سلم على تقدير الفرض وجود الاثر المذكور في الصحيحين اور احدهما فذاك لا يعارض المروى في الصحاح الستة لكونه اقوى منه كما صرحوا به في كتب علوم الحديث۔

۸۔ بالفرض یہ بھی مان لیا کہ اثر مذکور صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں موجود ہے تب بھی یہ ان کے معارض نہیں جو صحاح ستہ میں مروی ہیں کیونکہ علوم کتب حدیث کی تصریحات کے مطابق کثیر حدیثیں وہ اس سے قوی ہیں۔

التاسع انا لو تنزلنا و قرمنا ان ما اخرجه ابن نعيم البصري موجود في الصحاح الستة فمدارة على ابن عمرو حدة فلا شك انه من اخبار الاحاد ولم يبلغ حد الشهرة المذكور في كتب علوم الحديث فلا تعارض بينه و بين

الاحاديث الكثيرة المروية من جم غفير من الصحابة والتابعين وغيرهم رضى الله تعالى عنهم البالغة حد التواتر قطعاً.

۹۔ ہم نے فرض کیا کہ ابن نعیم کا روایت کردہ اثر مذکورہ صحاح ستہ میں موجود ہے پھر بھی اس کا مدار تو صرف اکیلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر ہی ہے تو اس میں کوئی شک نہ رہا کہ یہ خبر واحد ہی ہے اور کتب علوم حدیث میں مذکور حدیث مشہور کی تعریف کو نہیں پہنچی۔ لہذا اس کے درمیان اور صحابہ و تابعین کے جم غفیر سے مروی روایات متواترہ کثیرہ کے مابین کوئی مصارفتہ نہ ہوا۔

العاشر انه لو سلم على تقدير الفرض ان هذا الاثر له اسانيد كثيرة بسببها ارتقى من مرتبة خبر الاحاد ووصل الى حد الشهرة فالمشهور ايضا لا يعارض المتواتر كما علم في علمي اصول الفقه والحديث.

۱۰۔ بر بیل تسلیم ہم نے فرض کیا کہ اس اثر مذکور کی بھی کثیر سندیں ہیں جن کے سبب یہ خبر واحد کے درجے تکل کر حدیث مشہور کے مرتبے کو پا چکا ہے پھر بھی مشہور متواتر کے معارض تو نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ علم اصول فقہ اور علم اصول حدیث میں یہ بات معلوم و مشہور ہے۔

الحادی عشر انه لو سلم على تقدير الفرض ان لهذا الاثر اسانيد كثيرة واصله الى حد التواتر فالحدیث المتواتر لا يقاوم الاجماع و ان كان كلاهما قطعيتين لان التواتر يحتمل النسخ و الاجماع لا يحتمله كما ذالك في فصول البدائع للشمس القتاری التحرير لابن الهمام لا يسما في مسئلة الافضلية التي نحن فيها فقد اجتمع فيها الحديث التواتر و الاجماع معا على تفضيل ابی بكر و عمر على علي و سائر الصحابة رضى الله عنهم.

۱۱۔ فرض کیا کہ اثر مذکور کی اسانید کثیرہ متواترہ ہیں تب بھی حدیث متواترہ اجماع کا مقابلہ تو

نہیں کر سکتی اگرچہ دونوں قطعی ہیں کیونکہ تواتر نسخ کا احتمال رکھتا ہے اور اجماع اس کا محتمل نہیں ہے جیسا کہ علامہ شمس فناریؒ کی فصول البدائع اور علامہ ابن ہمام کی التحریر میں موجود ہے بالخصوص مسئلہ افضلیت کہ جس میں ہمارا کلام ہے اس میں تو جناب صدیق کے حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما اور تمام صحابہ سے افضل ہونے پر حدیث متواتر بھی موجود ہیں اور اجماع بھی قائم ہے۔

الثانی عشر انه لو فرض انه ثبت تساوی الطرفين سند او صحة وقوة و تواترا فلا شك ان هذا الاثر المروى عن ابن عمر رضي الله عنه اثر صحابي والموجود في جانب تفضيل الشيخين بل الثلاثة على علي رضي الله عنه احاديث مرفوعة مروية عن النبي ﷺ ولا خفاء ان الحجة قول النبي ﷺ لها صرح به ابن الهمام في فتح القدير في باب صلوة الجمعة ان قول الصحابي انما يكون حجة عندنا اذا لم ينفه بشيء اخر من السنة انتهى وانما قيد بقوله عندنا لان قول الصحابي ليس بحجة عند الشافعي اصلا لجواز ان يكون قاله اجتهادا منه بدون سماع من النبي ﷺ والظاهر انه لا فرق في ذلك بين القول والفعل والتقدير۔

۱۲۔ اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ دونوں طرفین کی روایات اثر مذکور اور احادیث مذکورہ سند و صحت و قوت اور تواتر جیسے اوصاف میں برابر ہیں تب بھی کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ یہ اثر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ روایت محض اثر صحابی ہے جبکہ اس مقابل حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شیخین بلکہ خلفائے ثلاثہ کی افضلیت پر مرفوع احادیث ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے مروی ہیں اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ اس صورت میں دلیل راجح قول نبی ہے ﷺ جیسا کہ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ نے فتح القدير باب صلوة الجمعة میں صراحت کی ہے کہ ہمارے نزدیک قول صحابی اس وقت حجت ہے جب وہ سنت کے مقابل نہ ہو۔ اتنی علامہ مذکورہ نے ہمارے نزدیک کی قید لگائی ہے کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک قول صحابی یا حدیث مرسل اصلا ہی حجت نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ قول صحابی رضی اللہ

عنه کے اپنے اجتہاد سے ہو اور حضور علیہ السلام سے اس کی سماعت نہ کی ہو۔
مصنف فرماتے ہیں!

اور حدیث مرسل کے تحت ہونے میں فعلی اور تقریری کا معاملہ ایک ہی طرح کا ہے کہ ان تینوں میں وہ جس کے بھی مقابل آئے گی اس کا اعتبار نہ کریں گے۔

الثالث عشر ان هذا الاثر لو فرض صحته و ثبوته و فرض ان المراد باللاحق في الآية الاحاق في الافضلية كما نومه صاحب الرسالة المردودة لا فاد هذا الاثر افضلية كل من كان من ذريته ﷺ ولو كان فاسقا شربتا مدمنا للخمر مرتكباً للزنا و سائر اسباب الفسوق كلها على الخلفاء الثلاثة اعني الصديق والفاروق و ذوالنورين رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ذالك قول باطل مخالف للاجماع و صرائح النقل و بداهة العقل.

۱۳۔ اگر یہ مفروض ہو کہ اثر مذکور صحیح طور پر ثابت ہے اور اس کو آیت مذکورہ "والذين امنوا و تبعتهم۔ الخ" کے ساتھ ملانا معنی افضلیت کی بنا پر ہے جیسا کہ مخالف کو یہی وہم ہوا ہے تو پھر اس اثر کی روشنی میں معنی یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی ذریت میں سے ہے خواہ فاسق، دائمی شرابی زنا کار مرتکب اور تمام گناہوں کا ہی رسیا کیوں نہ ہو وہ خلفائے ثلاثہ سے بھی افضل ہے رضی اللہ عنہم۔ حالانکہ یہ قول باطل اجماع، صریح نصوص اور بداحت عقل کے خلاف ہے۔

الرابع عشر انه لو صح هذا الاثر و كان المراد باللاحق في الآية ما نومه هو لفادة هذا الاثر فضلية كل من كان من ذريعه ﷺ ما لي الآن و لو كان فاسقا شربتا مدمنا للخمر مرتكباً للثرنا و سائر اسباب الفسق كلها على رضی اللہ عنہ از قلنا بأن الملحق بالملحق لا يساوي درجة الملحق بلا واسمة بل يكون ادنى سنة و ذالك لان ذريته ﷺ حلها لا كانت ملحقة به كما ان فاطمة

ملحقة به لظاهر قوله تعالى الحقنا بهم ذريتهم يكون عليا رضي الله عنه
ملحقا بالذرية فيكون ادنى منهم كلهم اولا فاد ساواة كل ذريعة ﷺ مطلقا
بعلي رضي الله عنه الا قلنا ان الملحق بالملحق يساوي الملحق بلا واسطة وكل
واحد من هذين الامرين اى القول بافضلية كل ذريته ﷺ ولو فاسقا على علي
رضي الله عنه والقول بمساواتهم اياه باطل قطعاً وكيف يصح ذلك وقد اخبر
النبي ﷺ بافضلية علي رضي الله عنه علي الحسنين رضي الله عنهما سيدا
شباب اهل الجنة في الجنة و ابوهما خير منهما اخرجه ابن ماجه في سته
والحاكم في مستدرک وابن عساکر کلهم عن ابن عمر رضي الله عنه وغيرهم
غیره من الصحابة كما سيأتی ذکر هذا الحديث مفصلاً في خاتمة الرسالة.

۱۲۔ اسی طرح مذکورہ تقریر کے مطابق حضور علیہ السلام کی ذریت کا وہ شخص گنہگار حضرت علی
رضی اللہ سے بھی افضل ہوگا۔ پھر اگر ہم کہیں کہ ملحق (جس کو ملایا گیا ہے) بلا واسطہ ملحق (جس کے ساتھ ملایا
گیا ہے) کے درجہ کے مساوی نہیں ہوتا بلکہ اس سے ادنیٰ ہوتا ہے (تو مطلب یہ ہوگا جناب علی بھی
ادنی ہوں) کیونکہ تمام ذریت مصطفیٰ تو ملحق بہ ہونگے۔ جیسا کہ سیدہ فاطمہ ملحق بہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان
الحقنا بهم ذریعتہم سے ظاہر ہے تو حضرت علی ذریت کے ساتھ ملحق ہوں گے لہذا ان سب سے ادنیٰ
ہونگے۔ اور اگر ہم کہیں کہ ملحق بغیر واسطہ کے ملحق بہ کے مساوی ہوتا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ تمام ذریت اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ افضلیت میں مساوی ہیں اور پھر دو قول کہ افضلیت یا مساوات کے میں قطعاً باطل
ہیں اور یہ کیسے صحیح ہو سکتے ہیں حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ نے جناب علی کو حضرات حسنین کریمین کے تمام
مردان ذریت مصطفیٰ ﷺ سے افضل میں بتایا ہے۔ جیسا کہ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حاکم نے
مستدرک میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن و حسین جنت میں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان

کے والد حضرت علی ان دونوں سے بہتر ہیں رضی اللہ عنہ فاقمہ رسالہ میں مزید اس حدیث کا تفصیلی بیان آتا ہے۔

الخامس عشر انه لو صح هذا الاثر و كان المراد بالالحاق في الآية ما توهمه هو لكان ذرية موسى وعيسى و سائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام ممن ليس بيني افضل من الخلفاء الاربعة وهو خلاف الاجماع و صريح الاحاديث۔

۱۵۔ جواب نمبر ۱۳ کی تقریر کے مطابق حضرت سیدنا موسیٰ و حضرت سید عیسیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام کی غیر نبی ذریت خلفائے اربعہ سے افضل ہوگی حالانکہ یہ اجماع اور صریح احادیث کے خلاف ہے۔

السادس عشر انه لو صح هذا الاثر و كان المراد بالالحاق في الآية ما توهمه هو لكان كل المؤمنين ملحقين بآدم عليه السلام في الفضل و كانوا مستويين بالخلفاء الاربعة في الدرجة تكون كلهم من ذرية آدم عليه السلام المتبعين بآيمان و هذا قول لم يقل به احد۔

۱۶۔ اسی تقریر پر تمام مومن فضیلت میں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ملنے والے ہو جائیں گے اور رتبہ کے لحاظ سے خلفائے اربعہ کے مساوی قرار پائیں گے کیونکہ یہ سب ذریت جناب آدم ہیں اور ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور اس قول کا کوئی بھی قائل نہیں۔

السابع عشر ان هذا الاثر ان كان المراد به ما توهمه صاحب الرسالة المردودة من ان علياً رضي الله عنه افضل من الخلفاء الثلاثة فيردده صريح قول النبي ﷺ في بعض الروايات افضل الناس ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم ويرويه ايضا صريح قول علي رضي الله عنه نفسه افضل هذا الامة ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم انك سبق كل ذالك مفصلا عند مرواحاديث

الافضلية

۱۷۔ اگر اس اثر سے وہی مراد ہو جو مخالف نے لی ہے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ پر افضل ہیں تو اس کی تردید حضور علیہ السلام کے بعض روایت میں وارد اس فرمان سے ہو جاتی ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں پھر حضرت عثمانؓ پھر جناب علی رضی اللہ عنہ۔ اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بھی اس کا رد کرتا ہے فرمایا اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اور پھر میں رضی اللہ عنہم۔ ان سب کا تفصیلی ذکر احادیث افضلیت کے بیان میں گزر چکا۔

الثامن عشر ان هذا الاثر لو كان المراد به ما توهمه فيرده ايضا صراح احوال على رضی اللہ عنہ المتقدم ذكرها من فضلى على ابى بكر و عمر رضی اللہ عنہما جلدتہ جلد المفتري ولعاقبتہ حد الزانى وامثال ذالك.

۱۸۔ اس کا رد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ صریح فرامین بھی کرتے ہیں فرمایا جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی میں اسے مفتری کی سزا دوں گا اور زانی کی مد لگاؤں گا۔ اور اس کی مثل دیگر اقوال بھی کہ بہت پہلے گزر چکے ہیں۔

التاسع عشر انه لو فرض صحة هذا الاثر فالظاهر ان المراد منه كون على رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ فى درجته فى الجنة من حيث رفع الحجاب لا من حيث المقام معه اوردة العلامة ابن حجر المكي فى صواعقه الحديث المرفوع من احبني و احب هذين يعنى حسنا و حسينا و اباهما و امهما كان معى فى درجتى يوم القيامة اخرجه احمد فى مسنده ثم قال ابن حجر ليس المراد بالبيعة المبيعة من حيث المقام بل من جهه رفع الحجاب فهو تطير قوله تعالى فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين

وحسن اولئک رفيقا انتهى لكن لا يخفى ان على ارادة هذا المعنى يكون رفع الحجاب في حق على رضي الله عنه اتم واكمل من رفع في حق عبيهم فتدبر۔

۱۹۔ بالفرض اس اثر کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جنت میں حضور علیہ السلام کے درجے میں ہونے کا معنی ظاہر ہے کہ پردے اٹھا دیے جائیں گے اور یہ کہ ان کے رہنے کا مقام حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق میں منہ احمد کے حوالے سے حدیث مرفوعہ نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ سے ان حنین سے اور ان کے والدین سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ پھر حدیث نقل کرنے کے بعد علامہ مذکور نے فرمایا یہاں معیت سے مراد حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنا نہیں بلکہ یہ اس جہت سے ہے کہ وہاں پردے اٹھا دیے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مثل ہے "فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا"

ترجمہ کنز الایمان۔ پس یہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ کا انعام ہوا انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین میں سے اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔ انتہی۔

لیکن مخفی نہیں کہ اس معنی کو مراد لینے کی صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رفع حجاب (پردوں کا اٹھنا) ان کے مجاہدین کی نسبت زیادہ اتم واکمل ہوگا۔ فتدبر

العشرون انا لوسلمنا ان المراد معية المقام معه فذا كر لا يستلزم الافضلية والازواجه ﷺ كلهن لاريب في كونن معه ﷺ في درجته يوم القيامة وذلك لاستلزام افضليتهن على الخلفاء الثلاثة ولا على على رضي الله عنه ويوید هذا المعنى ما روى ان فاطمة رضي الله عنها فاخرت مع عائشة رضي الله عنها يو يا فقلت اني بضعة النبي ﷺ منك اليه ﷺ وان كنت قريبة اليه لكنك لست

ببضعة له فانت ابعدا مني فقالت عائشة رضي الله عنها نعم ولكن انا مكان في الجنة مع رسول الله ﷺ في درجته و مكانك مع علي في درجته۔

۲۰۔ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ مراد معیت سے حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنا ہی ہے تو بھی یہ افضلیت کو تو مستلزم نہیں و اگر نہ حضور علیہ السلام کی تمام ازواج مطہرات کے روز قیامت حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ ہی کے درجے میں ہونے میں کیا شک ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ امر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) پر ان کی افضلیت کو مستلزم نہیں۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ فخر کیا اور کہا کہ آپ کی نسبت میں تو پارہ مصطفیٰ ہوں آپ اگرچہ حضور علیہ السلام کے قریب ہیں لیکن آپ کو حضور علیہ السلام کے جسم کا ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل نہیں لہذا آپ میری نسبت حضور سے دور ہوئیں اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن میں جنت میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ علیہ السلام کے درجے میں رہوں گی اور آپ کا رہنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے درجے میں ہوگا۔

الحادی و العشرون انا لوسلمنا ان ليس المراد معية الجنة بل المراد معية الفضل و الرتبة فلا يصح ذالك في نفسه لانه يستلزم كون علي رضي الله عنه افضل من ابراهيم الخليل و موسى و عيسى و سائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام لكمال الفضل الملحق به اعني النبي ﷺ و عليهم و ذالك مخالف للاجماع۔

۲۱۔ اگر ہم مان لیں کہ یہاں جنت کی معیت مراد نہیں بلکہ فضلیت و رتبہ کی معیت مراد ہے تو یہ فی نفسہ صحیح ہی نہیں کیونکہ یہ تو اس کو مستلزم ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہوں اس وجہ سے کہ اس صورت میں آپ کو حضور علیہ السلام کے ساتھ ملے ہوئے ہونے کا فضل کامل حاصل ہوگا۔ حالانکہ یہ اجماع کے مخالف ہے۔

الثاني والعشرون ان صاحب الرياض لم يورد هذا الثر بسيان افضلية على
رضي الله عنه على جميع الصحابة بل انما اورده لبيان افضلية على رضي الله
عنه بعد الشيخين و عثمان ويدل على هذا قوله قبيل هذا الاثر فنسوق عبارته
بما مها وهي انه قال قد اجمع اهل السنة من السلف و الخلف من اهل الفقه و
الاثر على ان عليا رضي الله عنه افضل الناس بعد عثمان و اذا اتقرر ان اهل
السنة اجمعوا على ذلك علم ان ابن عمر لم يرد باحاديثه المتقدم ذكرها
يعني المشتملة على قوله كنا في زمن النبي ﷺ لا نعدل بابي بكر رضي الله عنه
احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبي ﷺ لا نقاض الله بينهم نفى
افضلية على رضي الله عنه بعد عثمان قال ويدل على ذلك اي على انه لم يرد
نفى افضلية على رضي الله عنه بعد عثمان انه قد جاء في بعض طرق حديثه
فقال رجل لابن عمر يا عبد الرحمن فعلى رضي الله عنه قال ابن عمر على رضي
الله عنهما من اهل البيت الى قوله اخرجه على بن نعيم البصري ثم قال
صاحب الرياض فهذا اول دليل على انه اي ابن عمر لم يرد بسكوته عن علي
رضي الله عنه نفى افضلية اي بعد عثمان و انما سكنت عنه لما ابداله لما سئل
عزه فكانه قال افضل الناس من اصحابه لا من اهل بيته انتهى كلام صاحب
الرياض يعني ان حديث ابن عمر الذي وقع في اخره قوله ثم لا نفاضل بينهم
محمول على الصحابة الذين لا ليسوا بداخلين في اهل البيت و هم سوى هو
على رضي الله عنه و اما الصحابي الداخل في اهل البيت كعلي رضي الله عنه
فهو افضل من جميع الصحابة بعد الخلفاء الثلاثة فكان ابن عمر قال افضل
الناس عن اصحابه الذين ليسوا بداخلين في اهل البيت ابو بكر ثم عمر ثم

عثمان ثم لا نفاضل بينهم اى بين الصحابة الذين هم غير اهل البيت ولا يلزم من حمل هذا الحديث على هذا الخصوص بقرنية زيادة لفظ لا نفاضل بينهم فى الاخرة حمل سائر الحديث المنقولة فى افضلية الثلاثة على سائر الصحابة الواردة بالفاظ العموم الشاملة لعلى رضى الله عنه و غيره لفظ الناس و الامة و نظائرهما على هذا الخصوص نهى بقاة على عمومها فكما لا يلزم من حمل هذا الحديث على هذا الخصوص نفى افضلية على رضى الله عنه على سائر الصحابة بعد الثلاثة كذلك لا يلزم منه نفى افضلية الثلاثة على على رضى الله عنه من سائر الاحاديث الخالية عن تلك القرينة فثبت ههنا امر ان الاول افضلية الثلاثة على على رضى الله عنه وهو ثابت بالاحاديث الكثيرة التقدم ذكرها البالغة حد التواتر والقطع و باجماع الصحابة و التابعين كما تقدم بيانه مفصلا و ثانيهما افضلية على رضى الله عنه على من سوى الثلاثة هو ثابت باثر ابن عمر المذكور و بعد فرض صحته و بغير من الاحاديث المنصوصة فى افضلية بعد الثلاثة و بالاجماع القائم على افضلية بعد الثلاثة فلا يدخل على رضى الله عنه فى قول ابن عمر لا نفاضل بينهم فاندفع بهذا التحقيق ما كان يتوهم من قوله لا نفاضل بينهم من نفى افضلية على رضى الله عنه على غير الخلفاء الثلاثة ويكون على هذا معنى الاثران عليا رضى الله عنه مع رسول الله ﷺ فى درجته اى بعد الثلاثة فظهر ان مراد صاحب الرياض هذا الزيادة مع لمزيد عليه ثبت سند الاجماع الذى قام على افضلية الخلفاء الثلاثة على على رضى الله عنه ان عليا رضى الله عنه افضل الناس بعد عثمان و ظهر ان مرادة رفع المنافاة بين قول ابن عمر ثم لا

نفاضل بينهم و بین الاجماع القائم علی افضلیة علی رضی اللہ عنہ بعد عثمان فبطل ما توهمه صاحب الرسالة المردودة من استدلاله بهذا الاثر علی تفضیل علی رضی اللہ عنہ علی الخلفاء الثلاثة بطلانا بینا ظاهرا و کیف یصح ما توهمه هو مع انه یرده صریح روایة ابن عمر بلفظ الامة وهو قوله مرفوعا و موقوفا افضل الامة ابو بكر ثم عمر ثم عثمان و یرده ایضا صریح روایة علی رضی اللہ عنہ افضل الامة ابو بكر ثم عمر ثم عثمان و صریح روایتہ ایضا من فضلی علی ابی بكر و عمر جلدتہ جلد المفتري و صریح روایة غیرہ افضل الامة ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی و یرده ایضا صریح روایة عبارة الریاض هذه بعد ما بینا من سباق کلامہ و سیاتہ علی ما لا نہی مبین ان تعصب صاحب الرسالة المردودة لا یخفی علی من له ادنی مکیة من العلم و الانصاف و نسأل اللہ تعالیٰ ان یجتنبنا عن طریق الانساب۔

و اما الجواب عن نفس اثر ابن عمر القائل بكون علی مع رسول اللہ ﷺ فی درجته فقد او صحناء بالوجود الكثيرة المتقدم منها ما یرجع الی عدم ثبوت الاثر المذکور منها ما یرجع الی ان یکون کونه فی درجته لا یلزم الافضلیة و منها ما یرجع الی غیر ذالک فارجع الیہا ان شئت۔

۲۲۔ یہ کہ صاحب ریاض النضر نے یہ اثر اس لئے نہیں وارد کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر افضلیت بیان کریں بلکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ خلفائے شمش کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا بیان کریں اور اس پر دلیل اس اثر سے پہلے ان کا قول ہے جس کی مکمل عبارت ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں متقدمین و متاخرین تمام فقہاء و محدثین اہلسنت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ جناب علی حضرت عثمان کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں اور جبکہ یہ ثابت ہے کہ اس پر

احسن کا اجماع ہے تو معلوم ہو گیا۔

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے اس فرمان کہ ہم حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو درجہ نہ دیتے تھے پھر ان کے بعد ہم اصحاب نبی ﷺ کے درمیان افضلیت نہ کرتے۔ یہ تامل مذکورہ احادیث میں حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کے افضلیت کی نفی روایت نہیں کی اور اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ بعض طرق حدیث میں جب ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ حضرت علیؓ کی افضلیت میں بیان نہیں کرتے تو فرمایا علیؓ تو اہل بیت میں سے ہیں۔ الخ اس کو علی بن نعیم بصری نے روایت کیا ہے۔ پھر صاحب ریاض النضرۃ نے فرمایا کہ یہ اس پر دلیل قوی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت علیؓ کو اللہ وجہ الکریم سے سکوت کر کے ان کی افضلیت کی نفی روایت نہیں کی۔ آپ کا سکوت تو آپ سے کیے گئے سوال کو بدلنے کے لیے تھا گیا آپؓ نے افضل الناس سے اصحاب نبی ﷺ کو مراد لیا ہے اہل بیت مراد نہیں ہے۔ صاحب ریاض النضرۃ کا کلام ختم ہوا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی جس حدیث کے آخر میں یہ قول ہے کہ پھر ہم افضلیت بیان نہ کرتے، یہ ان صحابہ پر محمول ہے جو اہل بیت میں داخل نہیں ہیں۔ اور وہ حضرت علیؓ وغیرہ کے علاوہ ہیں اور رہے وہ صحابی جو اہل بیت میں داخل ہیں جیسے حضرت علیؓ میں تو یہ خلفاء ثلاثہ کے بعد تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ گویا کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا لوگوں میں سے غیر اہل بیت اصحاب نبی (جو اہل بیت داخل نہیں) سے افضل حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ ہیں پھر ہم صحابہ کے درمیان افضلیت بیان نہیں کرتے۔ پھر ان کے درمیان کہ جو اہل بیت میں سے ہیں اور اس حدیث کو لافاضل کی زیادتی کے قرینہ کی وجہ سے ایک خصوص پر محمول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تم صحابہ بشمول حضرت علیؓ پر خلفائے ثلاثہ کی افضلیت میں وارد ہونے والی تمام احادیث عاملہ شاملہ جیسا کہ لفظ الناس اور امت اور اس طرح کے دیگر الفاظ سے وارد ہوتی ہیں ان کو بھی اس خصوص پر محمول کیا جائے بلکہ وہ

اپنے عموم پر باقی رہیں گی۔ اور جیسے اس حدیث کو خصوص پر محمول کرنے سے جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلفاء ثلاثہ کے بعد دیگر صحابہ پر افضلیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ ایسا ہی اس قرینہ سے خالی ان تمام احادیث سے بھی خلفائے ثلاثہ کی حضرت علیؑ پر افضلیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

پہلی: یہ کہ حضرت علیؑ پر خلفاء ثلاثہ کی افضلیت حد تو اترو قطعیت کو پہنچی ہوئی کثیرہ احادیث اور صحابہ و تابعینؓ کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اس کا تفصیلی بیان گزر چکا ہے۔

دوسری: یہ کہ حضرت علیؑ کی خلفاء ثلاثہ کے علاوہ پر افضلیت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر مذکور کو صحیح فرض کر لینے کے بعد ان احادیث جس میں خلفاء ثلاثہ کے بعد آپ کو درجہ دیا گیا ہے اور اجماع امت سے ثابت ہے، حضرت علیؑ حضرت ابن عمرؓ کے قول لا نفاضل بینہم میں داخل نہ ہونگے۔

اس تحقیق کی روشنی میں حضرت ابن عمرؓ کے قول لا نفاضل بینہم سے جو خلفائے ثلاثہ کے علاوہ پر افضلیت حضرت علیؑ کی نفی کا وہم ہو رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔ اور اس اثر کا معنی یہ ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خلفائے ثلاثہ کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہونگے۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس اضافی عبارت سے صاحب ریاض النضرہ کی مراد یہ ہی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے حضرت علیؑ سے افضل ہونے پر اور حضرت علیؑ کے حضرت عثمانؓ کے بعد سب لوگوں میں افضل ہونے پر اجماع قائم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا مقصد قول مذکور لا نفاضل بینہم اور افضلیت حضرت علیؑ بعد حضرت عثمانؓ پر قائم شدہ اجماع کے درمیان سے مناقات کو اٹھانا ہے۔ اس تحقیق کے بعد اس اثر سے تفصیل حضرت علیؑ پر خلفائے ثلاثہ کا استدلال بالکل باطل ہو گیا۔ اور اس کا یہ وہم کیسے صحیح

ہوتا جبکہ حضرت ابن عمرؓ کی ایک موقوف اور روایت اس کا کھلم کھلا رد کر رہی ہے۔
آپ نے فرمایا! اس امت کے سب سے افضل فرد حضرت ابو بکرؓ میں پھر حضرت عمرؓ میں پھر حضرت
عثمانؓ میں۔

اسی طرح اس کی تردید جناب علیؓ کی اس روایت سے بھی ہو رہی ہے فرمایا:
اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ میں پھر حضرت عمرؓ میں پھر حضرت عثمانؓ میں۔
یہ روایت دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔ اس کے رد میں حضرت علیؓ کی ایک اور صریح روایت بھی
ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی، میں اسے مفتری کی سزا دوں گا۔

یوں ہی صاحب ریاض النضرؒ کی مذکورہ عبارت سیاق و سباق کے حوالہ سے بھی اس کے رد میں واضح
ہے۔ فلہذا ظاہر ہو چکا کہ ہر وہ شخص جس کو علم و معرفت کا کچھ بھی حصہ حاصل ہے، اس پر صاحب رسالہ
مردود کا تعصب مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس راہ اعتدال کا سوال کرتے ہیں۔

! کتب احادیث میں ایسی روایات میں موجود ہیں جس میں مولانا علیؒ کے نام کی واضح تصریح موجود ہے۔

عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي ﷺ اذا قيل من خير الناس بعد رسول الله ﷺ قيل ابو بكر وعمر
عثمان و علي . یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے اس امت میں سب سے خیر و بہترین پہلے نبی کے ابو بکرؓ
و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ (تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۱۶۳)

ایک اور طرق کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے مروی قول ہے کہ

عن ابن عمر قال كنا وفيما رسول ﷺ نفضل ابا بكر وعمر و عثمان و عليا

یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تفضیل دیتے تھے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کو۔ (تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۳۲۶)

ان مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دیگر طرق میں شیخین کے بعد سیدنا عثمانؓ و علیؓ کے بعد حضرت
علی المرتضیٰؓ کا نام موجود ہے اور اس حدیث پر اعتراضات لایعنی ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی
افضلیت شیخین کے روایت متواتر ہے۔ اقم کے علم میں اسکی ۱۰۰ سے زائد سندیں ہیں۔

الثالث والعشرون انه لو صح هذا الاثر لدل على ان عثمان مع زوجته وهما مع رسول الله ﷺ في درجته و ابو العاص مع زوجته زينب وهي مع رسول الله ﷺ في درجته ولازم ذلك انها مثل على رضي الله عنه في الافضلية و انها افضل من الشيخين و لم يقل احد من اهل السنة والجماعة ولا من الرافضة ان ابا العاص مثل على رضي الله عنه في الافضلية ولا انه افضل من الشيخين و لم يقل احد بان عثمان افضل من الشيخين و انه مثل على رضي الله عنه في الفضل براه اما قائل بافضلية عثمان على رضي الله عنه جمهور اهل السنة والجماعة و اما قائل بعكسه و هم الاقلون منهم و جمع الرافضة فكان القول بمائلة عثمان ابي العاص لعلى رضي الله عنهما و ساو انهما له و افضليتهما على الشيخين خرقا للاجماع لما تقرر في علم الاصول من انه اذا نقل من المجتهدين في عصر قولان لم يجوز لمن بعدهم احداث قول ثالث لئلا يكون خرقا للاجماع المتقدم فناء مل.

۲۳۔ اگر بالفرض یہ اثر صحیح ہو تو پھر اس بات پر بھی دلیل ہوگی کہ حضرت عثمانؓ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہوں اور وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ، آپ کے درجے میں ہوں اور ابو العاصؓ اپنی اہلیہ سیدہ زینب کے ساتھ ہوں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہوں۔ پھر اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ یہ دونوں افضلیت میں حضرت علیؓ کی مثل ہوں اور پھر شیخین سے بھی افضل ہوں حالانکہ اہل سنت وروافض میں سے اس کا کوئی بھی قائل بھی نہیں کہ حضرت ابو العاصؓ افضلیت میں حضرت علیؓ کی مثل یا شیخین سے افضل ہیں اور حضرت عثمانؓ کے شیخینؓ سے افضل تھے یا جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مساوی ہونے کا کوئی قائل نہیں بلکہ جمہور اہل سنت حضرت عثمانؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر افضل بتاتے ہیں۔ اور اس کے برعکس چند ایک ان میں سے اور جمیع رافضی حضرت

عثمانؓ پر افضلیت حضرت علیؓ کے قائل ہیں۔ لہذا حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو العاصؓ کی جناب علیؓ کے ساتھ مماثلت یا دونوں کی شیخین پر افضلیت کا قول اجماع کے خلاف ہے۔ کیونکہ علم اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب ایک زمانہ کے مجتہدین کے کسی مسئلے میں دو قول منقول ہوں تو ان کے بعد والوں کے لیے قول ثالث (تیسرا قول یا کوئی اور قول) کرنا جائز نہیں ہے تاکہ یہ پہلے سے موجود اجماع کے خلاف نہ ہو۔

تنبيه لا يخفى عليك ان هذه الاجوبة العشرين ما سوى الثلاثة الاول كلها مبنية على التسليم والفرض وان الجواب الحق النفس الامرى .
هو الاجوبة الثلاثة الاول فقط و حاصلها ان هذا الاثر المروى من ابن عمر الاصل له فى الصحة قطعاً و لم يثبت ذالك بسند صحيح ولا حسن بل هو اثر مجهول السند فهو ضعيف حكمى ونقل تأريخى فلا معتبر بمثل هذا الاثر اصلاً ولا يتما عند معانية الاحاديث الآثار الصحيحة التواترة والاجماع القطعيين على ما قدمنا تفضيلهما وايضاً هذا الاثر لا يحتاج الى الجواب عنه اصلاً لان الحاجة الى الجواب فرع الثبوت كما لا يخفى على من ارادنى دينه بعلوم الحديث الاصول ان قيل استدلال العالم بحديث يدل على حجية و صاحب الرياض قد استدلل بهذا الاثر قلنا هذا غير صحيح لان عمل العالم بحديث او فتربته به او استدلاله به ليس حكماً منه بحجيته ولا بعدالة رواية صرح بذالك النووى فى التقريب والسيوطى فى شرحه التدريب .

تنبيه: یہ بات مخفی نہ رہے کہ پہلے تین حوالوں کے علاوہ بقیہ بیس جواب ہیں وہ سب کے سب ہم نے دیے ہیں مگر نہ صحیح اور حقیقی جواب پہلے صرف تین ہی ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی اس اثر کی صورت میں قطعاً کوئی اصل نہیں ہے اور یہ کسی نہ صحیح یا حسن سے بھی ثابت نہیں

بلکہ اس کی سند میں جہالت ہے اور یہ حکماً ضعیف اور محض ایک تاریخی نقل ہے۔ لہذا ایسا اثر معتبر نہیں بالخصوص جبکہ احادیث صحیحہ متواترہ قطعیہ اور اجماع قطعی کے مقابلے میں نہیں آئے۔ تب تو بالکل مفید نہیں۔ ویسے بھی اس کا جواب دینے کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ کسی چیز کا جواب تو تب دیا جاتا ہے جب وہ پہلے ثابت ہو (اور یہ تو ثابت نہیں) جیسا کہ علوم حدیث و اصول سے کچھ واقفیت رکھنے والے شخص پر مخفی نہیں ہے۔

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایک عالم کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اس کے حجت ہونے کی دلیل ہے اور صاحب ریاض النضر نے اس سے استدلال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی عالم کسی حدیث پر علم کرتا ہے یا اس پر فتویٰ دیتا ہے یا اس سے استدلال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے حجت قرار دے رہا ہے یا اس کے رایوں کی عدالت کا قائل ہے۔ اس مسئلے کی علامہ نووی نے تقریب النووی اور علامہ سیوطی نے اس کی شرح تدریب میں صراحت کی ہے۔

خاتمة الرسالة وهي مشتملة على فائدتين.

خاتمة:

رسالے کا فائدہ دو فائدوں پر مشتمل ہے۔

الفائدة الاولى حاصل جميع ما ذكرنا في هذا المختصر ان مستدل اهل السنة والجماعة في قولهم بالترتيب المتعارف عندهم امر ان الاول الاحاديث الكثيرة البالغة حد التواتر الدلالة على ذلك كما بينها في صدر هذه الرسالة مفصلاً الثاني اجماع الاصحاب والتابعين على ذلك ايضاً كما بيناه ايضاً هنالك بالروايات الصحيحة الصريحة الواردة و ان مستدل الشيعة الشنيعة و صاحب الرسالة المردودة على افضلية على رضى الله عنه على

الخلفاء الثلاثة اما حديث المنزل ولا دلالة لرفيه قطعاً على مسألة الافضلية كما فصلنا ذالك بالا حوبة الثمانية عشر المتقدم في اثناء هذه الرسالة واما الاحاديث الدالة على نفس الفضيلة لا الافضلية وقد قدمنا ايضاً مفع نه لا دلالة فيها على مسألة الافضلية اصلاً لعدم وجود صيغة افعّل التفضيل فيها قطعاً واما الاحاديث الواردة بصيغة افعّل التفضيل افضلية على رضى الله عنه على الخلفاء و الثلاثة لكنها باجمعنا موضوعة مضرة على رسول الله ﷺ ولا عبرة بالحديث الموضوع بل تحرم روايته اجماعاً۔

پیلافائدہ :

یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ترتیب معروفہ والے موقف پر ہم نے جو کچھ دلائل اس مختصر رسالے میں جمع کیے ہیں ان کا خلاصہ دو چیزوں میں ہے۔

۱۔ اس پر دلالت کرنے والی حدیث کو پہنچی ہوئی کثیرہ احادیث مبارکہ کا جسکا تفصیلی بیان آغاز رسالہ میں ہو چکا ہے۔

۲۔ اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے جیسا کہ اس کو بھی ہم وہاں روایات صحیحہ صریحہ سے بیان کر چکے ہیں۔

رہے شیعہ اور ہمارے مخالف صاحب (معین ٹھکوی) رسالہ مردودہ کے مصنف، خلفاء ثلاثہ پر تفضیل حضرت علیؑ کے دلائل تو ان میں حدیث منزلہ ہے جس میں مسئلہ افضلیت پر قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ہم تفصیلاً اس کے اٹھارہ جوابات ذکر کر چکے ہیں۔ اور ویسے بھی اس طرح کی احادیث تفصیلت پر دلیل ہیں نہ کہ افضلیت پر۔ اور یہ بات بھی پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان ہو چکی ہے کہ یہ احادیث بایں سبب نہیں کہ ان میں افضل التفضیل کا صیغہ موجود نہیں اور جن میں ہے بھی تو وہ ساری کی ساری موضوع ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اذیت کا باعث ہیں۔ اور حدیث موضوع کا کوئی

اعتبار نہیں بلکہ اس کو تو روایت کرنا ہی بالاجماع حرام ہے۔

فان قلت ان ما ذكرته متدلا لاهل السنة والجماعة من الاحاديث المتواترة والاجماع ففي كل واحد منها نظر لما التواتر فلانه قد ذكر بعض اهل العلم في حده انه يحصل بخبر سبعين نفسا ذيل ثمانين نفسا و صناعا يرو هذا الحديث الا اقل منهم اما الاجماع فلانه قد قال الحافظ ابن عبد البر في الاستيعاب ان السلف اختلفوا في التفضيل بين ابي بكر و علي رضي الله تعالى عنهما قال و روى عن سلمان و ابي ذر و المقداد و جناب بن الارث و جابر و ابي سعيد الخدري و زيد بن ارقم رضي الله تعالى عنهم انهم فضلو عليا رضي الله عنه على غيره من الصحابة انتهى۔

اعتراض:

اگر مخالفین اعتراض کریں کہ آپ کے دلائل احادیث متواتر کا آپ کے موقف پر قائم ہونے میں اشکال ہے۔ تو اترا احادیث کے متواتر ہونے میں تو یوں کہ بعض اہل علم کے بیان کے مطابق تو اترا ستر ۷۰ افراد اور بعض کے نزدیک اسی ۸۰ افراد کی روایت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ان احادیث کو روایت کرنے والے مذکورہ تعداد سے کم ہیں۔ رہا اجماع تو اسمیں اشکال اس لیے ہیں کہ حافظ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں فرمایا ہے کہ اسلاف کا اس حوالے سے اختلاف رہا کہ حضرت ابو بکرؓ زیادہ افضل پھر یا حضرت علیؓ۔ ابن عبد البرؓ نے فرمایا کہ حضرت سلمانؓ، حضرت ابو ذرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت جنابؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ یہ حضرات حضرت علیؓ کو

دیگر تمام صحابہ پر افضل بتایا کرتے تھے انتہیٰ۔

قلت اما الجواب عن الاول فعلى وجهين اما ولا فقد قال الحافظ سيوطى فى رسالة المسماة بالازهار المتاثرة فى الاخبار المتواترة ما حاصله انما رواه عشرة القربين الصحابة فهو بتواتر انتهى وقال الشيخ محمد اكرم النصر بورى فى شرحه على شرح النجبة ناقلا عن التقريب بن هذا القول فى تفسير المتواتر هو المختار انتهى واما ثانيا فقد حكم المحدثون بان حديث الحسن و الحسين رضى الله تعالى عنهما سيدا شباب اهل الجنة مرويان سنة عشر صحابيا وقد حكم المحدثون كالحافظ السيوطى وغيره على هذا الحديث بالتواتر واما حديث افضلية الشيخين او احدهما والخلفاء الثلاثة على رضى الله عنه فهو مروي من سبعة و ستين نفرا من الصحابة سوى على رضى الله عنه و اثنين و اربعين من التابعين قيصرون معه خمسة و مائة و تسعة نفر سوء على رضى الله عنه و لرواة له عن على رضى الله عنه ثلاثة و خمسون كما تقدم

! جس عبارت کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ عبارت مندرجہ ذیل ہے اور ساتھ ہی اصل کتاب کے حوالہ جات بھی تحریر میں تاکہ قارئین اس مسئلہ کو با آسانی سمجھ سکیں۔

روى عن سلمان و ابى خرد و المقداد و خباب و جابر و ابى سعيد الخدرى و زيد بن ارقم رضى الله عنهم ان على بن ابى طالب رضى الله عنه اول من اسلم و فضله هؤلاء على غيره.
حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر بن عبد اللہ، ابوسعید الخدری اور زید بن ارقم لا مولائی کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے فضیلت دیتے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۳۳۵، جلد ۲، صفحہ ۲۸۰)

جن چھ صحابہ سے ابو عمر نے تفضیل میدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو میدنا ابوسعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری میں سے پہلے۔ حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم سے تفضیل صدیقین و فاروق سے پہلے روایت فرماتے ہیں۔

تحقيقه فاذا ضم هذا العدد بعضه الى بعض صاروا اكثر من السبعين والثمانين فصح القول فيه بالتواتر بل خفاء وقد قدمنا تفضيل هذا الجواب في التبصرة الرابعة من التبصرة ثلث عشر المذكورة في هذا المختصر فارجع اليه ان شئت واما الجواب عن الثاني فهو انه قد قال الحبر التحرير محب الدين الطبري في الرياض النضرة انه قد قال الحافظ العلامة ابو القاسم عبد الرحمن بن الحباب السعدي في كتابه المسمى بالحجة السلف هذه الامة انه قد وهم ابن عبد البر في هذا القول وغلط غلطا ظاهرا يعنى في ذكره الخلاف بين الصحابة في تفضيل على رضى الله عنه على ابي بكر رضى الله عنه انتهى

جواب:

بم کتے ہیں پہلی بات کے دو جوابات ہیں۔

۱۔ حافظ سیوطی نے اپنے رسالے الازهار المتناثرة علی الاخبار المتواترة میں فرمایا ہے کہ جس حدیث کو ۲۰ صحابہ روایت کریں وہ بھی متواتر ہے، اتھی۔ اور شیخ محمد اکرم نصری پوری نے اپنی شرح شرح نجیۃ الفکر میں تقریب کے حوالے سے نقل فرمایا کہ متواتر کی تفسیر میں یہ ہی قول مذکور مختار ہے اتھی۔

۲۔ متعدد محدثین مثلاً حافظ سیوطی وغیرہم نے حدیث درج ذیل ان الحسن و الحسین سید شباب اهل الجنة (کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں) پر متواتر ہونے کا حکم لگایا ہے حالانکہ یہ حدیث سولہ ۱۶ صحابہ سے مروی ہے (جب یہ متواتر ہے تو) شیخین یا ان میں سے ایک یا تینوں خلفاء ثلاثہ کی حضرت علیؑ پر افضلیت کے حوالے سے وارد ہونے والی کو تو سرسٹھ ۶۷ صحابہ نے روایت کیا ہے اور وہ بھی حضرت علیؑ اور یسایس ۴۲ تابعین کے علاوہ ہیں۔ حضرت علیؑ کو چھوڑ کر اگر تابعین کو بھی صحابہ کے ساتھ ملائیں تو ۱۰۹ افراد بن جائیں۔ اور خود حضرت علیؑ سے روایت کرنے والوں

کی تعداد تین ۵۳ ہے جیسا کہ اس کی تحقیق گزر چکی ہے۔ جب ان سب کو آپس میں ملا دیں گے تو یہ سراسی سے تو بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ لہذا ان روایات کو متواتر کہاں بھی بالکل صحیح ہے۔ تفصیلی جواب رسالے میں مذکورہ تیرہ تصروں میں سے چوتھے تبصرے کے تحت گزر چکا ہے۔ چاہو تو وہاں دیکھ لیں۔

اور دوسری بات کا جواب جبر تحریر محب الدین طبری کے حوالے سے سنیے آپ ریاض النضرۃ میں فرماتے ہیں کہ حافظ ابو القاسم عبد الرحمن بن حباب سعدی نے اپنی کتاب الحجۃ السلف حذہ الامۃ میں فرمایا کہ حافظ ابن عبد البر نے یہ جو اختلاف صحابہ والا قول کیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ان (ابن عبد البر) کو وہم ہوا ہے انتہی۔ (علامہ محب طبری کا کلام ختم ہوا۔) !

وقال العلامة المحدث الشيخ عبد الحق الدهلوی فی کتابہ الفارسی المسمی تکمیل الایمان انه قد قال العلماء الکرام ان القول من ابن عبد البر لیس بمعقول ولا معتبر لان الروایة الشاذة التي نفع مخالته لقول المجهور لا معتبرها و جمهور الامۃ تقلوا فی هذا الباب اجماع الصحابة والتابعین علی تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ علی علی رضی اللہ عنہ قلت و من الدلیل علی غلط ابن عبد البر فی قوله هذا ما کتبناہ من قبل اوائل هذا للمختصر عن الامام الشافعی و الشیخ ابی الحسن الاشعری و الشیخ ابی منصور البغدادی و غیرہم من اکابر الامۃ انہم فقلوا اجماع الصحابة والتابعین علی تفضیل الشیخین علی علی رضی اللہ عنہ و غیرہ من الصحابة رضی اللہ عنہم فثبت

! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ابن عبد البر کے حوالہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

جن چھ صحابہ سے ابو عمر نے تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تکریم کی ان میں سے دو سیدنا ابوسعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔ حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم سے تفضیل صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں۔ (مطلع القمرین ص ۱۱۳)

هذا ان ما قاله صاحب الرسالة المردودة من نسبة القول بتفضيل علي رضي الله عنه علي ابي بكر الي سبعة من الصحابة فهو غلط ظاهر و سهر بامر و ايضا قد نقل العلامة الشيخ عبد الحق الدهلوي في كتابه الفارسي المسمى بتكميل الايمان انه قال الامام الشافعي لم يختلف احد من الصحابة والتابعين في تفضيل ابي بكر و عمر رضي الله عنهما و علي سائر الصحابة انتهى و هذا اللفظ يقلع عرف كلام ابن عبد البر من اصله لان لحد انكرة في خير النفي فيصم كل احد من الصحابة و التابعين و ايضا قال ابن حجر المكي في الصواعق ان ما حكاه ابن عبد البر فهو شيء غريب انفرد به عن غيره ممن هو اجل منه خطأ و اصلا عا في العلم فلا يقول عليه كيف و الحاكى لاجماع الصحابة و التابعين جماعة من اكابر الائمة منهم الشافعي و غيره و انما اختلف في عثمان و علي رضي الله عنهما فحنا بدقي ايضا علي غلط ابن عبد البر في علامة و فهذا لم يبين احمد من علما و الكلام ممن قال بطنية ترتيب الافضلية قوله لي كلام من عبد البر هذا بل انما بنو علي بأزعموة من كون الحديث من الاحاد او كون الاحاديث فيه متارضة و قد اجبنا عند الامرين عليهما مفصلا بالا مزيد عليه فعرف بذلك انه لم يعتبر احد بن علماء الكلام و غيرهم قول ابن عبد البر اصلا بل رواه سهوا و غلطا منه كما لا يخفى۔

اور شيخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اپنی فاری کتاب تکمیل الایمان میں فرمایا : علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حافظ ابن عبد البرؒ کا قول مذکور معتمد و معتبر نہیں کیونکہ جو شاذ روایت جمہور کے موقف کے خلاف واقع ہو وہ معتبر نہیں ہوتی اور جمہور امت نے اس حوالے سے حضرت ابو بکرؓ کے حضرت علیؓ سے افضل

ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔!

مصنف فرماتے ہیں ابن عبد البرؒ کے قول کے غلط ہونے پر مزید دلیل یہ ہے کہ امام شافعیؒ شیخ ابوالحسن اشعریؒ، شیخ ابو منصور بغدادیؒ اکابرین امت نے حضرت صدیق اکبرؓ کے حضرت علیؓ اور دیگر سے افضل ہونے پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ ان بزرگوں رحمہم اللہ کے اقوال ہم رسالے کی ابتداء میں بیان کر چکے ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے مخالف صاحب مردودہ اس حوالے سے سات صحابہ کی طرف تفضیل علیؓ کے قول کی نسبت کرنا بالکل اور واضح طور پر غلط ہے۔

اسی طرح شیخ عبدالحقؒ نے اپنی مذکورہ کتاب میں امام شافعیؒ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ و تابعین میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے دیگر صحابہ سے افضل ہونے کے مسئلہ میں کسی ایک کا اختلاف نہیں۔ انتہی۔ امام شافعیؒ کا فرمان کہ (کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں) قول ابن عبد البرؒ کو جوڑے کاٹ دیتا ہے کیونکہ ”احد“ یعنی ایک نکرہ ہے جو مقام نفی میں واقع ہوا ہے لہذا ہر صحابیؓ و تابعیؓ کو شامل ہو گا۔ اور ابن حجر مکیؒ بھی صواعق محرقہ میں فرمایا کہ ابن عبد البرؒ کا قول عجیب شے ہے۔ یہ اپنے اس قول میں اکیلے ہیں۔ حالانکہ ان سے بڑے بڑے علماء نے قول نہیں کیا۔ اور یہ قول کرتے بھی کیسے جبکہ امام شافعیؒ وغیرہ اکابر امت کی ایک جماعت مسئلہ تفضیل ابی بکرؓ و عمرؓ پر صحابہ و تابعین کا اجماع بیان کر رہے ہیں۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی فضیلت کے حوالے سے کچھ اختلاف ہے۔ ابن حجر مکیؒ کی مذکور عبارت بھی اس بات پر دلیل ہے کہ ابن عبد البرؒ کا کلام غلط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے امت میں سے بھی جنہوں نے مسئلہ افضلیت کی ترتیب کو ظنی کہا ہے انہوں نے ابن عبد البرؒ

! اس کے برعکس علامہ ابن عبد البرؒ مسئلہ افضلیت میں اپنا عقیدہ یوں لکھتے ہیں۔

الخلفاء الراشدون المہدیون ابو بکر و عمر و عثمان و علی و ہم افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ
خلفائے راشدین مہدیین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے بعد
لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ (جامع بیان العلم و فضله ص ۳۱۴)

کے قول کی بنا پر یہ موقف نہیں اختیار کیا بلکہ ان کے نزدیک اس کی وجہ احادیث کا خبر واحد یا آپس میں متعارض ہونا ہے۔ (مذکورہ ہر دو اشکال کا جواب ہم اتنی تفصیل سے پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ اب مزید اضافے کی حاجت نہیں) معلوم ہوا کہ علمائے امت اور ان کے علاوہ کسی نے بھی قول ابن عبد البرؒ کو املاً معتبر نہیں مانا بلکہ کہا کہ یہ ان کا سہو اور غلطی ہے۔ کمالاً بخفی۔

الفائدة الثانية في بيان اعتقاد اهل السنة في كون الخلفاء الاربعة افضل من الحسين رضي الله عنهم فاقول قد منا في اوائل هذا المختصر ان هذا المسئلة اى مسئلة الافضلية مطلقاً لا مدخل فيها لرأى والا جتهاد بل الامر في ذلك موقوف على ورده النص عن النبي الكريم ﷺ وقد قدمنا فيه احاديث .

دوسرا فائدہ :

یہ فائدہ اہل سنت کے اس اعتقاد کے بارے میں ہے کہ خلفاء اربعہ حسین کریمینؑ سے افضل ہیں۔ اور ہم نے رسالہ کی ابتداء میں بیان کیا تھا کہ افضلیت مطلقہ کے مسئلہ میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس معاملے کا دار و مدار نبی محترمؐ بنی ﷺ سے مروی نصوص پر ہے۔ مذکورہ موقف کے حوالے سے ہم یہاں چند احادیث ذکر کر رہے ہیں۔

الحديث الاول عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة و ابوهما خير منهما اخرجه ابن ماجه في سننه .

حدیث ۱۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حسن و حسینؑ جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد حضرت علیؑ ان سے بہتر ہیں۔"

الحديث الثاني عن ابن عمر رضي الله عنه ايضاً مرفوع بنحو هذا اللفظ اخرجه

الحاکم فی مستدرک۔

اسی کی مثل **دوسری حدیث** امام حاکم نے اپنی مستدرک میں انہیں سے روایت کی ہے۔

الحديث الثالث عن ابن عمر رضي الله عنه ايضا مرفوعاً بنحو هذا اخرجہ ابن عساکر۔

اور **تیسری حدیث** بھی اسی کی مثل ہے، اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

الحديث الرابع عن قرّة ان رسول الله ﷺ قال احسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وابوہما خیر منہما اخرجہ الطبرانی فی معجمہ۔

اسی مضمون کی **چوتھی روایت** امام طبرانی نے اپنی معجم میں

الحديث الخامس عن مالک بن الحویرث رضي الله عنه مرفوعاً بهذا اللفظ اخرجہ الطبرانی ایضاً بسند اخر۔

اور **پانچویں روایت** حضرت مالک بن حویرث سے امام طبرانی نے نقل کی ہے۔

الحديث السادس عن علی بن ابی طالب رضي الله عنه ان النبی ﷺ قال الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وابوہما خیر منہما اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث ۶: ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

الحديث السابع عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبی ﷺ انه قال احسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وابوہما خیر منہما اخرجہ الحاکم و قال ان هذا الحديث بهذا الزیادة صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه قال وله شاهد من حدیث ابن عمر ثم سبق بسند ابن عمر المتقدم ذكره فی الحديث الثانی۔

حدیث ۷: یہی حدیث امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ

حدیث اس زیادتی کے ساتھ شیخین کی شرط پر صحیح ہے، اگرچہ کہ انہوں نے اسے روایت نہیں کیا پھر امام حاکم نے حدیث نمبر ۲ حضرت ابن عمرؓ والی روایت کو اس کے شاہد کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

الحديث الثامن عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه انه قال جعل رسول الله ﷺ الحسن على عاتقه الايمن و الحسين على عاتقه الايسر فقال نعم المصطفىها ونعم الراكبان هما وابوهما خير منهما اخرجه الملاء في سيرته ويزنه اورده الحافظ محب الدين الطبري في كتابه في ذخائر العقبي في مودة ذي القربى.

حدیث ۸: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کو اپنے دائیں کندھے پر اور حضرت حسینؓ کو اپنے دوسرے کندھے پر بٹھالیا۔ پھر فرمایا ان کی سواری کتنی اچھی ہے اور خود یہ سوار بھی کتنے اچھے ہیں اور ان کے والد حضرت علیؓ ان دونوں سے بھی بہتر و افضل ہیں۔

اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا اور حافظ محب الدین طبریؒ نے اپنی کتاب ذخائر العقبی فی مودة ذوی القربة میں بیان کیا ہے۔

الحديث التاسع عن علي زين العابدين عن ابيه الحسين بن علي رضي الله عنهما انه قال لاخته زينب حين حضر وقت قتله اعلمني ان ابي خير مني و ابي خير مني و اخي خير مني وللي و لحم و كل مسلم بر رسول الله ﷺ اسوة حسنة اخرجه الحافظ ابن كثير في البداية والنهاية.

حدیث ۹: حضرت علیؓ المعروف امام زین العابدینؓ نے اپنے والد گرامی سیدنا حسینؓ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بہن حضرت زینبؓ سے فرمایا یاد رکھو: کہ میرے والد میری والدہ اور میرے بھائی حضرت حسنؓ یہ سب مجھ سے

بہتر ہیں۔ اور میرے لیے ان کے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل لازم ہے۔ اس کو حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں نقل کیا۔

له فهذه الاحاديث كلها نص صريح في ان عليا رضي الله عنها افضل من الحسين رضي الله عنهما فظهر منه ان الخلفاء الثلاثة الذين هم افضل من علي رضي الله عنه لا شك في افضليتهم عليهما وايضا ما ذكرنا في اوائل هذا المختصر من الاحاديث الكثيرة البالغة بكثرتها حد التواتر الدلالة على افضلية الشيخين والخلفاء الثلاثة على علي رضي الله عنه بلفظ افضل الناس او افضل هذه الامة فهي ايضا بكلها والة على افضليتهم على الحسين لاندراجهما في لفظ الناس والامة وامثالها ووجه ذلك ان الافضلية وان كانت موهبة من عند الله تعالى كنها تحصل لمباب منها سبوا لدخول في الاسلام وكثرة ملازمة بسيد الانام عليه الصلوة والسلام واخذ العلوم لكثيرة بلا واسطة من حضرت سيد المرسلين ونصرة الاسلام وقلع الكفار والمحاربين وكثرة صرف النفس والمال في حب الله الملك تعالى وفي حب رسوله ﷺ صاحب الكمال وكثرة محضور في في المشاهدة حضرا وسفرا في سبيل الله ذي الجلال والافضال وكثرة الشهود في مواضع الجهاد والقتال ولم يبشر بشيء من ذلك للحسين بمرتبة ما ينسب لخلفاء الاربعة الاكمال بصفر منهما في عبد رسول الله ﷺ ذي الجلاله نعم هما افضل من حيث شرف الجزئية على كل الصحابة رضي الله عنهم لكونهما بمعنى رسول الله ﷺ لكن ذلك فضل جزئي ولا كلام فيه وانما الكلام في الفضل الكلي المئثر باكثرية الثواب عند الله تعالى كمال اعمالنا ك اوائل هذه المختصر مفصلا.

یہ تمام احادیث اس بات میں واضح ہیں کہ حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حسنین کریمینؑ سے افضل ہیں۔ لہذا اس سے ظاہر ہو گیا کہ خلفائے ثلاثہ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں ان کے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ ویسے بھی ہم نے حضرت علیؑ پر شیخین اور خلفاء ثلاثہ کے افضلیت کو واضح کرنے والی کثیر احادیث متواترہ اور روایات نقل کیں ہیں، وہ افضل الناس اور افضل الامتہ کے الفاظ سے وارد ہیں۔ اور یہ الفاظ عام ہیں۔ لہذا یہ ساری ساری احادیث بھی اس پر دلیل ہوئیں کہ خلفاء ثلاثہ حسنین کریمینؑ سے افضل ہیں۔ کیونکہ لفظ الناس اور الامتہ وغیرہما میں حضرات حسنین کریمینؑ بھی داخل ہیں۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ افضلیت اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ ہے لیکن اس کا حصول چند اسباب کے ساتھ ہے۔

ان میں سے بعض یہ ہیں۔ قبول اسلام میں سبقت لے جانا، کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لازم پکڑنا، صحبت پانا، بلا واسطہ حضور سید عالم ﷺ سے کثیر علوم حاصل کرنا، بخار اور دشمنوں کا قلع قمع کرنا۔ بلند و بالا بادشاہ حقیقی رب لم یزل اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنی جان و مال کی قربانی دینا، حضر و سفر میں حضور ﷺ کی مجلس میں کثرت سے حاضری دینا، جہاد و قتال میں کثرت سے شریک ہونا یہ تمام باتیں جس طرح خلفاء کو میسر آئیں۔ اس انداز میں حضرات حسنین کریمینؑ کے حصہ میں کوئی بھی نہیں آئی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں یہ کم سن تھے۔ مگر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم کا جزء ہونے کے اعتبار سے وہ تمام صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ وہ دونوں حضور ﷺ کے جگر پارے ہیں مگر یہ فضیلت جزی ہے اور اسمیں کوئی کلام نہیں، بات اور مسئلہ تو تفصیلت کلی کا ہے جس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب والا ہونا ہے جیسے کہ ہم پہلے بھی اس کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

ولهذا قال العلامة عبد الرؤف المناوی فی شرحہ علی انموزج اللیبیب فی شرح قوله ﷺ الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة ان المراد بذالک انہما

سیدان مات شانا من اهل الجنة او انهما سیدا اهل الجنة الا من خص بدلیل
اخر وهم الانبیاء واخلصوا لاربعة اذهم افضل اهل الجنة واهلها کلهم فی من
الشباب انتہی۔

یہ ہی وجہ ہے کہ علامہ عبدالروف مناویؒ کی کتاب النموذج اللیب کی جو شرح لکھی ہے اس میں سرکار
علیہ السلام کے فرمان کہ حسین کریمین جنتی جو انوں کے سردار میں کی شرح یوں کی ہے کہ مراد اس سے
وہ جنتی جوان ہیں جو دنیا میں جوانی کی حالت میں فوت ہوئے یا مطلب یہ ہے کہ حسین کریمینؑ عام اہل
جنت کے سردار ہیں سوا ان کے کہ جو کبھی دوسری دلیل کی وجہ سے خاص اور مستثنیٰ ہیں اور یہ انبیاء اور
خلفائے اربعہ ہیں کیونکہ یہ لوگ تمام اہل جنت سے افضل ہیں حالانکہ تمام اہل جنت جوانی کی عمر میں
ہو گئے۔ لہذا انبیاء علیہم السلام و خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم ان سے مستثنیٰ ہوئے۔

وقال العلامة الملا علی قاری فی شرحه علی مشکوٰۃ فی الفصل الثانی من
باب مناقب اهل البيت فی شرح هذا الحديث ایضا انه قال المظهر یعنی ہما
افضل من مات شابا من اصحاب الجنة او انهما سیدا اهل الجنة سوى الانبیاء
و الخلفاء الراشدين و ذالک لان اهل الجنة کلهم فی من واحد هو الشباب و
لیس فیہم شیخ ولا اهل انتہی و قال العلامة الشیخ عبد الحق فی شرحه علی
المشکوٰۃ فی شرح الحديث المذكور ان الاولی ما قین ان المراد ہما هذا اهل
الجنة لان اهل الجنة کلهم شباب لكن یخص بما سوى الانبیاء و الخلفاء
الراشدين انتہی۔

یہ ہی مضمون علامہ ملا علی قاریؒ نے اپنی شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت فصل ثانی میں اس حدیث کی
شرح میں فرمایا ہے۔ اسی طرح شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے بھی اپنی شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکور
کی شرح میں ذکر فرمایا کہ حسین کریمینؑ افضل تو عام اہل جنت سے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام و خلفائے

اربعہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ انتہی۔

وقال القاضي شهاب الدين الدولة آبادی فی کتابہ المسمى بشرف السادات انه قد ذكر فی دستور الحقائق وهو حاصل شروح العقيدة و البداية اما فضل الخلفاء الاربعة فعلى ترتيب الخلافة فبعدهم اولاً و رسولنا ﷺ على كائنة الانام اتفاق الرواية لقربهم من رسولہ اللہ ﷺ و شرفہ انتہی و قال الدولة آبادی ايضاً في شرف السادات في موضع اخر انه قد اجتمع اهل الحق على ان الفضل بالترتيب للخلفاء الاربعة بترتيب الخلافة ثم اولاد فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ ثم الستة الباقية من العشرة المبشرة ثم اهل بدر ثم اهل الحديبية ثم بقية الصحابة ثم التابعون لا تباعهم و اوليس خير التابعين بالحديث ثم ابو حنيفة رحمة اللہ علیہ ثم العلماء العاملون انتہی۔

و قال الدولة آبادی فيه ايضاً في موضع اخر ناقلاً عن شرف النبوة كا اولاد فاطمة رضی اللہ عنہا بعد خلفاء الاربعة ازہم صحابہ و تابعين فاضلتراند انتہی۔

اور قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ نے اپنی کتاب شرف السادات میں دستور الحقائق کے حوالے سے نقل فرمایا ہے (جو کہ العقیدہ کی شروحات کا پچوڑ ہے) فرمایا : خلفائے اربعہ کی ترتیب افضلیت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے پھر ان کے بعد ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی اولاد باتفاق روایات تمام لوگوں سے افضل ہے کیونکہ ان کو حضور ﷺ کا قرب و شرف حاصل ہے۔ انتہی۔

علامہ دولت آبادیؒ نے شرف السادات کے ایک مقام پر یہ بھی فرمایا کہ اہل حق کا اس پر اجماع ہے کہ خلفائے اربعہ کی ترتیب افضلیت وہی ہے جو ان کی ترتیب خلافت ہے۔ یہ سب سے افضل ہیں ان کے بعد دختر رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہؑ کی اولاد پھر عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے باقی چھ صحابہ پھر

بدری صحابہ پھر اہل حدیبیہ پھر بقیہ صحابہ پھر تابعین۔ (اور کسی حدیث میں ایسا نہیں ہے کہ تابعین میں فلاں درجے کے تابعین زیادہ افضل میں بلکہ یہ مطلق ہے۔) پھر امام اعظم ابو حنیفہؒ پھر علماء اپنے علم پر عمل کرنے والے۔ انتہی۔

اور علامہ مذکور نے ایک اور مقام پر شرف النبی ﷺ کے حوالے سے نقل کیا۔ فرمایا :
جیسے خلفائے اربعہ کے بعد اولاد سیدہ فاطمہؑ کہ تمام صحابہ و تابعین سے افضل میں۔ انتہی

وقال العلامة شارح القصيدة المعروفة بالأمالی اعلم ان الافضل یعنی بعد الانبیاء والخلفاء الاربعة ثم اهل البيت ثم سائر المبشرين بالمحنة ثم اهل بدر ثم اهل الحديبية ثم سائر الصحابة ثم التابعین ثم تبع التابعین انتہی
اور العقیدہ المعروف ”امالی“ کے شارحؒ نے فرمایا جان لیجئے کہ سب مخلوق میں افضل انبیاء میں پھر خلفائے اربعہ پھر اہل بیت پھر وہ سارے افراد جن کو جنت کی نوید ملی۔ پھر اہل بدر پھر حدیبیہ والے پھر تمام صحابہؓ پھر تابعینؒ۔

وقال العلامة الملا سعد الدين التفتازانی فی کتاب المقاصد له بعد ما قور ان افضل الامة بعد النبی ﷺ الخلفاء الاربعة ورتبهم علی ترتیب الخلافة ثم قال واما بعد هم فقد ثبت ان فاطمة رضی اللہ عنہا سیدہ بشاء العالمین
انتہی

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مقاصد میں جہاں یہ ثابت فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل خلفائے اربعہ میں اور ان کی ترتیب افضلیت، ترتیب خلافت ہے تو اس کے بعد فرمایا پھر ان کے بعد تو ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہؑ فی النبیؐ تمام خواتین عالم کی سردار ہیں۔ انتہی

فان قيل هذا الذي ذكرتموه مخالف لما ذكره العلامة عبد الحق الدهلوی فی تکمیل الايمان ناقلا عن العلامة علم الدين العراقي انه قال کہ فاطمة رضی

اللہ عنہا و برادر وی ابراہیم رضی اللہ عنہما افضل انداز خلفاء اربعہ باتفاق
وان امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوردہ اند کہ گفت ما افضل علی ما هو
بضعة من النبی ﷺ احدا انتہی

اعتراض:-

پھر اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے یہ اس کے مخالف ہے جو شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے اپنی کتاب تکمیل الایمان میں علم الدین علامہ عراقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں
نے فرمایا کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور ان کے بھائی حضرت ابراہیمؓ پاروں خلفاءؓ سے
افضل میں۔ اور حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ میں مصطفیٰ کریم علیہ السلام
کے جگر پاروں پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا، انتہی۔ تو اس کا کیا جواب ہے؟

قلت قد اجاب منه الشيخ عبدالحق الدہلوی فی تکمیلہ ایضاً بعد نقل تینک
اخبار تین بما نصہ ہکذا ی گویند کہ این ہمہ روایات ضرر بمقصود ندارند و
منافی مدعا نیست مدعای ما اینجا چنانکہ تحریر کردہ امد اثبات افضلیت
بوجہی خاص است و آن بمفضولیت بوجہی دیگر منافات ندارد و این فضائل
کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بلکہ بمزید
شرف نسب و کرامت جوہر ذات است چہ بشک نیست کہ در اولاد پیغامبر
ﷺ کہ اجزاء وی اند شرفی و شانی هست کہ در ذات شیخین نسبت ہیچ کس
را در این جا مجال توقف و انکار نخواہد بود و باوجود آن ثوب شیخین اکثر و نفع
ایشان در اسلام و اہل آن اعظم و اوفر است انتہی

جواب:-

میں کہتا ہوں کہ خود شیخ عبدالحق نے اس کا حوالہ دے دیا ہے اور ان دونوں عبارتوں کو نقل

کرنے کے بعد جو انہوں نے فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ عام روایتیں نہ تو ہمارے مقصود لیے نقصان دہ ہیں اور نہ ہمارے مدعا کے برخلاف ہیں، پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ ہمارا مقصود یہاں ایک خاص وجہ کے سبب افضلیت ہے اور اگر کسی اور وجہ سے مفضولیت ہوگی تو یہ اس کے منافی نہیں۔ چونکہ مذکورہ فضائل میں کثرت ثواب اور اہل اسلام کو نفع کے پہنچانے کا معنی نہیں ہے بلکہ یہ نہی شرف اور ذاتی جوہر کہ عظمت کے حوالے سے ہیں (لہذا موقف پر کوئی حرج نہیں پڑتا) اور آئیں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کی اولاد آپ ﷺ کے مبارک جسم کا جزء ہیں۔ اور یہ فضیلت شیخین کریمین کو حاصل نہیں۔ اس حوالے سے کسی شخص کے لیے بھی توقف اور انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی شیخین کریمین کثرت ثواب، اسلام اور اہل سلام کے لیے نافع اور زیادہ جلالت و بزرگی والے ہیں اور یہی وجہ افضلیت ہیں۔ (شیخ عبدالحقؒ کا کلام ختم ہوا۔)

واجاب عنه ايضا العلامة عبد الرؤف المتاوى في شرحه عنى النموذج اللبيب بما لفظه حكمة ان اطلاق علم الدين العراقي هذا القول غير مرضى بل الذى ينبغى ان يقال ان فاطمة رضى الله عنها افضل من حيث البضعة الشريفة و الخلفاء الاربعة افضل من حيث جمع العلوم ونصرة الدين ورفع منار الاسلام و بسط ماله من الاحكام على الحقيقة كما يدل على ذلك بل يصرح بكلام المولى التفتازانى فى المقاصد حيث قال بعد ما قدر ان افضل الامة بعد النبى ﷺ الخلفاء و الاربعة و رتبهم على ترتيب الخلافة ما نصه و اما بعدهم فقد

ثبت ان فاطمة رضى الله عنها سيدة نساء العالمين انتهى كلام المناوى
علامہ عبد الرؤف مناوى رحمہ اللہ نے بھی النموذج اللبيب کی شرح میں اسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں: علم الدین عراقی رحمہ اللہ کا یہ قول پسندیدہ نہیں ہے بلکہ چاہیے تو تھا کہ یوں کہا جاتا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے افضل ہیں اور خلفائے اربعہ، رسول

اللہ ﷺ کی بارگاہ سے خزانہ علوم جمع کرنے، دین کی مدد کرنے، اسلام کے مینار بلند کرنے اور تقویت اسلام کے لیے اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے افضل ہیں۔ جیسا کہ علامہ نقاش زانی کا اپنی کتاب مقاصد میں یہ کلام اس پر دلالت بالصراحت کر رہا ہے۔ آپ نے خلفاء اربعہؓ کے نبی کریم ﷺ کے بعد جمیع امت سے اپنی ترتیب خلافت کے مطابق افضل ہونے کا اثبات کرنے کے بعد فرمایا۔ ان کے بعد ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (علامہ مناویؒ کا کلام ختم ہوا۔)

و جواب عنه ایضاً العلامة محمد الزرقانی فی شرحه علی المواهب الدنیة بما حاصلہ ان ما ذکرہ علم الدین العراقي فان اراد تفضیل فاطمة و ابراهیم من حیث البضعة فتحمل انکان الخلفاء الاربعة افضل من حیث لعلوم الكثيرة و كثرة المعارف و نصر الدین و الامة انتہی کلام الزرقانی

علامہ محمد زرقانی رحمہ اللہ نے اپنی شرح مواهب الدنیہ میں اس کا جواب دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو علامہ علم الدین عراقی رحمہ اللہ نے سیدہ فاطمہؓ اور حضرت ابراہیمؓ کی افضلیت اس حیثیت سے مراد لی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا حصہ ہیں تب تو یہ متحمل رہے۔ اگرچہ کہ علوم کثیرہ، کثرت معارف (دین کے اسرار و رموز کی کثرت سے معرفت) اور دین و امت کی مدد و نصرت کی وجہ سے خلفائے اربعہؓ ہی افضل ہیں۔ (علامہ زرقانیؒ کا کلام ختم ہوا۔)

فحاصل کلامہم ان الخلفاء الاربعة افضل من فاطمة و یضحا ابراهیم و الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم من حیث الفضل الکلی بمعنی اکثریۃ الثواب عند اللہ تعالیٰ الذی سببہ جمع العلوم الكثيرة و كثرة المعارف و نصرۃ الدین و رفع منار الاسلام و قتل الاعداء و المحاربین و انفاق الاموال فی سبیل اللہ الحق المبین و السابقة فی الشرف بالاسلام و طول الملازمة فی صحبته علیہ الصلوۃ والسلام و الحضور معہ فی مشاہدۃ العظام و اسفارة و مغاربه الکرام

وہم افضل من الخلفاء الاربعۃ من حیث الفضل الجزئی و هو شرف الجزئیۃ و البضعیۃ للرسول ﷺ و کرامۃ نسبتہم العظیم و المتنازع فیہ ہو القسم الاول دون الثانی و ایضاً لو کان المراد من قول الامام مالک و علم الدین العراقی تفضیل اهل البضعۃ علی غیرہم فضلاً کلیاً للزم ان یکون کل من کان من ذریئہ ﷺ الی الآن و لو کان شریحاً من اللخیر مرتکباً للزنا و سائر اسباب الفسوق کلہا افضل من الخلفاء الثلاثۃ بل و من علی رضی اللہ عنہ فضلاً کلیاً و هذا باطل بالاجماع و بالاحادیث التی اودناہا فی ہذہ الفائدہ و بالاحادیث الکثیرۃ التی قدمناہا اوائل ہذا المختصر فی ضمن القسمین المذکورین ہناک و هو تعالیٰ اعلم بحقائق الامور و العالم لخصیات الصدور۔

مصنف فرماتے ہیں ان سب علماء کے جواب کا خلاصہ یہ نکلا کہ خلفاء اربعہ سیدہ فاطمہؑ اور ان کے بھائی حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حسینؑ کریمینؑ سے فضیلت کلی کے ساتھ افضل ہیں۔ مطلب یہ کہ اللہ کے نزدیک ان کا ثواب زیادہ ہے اور اس کا سبب علوم کثیرہ اور کثرت معارف کا حصول، دین کی مدد، اسلام کے منارے بلند کرنا، دشمنوں کو قتل کرنا، راہ خدا میں مال خرچ کرنا اور اسلام قبول کرنے میں سبقت کا شرف پانا، رسول اللہ ﷺ کی بہت صحبت پانا، آپ ﷺ کی اعلیٰ مرتبت سفر و حضر اور جنگ و جہاد میں آپ ﷺ کے ساتھ رہنا ہے۔ اور جو اولاد رسول اللہ ﷺ ان سے افضل ہیں تو فضیلت جزئی یعنی رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا حصہ ہونے اور اپنے عظیم و کریم نسب ہونے کی بنا پر ہے۔ اور اسمیں تو کوئی اختلاف ہی نہیں۔ اختلاف تو پہلی صورت میں ہے۔ (جس کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔) ویسے بھی اگر امام مالکؒ اور امام علم الدین عراقیؒ کا قول اس معنی میں ہے کہ جن کو رسول اللہ ﷺ کے جزء جسم ہونے کا شرف حاصل ہے، وہ بقیہ سے سب پر کلی طور پر افضل ہیں۔ تو اس سے لازم آئے گا کہ آج تک رسول اللہ ﷺ کے اولاد میں جتنے بھی اجزاء ہوئے ہیں، خواہ وہ دائمی شرابی، زنا

اور تمام گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہوں وہ سب کے سب خلفائے ثلاثہ بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بھی کلی طور پر افضل ہوں۔ حالانکہ یہ قول اجماع امت اور اس فائدے میں مذکورہ احادیث، اسی طرح رسالے کی دونوں قسموں میں بیان کی گئی احادیث کثیرہ کی وجہ سے بالکل باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی امور کی حقیقتوں اور دلوں میں چھپی باتوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔!

تنبيه في ان الحسن افضل من الحسين رضي الله تعالى عنهما او بالعكس او هما متساويان قلت قد سبق انفا من قول الحسين رضي الله عنه و اخي خير مني فهو بطاهرة يقتضي ترجيح حسن علي الحسين رضي الله عنه و قال العلامة العارف بالله و قدوة السالكين الشيخ احمد السرهندي نفعنا الله تعالى ببركاته في المكتوب السابع والستين من مكاتيب المجلد الثاني مالفظة و حضرت امام حسن افضل امت از حضرت امام حسين رضي الله تعالى عنهما انتهی و الحمد لله سبحانه و تعالى على الختام والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد الانام و على اله العظام و صحبه البررة الكرام ما شرق شارق و هطل غمام ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم و صلى الله على خير خلقه و نور

! علامہ نجمانی فرماتے ہیں "امت محمدیہ کا سوا داعظم (اہل سنت و جماعت) عہد صحابہ سے لے کر آج تک اس مسئلہ پر متفق ہے کہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ یہ ایسا اتفاق اور اجماع ہے جو مجرد خواہش نفس سے ممکن نہیں کیونکہ ساری امت کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ کوئی مخصوص خونی رشتہ نہیں جیسا کہ اس کی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ رشتہ داری نہیں اس کے باوجود امت نے انہیں دیگر صحابہ پر اسباب تفصیل کی وجہ سے فضیلت دی اسی طرح امت نے حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر تقدیم دی اگرچہ شیخین کی تفصیل کے اسباب حضرت عثمانؓ کی تفصیل سے زیادہ ظاہر اور واضح ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم پر سلف صالح کی اتباع لازم ہے کیونکہ ہمیں ان کی دینی قوت علیٰ معصرت و شدت ورع (تقویٰ) اور عظیم معرفت اور غیر جانب داری کا کامل یقین ہے اگر وہ جانب داری سے کام لیتے تو حضرت علیؓ کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری اور قربت کی وجہ سے ان کو ترجیح دیتے" (الاسالیب البدیعیہ ص 159)

عشریہ نبینا محمد و آلہ و اصحابہ و التابعین الی یوم الدین و بارک وسلم
برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تمت بالخیر والسلام

تنبیہ:

ایک مسئلہ یہ ہے کہ حسین کریمینؑ میں سے کون دوسروں سے افضل ہیں۔ آیا حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ سے افضل ہیں یا اس کے برعکس صورت ہے یادو نوں ہی مساوی ہیں۔

جواب:

تو میں کہتا ہوں کہ ابھی چند صفحات سے قبل حضرت امام حسینؑ کا یہ فرمان گزرا کہ میرے بھائی حسنؑ مجھ سے افضل ہیں۔ اس فرمان کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ حضرت حسنؑ کو حضرت حسینؑ پر ترجیح دی جائے۔ یہی بات عارف باللہ قدوۃ السالکین علامہ شیخ احمد سرہندی انفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہ نے اپنے مکتوبات کی دوسری جلد مکتوب نمبر ۶۷ میں بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ سے افضل ہیں۔ انتہی!۔

!۔ حضرت امام حسن بن علیؑ کا عقیدہ الفضلیت :-

قال (امام شعبی) ادرکت خمس مائة من أصحاب النبی ﷺ کلهم یقولون ابو بکر و عمر و عثمان و علی۔ (معجم ابن القری، رقم ۳۰۵)

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی اور تمام صحابہ کرام کہتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ، (پھر) اور حضرت عمرؓ اور (پھر) حضرت عثمانؓ اور (پھر) حضرت علیؓ۔ اور یہ بات اہم ہے کہ امام شعبیؒ کے استادوں میں حضرت حسن بن علیؑ بھی ہیں۔ (تہذیب الکمال، رقم ۳۰۳۲)

لہذا معلوم ہوا کہ امام حسن بن علیؑ کا اپنا عقیدہ فضلیت نہیں لگا ہی تھا۔

اختتام رسالہ پر تمام حمدیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اور جب تک سورج کی کرنیں چمکتی رہیں اور بارش کی دھاریں برستی رہیں تب تک۔ ہم سب امتیوں کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی باعزت آل اور آپ کے نیک امت اصحاب پر درود و سلام نازل ہوتی رہیں۔ اور نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی قوت و بلندی و عظمت کی حقیقت اللہ ہی کی مدد سے ممکن ہے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ و نور عرشہ نبینا محمد و آلہ و اصحابہ و التابعین الی
یوم الدین و بارک و سلم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ تمت بالخیر۔

الحمد للہ کہ ترجمہ کتاب ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات کو بعد نماز عشاء شروع ہوا۔ باوجود دیگر
مشاغل کے آج ۹ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ شب منگل بوقت ۱۰:۴۱ پر پایہ تکمیل کو پہنچ چکا۔



صحیح ابن حبان

تالیف

للإمام أبي حاتم محمد بن حبان الخرمي
المتوفى ٢٥٤ هـ

7 جلدیں

مترجم

ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

Rs.7500/=

صحیح ابن خزيمة

المستقى

المختصر المختصر من المسند الصحيح عن النبي ﷺ

تأليف

إمام الأئمة أبي بكر محمد بن إسماعيل بن عزيمة إسماعيل النيسابوري

ولد سنة ٢٢٢ هـ وتوفي سنة ٣١١ هـ

رحمہ اللہ

3 جلدیں

ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

Rs.2800/=



پروفیسر ڈاکٹر غفران سہیل
آزمائش ۵۵۵

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروکسیو بکس

مذکورہ کتاب کے لیے ہزاروں روپے سے زائد اخراجات کر کے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا گیا۔ یہ کتاب
سے کہیں زیادہ زیادتی کے لیے لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے لیے ہے۔

مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

جلد 8

حکیم الامت

مفتی احمد یار خان نعیمی

Rs.400/- ہدیہ کی جلد Rs.3200/=

لُطْفُ الْمَنَانِ

تَعْظِيمُ سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجَانِ

المعروف

تَعْظِيمُ مُصْطَفَى صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جلد 1

مفتی محمد رفیع الدین
مفتی محمد رفیع الدین
مفتی محمد رفیع الدین

Rs.1000/=

شرح کشف المحجوب (اُردو)

تصنیف

حضرت سید علی بن عثمان الجوزی

الذہبی والناجیح بن النبی

ترجمہ

حضرت مفتی سید غلام امین الدین نعیمی

جلد 1

تحقیق و شرح

عبدالمجید محمد ناصر الدین ناصر الدین

Rs.1200/= علی Rs.1600/=

کلیاتِ اقبال

اُردو

بال گنگ ذرا ، بال جبریل

ضرب کلیم ، آوازِ حجاز

۱۹۹۳ ۱۹۹۳

ڈاکٹر عبدالمجید اقبال

۱۹۹۳

جلد 1

مفتی محمد رفیع الدین
مفتی محمد رفیع الدین
مفتی محمد رفیع الدین

Rs.1600/= علی Rs.1200/=



پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع الدین
آرٹھو پائیرٹس

پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع الدین

فون 042-37124354 ٹیکس 042-37352795

مقاماتِ نظری

احیاءِ ملفوظات وکتوبات
حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید

جلد اول ۱۱۹۵ھ
جلد دوم ۱۲۰۰ھ

تالیف:

حضرت شاہ غلام علی راجوی

تحقیق و تطبیق وترجمہ

محمد اقبال مجذبی

جلد 1

Rs.1200/=

تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان

جلد 2

عظیم پاکستان ہند کے علماء و مشائخ سلسلہ چوتھی
قادر یہ شطاریہ و مہرودیہ کے تحقیقی حالات

جلد اول

سلسلہ پشندیہ اور اہل علاقائی علماء و طوفیہ کے حالات
تالیف

جلد دوم

محمد اقبال مجذبی

Rs.2000/=

سلسلہ مطبوعات دارالعلوم رضویہ - ۳

احوال و آثار

عبد اللہ خوشگی قصوی

بچہ

عبد شہید بیانی و عالیہ کے ایک کثیر الاقسامیہ عالم شاعر، مؤرخ
اور تذکرہ نویس کے حالات زندگی اور علمی کمالات کا مفصل مابذ

تالیف

محمد اقبال مجذبی

جلد 1

Rs.400/=

حَدِثِ قَلْبِہٖ وَلِیَّا

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

تالیف

مفتی غلام سرور لاہوری

السنی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء

جلد 1

تحقیق و تطبیق

محمد اقبال مجذبی

Rs.495/=



پروفیسر پروکسٹن بکسٹن
لاہور

پروفیسر پروکسٹن بکسٹن

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

شرح قصیدہ (خرپتی)

جلد 1

تالیف

العلامہ عمر بن احمد الخزلی

منتخب

شاہ محمد چشتی

Rs.1000/=

شرح قصیدہ (لللباجوی)

جلد 1

تالیف

شرح شیخ الاسلام
الشیخ ابراہیم الباجوی

منتخب

حافظ حامد حسین القادری الشازلی

Rs.700/=



ایڈسٹریٹ، فرنی سٹریٹ
آدم بازار، لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگرسو بکس

کتاب اللہ کے بعد دوسری صحیح ترین کتاب کا اردو ترجمہ

الشجرۃ الصریحۃ لأمازیث الجامع الصریح

جلد 1

صحیح بخاری

تالیف

الإمام ربیع الدین أبی العباس أحمد بن عبد اللطیف الزبیدی

(ت 54۸ھ / ۱۱۵۴ء)

مترجم

علامہ الشجرۃ محمد ناصر الدین ناصر الدین عطاری

Rs. 1250/=

کتاب اللہ کے بعد دوسری صحیح ترین کتاب کا اردو ترجمہ

جلد 1

صحیح مسلم

تالیف

امام ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

مترجم

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمہ اللہ

مترجم

علامہ الشجرۃ محمد ناصر الدین ناصر الدین عطاری

Rs. 1250/=



پوسٹ مارکیٹ، غزنو سٹریٹ

اردو بازار، لاہور

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروکسٹو بکس

فقہ اعظم کے احوال و آثار کے بارے میں تحقیقی حوالے کے علاوہ ایک جامع تصنیف

الافتاء

فتاویٰ ثلاثہ الفقہاء

جلد 1

فقہ اعظم

تصنیف

امام تاج العارف ابو عمر یوسف بن عبد البر اندلسی

ترجمہ و تہذیب

ابو العلاء محمد بن عبد البر اندلسی

شیخ عبد القادر البوعنصر

Rs.900/=

امام اعظم کی 15 مسانید کا جامع نسخہ دیا ہے جس کی تفصیلی فہرست کے ساتھ

جامع المسانید

للخوارزمی

مسانید الامام الاعظم

جلد 2

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت فارسی

ترجمہ

ابو العلاء محمد بن عبد البر اندلسی

ابو العلاء محمد بن عبد البر اندلسی

لقد افاضہ معالیہ و بارکک علیا و علیا

Rs.2800/=

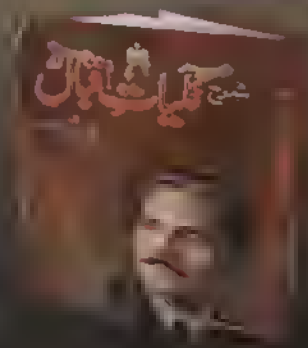
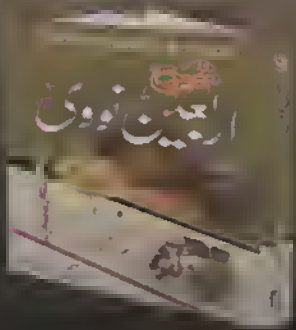
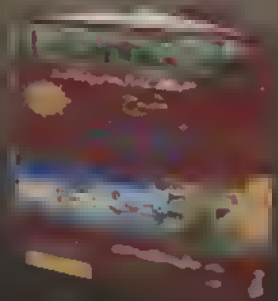
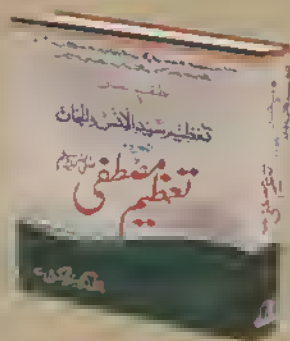
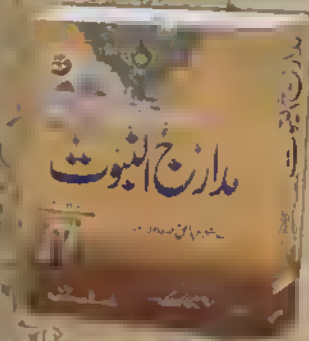


پوسٹ مارکیٹ - غازی پور
اردو بازار - لاہور

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروگریسو بکس

ہمارے ادارے کی دیگر مطبوعات
دلکش طباعت تحقیقی اور منفرد موضوعات معیار اور جدت کی علامت



بوسٹ مارکیٹ، عرفی سٹریٹ
ایم بی آر ۱۰ لاہور

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروگریسو بکس